UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232719
UNIVERSAL
LIBRARY

کلیات میر تقی

۶

اس مجموعہ میں ساتوں دیوان اور مثنویات شعلۂ شوق و دریای عشق

و صید نامہ و بیان کہ خدائی نواب آصف الدولہ و مثنوی در بیان مرغبازان

و ہولی و ساقی نامہ و مثنوی معاملات عشق و اثر در نامہ و مثنوی تنبیہ الجہال و مثنوی

در ہجو نااہل و مثنوی ہجو عاقل و مثنوی در ہجو خانۂ خود بسبب شدت بارش و مثنوی

در تعریف سگ گربہ بجانۂ فقیر و مثنوی در مذمت باران و مثنوی در ہجو اکول و مرثیہ خسرو

و مثنوی جوش عشق و مثنوی اعجاز عشق و مثنوی خواب و خیال وغیرہ درج ہیں

بار دوم

ماہ مارچ سنہ ۱۸۷۴ عیسوی

مطبع نامی منشی نول کشور میں بمقام لکھنؤ طبع ہوا

به عون صناع مکین و مکاد فضل خلاق زمین

ساتوان دیوان فصاحت نشان بلاغت عنوان مشتمل مضامین و محاورات بی نظیر اعنی

کلیات ناسخ

من کلام بلبل دستان سرای گلشن هند مسمی بمیرزا محمد رشید صاحب تخلص بناسخ

مرتب ناسخ

کشور بطبع بین مرتبع اوا
بطبع بین مرتبع اوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد در منقبت وغیرہ

جب سے خورشید ہوا ہر چمن افروز حمل
رنگ گل جھلکی ہی ہر پات ہری کی اوجھل

وقت وہ ہی کہ زبس شوق سی چشم بلبل
خوئی دلکش گل دیکھی کو ہوا حول

جوش گل یہ ہی جہانتک کہ ری ہی کام نظر
لالہ و نرگس و گل سی ہین بھری دشت و جبل

لطف رویدگی مت پوچھ کہ مین شبھی ہون
سبزہ غلطان ہی لب جو یہ کہ خاب مخمل

چشم رکھتا ہی تو چل فیض ہو اکو تک دیکھ
نرگس وگتی ہی جہان بوئی تھی ہتھان نے بصل

سیر کر تازگی و خرمی و شادابی
خشک بھی شاخ نی اب سبز نکالی کونپل

خون خمیازہ کش عاشقی و نیچہ گل
دونون نکلی ہین تہ خاک سی اب دست بغل

بہت ہر زہ خواں ہیگا اے میر تو بھی | وظیفہ ترا کیا یہہ ذکر بتاں ہے
جو مر کو ز خاطر ہی او سیہ رو ہی آجا | فراغت کا عرصہ یہی یک زماں ہے
سن اے ہمنشین شخص غائب کی خاطر | یہ مطلع کہ مطلب سے جو تو امان ہے

مطلع ثالث

قلم چل ابھی چلتی تیری زبان ہے | کہ یہہ بات کہنے کی فرصت کہاں ہے
ولیکن تجاوز نہو ہی ادب سے | کہ ممدوح اب شاہ ہندوستان ہے
دماغ اب نہیں ہی جو تو کہے | کہ کل رات ہی اور یہہ داستان ہے
بھٹی تیری کیجیے یہہ دل چاہتا ہے | ترے شکر نعمت میں قاصر زبان ہے
ترا عہد یکسر خوشی ہی جو ہی سب | گنہگار رسا یک غم جو شان ہے
تری یاں ہی سب راستی و درستی | مگر ما صدق بیچ کا یہہ خاندان ہے
زیارت کیی صدق آتا ہی جسکی | ترا جبہہ را استان آستان ہے
لکھی کیا شہا کوئی ہمت کو تیری | جہان صبح اس خوان پر یہہ مہمان ہے
زیادہ ہو یہہ وسعت رزق تیری | کہ مشرق ہی تا غرب سرتا رخوان ہے
کری ہمسری کیا وہ خورشید اوپر | فلک پاس کیا ہی یہی ایک نان ہے
تری ہاتھہ کی رزیش جود آگے | خجالت سے یہہ ابر قطرہ زنان ہے

مطلع رابع

قطعہ

۱۱ مخمات سیہ

جو میدان مین جنگ کی ہو یہ اشہب — تو گھوڑا نہ کہیو کہ پیل دمان ہے
لگی گر کہین ٹاپ طبق زمین پہ — فلک صدمہ سے آنسو سے لامکان ہے
دعا پر کرون ختم اب یہ قصیدہ — کہان تک کہون تو چنین ہی چنان ہے
رہے وقت ایسا ہی روز جزا تک — کہ جو دوست تیرا ہو تو شادمان ہے
تری عمر ہو میری طول امل سے — کرم کا سا سر رشتہ اک تیری ہان ہے

قصیدہ در مدح آصف الدولہ بہادر

رات کو مطلق نہ تھی یان جی کو تاب — آشنا ہوتا نہ تھا آنکھو نسی خواب
ہوتا تھا سوز غم سے آگ مین — دل جگر سکتہ تھے دونون جوان کباب
ہر زمان تھی ساتھ اپنی گفتگو — کیا کرون شبہا ور مین دونون خراب
تھام کر شیوا بدونا دا تھہ گو — بیٹھے بیٹھے کھینچتے کب تک عذاب
جائے کسکے در اوپر کون ہے — لیے کس سے کون مانگا ہے یا ب
اے جوانی ہے پھیر کر پیری تلک — امتحان مین آگئی سب شیخ و شاب
ناگہان مجھ پر لگا کہنے سروش — رکھذر سہ لطف کی کر کر خطاب
ہے کریم اب بھی وزیر ابن وزیر — آصف الدولہ فلک جاہ و جناب
آسمان زمینہ ہے جس کا آستان — ناز کر طالع پہ جو ہو بار یاب

گرد اس لشکر کی گر ہو دی بلند | پھر زمین و آسمان مین ہی حجاب
جاد ی دشمن جون سگ پا سوختہ | وقت گرگ و میش ای منہ پر نقاب
داوری ہو منصفی سن دلبران | چھوڑ دین عشاق پر کر ناعتاب
رفع بدعت چاہی تو پھر کیا مجال | اٹھہ سکی جو نغمۂ چنگ و رباب
منع می ہو دی تو پھر قدرت ہی کیا | جو گلی سی شیشی کی اوتری شراب
بحر کیا ہی جو کری تہ سی سوال | کوہ بزدی حلم کا کیا دی جواب
خوبیان ہین خوبیان سر تا قدم | تب کیا صانع نی تجکو انتخاب
لطف طبع صاحب مجلس کہون | یا نکہون پاکیزہ اس صحبت کا داب
نکلی مستعمل نہایت در نہ شب | چاندنی کی جای بچھتی ماہتاب
گر نہو ممدوح علم ظاہری | پر نہین ہوتی ہی بھیہ را ی صواب
جو کہے تو چاہیے وہ لکھہ رکھین | حرف ہر یک تیری منہ کا ہی کتاب
کر دعا پر میر اب ختم سخن | تو کہے جو کچھہ کری حق مستجاب
زیر دست اسکی رہین گردن کشان | تا قیامت وہ رہی مالک رقاب
دوست اسکی جوش زن جیسی محیط | خاک بر سر مدعی جیسی سراب

قصائد تمام شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تھا مستعار حسن سے اوسکے جو نور تھا
خورشید مین بھی اوسی کا ذرہ ظہور تھا

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا

پہنچا جو آپ کو تو مین پہونچا خدا کے تئین
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی مین تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

مجلس مین رات ایک تری پرتو سے بیخبر
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بیحضور تھا

منعم کے پاس قاصر و سنجاب تھا تو کیا
اوس رند کی بھی رات گذر گئی جو عور تھا

ہم خاکسار یک تو ولی لیکن اے سپہر
اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

جشم طمع کو سی دیا تو کہ جیتے جی
سرمہ ہوی ہین بسکہ الم سی مری عظام

اسی طبع اتنی ہزرہ درائی جرس کی طرز
اس گفتگو کا فائدہ کہہ حاصل کلام

یعنی امیر شاہ نجف کی صفت پر آ
وہ شاہ جس پہ ساری کمالات ہین تمام

وہ شاہ ہی کہ بعد نبی کی وہی ہی پھر
وہ شاہ ہی کہ حق ہی وہی اولین امام

گرچہ ہی دل گرفت جہان مین نہو کوئی
کردی یہ تنگ غنچۂ پیکان کو تبسام

ورنہ شگفتگی پہ بلائی عظیم ہی
چھوڑی ہی نہ زخم سینۂ عاشق تک التیام

مطلع ثانی

شاہا تری گدا کا ہی مشہور احتشام
شاہان سرفراز سب اوسکی ہین پی بنام

قطعہ

ہوا سپ پر سوار کری عزم جنگ اگر
میدان کارزار مین ادنی ترا غلام

چولان کری جدہر کو رہی اوسطرف زمین خاک
اوڑجای خاک اودہر کی جدہر کو پھیری لگام

پامال اسقدر ہون کہ معلوم بھی نہون
افراسیاب کون ہی رستم ہی یان کدام

قطعہ

شمشیر اسکی خرمن اعدا کی ہی جو برق
آوی گر اسکی ہاتھ مین یک لحظہ بہ نیام

ہل جای اور ملک صف اعدا کی اور کہ
ہر سر مین پھیر تو مد نظر تک بدن تمام

یعنی کہ دیکھون حضرت دہلی کی جانواح | معلوم ہی سوا ہی تری حاصل کلام
ہرگز نہو حلال عدو پر تری خوشی | ہووی تمام تیرے محبون پہ غم حرام

قصیدہ در مدح امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

فلک کی جور و جفا نے کیا ہی مجکو شکار | ہزار کوس پہ ہی جا ی اک تپیدن زار
خراب کوہ و بیابان بیکسی عون مین | برنگ صورت جرس ہر طرف ہی میرا گذار
بغیر خوردن خون کب تھا ٹوٹتی ہی | سوا ی گریۂ صہبا اب کھان ہی آب خمار
لگین تن داغ سو کیون نہ پھکے میری سینہ پر | نمک نہین نظر آتا بجز رخ دلدار
سودہ بھی دیکھنا ملتا نہین ہی گھر بیٹھے | اگر ہون ہند مین رسوا ی کوچہ و بازار
سوا ی نالۂ جان سوز کون ہی دلسوز | بغیر آہ سحرگاہ کون ہے غمخوار
جنون مین جب سی خوش آیا لباس عریانی | نہین ہی دامن صحرا مین تب سی مجکو قرار
ہمیشہ ساتھ ہی دامن سوار کون کی | مگر کہ خاک و فا سی بنا ہی میرا غبار
عجب ہی مجکو جو تو دیکھنی نہین آتا | رہا ہون ایک تری ٹکٹکی لون کا مین بیمار
ہوا ہون چرخ فلک سی نبیٹ ہی زار و نزار | پہونچیو یا خلف الصدق حیدر کرار
شہا غلام کو تیری ہی زور بازو سی | کہ وقت جنگ جو لیکر کمان کو ہووی سوار

نسرد مصری شیرین بکینهٔ خسرو | بگرم جوشی فرهاد و سختئ کهسار
بعشق دیر بطوف حرم بسعی تمام | بلوح مشهد عاشق بسوز شمع مزار
بآب و رنگ گلستان به بیکسی اسیر | که اسکو کنج قفس هی رهی هر بادبهار
بساغر مے گلگون به توبه سنگین | بدلنوازی ساقی بابر دریا بار
بدستگیری چاک و به بیقراری جیب | بسینه کاوی دشنه بزخم دامن دار
بحیرت رخ جانان بچشم وا مانده | بسعی باطل تا خن بقدهٔ دل کار
به تلقل و به سبو و بلغزش بردم | به مستئ مئ ناب و بخاطر هشیار
به پیچ گوئی بیتابی و به بے خوابی | بکم زبانی صبر و بدیدهٔ بیدار
بدیر و برهمن و کفر و باصنم گوئی | بشیخ و مسجد و تسبیح و رشتهٔ زنار
بسیل خانه خراب و بوادی مجنون | بجگر گه جرگه غزالان بدیدهٔ خونبار
بجوشه خوشه سر شک و بدار بست مژه | بقطره قطره شراب و بجام دست یار
بضعف جسم نزار و بطاقت سرکش | بجان عاشق مسکین که یار پرهیزگار
بخاک عاشق بیخان و مان که باد صبا | نهین دکھاتی اسے بعد مرگ کوچهٔ یار
باضطراب چراغ و بدستمنی نسیم | بخاطر دل آخر آوس سے هی بیزار
بدور گردی رنگ قبول و یاس دعا | باعتراز اجابت بخلقهٔ اذکار

قصیدہ

۹ صفحات میں

چو بیچونی تباہت نوزده و فغان سے
کہ ہی ہاتھ میں دامن اسمان سے

کوئی آج کے سے فلک مدعی کیا
ہمیشہ سے حال پر مہربان سے
کدورت بتان کیا کروں میں کہے تو
یہ دل گرد کلفت کا ایک کاروان ہے
جو روتا بھی ہو میں غبار دلی سے
تو آنسو کا سیلاب ریگ روان سے
جو دل میں ہی آتا ہے کہتی ہین بھی وہ
زبان میری دلی کی ترجمان سے

عجب مخمصے میں ہون جو فلک سے
اگر انجام خوان آرائش کی تیرون کا
مقلوک ایسے کو مہمان بلانا
اس قول کا رنگ دیکھ کر ہی
او سے قصد ایک مرد ناتمام سے
جو دیکھن ہے میرے ہونٹ بھی
پکاری خود ہوئی میرا گمان ہے

تو مر جائیگا یون تو رکتی ہی رہتے — کہ اندوہ و غم آفت ناتہان ہے
غزل لطف کر میر صاحب کی کوئی — کہ اونکی زبان بیچ سحر بیان ہے
کہا مین نے مطلع غزل کا یہ سنکر — کہ ہر طرف سے جسکی لو ہو روان ہے

مطلع ثانی

تری ہاتھ جبتک کہ تیر و کمان ہے — شکار زبون کی بھی خاطر نشان ہے
کہے آنکھ شکل مثالی ہون انکی — مرا جسم اس لطف سے ناتوان ہے
تری اور ای سادہ رو بعد میرے — مرا نامہ نوشتہ ہر استخوان ہے
نہ پوچھہ اس طلسمات عالم کی صنعت — کہ اس آشکارا مین کیا کیا نہان ہے
خوشا مرگ بلبل کہ سائے مین گل کی — کہین مشت پر ہی کہین آشیان ہے
لگی ہے نہ اب عطر وان اسکی منہ کو — نہ اس بوئے خوش ساتھہ گل کا دہان ہے
غرور و خرابات چل شیخ دیکھین — جو تو رسا بچہ در سو پیر مغان ہے
نکہہ خانوادی تھی یان کیسی کیسے — خرابی ہی جب تلک یہ جہان ہے
دم امتحان سیر ہم کیا کرین گے — ہماری گرہ مین تو اک نیم جان ہے
چل اے طبع مشتاق وصف بتان پر — کہ غم انکا دل مین مری بیکران ہے
یہی شغل ہین خوب میش فقیران — کہ ذکر خدا ہے کہ وصف بتان ہے

اسکا منہ دیکھہ رہا ہون سو وہی دیکھون ہون	نقش کا سا ہی سما میری بھی حیرانی کا

بت پرستی کو تو اسلام نہین کہتے ہین
معتقد کون ہی میر ایسی مسلمانی کا

جامہ مستی عشق اپنا اگر کم گھیرا تھا	دامن ترکا مری دریا ہی کا سا پھیرا تھا
دیر مین کعبی گیا مین خانقہ سی ایکبار	راہ سی میخانی کی اوس راہ مین کچھہ پھیرا تھا

بلبلون نی کیا گل افشان میر کا مرقد کیا
دور سی آیا نظر تو پھولونکا اک ڈھیر تھا

اس عہد مین الہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اونن نی مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدہ دیدار مر چلے	آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا
کہتا تھا ظلم آہ بھلا مرگ کی تئین	کچھہ پیش آیا واقعہ رحمت کو کیا ہوا
اٹکی گئی پر ایسی گئے دل سی ہمنشین	معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا
بخشش نی مجکو ابر کرم کا کیا خجل	اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف	اے کشتہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

بھی صعب عاشقی کی ہدایت ہی میر پر
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

کام ہوی مین سا کے صنائع سے ساعت مکا ہی ہی
استغنا کی چوگنی اون نے جون جون نیاز برا مد کیا

ایسی ہوی رم خوردہ کی وحشت کہو ل ہی ہی
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے مجکو رام کیا

میر کے دین مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا
جمال یار نے منہ اوسکا خوب لال کیا

فلک نے آہ تری رہ مین ہمکو پیدا کر
برنگ سبزۂ نورستہ پامال کیا

رہی تھی دم کی کشاکش گلے مین کچھ باقی
سو اوسکی تیغ نے جھگڑا ہی فیصل کیا

مری ہی آنکھین نہین کھلتین ضعف سے ہمدم
نہ کہہ کہ نیند مین ہی تو یہ کیا خیال کیا

بہار رفتہ پھر آئی تری تماشے کو
چمن کو مین قدم نے تری نہال کیا

جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہی ورقہ لف
کسو نے حشر کو ہمسے اگر سوال کیا

لگا نہ دل کو کہین کیا سنا نہین تو نے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

دیکھے گا جو تجھہ رو کو سو حیران رہے گا
وابستہ تری سو کا پریشان رہے گا

وعدہ تو کیا اوس سے دم صبح کا لیکن
او سدم تئین مجھہ مین اگر جان رہے گا

منعم نے بنا ظلم کی رکھہ گھر تو بنا یا
پر آپ کو اُس رات ہی مہمان رہے گا

اس رنگ سے جھمکے ہے پلک پر کہ کہو تو
ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا

کل سیر کیا ہمنے سمندر کو بھی جا کر
تھا دست نگر پنجۂ مژگان تری کا

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہ شیشہ گری کا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

منہ تکا ہی کرے ہے جس تس کا
حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

تھے برے مغبچوں کے تیور لیک
شیخ میخانے سے بھلا کھسکا

داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب
ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا

بحر کم ظرف ہے بسان حباب
کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا

فیض ابر چشم تر سے اوٹھا
آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کس کو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

وہ اک روش سے کھولے ہوئے بال ہو گیا
سنبل چمن کا مفت میں پامال ہو گیا

اولجھا وہ کیا جو ہمیں اسکی عشق میں
دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

ناآبلد ہو کوہ عشق مین پہنچو تو کہین ۔۔۔ ہمرہ خضر کو یان کہتے ہین گمراہ سنا
کوئی ان طور دن سے گذرے ہے تو تیرے غم مین ۔۔۔ آگاہ تو نے نہ سنا حال مرا گاہ سنا

خواب غفلت مین ہین یان سب تو عبث جاگا میر
بے خبر دیکھا اونہین مین جنہین آگاہ سنا

جب جنون سے ہمین تھا سابقہ ۔۔۔ اپنی زنجیر پا ہی کا غل تھا
بستر اتھا چمن مین جون بلبل ۔۔۔ نالہ سرمایۂ توکل تھا
یک نگہ کو وفا نہ کی گویا ۔۔۔ موسم گل صفیر بلبل تھا
اون نے پہچان کر ہمین مارا ۔۔۔ منہ نکرنا ادہر تجاہل تھا
شہر مین جو نظر پڑا اوسکا ۔۔۔ کشتۂ ناز یا تغافل تھا
اب تو دل کو نہ تاب ہے نہ قرار ۔۔۔ یاد ایام جب تحمل تھا
جا پھسا دام زلف مین آخر ۔۔۔ دل نہایت ہی بے تامل تھا
یون گئی عمر قد کی خم ہو کے جیسے ۔۔۔ عمر ایک رہرو سر پل تھا

خوب دریافت جو کیا ہمنے
وقت خوش میر نکہت گل تھا

آگے جمال یار کے معزور ہو گیا ۔۔۔ گل اک چمن مین دیدۂ بے نور ہو گیا

تھی عشق کی وہ ابتدا جو موج سی اوٹھتی کبھو
آب دیدۂ تر کو جو تم دیکھو تو ہی گرداب سا

بھبکی جو ہم مست آگئی سو یار مسجد سی اوٹھا
واعظ کو ماری خوف کی کل لگ گیا جلاب سا

رکھہ ہاتھہ دل پہ میر کے دریافت کر کیا حال ہی
رہتا ہی اکثر یہ جوان کچھ اندنون بیتاب سا

مر رہتے ہی جو گل بن تو سارا یہ خلل جاتا
نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا

پیدا ہی کہ نہان تھی آتش نفسی میری
مین ضبط نکرتا تو سب شہر جل جاتا

مین گریۂ خونی کو روکی ہی رہا ورنہ
یک دم مین بانی کا یان رنگ بدل جاتا

بن پوچھے کرم سی وہ جو بخشش ندیتا تو
پرسش مین ہماری ہی ان حشر کا دل جاتا

استادہ جہانین تھا میدان محبت مین
وان رستم اگر آتا تو دیکھہ کی ٹل جاتا

وہ سیر کا وادی کی مائل نہوا ورنہ
آنکھونکو غزالون کی پاؤن تلے مل جاتا

بیتاب جو توان یون مین کاہیکو تلف ہوتا
یا قوتی تری لب کی ملتی تو سنبھل جاتا

اوس سیم بدن کو تھی کتب و تعب اتنی
وہ چاندنی مین شب کی ہوتا تو پگھل جاتا

مارا گیا تب گذرا بوسی سی تری لب کے
کیا میر بھی لڑکا تھا بات تو نہین بہل جاتا

سنیو جب وہ کبھو سوار ہوا
تا بروح الامین شکار ہوا

آخر کو مر گیا مین اوسکی ہی جستجو مین
جی کی مین بھی کھویا لیکن وہی نہ پایا

لگتی نہین کسی سے ہرگز طبیب حیران
اک روگ مین پھنسایا جی کو کھان لگایا

کھ ہیچ اوسکی منھ کو جی مین دُر اسیان تھے
بارے وہ شوخ اپنی خاطر مین کچھ نہ لایا

ہونا تھا مجلس آرا گر غیر کا تجھے تو
مانند شمع محبوکا ہی کو تئین جلایا

تھی یہ کہان کی یاری آئینہ رو کہ تو نے
دیکھا جو میر کو تو بے ہیچ منھ بنایا

شکوہ کرون مین کبتک اوس اپنے مہربان کا
القصہ رفتہ رفتہ دشمن ہوا ہے جان کا

گر دل یہ رنگ آیا قید قفس سے شاید
خون ہوگیا جگر مین اب داغ گلستان کا

ہی جھاڑ و ٹوکرا ہی آتا ہی صبح ہوتے
جاروب کش مگر ہی خورشید اوسکے بان کا

دی آگ رنگ گل نے دان ہی صبا چمنکو
یان ہم جلے قفس مین سن حال آشیان کا

ہر صبح میری سر پر اک حادثہ نیا ہی
پیوند ہو زمین کا شیوہ اس آسمان کا

قطعہ

ان صید افگنون کا کیا ہو شکار کوئی
ہوتا نہین ہی آخر کام انکی امتحان کا

تب تو مجھے کیا تھا تیرون سے صید اپنا
اب کرتی ہین نشانہ ہر میری استخوان کا

فتراک جسکا اکثر اوہو مین تر رہی ہی
وہ قصد کب کرے ہی اس صید ناتوان کا

سیر کے قابل ہی دل صد پارہ اوس نخچیر کا
جسکی ہر مژگان ہی مین پیوست پیکان تیر کا

سب کھلا باغ جہان لا یہ حیران و خفا
جسکو دل سمجھے تھے ہم سو غنچہ تھا تصویر کا

بوی خون سی جی رو کا جاتا ہی ای باد بہار
ہو گیا ہی چاک دل شاید کسو دلگیر کا

کیونکی نقاشی ازل کی نقش ابرو کا کیا
کام ہی اک تیر کی منھ پر کھینچنا شمشیر کا

رہگذر سیل حوادث کا ہی اے بنیاد دہر
اس خرابی مین نکرنا قصد تم تعمیر کا

بس طبیب اوٹھ جا مری بالین سی مت کر سوال
کام جان آخر ہوا اب فائدہ تدبیر کا

تالہ کش ہین عمد پیر مین بھی تیری در پہ ہم
قدخم گشتہ ہمارا حلقہ ہی زنجیر کا

جو تری کوچہ مین آیا پھر وہین گاڑا اوسکے
تشنہ خون مین تو ہون اس خاک دامنگیر کا

خون سی میری ہوئی یکدم خوشی تیکو تو لیک
مفت مین جاتا رہا جی ایک بی تقصیر کا

لخت دل سی جو چھڑی پھولونگی گونہ ہی اے
فائدہ کچھ ہی جگر اس آہ بی تاثیر کا

گو پہ مجنون سی نجاونگی کہین ہم بی نوا
عیب ہی ہم مین جو چھوڑین سہرا ہی پیر کا

کسطرح سی مانہو یار و کہ یہہ عاشق نہین
رنگ اوڑ جاتا ہی ٹک چہرا تو دیکھو میر کا

شب درد و غمسی عرصہ مری جی پہ تنگ تھا
آیا شب فراق تھی یا روز جنگ تھا

کثرت مین درد و غم کی نہ نکلی کوئی طپش
کوچہ جگر کی زخم کا شاید کہ تنگ تھا

قطعہ

قطعہ

قطعہ

یون سنا جاہی کہ کرتا ہی سفر کاغذ نجم
ساتھ اب بیگانہ وضعون کی ہمارا آشنا

شعر صائب کا مناسب ہے ہماری اور سی
سامنے اوسکے پڑھی گر یہ کوئی جا آشنا

تا بجان ہا ہمرہیم و تا بمنزل دیگران
فرق باشد جان ما از آشنا نا آشنا

راغ ہی تابان علیہ الرحمان کا چہاتی پہ میر
ہو نجات اوسکو بچارا ہمسے بھی تھا آشنا

گلکو محبوب ہم قیاس کیا
فرق نکلا بہت جو باس کیا

دل نی ہمکو مثال آئینہ
ایک عالم کا روشناس کیا

گرچہ ہین جہتا ہمین وہن ہی
شوق نی ہمکو بی حواس کیا

عشق مین ہم ہوے نہ دیوانے
قیس کی آبرو کا پاس کیا

دور سی چرخ کی نکل نہ سکی
ضعف نی ہمکو مور طاس کیا

صبح تک شمع سر کو دھنتی رہی
کیا پتنگے نی التماس کیا

ایسے وحشی کہان ہین کہ خوبان
میر کو تم عبث اداس کیا

مفت آبرو ی زاہد علامہ لے گیا
اک مغبچہ اوتار کے عمامہ لے گیا

سیکڑون طرحین نکالین یار نے آنیکی لیک
عذر ہی جاہی چلا اوسکی دل دخواہ کا

گر کوئی پیر مغان محکو کرے تو دیکھے پھر
میکدہ ساری کا سارا ہی جو صرف اللہ کا

کاش تیری غم رسیدون کو بلا دین حشر مین
ظلم ہی اک خلق پر آشوب اونکی آہ کا

جو سنا ہشیار اس میخانہ مین تھا بیخبر
شوق ہی باقی رہا ہمکو دل آگاہ کا

باندہ مت رہنے کا تارای ناقباحت فہم حشم
اس سے پایا جاے ہی سر رشتہ جیکی چاہ کا

شیخ مت کر ذکر ہر ساعت قیامت کا کہ ہی
عرصہ محشر نمونہ اوسکی بازی گاہ کا

شہر مین کس منہ سے آوے سامنے تیرے کہ شوخ
جھائیون سی بہر رہا ہی سارا چہرا ماہ کا

سر فرو لاتی نہین ہمت مری ہر ایک کے پاس
ہون گدائی آستانہ مین میر حضرت شاہ کا

ایسی تنگی اک شہر اسلام نہین رکھتا
جس کوچہ مین وہ بت صد نام نہین رکھتا

آغاز مری غم کا انجام نہین رکھتا
ناکامی حسرت خوش لگتی نہین ورنہ

اب جی سی گذر جانا کچھ کام نہین رکھتا
ہو خشک تو بہتر ہی وہ ہاتھ سہارا ن مین

مانند نے نرگس جو جام نہین رکھتا
بین اوسکی ہم آغوشی بیتاب نہین اسے

مدت سی بغل مین دل آرام نہین رکھتا
مین ڈاڑھی تری واعظ مسجد ہی مین دیتا

پر کیا کرون ساتھ اپنے حجام نہین رکھتا

کیا کہے عشق آہ عشق نصیب کی
دلدار اپنا تھا سو دل آزار ہو گیا

آنکھون پھر لگا ہی پھری ہی تمہاری سامنے
کچھ اندرون مین تیر بہت یار ہو گیا

کب رو ہی اوس کی بات کی کرتا مجھو میر
ناکردہ جرم مین تو گنہگار ہو گیا

دل سے مٹ جا کہ حیف اسکا وقت
جو کوئی اوس مکان سے نکلا

اوسکی شیرین لبی کی حسرت مین
شہر پانی ہو شان سے نکلا

نامرادی کی رسم میر سے ہی
طور یہہ اس جوان سے نکلا

گرمی سی مین تو آتش غم کی بگہل گیا
راتونکو روتی روتی ہی جون شمع گل گیا

ہم خستہ دل ہین تجسی بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑہائی تو فی کہ یان جی نکل گیا

گرمی عشق مانع نشو و نما ہوئی
مین وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا

مستی مین جہوڑ دیر کو کعبی چلا تھا مین
لغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا

ساقی نشے مین تجسی نہ ہاتھ شیشہ شراب
چل اب کہ دخت تاک کا جوبن تو ڈہل گیا

ہر ذرہ خاک تیری گلی کی سے بیقرار
یان کون سا ستمزدہ ماٹی مین رل گیا

عریان تنی کی شوخی سی دیوانگی مین میر
مجنون کی دشت خار کا دامن بھی چل گیا

سنا ہی حال تری کشتگان بیچارون کا
ہوا نہ گور گڑہا اون ستم کی ماروں کا

ہزار رنگ کھلی گل چمن کی ہین شاید
کہ روزگار کی سر خون ہی ہزارون کا

ملا ہی خاکمین کس کس طرح کا عالم یان
نکل کی شہر سی ٹک سیر کر مزارون کا

تلوار مار تا تو تمہین کھیل ہی سمجھے
جاتا رہے نہ جان کسو بیگناہ کا

بدنام و خوار و زار و نزار و شکستہ حال
احوال کچھ نہ پوچھیے اس روسیاہ کا

ظالم زمین سی لوٹتا دامن اٹھا کہ چل
ہوگا کمین مین تو تہ کسو دادخواہ کا

اے تاج شہ نہ سر کو مرے لاؤ تم پہ آہ
ہے معتقد فقیر نمد کی کلاہ کا

بیمار تو نہو ہے اجی جب تلک کہ میر
سونی نہ لیگا شور تری آہ آہ کا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا

ہر قدم پر تھی اوسکی منزل لیک
سر سے سودائے جستجو نہ گیا

سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان
لیکن اک داغ دل سے تو نہ گیا

دل مین کتنے مسودے تھے ولے
ایک پیش اوسکے رو برو نہ گیا

سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

گل و بلبل بہار مین دیکھا
ایک تجکو ہزار مین دیکھا

جل گیا دل سفید مین آنکھیں
یہہ تو کچھ انتظار مین دیکھا

آبلے کا بھی ہوتا داغ نگیر
تری کو چے کے خار مین دیکھا

قطعہ

رہی خیال تنک ہم بھی ذرسیا ہون کا
لگی ہو خون بہت کرنی بیگنا ہون کا

نہین ستارہ یہ سورج پہ گر گئی ہین تمام
فلک حریف ہوا تھا ہماری آہون کا

گلی مین اسکی بھٹکتے پھرون ہون پر میری مت جا
لباس فقر ہی دان فخر بادشاہون کا

تمام زلف کی کوچہ پہ ہین ہارپیچ اوسکے
تجھی کہی اوسی دانا چلینا ایسی راہون کا

اسی جو خوبی سے لایا ہے تجھے قیامت مین
تو حرف کن نہ کیا گوش زد خواہون کا

تمام عمر رہین خاک زیر پا اوسکے
جو زور کہہ چلے ہم عجز دستگاہون کا

کہان سے تر کرین پیدا یہ ناطمان حال
کہ پوچ باقی ہے کام ان جلا ہون کا

حساب کا ہیکا روز شمار مین مجسے
شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہون کا

تری جو آنکھین ہین تلوار کی تلی بھی ادہر
فریب خوردہ ہی تو میری کن نگاہون کا

اسکا خرام دیکھکے جایا نہ جائیگا
اے کبک پھر بحال بھی آیا نجائیگا

ہم کشتگان عشق ہین ابرو و چشم یار
سر سے ہماری تیغ کا سایہ نجائیگا

ہم ہروان راہ فنا ہین بزنگ عمر
جاوینگے ایسی کوچ بھی پایا نجائیگا

پہلو مرا ساری رات جو پکتا رہیگا دل
تو صبح تک تو ہاتھ لگایا نجائیگا

اپنے شہید ناز سے بس ہاتھ اٹھا کہ پھر
دیوان حشر مین اسے لایا نجائیگا

اب سنکے کر سپہر کہ میری سوی گئی | اسکا مزاج مہر پہ آیا تو کیا ہوا
مسند رکھکر کر کسیکو کہ اپنی تو اعتقاد | دل ڈہائیکر جو کعبہ بنایا تو کیا ہوا
مین صید ناتوان بھی تجھہ کیا کرونگا یاد | ظالم اک اور تیر لگایا تو کیا ہوا
کیا کیا دعائین مانگی ہین خلوتون مین شیخ پر | ظاہر جہان مین ہر ہاتھہ اوٹھایا تو کیا ہوا
وہ فکر کر کہ جاک مگر پاوی الٰتیام | ناصح جو تو نے جامہ سلایا تو کیا ہوا

جیتے تو میر اون نے مجہے دغ ہی رکھا
پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

گرچہ سردار مزون کا ہی میری کا مزا | چہور لذات کی نین لی تو فقیری کا مزا
ایک آزاد ہی ٹک چکہ نمک مغز کباب | تا تو جانے کہ یہ ہوتا ہی اسیر یکا مزا

ہمتو گمراہ جوانی کے مزون پر ہین میر
حضرت خضر کو ارزانی ہو پیری کا مزا

دل جو تھا اک آبلہ پھوٹا گیا | رات کو سینہ بہت کوٹا گیا
طائر رنگ حنا کی سی طرح | دل نہ اسکے ہاتھہ سے چھوٹا گیا
عین نہ کہتا تھا کہ منہ کر دلکی اور | اب کہان وہ آئینہ ٹوٹا گیا
دلکی ویرانی کا کیا مذکور ہی | یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

سوراخ ہو سینہ مین ہر اک شخص کو تجھسی
مرہوط ہین تجھسی بھی یہی ناکس و نااہل
دم بھر جنون مجہ مین نہ محسوس تھا یعنی
آئینہ بھی حیرت سی محبت کی ہوی ہم
کس دل کی ترا تیر نگہ پار نہ پایا
اس باغ مین ہمنے گل بیخار نہ پایا
جامی مین مرے یارون نے اک تار نہ پایا
پر سیر ہوا دس شخص کا دیدار نہ پایا

وہ کھینچے شمشیر ستم رہ گیا جو میر
خون ریزی کا یان کوئی سزاوار نہ پایا

کیا مرے آنے پہ تو اے دیر مغرور گیا
لگیا صبح کی نزدیک مجہی خواب اے وای
گور سی نالے نہین اوٹھتی تو ذرا گتی ہی
چشم خون بستہ سی کل رات لہو پھر ٹپکا
ناتوان ہم ہین کہ ہین خاک گلی کی اسکے
لے کہین منہ پہ نقاب اپنی کہ ای غیرت صبح
کبھی اس راہ سی نکلا تو تجھی گہور گیا
آنکھہ اوسوقت کھلی قافلہ جب دور گیا
جی گیا پر نہ ہمارا سر پر شور گیا
ہنسنے جانا تھا کہ بس لب تبہ ناسور گیا
اتبو بیطاقتی سی دل کا بھی مقدور گیا
شمع کی چہرہ خشان سی تو اب نور گیا

نالہ میر نہین رات سی سنتی ہم لوگ
کیا تری کوچہ سی ای شوخ وہ رنجور گیا

خواہ مجہسی لڑ گیا اب خواہ مجہسی مل گیا
کیا کہون ای ہمنشین مین تجہ سی حاصل دل گیا

قطعہ

دی دن گئی کہ آنکھین در یا سی بہتیان تھین
سو کھا پڑا ہی اب تو مدت سی یہ دوآ با

باہم ہوا کرین ہین دن رات نیچے اوپر
یہ نرم شانی لونڈی ہین مخمل و خا با

ان صحبتون مین آخر جانین ہی جاتیان ہین
نے عشق کو ہی صرفہ نے حسن کو محا با

ہر چند نا توان ہین پر آگیا جو جی مین
دینگے ملا زمین سی تیرا فلک قلا با

منہ دہو تی وقت اوسکا اکثر دکھائی دی ہی
خورشید لے رہا ہے اک روز آفتا با

اب شہر ہر طرف سی میدان ہو گیا ہی
پہیلا تھا اسطح کا کا ہیکو یان خرا با

دل تفنگی کی اپنی ہجران مین شرح کیا دون
چھاتی تو میر سیری جلکر ہوئی ہی تا با

دکھہ اب فراق کا ہمسی سہا نہین جاتا
پھر اس پہ ظلم یہ ہی کچھ کہا نہین جاتا

ہوئی ہی اتنی تری عکس لف کی حیران
کہ موج بحر سی مطلق بہا نہین جاتا

نہین گذرتی گھڑی کوئی مجھہ پر ایک آہ
کہ جس مین غم سی تری جی ڈہہا نہین جاتا

ستم کچھہ آج گلی مین تری نہین مچہر
کب آ کی خون مین مین یان نہا نہین جاتا

خراب مجھکو لیا اضطراب دل نی میر
کہ ٹک بھی اوس کنی اوس بن رہا نہین جاتا

سمجھے تھی میر ہم کہ یہ ناسور کم ہوا
پھر اندنون مین دیدۂ خونبار نم ہوا

قطعہ

قطعہ

نمود کرکے وہین حجر غم مین بیٹھ گیا
کہے تو میر بھی اک مبتلا تھا پانی کا

موا مین سجدۂ مین پر تقش میرا رہا
اوس آستان پہ مری خاک سے غبار رہا

جنون مین بھی مجھے اپنے دل کا غم ہی رہا
خبر رہی جب کہ نہ جامہ مین ایک تار رہا

بشر تو وہ پہ کہاں جب سے اوسکا دام نرف
سر رہ اوسکی فرشتے ہی کا شکار رہا

کبھو نہ آنکھونمین آیا وہ شوخ خواب کی طرح
تمام عمر مین اوسکا انتظار رہا

شراب عیش مین ہوئی جسے کہ شب
پھر اوسکو روز قیامت تلک خمار رہا

قطعہ

تہان کی عشق نے جی اختیار کرکے لا
وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار رہا

وہ دل کہ شام و سحر جسپہ یہ پیچا ہوا تھا
وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا

تمام عمر گئی اوسپہ ہاتھ رکھتے ہین
وہ درد ناک علی الرغم بیقرار رہا

ستم ہین غم مین سرانجام اوسکا کیا میر
ہزارون حسرتین تہین تسپہ جیکو مار رہا

بہا تو خون ہوا آنکھونکی راہ نہ نکلا
رہا جو سینۂ سوزان مین داغدار رہا

سو اوسکو ہم سے فراموش کار یون لے گئے
کہ اوس سے قطرۂ خون بھی نہ یادگار رہا

گلی مین اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر

آج رہتی نہین خامے کی زبان رکھیو معاف
حرف کا طول بھی جو میر گھٹایا نہ گیا

گلی مین اسکی سی جو بوآئی تو آیا نہ گیا
ہمکو بن دوش ہوا باغ سی لایا نہ گیا

آہ جو نکلی مری منہ سی تو افلاک کی پاس
اسکی آشوب کی عہدی سی برایا نہ گیا

گل نی ہر چند کہا باغ مین رہ پر اوس بن
جی جو اوٹھا تو کسی طرح لگایا نہ گیا

سر نشین رہ میخانہ ہون مین کیا جانون
رسم مسجد کے تئین شیخ کہ آیا نہ گیا

حیف وی جنکو وہ اسوقت مین پہنچا جسوقت
ان کنی حال نثارون سی بتایا نہ گیا

خط راہ محبت کہین جو حرف مٹے
جس سی اوس طرف لو قاصد ہی چلایا نہ گیا

خوف آشوب سی غوغای قیامت کے لیے
خون خوابیدۂ عشاق جگایا نہ گیا

میر مت عذر گریبان کی پھٹے رہنی کا کر
زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

ادہر آ کر ستمگار افگن ہمارا
مشتبک کر گیا ہی تن ہمارا

گریبان سی رہا کوتہ تو پھر ہی
ہمارے ہاتھ مین دامن ہمارا

گئی جون شمع اس مجلس مین تپنے
سبہون پر حال ہر روشن ہمارا

بلا جس چشم کو کہتی ہین مردم
وہ ہی عین بلا مسکن ہمارا

اگر دیوانہ تھا گل بھی کسو کا
کہ پیراہن مین سو جا گھر رفو تھا

کہین کیا بال تیرے کھل گئے تھے
کہ جھو کا باؤ کا کیا مشک بو تھا

نہ دیکھا میر آوارہ کو لیکن
غبار اک ناتوان سا کو بکو تھا

راہ درد عشق مین رونا ہی کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا

قافلے مین صبح کی اک شور ہے
یعنی غافل ہم چلے سوتا ہی کیا

سبز ہوتی ہی نہین یہ سرزمین
تخم خواہش دل مین تو بوتا ہی کیا

یہ نشان عشق ہین جاتی نہین
داغ چھاتی کی عبث دھوتا ہی کیا

غیرت یوسف ہے یہ وقت عزیز
میر اوسکو رایگان کھوتا ہی کیا

رونا تک اک تمامہ تو غم بیکران سہا
دس دن رہی جہان مین ہم سو برس رہا

پہلو مین اک گرہ سی ہے خاک سا تھے ہی
شاید کہ مر گئے پہ بھی خاطر مین کچھ رہا

آنکھون نے راز داری محبت کی خوب کی
آنسو جو آتے آتے رہے تو لہو بہا

آئی تھی ایک امید پہ تیری گلی مین ہم
سو آہ اسطرح سے چلے لو ہو مین نہا

کس کس طرح سے میر نے کاٹا ہی عمر کو

لگنت تری زبان کی ہی سحر جس سے شوخ
ایک حرف نیم گفتہ سے دل پہ اثر کیا

بی شرم محض ہی وہ گنہگار جن نی میر
ابر کرم کے سامنی دامان تر کیا

نا کسی سی پاس میری یار کا آنا گیا
بس گیا مین جان سے اب وہ جانا گیا

کچھ نہ دیکھا پھر بجز یک شعلہ پیچ و تاب
شمع تک ہمنی تو دیکھا تھا کہ پروانا گیا

ایک ہی چشمک تھی فرصت حباب کی
دیدۂ تر سا تھہ لی مجلس سی پیمانا گیا

گل کہلی صدرنگ تو کیا بی پر ہی ہے اے نسیم
مدتین گذرین کہ وہ گلزار کا جانا گیا

دور تجھسے میر نی ایسا تعب کینچا کہ شوخ
کل جو مین دیکھا اوسی مطلق نہ پہچانا گیا

ہاتھہ سی تیری اگر مین تا توان مارا گیا
سب کہین گی یہ کہ کیا اک جان ما را گیا

اک نگہ سی بیش کچھ نقصان نہ آیا اسکی تئین
اور مین بیچارہ تو ای مہربان مارا گیا

وصل و ہجران بی ہو دو مترل مین راہ عشق کی
دل غریب انمین خدا جانی کہان مارا گیا

دل نی سر کینچا دیا عشق مین ہر ای بوالہوس
وہ سراپا آرزو آخر جوان مارا گیا

کب نیاز عشق نازک حسن سی کہینچی ہی ہاتھہ
آخر آخر میر سر بر آستان مارا گیا

غافل نہ رہیو ہرگز نادان و داغ دیسی
بھڑکی گا جب یہہ شعلہ تب گھر بلا رہیگا

مرنی پہ اپنی مت جا سالک طلب میں اسکے
گوہر کو کھو رہیگا پر اسکو پا رہیگا

عمر عزیز ساری دل ہی کی غم مین گزری
بیمار عاشقی یہہ کس دن بھلا رہیگا

دیدار کا تو وعدہ محشر مین دیکھکر کے
بیمار غم مین تیری تب تک تو کیا رہیگا

کیا ہی جوا دھر گیا ہی پر بستہ وفا ہی
قید حیات مین ہے تو میر آ رہیگا

جو یہہ دل تجھ نے کیا سر انجام ہوگا
تہ خاک بھی خاک آرام ہوگا

مرا جی تو آنکھون مین آیا یہہ سنتی
کہ دیدار بھی ایک دن عام ہوگا

نہوگا وہ دیکھا جسی کبک تو نی
وہ اک بلغ کا سرو اندام ہوگا

نہ نکلا کر اتنا بھی پردہ گھر سے
بہت اسمین ظالم تو بدنام ہوگا

ہزار ونکی یان لگ گئین چہت اوپر
تو ای ماہ کس شب لب بام ہوگا

جگر چاکی ناکامی دنیا ہی آخر
نہین آتے جو میر کچہ کام ہوگا

خواب مین تو تطر جمال پڑا
پہ مری جی ہی کی خیال پڑا

وہ نہانی لگا تو سایہ زلف
بجر مین تو کہی کہ جال پڑا

بارہا گور دل جھکا لایا
انکی شرطِ وفا بجا لایا

قبر رکھتی تھی متاعِ دل
ساری عالم مین مین دکھا لایا

دل کہ یک قطرہ خون نہین ہے پیش
ایک عالم کی سر بلا لایا

سب پہ جس بار نے گرانی کی
اوسکو یہ ناتوان اوٹھا لایا

دل مجھی اوس گلی مین لی جا کر
اور بھی خاک مین ملا لایا

ابتدا ہی مین مر گئی سب یار
عشق کی کون انتہا لایا

اب تو جاتی ہین تنکدی سی میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

کیا عجب پل مین اگر ترک ہوا وہی جاتا رہا
ہو جو زخمی کسو بہ ہمزون مژگان کا

اُمتی پلکون کی گہری پتی مین لگہون آنسو
ڈوبی الٰہی مری آنکھون نے ابر طوفان کا

جلوہ ماہ تہ ابر تنک بہول گیا
ان نی سوتی مین ٹپی سی جو منہ ڈہانکا

لہو لگتا ہی ٹپکنی جو پلک مارون ہون
اتنو یہ رنگ ہی اس دیدۂ پُر اشک افشانکا

اوٹھہ گیا ایک تو اک مرنی کو آ بیٹھی ہے
قاعدہ ہی یہی مدت سی ہماری یانکا

کار اسلام ہی مشکل تری خال کے تئین
رہزن دین ہی کوئی دزد کوئی ایمان کا

چارہ عشق بجز مرگ نہین کچہ اے میر

دکانین حسن کی آگے تہ تختہ ہوئی ہوگی
جو تو بازار مین ہوگا تو یوسف کب بکا ہوگا

معیشت ہم فقیرونکی سہی اخوان زمان سے کر
کوئی گالی بھی دیگا تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہوگا

خیال اس بیوفا کا ہمنشین تا نہین اچہا
گمان کہتے ہین ہم بھی یہہ کہ ہم سی آشنا ہوگا

قیامت کر کراب تعبیر جسکو کرتی ہے خلقت
وہ اوس کوچے مین ایک آشوب سا شاید مچا ہوگا

عجب کیا ہے ہلاک عشق مین فرہاد و مجنونکی
محبت روگ ہے کوئی کہ کم اس سے جیا ہوگا

نہو کیون غیرت گلزار وہ کوچہ خدا جانے
لہو اوس خاک پر کن کن عزیزونکا گرا ہوگا

بہت ہمسائی اس گلشن کی زنجیر پا ہوئین
نہین جز عرش جا گہہ راہ مین لیتی کودم اسکی

کہین بین میر کو مارا گیا نصب اوسکے کوچے مین
کہین دشت مین شاید یہی بھی اگہ گیا ہوگا

یان نام یار کس کا ورد زبان نپایا
پر مطلقا کہین ہم اوسکا نشان نپایا

وضع کشیدہ اوسکی کتنی ہے داغ سب کے
نیوتا کسیہی ہم وہ ابرو کمان نپایا

پایا نہ یون کہ کرتی اوسکی طرف اشارہ
یون تو جہانمین ہمنے اسکو کہان نپایا

یہہ دل کہ خون ہووے ہر جا تہا وگرنہ
وہ کونسی جگہہ تہی اوسکو جہان نپایا

غنچے نے گرچہ باعث آفاق مین ہے تہی
لیکن کمر کو اسکی ہم درمیان نپایا

سنبد گو ون نے بہت یمنی کی تدبیرین کین — آہ تا بت بھی نہ کلا یہ گریبان نکیا
تیرا کوچہ ہے ستمگار وہ کافر جا کہ — کہ جہان سا رے گئے کتنے مسلمان نکیا
سر سے باندھا ہی کفن عشق مین تیرے لیے — جمع ہمنے بھی کیا ہے سر و سامان نکیا
کیونکہ پڑتی ہے ترے پاؤن نسیم سحری — اوسکے کوچی مین ہے صبح گنج شہیدان نکیا
تو بھی رونے کو بلا دل ہے ہمارا بھی سہرا — ہو جی اے ابر بیابان مین گریان نکیا

بیٹھہ کر میر جہان خوب نرویا ہو ے
ایسا کوچہ نہین ہے تیرا ہی جانان نکیا

فلک کا منہ نہین اس فتنے کے اوٹھانے کا — ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا
ہمارے ضعف کی حالت سو دل قوی کہیے — کہین خیال نہین یہان بحال آنے کا
تری سی راہ مین رہی گئی سبھی آخر — سفر تو ہمکو ہے درپیش ہی جانے کا
بسان شمع جو مجلس سے ہم گئے تو گئے — سراغ کیجو نہ پھر تو نشان پانی کا
چمن مین دیکھنہ نہین سکتے تک کہ پھٹتا ہے — جگر مین برق کی کا نتا ہمہ آشیانی کا
تک آ تو تا سر بالین نہ کر تغافل کیا — تجھے بھی شیخ یہی وقت ہے بہانی کا

قطعہ

سر اہا اون نے ترا ہاتھہ جس نے دیکھا زخم — شہید ہون تیری تیغ کو لگانے کا

اگر یہ شکوہ تھے ہم لیکن حضور تیرے	کہا رشکایت اپنا گفتار تک نہ پہنچا
سب دیدۂ نم رسیدہ پانی چوا نی کوئی	وقت اخیر اوسکی بیا تک نہ پہنچا
یہہ نخبت سبز دیکھو باغ زمانہ مین سے	پژمردہ گل ہی اپنی دستار تک نہ پہنچا

قطعہ

مستوری خوبروی دلون جمع ہوین	خوبی کا کام اسکی اظہار تک نہ پہنچا
یوسف سے لیکے تا گل ہر گل سی لیکے تا شمع	یہہ حسن کسکو لیکر بازار تک نہ پہنچا

افسوس میر وے جو ہوئی شہید آگے
پھر کام ان کا اوسکی تلوار تک نہ پہنچا

اسکا خیال چشم سے شب خواب لے گیا	صبحی کہ عشق جی سے مری تاب لے گیا
کن نیندون اب تو سوتی ہی اے چشم گریہ ناک	مژگان تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا
آوے جو مصطبہ مین تو سن لو کہ راہ سے	واعظ کو ایک جام مئے ناب لے گیا
مے دل رہا بجا ہی نہ صبر و حواس و ہوش	آیا جو سیل عشق سب اسباب لے گیا
میرے حضور شمع نے گریہ جو سر کیا	رو یا مین اسقدر کہ مجھے آب لے گیا
احوال اس شکار زبون کا ہی جای رحم	جس نا توان کو مفت نہ قصاب لے گیا

منہ کی جھلک سے یار کے بی ہوش ہو گئی

دشمن ہے کدورت سے مرے سامنے ہو جا
تلوار کی لڑنے کو مرے کیجو حوالا

ناموس مجھی صافیِ فطرت کی ہو ورنہ
رستم نہ مرے تیغ کا حملہ نہ سنبھالا

دیکھی ہی مجھی دیدۂ پرخشم سے وہ میر
میرے ہی نصیبوں میں تھا یہ زہر کا پیالا

پل میں ہمہ آن کو دیکھتے میرے ڈبو چکا
اک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان ڈبو چکا

افسوس میرے مردِ سیہ اتنا نکو آب
پچھتانا یوں ہی سا ہے جو ہونا تھا ہو چکا

لگتی نہیں پلک سے پلک انتظار میں
آنکھیں اگرچہ ہیں تو بھر نیند سو چکا

یک چشمک پیالہ ہے ساقی بہارِ عمر
جھپکی لگی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا

ممکن نہیں کہ گل کرے ویسی شگفتگی
اس سر زمیں میں تخم محبت میں بو چکا

پایا نہ دل بھایا ہوا سیلِ اشک کا
میں نخچیر ثمرہ سے سمندر بلو چکا

ہر صبح سا دشے سے یہ کہتا ہے آسمان
وہی بام خون میں میر کو گہ منہ وہ دھو چکا

دیر و حرم سے گذر ہی دل ہے گھر ہمارا
ہے ختم اس آبلے پر سیر و سفر ہمارا

پلکوں سے تیری ہم کو کیا چشم داشت یہ تھے
ان نے چبھیوں نے بانٹا باہم جگر ہمارا

دنیا و دیں کے جانب میلان ہو تو کہیے
کیا جانتی کہ اوس میں دل ہے کدھر ہمارا

چوری مین دل کے وہ ہنر کر گیا
دیکھتے ہی آنکھ مین گھر کر گیا

دیر مین مین خاک بسر ہے رہا
عمر کو اس طور بسر کر گیا

دل نہین ہے منزل سینہ مین اب
جان سے وہ بیچارہ سفر کر گیا

حیف جو وہ نسخۂ دل کے اوپر
سرسری سے ایک نظر کر گیا

کس کو مرے حال سے تھی آگہی
نالۂ شب سب کو خبر کر گیا

کونہ چلا تا مژہ تیر نگاہ
اپنے جگر سے تو گذر کر گیا

محلس آفاق مین پروانہ سان
میر بھی شام اپنی سحر کر گیا

وہان وہ تو گھر سے نہ نکلا
یہان شرم سے عرق مین ڈوب آفتاب نکلا

آیا جو واقعی مین وہ پیش عالم مرگ
یہ جاگنا ہمارا دیکھا تو خواب نکلا

دیکھا جو اوس پری نے گلشن مین ہم تو آخر
گل کا وہ روے خندان چشم پر آب نکلا

پردے ہی مین چلا جا خورشید تو ہے بہتر
اک حشر ہے جو گھر سے وہ بیحجاب نکلا

کچھ دیر ہی لگی نہ دل کو تو تیر لگتے
اس صید ناتوان کا کیا ہی شتاب نکلا

ہر حرف غم نے میرے محلس کتین دوانے
گویا غبار دل کا پڑھتا کتاب نکلا

سو وے عرق فشان کو بس بوند خجلت گرم سے
اس گل مین کیا رہی گا جسکا گلاب نکلا

ایسی بہت ہی مہر سے ملتا ہی کوئی بھی
دل میر کو ہمارے تمہارے تھپڑ سے لگایا

دل جزیرہ غبار اکثر تھا
کچھ مزاج اندرون مکدر تھا

ورسپہ تکیہ کیا تو تھا لیکن
رات دن ہم تھی اور بستر تھا

ہمنشیں تم جہان ہی گذری
ورنہ ہر جا جہان دیگر تھا

دلکی کچھ قدر کرتے رہیو تم
یہہ ہمارا ہی ناز پرور تھا

بعد ایک عمر جو ہوا معلوم
دل اوس آئینہ رو کا پتھر تھا

بار سجدہ ادا کیا تہ تیغ
کب سے یہ بوجھ میرے سر پہ تھا

کیون نہ ابر سیہ سفید ہوا
جب تلک عہد دیدہ تر تھا

اب خرابا ہوا جہان آباد
ورنہ ہر یک قدم پہ یان گھر تھا

قطعہ

بے زری کا نکر گلہ غافل
رہ بتسلی کہ یون مقدر تھا

اتنے منعم جہان مین گذرے
وقت رحلت کے کس کے زر تھا

صاحب جاہ و شوکت و اقبال
اک ازان جملہ اب سکندر تھا

تھی یہہ سب کائنات زیر نگین
ساتھہ مور مگس ملخ سا لشکر تھا

دیکھتے ہیں چلتی ہین غربت وطنونکی تلوار سو
تیرے کوچے مین مگر سایۂ دیوار نہ تھا

صد گلستان تہ یک بال تھی اوسکی جنبش
طائر جان قفس تن کا گرفتار نہ تھا

حیف سمجھا ہے نہ وہ قاتل ناداں ورنہ
بوسۂ کنہ مارنے قابل یہ گنہگار نہ تھا

عشق کا جذب ہوا باعث سود و زر نہ
یوسف مصر زلیخا کا خریدار نہ تھا

نرم تر موم سے بھی ہمکو کوئی دیتی قضا
سنگ پہاتی کا تو یہہ دل ہمین کارر نہ تھا

رات حیران ہون کچھ چپ ہی مجھی لگ گئی میر
درد پنہان تھی بہت پہ لب اظہار نہ تھا

جی اپنا مین نے تیرے لیئے خوار سو دیا
آخر کو جست و جوئی تری مجھکو کھو دیا

بی طاقتی سکون نہین رکھتی ہے ہمنشین
سونی نے ہر گھڑی کی مجھی تو ڈبو دیا

ای ابر اس چمن مین نہو گا گل امید
یان تخم یاس شک کو مین بہر کے بو دیا

پوچھا جو مین نے درد محبت سی میر کو
رکھہ ہاتھہ اون نے دل پہ تک ایک اپنی رو دیا

خط منہ پہ آتی جانان خوبی پہ جان لیگا
ناچار عاشقون کو رخصت کے پان لیگا

سارے رئیس اعضا ہین معرض تلف مین
یہ عشق بی محابا کسکو امان دیگا

پای پر آبلہ ہی مین گم گشتہ گیا ہون
ہر خار بادیہ کا میرا نشان دیگا

کہلا تسی مین جو پگڑی کا پیچ اوسکی میر
سمندر ناز یہ ایک اور تازیانہ ہوا

کیا دن تھی وہی کہ یان بھی دل آرمیدہ تھا
رو آشیان طائر رنگ پریدہ تھا

قاصد ہجو دان سی آیا تو شرمندہ مین ہوا
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

اک وقت ہمکو تھا سر گریہ کہ دشت مین
جو خار خشک تھا سو وہ طوفان سیدہ تھا

جس صید گاہ عشق مین یار و نکا جی گیا
مرگ اوس شکار گہ کا شکار سیدہ تھا

مت پوچھ جسطرح سی کٹی رات ہجر کی
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا

حاصل نہ پوچھ گلشن مشہد کا ابو الہوس
یہ جان بلب رسیدہ کے اتنا ہی کنج یاد تھا

دل بیقرار گریہ خونین تمہارات میر
آیا نظر تو بسمل در خون طپیدہ تھا

کثرت داغ سی دل شک گلستان نہوا
میر ارمان خواہ جو کچھ تھا وہ کبھو یان نہوا

جی تو ایسے کئے صدقے کیے تجھ پر لیکن
حیف یہ ہے کہ تنک تو بھی پشیمان نہوا

آدمین کب کی کہ سرمایہ دو رنج نہوے
کون سا اشک مرا منبع طوفان نہوا

قطعہ

گو تو جب سے زمانے کی جہان مین ہمکو
جاہ و ثروت کا مدیسر سر و سامان نہوا

سر زمین ملک ہند مین ایسا ہوا کہ میر
یہ تختہ لکھا ہوا ترا دکھن گیا +

لخت جگر تو اپنی یک لخت رو چکا تھا
اشک فقط کا جمکا انکھ مین سی لگ رہا تھا

وا من مین آج دیکھا پھر لخت مین نے آیا
ٹکڑا کوئی جگر کا پلکون مین رہ گیا تھا

اس قید جیب سے مین چھوٹا جنونکی دولت
ورنہ گلا یہ میرا جون طوق مین پھنسا تھا

مشت خاک کی خاطر اسطرح ہون حیران
کل زخم دل نہایت دل کو مرے لگا تھا

ای گردباد دست دی ہر آن عرض وحشت
مین بھی کسو زمانی اس کام مین بلا تھا

ہن کچھ کہی سنا ہے عالم سے مین نرالا
پر تو نہ یہ بجانا نالے سے میرے خالی کیا تھا

روتی ہے شمع آتنا شب کچھ نہ پوچھ مجھسے
مین سوز دل کو اپنی مطلع کہا تھا

قطعہ

سر مار کر ہوا تھا مین خاک اس گلی مین
سینے پہ مجھکو اوسکا مذکور نقش پا تھا

سو بخت تیرہ سے ہون پامالی کو سبا ہے
اس دان کی واسطے مین کیا خاک مین ملا تھا

قطعہ

یہ سر گذشت میری افسانہ جو ہوی ہے
مذکور اسکا اوسکی کوچہ مین جا بجا تھا

سنکر کسی نے وہ بھی کہنے لگا تھا کچھ کچھ
بیدرد کتنی لبرا یان اوسکو کیا ہوا تھا

ہوا اس ملک میں آمد و رفت کا
یہ محلس جب سے ہی اچھا نہیں کچھ رنگ صحبت کا
نظر پیدا کرو دل پھر تماشا دیکھنے قدرت کا
سوی پہچی رہا ہوتا نہیں مع الستہ الفت کا
نہایت تنگ ہے امید لیکن وقت فرصت کا
کہ آبادی بھی یاں تھی کبھی ویرانہ تھا مدت کا
جدا ہی ہر ہم اشک کا رخانہ زہد و طاعت کا

قدم کا دیکھکر رکھنا یہ رہ دشوار ہے کتنا
پلک ہر شیخ ترکا شاہ ہے صحرائی محبت کا

ہوا ہے شور سے میسر رونا ہی ہوگا
تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہیگا
جبھی اب ہر سال روتا رہے گا
تو کب تک مری منہ کو دھوتا رہیگا
کہاں تک جہان کو دھوتا رہے گا
جرس کی بھی جو ہوش کھوتا رہیگا

مرار نگ اور گیا جسوقت سنگ محتسب سے
لعل سے گر پڑا مینا و ساغر جو رہو سپوٹا

مراد عدہ ہی پہونچا تری آنیکے وعدہ تک
ہوا مین موت سے سچا رہا ای شوخ تو جھوٹا

کف جانان سے کیا امکان ہائے میر کوئی ہو
اچنبا ہی جو اوسکی ہاتھ سے رنگ حنا چھوٹا

برقع اوٹھا تھا رخ سے مرے بدگمان کا
دیکھا تو اور رنگ ہے سارے جہان کا

مت مانیو کہ ہوگا یہ بیدرد اہل دین
گر آوے شیخ پہن کے جامہ قرآن کا

خوبی کو اوسکے چہرے کی کیا پہنچے آفتاب
ہی اسمین اوسمین فرق زمین آسمان کا

آبلہ ہے وہ جو ہووی خریدار گلہ خان
اس سودی مین صریح ہی نقصان جان کا

کچھ اور رنگ ہین جو رقیب اوسکی روبرو
دشمن ہین میری جان کے یہ جی ہی تان کا

تسکین اوسکی تب ہووی جب چپ مجھے لگی
مت پوچھ کچھ سلوک مری بدزبان کا

قطعہ

یان بلبل اور گل پہ تو عبرت سی انکمہ کہول
گلگشت سرسری نہین اس گلستان کا

گل یادگار چہرہ سنوبان ہی بے خبر
مرغ چمن نشان ہی کسو خوشزبان کا

تو پہر سون مین کہی ہی ملونگا مین میر سے
یان کچھ کا کچھ ہے حال ابھی اوس جوان کا

قطعہ

ہو گیا دل مرا تبرک حبب
درد نے قطعۂ پیام کیا

زلف کی کج کلاہ لڑکون نے
کام عشاق کا تمام کیا

کوئی عاشق نظر نہین آتا
توپی والون نے قتل عام کیا

عشق خوبان کو میر مین اپنا
قبلہ و کعبہ و امام کیا

رات پیاسا تھا میر سے لوہو کا
ہون دوانہ تری سک کو کا

شعلہ آہ جون لگون اب مجھکو
فکر ہے اپنی ہر بن مو کا

ہے مرے یار کی مسون رنگ
کشتہ ہون سبزۂ لب جو کا

بوسہ دنیا مجھے نکر موقوف
ہے وظیفہ یہی دعا گو کا

شور غلغل کی ہوتی تھی مانع
ریش قاضی پہ رات مین تہو کا

عطر آگین ہے باد صبح مگر
کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا

اک دو ہون تو سحر چشم کہون
کارخانہ ہے وان تو جادو کا

قطعہ

میر ہر چند مین نے چاہا لیکن
نہ چھپا عشق طفل بدخو کا

کہان تھا تو اس طور آنے سے میرے
کھلی مین تری کل تماشا ہوا تھا

گریبان سے تب ہاتھ اوٹھایا تمانے
مرے اور دامان صحرا ہوا تھا

زہی طالع اے میر دل نے یہ پوچھا
کہان تھا تو اتنک تجھی کیا ہوا تھا

آہ کی مین دل حیران و خفا کو سونپا
مین نے یہ غنچہ تصویر صبا کو سونپا

تیری کوچی مین مری خاک بچی مال ہے
تھا وہ بیدرد مجھی جس نے وفا کو سونپا

اب تو بالا ہی ہے کس کی تو توجہ فانی سے
جلد پھر پہونچیو ای میر خبر اکو سونپا

گلہ نہین ہے ہمین اپنی جان گدازی کا
جگر یہ زخم ہے اوسکی زبان درازی کا

سمند ناز نی اوسکی جہان کیا پامال
وہی ہی اب بھی اوسے شوق تکتاز لیکا

ستم ہین قہر ہین لوٹری شراب فانی کی
اوتار رکھے ہین عمامہ سرفرازی کا

الٹ پلٹ مری آہ سحر کی کیا ہی رقم
اگر خیال تمین ہووے نیرنگ بازی کا

بتاؤ نہ سے کوئی آن تم نے کیا پایا
نہین ہے تمکو سلیقہ زمانہ سازی کا

خدا کو کام تو سونپے ہین سب لیکن
رہی ہی خوف مجھے دان کی نباہ لیکا

چلو ہو راہ موافق کسے مخالف کی
طریق چھوڑ دیا ہمنے دل نواز لیکا

سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان
دل سوا اک فراغ ہی جدا نہوا

ظلم و جور و جفا ستم بیداد
عشق مین تیرے ہمپہ کیا نہوا

ہم تو ناکام ہی جہان مین رہے
یان کبہوا اپنا مدعا نہوا

میر افسوس وہ کہ جو کوئی
اوسکے دروازے کا گدا نہوا

یار عجب طرح نگہ کر گیا
دیکہنا وہ دل مین جگہ کر گیا

تنگ قبائی کا سماں یار کی
پیرہن غنچہ کو تہ کر گیا

جانا ہے اس بزم سے آیا تو کیا
کوئی گھڑی گو کہ تو رہکر گیا

وصف خط و خال مین خوبان کی میر
نامۂ اعمال سیہ کر گیا

آہ سحر نے سوز دل کو مٹا دیا
اس باد نے یہین تو دیا سا بجہا دیا

سمجہی نہ باد صبح کہ آکر اوٹھا دیا
اوس فتنۂ زمانے کو ناحق جگا دیا

پوشیدہ راز عشق چلا جائے تہا سو آج
بے طاقتی نے دل کی وہ پردہ اٹہا دیا

اس موج خیز دہر مین ہمکو قضا نے آہ
پانی کی بیل کی طرح سے مٹا دیا

تہی آگ اوسکی تیغ کو ہمکو سو عشق نے
دونون کو مر کے مین گلے سے لگا دیا

اب وہ نہین کہ آنکھین تہین گریۂ روز و شب
ٹپکا کریہی ہے آنکھوسے خون ناب روز و شب

اک وقت رونے کا تھا ہمین بھی خیال سا
آتی تھی آنکھوسے جل سیلاب روز و شب

اوسکے لئے نہ پھر تو تھے ہم خاک جہانمین
رہتا تھا پاس وہ درِ نایاب روز و شب

قدرت تو دیکھ عشق کی جسمِ ضعیف کو
رکھتا ہے شاد بی خور و بی خواب روز و شب

سجدہ اوس آستان کا نہین ہوں نہ ہو نصیب
رگڑا ہے سر میانۂ محراب روز و شب

اب رسم ربط اوٹھ ہی گئی ورنہ پیش ازین
بیٹھی ہی رہتے تھے ہم احباب روز و شب

دل کسکی رو دسو سی لگایا ہے میر نے
پاتی نہین اوس جوان کو بیتاب روز و شب

غزل

رویا کیے ہین غم سے تری ہم تمام شب
پڑتی رہی ہے زور سے شبنم تمام شب

رکھنے سے دل کی آج بچا ہون تو اب جیا
جھاتی ہی مین رہا ہے مرا دم تمام شب

یہ اتصال اشک جگر سوز کا کہان
روتی ہے یون تو شمع بھی کم کم تمام شب

مطلع

گذرا کسے جہان مین خوشی سے تمام روز
کسکی کٹی زمانے مین ہو غم تمام شب

شکوہ عبث ہے میر کہ کڑھتے ہین ساری دن
یا دل کا حال رہتا ہے درہم تمام شب

آوے کنعان سے بادِ مصر ولے
نہ گئے تا بکلبۂ یعقوب

بن عصا شیخ یک قدم نہ رکھے
راہ چلتا نہین یہ خرِ بے چوب

اس لیے عشق مین نے چھوڑا تھا
تو بھی کہنے لگا بُرا کیا خوب

پی ہو مے تو لہو پیا ہون مین
محتسب آنکھون پر ہو کچھ آشوب

میر شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

ردیف تا

روز نہ ملون یار سے یا شب ملاقات
کیا فکر کرون مین کہ کسو روز ہو ملاقات

تو بخت کی یاری ہے نہ کچھ جذب ہے کامل
وہ آج بھی ملے تو ملی پھر جب ہو ملاقات

دوری مین کرون نالہ و فریاد کہان تک
یکبار تو دو شوخ سے یارب ہو ملاقات

جاتی ہے غشی بھی کبھو آتی ہین بخود بھی
کچھ لطف اوٹھی بار سے اگر اب ہو ملاقات

وحشت ہے بہت میر کو مل آئیے چلکر
کیا جانیے پھر یان سے گئے کب ہو ملاقات

سب ہوئے نادم تجھ پہ مدبر ہو جانا سمیت
تیر تو نکلا مرے سینے سے لیکن جان سمیت

تنگ ہو جاوے گا عرصہ خفتگان خاک پر
گر ہمین ہے پرزمین سونیا دل ناتوان سمیت

پر زلفون مین منہ چھپا کے پوچھا
اب ہوئیگی میر کسقدر رات

جلتا ہے نہین ہو جسے آزار محبت — مایوس ہون مین بھی کہ ہون بیمار محبت
امکان نہین جسکو ہو قید سے آزاد — مر جایئے تبھی ہوئے گرفتار محبت
تقصیر نہ تھو بانکی نہ جلاد کا کچھ جرم — تنہا دشمن جانی مرا اقرار محبت
ہر جنس کی خوبان لیے بازار جہان مین — لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت
اس راز کو رکھتی ہی ہین تا جی مین چھپا کر — زنہار جو کرتا ہو تو اظہار محبت
ہر نقش قدم تیری سر جیب ہین عاشق — مشک سیہ تو کر ہے تو بازار محبت
کچھ مست ہین ہم دیدۂ خونبار سے لگتا ہے — آیا ہی ہو ساغر سرشار محبت
بیکار مزہ عشق مین تو دونی ہے سہر گز — یہ گریہ ہی ہے آب رخ کار محبت

مجھ سا ہی ہو مجنون سو یہ کب ہے فی الحال
ہر گز نہین اے میر سزاوار محبت

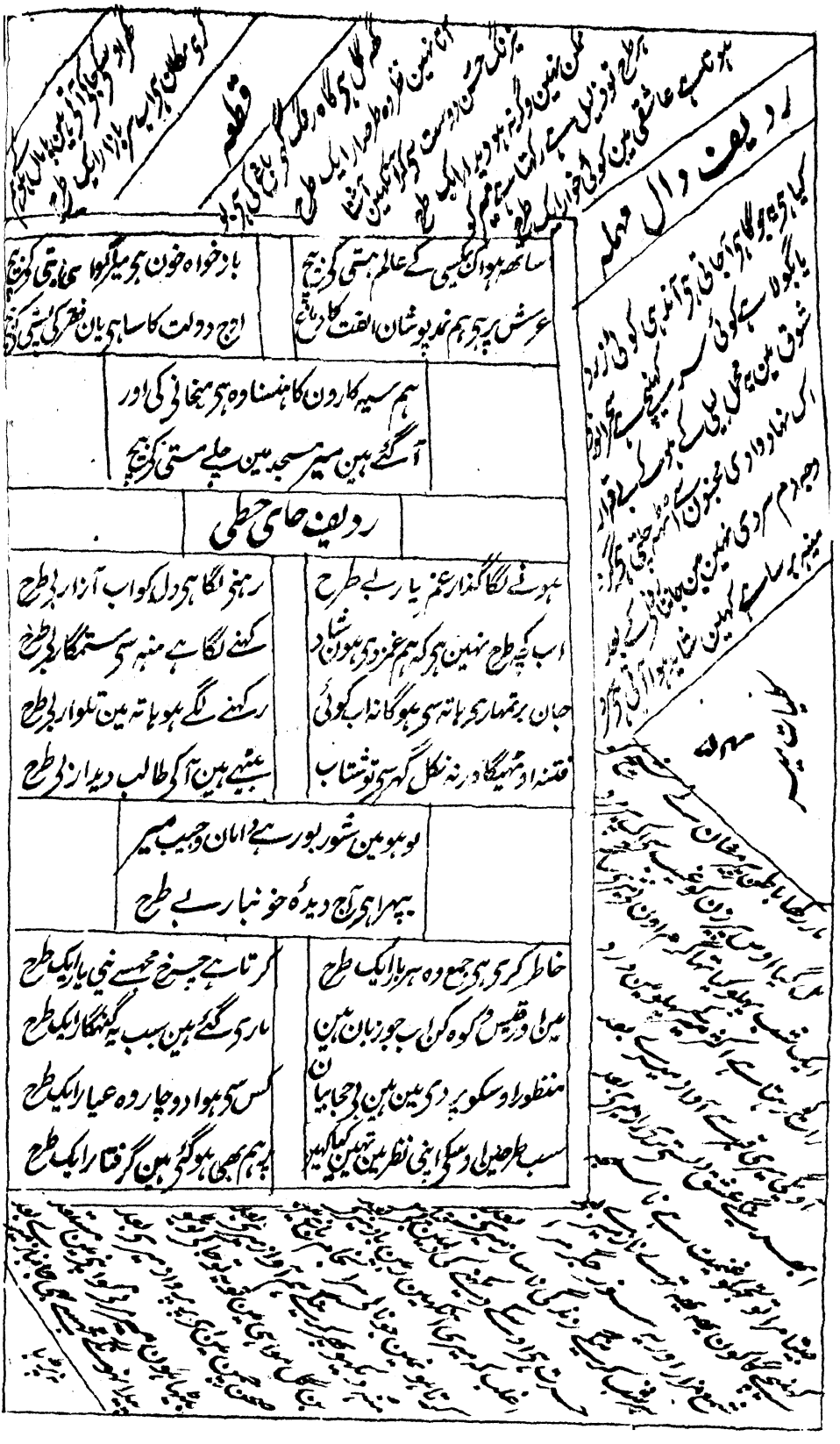
جی مین ہی یاد رخ و زلف سیہ فام ہے بہت — رونا آتا ہے مجھے ہر سحر و شام بہت
دست صیاد تلک بھی مین پہونچا نہ جیتا — بے قراری نے لیا مجھکو تہ دام بہت
ایک دو جشک نہ ہر گردش ساغر کہ مدام — سر چڑھی رہتی ہے یہ گردش ایام بہت

واسطہ ہوئی دلکو فقیرونکی بھی ہائے — کہلتی نہین گرہ یہ کسوکی دعا سے آج
صحبتے مین اختیار نہین ورنہ ہمنشین — ہم چاہتے ہین ہوت تو اپنے خدا سے آج
ساقی ٹک ایک موسم گلکی طرف تو دیکھیو — غنچکا پڑ رہی ہے رنگ چمن مین ہوا سے آج

تھا جی مین اس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر
پر کچھ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج

ردیف جیم فارسی

کاتش نہین ہم ہی گنہگارونکی بیچ — ہون جو رحمت کی سزاوارونکی بیچ
جی سدا ان ابرون ہی مین رہا — کی بسر ہم عمر تلواروں کے بیچ
چشم ہر تو آئینہ خانہ ہی جو ہر منہ نظر آتا ہے دیوارونکے بیچ
ہین عناصر کی یہ صورت بازیان — شعبدہ کیا کیا ہین ان چار ونکی بیچ
جب سے لی نکلا ہی تو یہ جنس حسن — مچ گئی ہی دھوم بازارونکے بیچ
عاشقی و یکسی و رفتگی — جی رہا کب ایسے آزارونکے بیچ
جو سر شک اوس ماہ بن جھمکی ہی شب — وہ چمک کھا ہیکو ہی تارونکے بیچ
او سکی آتش ناک رخسارون بغیر — لوٹمی یون کبتک انگارونکے بیچ
بیٹھنا غیرون مین کب ہی ننگ یار — پھول گل ہوتی ہی ہین خارونکی بیچ



نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد
آخر کار کیا کہا قاصد

کوئی پہونچا نہ خط مرا اوس تک
میرے طالع ہین نارسا قاصد

سر نوشت زبون سے زیر ہو خاک
راہ کھوئی نکر تو جا قاصد

گر پڑا خط تو تجھ پہ چرخ نہین
یہ بھی میرا ہی تھا لکھا قاصد

یہ تو رونا ہمیشہ ہے مجھکو
پھر کبھو پھر کبھو بھلا قاصد

اب غرض خامشی ہی بہتر ہے
کیا کہون تجھسے ماجرا قاصد

شب کتابت کی وقت گریہ نہ تھا
جو لکھا خط سو بہہ گیا قاصد

کہنہ قصہ لکھا کرون تا کے
بھیجا کب تک کرون نیا قاصد

ہے طلسمات اوسکا کوچہ تو
جو گیا سو وہین رہا قاصد

پاؤن پر ہے برات جسکا جواب
اوسکو گذرے ہین سالہا قاصد

نامۂ میر کو اوڑاتا ہے
کاغذ باد کر گیا قاصد

ہون رنگ زرد پر تری ہر نقش پا ہے شاہد
اوڑتی ہے خاک میری باد صبا ہے شاہد

طوف حرم مین بھی مین بھولا نہ تجھکو اے بت
آنا تہا یاد تو ہی میرا خدا ہے شاہد

شرمندۂ اثر کچھ باطن ہوا نہین ہے
وقت سحر شاہد دست دعا ہے شاہد

موندا آنکھین سفر عدم کا کر — کس ہی کو دیکھا نہ عالم ایجاد
فکر تعمیر مین نہ رہ منعم — زندگانی کی کچھ بھی ہے بنیاد
خاک بھی سر پہ ڈالنے کو نہین — کس خرابی مین ہم ہوے آباد
سنتے ہو تم کہ سنو کہ پھر تجھ بعد — نہ سنوگے یہ نالہ و فریاد
لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم — خاک کس دل جلے کی دی برباد
بھولا جاہی غم تبان مین مجھ — غرض آتا ہے پھر خدا ہی یاد
ترے قیدی قفس کا کیا شکوہ — نالے اپنے ہی اپنی سی فریاد
ہر طرف ہین اسیر ہم آواز — باغ ہے گھر ترا تو اے صیاد
ہمکو مرنا یہ ہے کہ کب ہوتہین — اپنی قید حیات سے آزاد
ایسا وہ شوخ ہے کہ اوسکی بھی — جانا سو جاے اوسکی ہے معتاد
نہین صورت پذیر نقش اوسکا — یون ہی تصویر کہنیے ہے بہزاد

قطعہ

خوب ہے خاک سے بزرگون کی — چاہنا تو مرے تئین امداد
نامراد رہوی ہو جسپہ پروانہ — وہ جلاتا پھرے چراغ مراد
پر مروت کہان کی ہے اے میر — تو بھی مجھ دل جلے کو کر ارشاد

مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کھولی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر

نہو ہرزہ دراز اتنا خموشی ای جرس بہتر
نہین اس قافلے مین اہل دل ضبط نفس بہتر

نہو ناہی مبدل تہا سا منہ اوس چشم گریانکی
نظر ای ابر تر آ بھی نہ آویگا برس بہتر

سدا ہو خار خار باغبان گل کا جہان مانو
سمجھ ای عندلیب اوس باغ سے کنج قفس بہتر

برا ہی امتحان لیکن نہ سمجھی تو تو کیا کرے
شہادت گاہ مین ہیچل سب اپنی بیہوش بہتر

سیہ کردو نگا گلشن دو دل سے باغبان مین بھی
جلا آتش مین میری آشیان کی خار و خس بہتر

کیا داغون سے رشک باغ ای صد آفرین الفت
یہ سکیسہ ہمکو بھی ایسا ہی تہا رکہا بس بہتر

قدم تیری جبہی کے تجھ جسی اب ہاتھ ہے
مرد حق مین نہ ناہی تہا یان تک دست رس بہتر

عبث پوچھی ہے مجھ سے میر مین صحرا کو جاتا ہون
خرابی ہے پہ دل رکھا ہے جو تو نے تو بس بہتر

آشوب دیکھ چشم تری سر رہی ہین جوڑ
بلکونکی صف سے بہہ گئین منہ کو موڑ موڑ

لاکہون جتن کیے نہوا ضبط گریہ لیک
سنتے ہی نام آنکہ سے آنسو گری کروڑ

زخم ہا درون سینہ ہے تا تک بی خبر رہو
اب ضبط گریہ سے ہوا دہری کو سب تجھ

گرمی سے پر شکال کی پروا ہے کیا ہمین
برسون رہی ہے جانکنی کی یان مہر و

گداز عاشقی کا میر کو سب کر آیا تھا
جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہو گئی کھل کر

کر رحم تک کبتک ستم مجھ پر چنا کارا سقدر
اک سینہ فگر سیکڑون یکجان کو آزارا سقدر

بھاگی مری صورت سے وہ جا شقمین اوسکی شکل کو
مین اوسکا خواہان یان فلک مجسم پیار اسقدر

منزل بہو نچنا اک طرف ذی صبر ہو ذی ہوش کون
یکسر قدم مین آبلہ پھر راہ پر خار اسقدر

ہر جا ہی ہر دل مین مرے اور گذر کر دو وفا
کر رحم تک اسپہ او پست ہوا آزارا سقدر

جذبہ کشمکش ہووے تو کیا عالم سے ہمکو فائدہ
یہ بی فضا ہی اک قفس ہم ہین گرفتارا سقدر

قطعہ

غیر اور لعل گیسری تری عید اور ہم سبھی گنا
ہم بار یون یون غمزہ ی خوش ہوئین غیبارا سقدر

طاقت نہین ہے بات کی کہتا تھا نعرہ مار کے
کیا جانتا تھا میر ہو جاویگا بیمارا سقدر

قیامت تھا سمان اوس خشمگین پر
کہ تلوارین چلین ابرو کی چین پر

نہ دیکھا آخر اوس آئینہ رو کو
نظر سے بھی نگاہ واپسین پر

گئے دن عجز و نالے کے کہ اب ہے
دماغ نالہ چرخ ہفتمین پر

ہوا ہے ہاتھ گلدستہ ہمارا
کہ داغ خون بہت ہی آستین پر

ہر سحر رنگ چلی تو بے تو نسیم
شاخ شادابیٔ صد زار نکلیگا
ہو سیہ مست نا تک ہشیار
ہو گیا اوسکی زلف کا اک تار

قطعہ

واجب القتل اسقدر تو ہوں
کب مجھے دیکھکر کہے ہی پکار
یہ تو آیا نہ سامنے میرے
لاؤ میری میان سپر تلوار

قطعہ

آ زیارت کو قبر عاشق پر
اک طرحکا ہے یاں بھی جوش بہار
نکلی ہے میری خاک سے نرگس
یعنے اب تک ہی حسرت دیدار

قطعہ

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونوں ہاتھون سے تھامیئے دستار
سہل سی زندگی یہ کام کئے تین
اپنے اوپر نکیجیے دشوار
چار دن کا ہے مجملہ یہ سب
سب سے رکھیے سلوک ہو ناچار
کوئی ایسا گناہ اور نہیں
یہ کہ کیجے ستم کسی پر یار

قطعہ

وان جہان خاک کی برابر ہے
قدر و قیمت آسمان ظلم شعار

یارب رہ طلب مین کوئی کچھ نہ پھر کرے
تسکین دے کے بیٹھ رہون پاؤن گاڑ کر

منظور ہو نہ پاس ہمارا تو حیف ہے
آئے ہین آج در سے ہم تجھکو تاڑ کر

غالب کہ دیوے موت دل اس ضعیف کو
تنکی کو جو دکھاوے ہے پلمین پہاڑ کر

نکلینگے کام دیکھ نہ کچھ اہل ریش سے
کچھ ڈھیر کے چلین ہین یے آگے اکھاڑ کر

اس فن کے پہلوانون سے کشتی رہی ہے میر
بہتون کو ہمنے زیر کیا ہے پچھاڑ کر

مرتے ہین تیرے نرگس بیمار دیکھکر
جاتی ہین جی سے کسقدر آزار دیکھکر

افسوس ہے کہ منتظر اک عمر تک رہے
پھر مر گئے تو تین یکبار دیکھکر

ناخواندہ خط شوق لگی چاک کرنے تو
قاصد تو کہیو ٹک کہ جفاکار دیکھکر

کوئی جو دم رہا ہے سو آنکھون مین ہے پھر آیا
کر یو ٹک ایک وعدۂ دیدار دیکھکر

دیکھین جدہر وہ رشک پری پیش چشم ہے
حیران رہ گئی ہین یہ اسرار دیکھکر

جاتا ہے آسمان لگی کوچے سے یار کے
آتا ہے جی بھرا در و دیوار دیکھکر

تیری خرام ناز پہ جاتی ہین جی چلے
رکھہ ٹک قدم زمین پہ ستمگار دیکھکر

طاقت نے چشم پوشی کی یان تک کہ غش سے میر
چپٹا ہے مجھکو در سے اب یار دیکھکر

جی مین تھا اوس سے ملیے تو کیا کیا نہ کہیے میر

ایکو تکی کھال کھینچی ایکون کو دار کھینچا
اسرار عاشقی کا پچتا کے یار رکھکر

طاعت کوئی کرو ہی جب ابر زہر جوے
گر ہو سکی تو زاہد اسوقت مین گنہ کر

کیون تو نے اخر اخر اسوقت منہ دکھایا
دی جان میر نے جو حسرت سے اک نگہ کر

شیخی کا اب کمال ہے کچھ اور
حال ہی اور قال ہے کچھ اور

وعدہ برسون کے کتنے دیکھے ہین
دم مین عاشق کا حال ہے کچھ اور

سہل مت بوجھ یہ طلسم جہان
ہر جگہ بان خیال ہے کچھ اور

تو رگ جان سمجھتے ہو گی نسیم
اوسکے گیسو کا بال ہے کچھ اور

نہ ملین گو کہ ہجر مین مرجائین
عاشقون کا وصال ہے کچھ اور

کوزہ پشتی پہ شیخ کی مت جا
اوسپہ بھی احتمال ہے کچھ اور

اسمین اوسمین بڑی تفاوت ہے
کبک کی چال ڈہال ہے کچھ اور

میر تلوار چلتی ہے تو چلے
خوش خرامونکی چال ہے کچھ اور

جو دل اپنا ہوا تھا زخمی چور
ضبط گریہ سے پڑ گئے ناسور

صبح اوس سرو مہر کی آگے
قرص خورشید ہو گیا کافور

مشت خاک اپنی جو پامال ہر یاں سے نہ بچا
سر کو کیجئے کہاں خاک سمت پہ غبار آخر کار

چشم وا دیکھ کہ اس عالم بین کیا ہے کس
آنکھ موند جاتی رہیگی یہ بہار آخر کار

اول کار محبت تو بہت سہل ہے میر
ہی سو جاتا ہے دل صبر و قرار آخر کار

خط مین ہے کیا سمان پسینے پہ
موتی گویا جڑے ہین مینے پہ

کوئی ہوتا ہے دل طپش سے بڑا
ایک دم کے لہو نہ پینے پہ

دل ہے میر ہے شکستین طمی مین
سنگ باران ہے آبگینے پہ

چاک سینے سے کہان گئے ہائے
کیا رفو کم ہوا ہے سینے پہ

جور و لبر سے کیا ہون آزردہ
میر اس چار دن کے جینے پہ

ہم بھی پھر تو ہین بلک چشم لیکر
وسعت داغ و فوج غم لیکر

دست کش نالہ پیش رو گریہ
آہ چلتی ہے یان علم لیکر

مدعی اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلینگے دم لیکر

اوسکی اوچہ دل سے تمانا دیکھ
غم دوری چلے ہین ہم لیکر

بارہا صید گہہ سے اوسکے گئے
داغ یاس آہ حسرم لیکر

جسکے دکھانے کو باعث ہنگامہ تھی رہے — پوچھ مسکے دہ پوچھی نہ تم بات مان کر

کہتے نہ تھے کہ جان سے جائی رہینگے ہم — اچھا نہین ہی آہ مین امتحان کر

کم گو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہو گیا — اچھی نہین یہ بات مت اتنی زبان کر

ہم وہ ہین جنکے خون سے تری راہ سب ہے گل — مت کر خراب بہکو تو اورون مین سان کر

تا گشتہ وفا مجھے جانے تمام خلق — تربت پہ میری خون سے میری نشان کر

ناز و عتاب و خشم کہان تک او ستمگر — یارب کبھو تو ہمپہ وہ سی مہربان کر

افسانۂ مادمن کی سنین صبر کب تلک
چل اب کہ سو دین منہ پہ دوپٹے کو تان کر

آزار دیکھو کیا کیا اون بلگون سے اٹک کر — جی لیگئے ہین کانٹے دل مین کھٹک کھٹک کر

سرو و تذرو دونون پھر آپ مین نہ آئے — گلزار مین چلا تھا وہ شوخ ٹک ٹک ٹک کر

کب آنکھ کھول دیکھا تیری تئین سرہانے — ناچار مر گئے ہم سر کو پٹک پٹک کر

حاصل بجز کدورت اس خاکدان سے کیا ہی — خوش وہ کہ اوٹھ گئے ہین دامان جھٹک جھٹک کر

یہ مشت خاک یعنی انسان ہی ہے ورنہ — اوہ کون ہی اس آسمان کی ٹک ٹک کر

دل کام چاہتا ہی اب دیکھئے کیسے نسبے — واں مر گئے ہین کتنے برسون ٹک ٹک کر

ٹک منہ سے اوسکے دی شب قصہ سرک گیا تھا — جاتی رہی نظر سے مہتاب سی چمک کر

مرگیا مین پہ ترے واقعی مین آشفتہ ہنوز
تربہ مین سب سر کی لہو سے در و دیوار ہنوز

دل ہی پروانہ ہے پر شمع کہان ہے کہ جسے
جی سے جاتی ہی نہین حسرت دیدار ہنوز

ہے گئی عمر ہوئے ابر بہار آ کے چلے
لعل بر سا رہے ہین دیدۂ خونبار ہنوز

بدر لیجا ہے پوچھون ہون تجھی سے پہ طبیب
بہ ہوا کوئی بھی اس درد کا بیمار ہنوز

بار ہا چل چکی تلوار تری چال پہ شوخ
تو نہین چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنوز

اکیدن بال فشان ملک سے تو خوش ہو کر
ہین غم و لگی اسیری مین گرفتار ہنوز

کوئی تو آبلہ پا دشت جنون سے گذرا
ڈوبا ہی جاتی ہی لہو مین سر خار ہنوز

منتظر قتل کو وعدے کا ہون اپنے یعنے
بیتیا مرنے کو رہا ہی یہ گنہگار ہنوز

اڑ گئی خاک ہو کتنے ہی تری کوچے سے
بار آتی نہین پہ تیرے ہوادار ہنوز

قطعہ

ایک بھی زخم کی جا جسکے نہو تن پہ کہین
کوئی دیتا ہی سنا ویسی کو آزار ہنوز

ملک تو انصاف کر اے دشمن جان عاشق
میان سے نکلی پڑی ہی تری تلوار ہنوز

قطعہ

میسر کو ضعف مین ہین دیکھیہ کہا کچھ کہیے
ہی تجھکو کوئی گھڑی ہی قوت گفتار ہنوز

ابھی اک دم مین زبان جلتی ہی رہ جاتی ہی
درد دل کیون نہین کرتا ہی تو اظہار ہنوز

حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بھلا
احوال دل بہت ہی مجھے فرصت اک نفس

کیونکی نکلا جاے بحر غم سے مجھ بیدل کی پار
آکر ڈوبی جاتی ہے کشتی مری ساحل کے پاس

ہے پریشان دشت مین کس کا غبار ناتوان
گرد کچھ گستاخ آتی ہے چلی محمل کے پاس

گرم ہوگا حشر کو ہنگامۂ دعوی بہت
کاشکی مجھکو نہ لی جاوین مرے قاتل کے پاس

دور اس سے جنون ہوا دل پر بلا ہے مضطرب
اسطرح تڑپا نہین جاتا کسو بسمل کے پاس

بو مے خون آتی ہے ہر یاد صبح گاہی سے مجھے
نکلی ہے بیدرد شاید ہو کسی گھایل کے پاس

آہ نالی مت کیا کر اس قدر بیتاب ہو
اے ستمکش میر ظالم ہے جگر بھی دل کے پاس

مر گیا مین ملا نہ یار افسوس
ہاے کرا افسوس صد ہزار افسوس

ہم تو ملتے تھے جب اہا ہا ہا
نرہادہ بھی روزگار افسوس

یون گنواتا ہے دل کوئی مجھکو
یہی آتا ہے بار بار افسوس

قتل گر تو ہمین کرے گا خوشی
یہ توقع تھی تجھ سے یار افسوس

رخصت سیر باغ تک نہوئے
یون ہی جاتی رہی بہار افسوس

خوب بد عہد تو نہ مل لیکن
میر ہے تیرے تئہا یہ قرار افسوس

قطعہ

شب اس دل گرفتہ کو وداع کر دیا
بیٹھے رہے تصور جانان کیے ہوے

قطعہ

گل پھینکے ہے سمیر طرف چمن کے دل شاد
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

ہے ساده گل فروش کا آئینہ بر دوش
جاتا رہا نگاہ سے جون موسم بہار

آج اوس بغیر داغ جگر ہین سیاہ پوش

شیخ ہو دشمن زن رقاص ۔۔۔ کیون نہ انقاص کا یہ تب انتقاص

سال مین ابر بہاری تجھسے اک باری ہی ۔۔۔ چشم نم دیدہ سی عشق کی سدا جاری ہی

سب سے آئینہ نمط رکھتی ہین خوبان اختلاط ۔۔۔ ہوتی ہین یونہی کبھی کبھی تجھ پر پریشان اختلاط

تنگ آیا ہو نہین شکر تنگ پوشی سی تری ۔۔۔ اس تن نازک سی یہ جامی کو حیپان اختلاط

غیر محبکو جو رکھتی ہین محفوظ ۔۔۔ تجھ سی ملتی ہین رہتی ہین محفوظ

سب پہ روشن ہی کہ شب مجلس مین آتی ہی شمع ۔۔۔ اوس بہو کی سی کو بیٹھا دیکھہ جل جاتی ہی شمع

شیخ سچ خوب ہی بہشت کا باغ ۔۔۔ جا بینگے گر وفا کرے گا دماغ

ہم اور تیری گلی سی سفر دروغ دروغ ۔۔۔ کہان دماغ ہمین اسقدر دروغ دروغ

تم اور ہمسی محبت تمہین خلاف خلاف ۔۔۔ ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ

غلط غلط کہ رہین تمسے ہم تنک غافل ۔۔۔ تم اور پوچھ ہماری خبر دروغ دروغ

فروغ کچھ نہین دعوی کو صبح صادق کی ۔۔۔ شب فراق کو کب ہی سحر دروغ دروغ

کسو کی کہنی سی مت بدگمان ہو میر سی تو
وہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

ردیف فا

آجکل گاہیکو بتلاتی ہو گستاخی معاف ۔۔۔ راستی یہ ہی کہ دعدی ہین تمہارے خلاف

نہ سمجھا گیا ابر کیا دیکھ کر
ہوا تھا مری چشم تر کیطرف

ٹپکتا ہے پلکون سے خون متصل
نہین دیکھتے ہم جگر کیطرف

مناسب نہین حال عاشق سے صبر
رکھے ہے یہ دارو مدر کیطرف

کسی منزل دلکش دہر مین
نہین میل خاطر سفر کیطرف

رگ جان کب آتی ہی آنکھو نمین میر
گئی ہین مزاج اوس کمر کی طرف

ردیف قاف

دردسے جو رہے بلا ہے عشق
شیخ کیا جانے تو کہ کیا ہے عشق

تو نہو وے تو نظم کل اٹھ جاوے
سچی ہین شاعران خدا ہے عشق

ردیف کاف تازی

بجز چین مجکو چاہتا ہر دم ہی زیر خاک
چھاتی پہ بعد مرگ بھی دل جم ہی زیر خاک

آسودگی جو چاہے تو مر نی پہ دل کو رکھہ
آشفتگی طبع بہت کم ہے زیر خاک

تنہا تو اپنی گور مین رہنے پہ بعد مرگ
مت اضطراب کر تو کہ عالم ہی زیر خاک

رویا تہا زیر مین مین اوسے یاد کر بہت
ابتک مری ہر ایک مژہ نم ہی زیر خاک

کیا آسمان پہ کھینچے کوئی میر آپ کو
جانا جہان سے سب کو مسلم ہی زیر خاک

خط آیا پیہی دن ہو سیہ تیسے ہمارا
جاتا نہین اندہیرہ یہ سرکار سے اتبک

نکلا تہا کہین وہ گل نازک شبہے مین
سو کو فت نہین جاتی ہر خسار سے اتبک

دیکہا تہا کہین ساتہہ تری قد کا چمن مین
ہین میری آوارہ پریدار سے اتبک

میز گم کردہ ہمین مزمہ پرواز ہی ایک
جسکے لے دام سی تا گوش گل آواز ہی ایک

کچہ ہوای مرغ قفس لطف نجاد کا
نوحہ یا نالہ ہر ایک بات کا انداز ہی ایک

ناتوانی سی نہین بال فشانی کا دماغ
ورنہ تا باغ قفس سی مری پرواز ہی ایک

گوش کو ہوش کی ٹک کہولکی سن شور جہان
سبکی آواز کی پردی مین سخن ساز ہی ایک

جا ہی جس شکل سی تمثال صفت وسمین در آ
عالم آئینی کے مانند در باز ہی ایک

بالین پہ میرے آویگا تو گہر سی جب تلک
گر جاوینگا سفر ہی مین دنیا سی تب تلک

اتنا دن اور دل سی طپش کر لے کا دشمین
یہ مجملہ تمام ہی ہر آج شب تلک

نقاش کیونکہ کہینچ چکا تو شبیہ یار
کہینچہ ہی جون ایک نازہی اوسکا مین اتبک

شب کو نہ اور قصہ مری جان کا دراز
القصہ اب کہا کرون تجہ سی مین کب تلک

باقی یہ داستان ہی اوصل کی رات ہے
گر جان میری میرے نہ آ ہو نجہ لب تلک

یہی درد جدائی ہی جو اس شب — تو آتا ہے جگر مژگان کا تر تک
دکھائی دینگے ہم میت کی رنگون — اگر رہ جا ینگے جیتی سحر تک

کہان پھر شور شیون جب گیا میر
یہ ہنگامہ ہی اوس ہی نوحہ گر تک

دست و پا مارے وقت بسمل تک — ہاتھ پہونچا نہ پاے قاتل تک
کعبہ پہونچا تو کیا ہوا اے شیخ — سعی کر تک پہنچ کسی دل تک
در پئے محمل اوسکے جیسے جرس — مین بھی نالان ہون ساتھ منزل تک
بجھ گئے ہم چراغ سے باہر — کہیو اے باد شمع محفل تک

نگیا میر اپنی کشتی سے
ایک بھی تختہ پارہ ساحل تک

جاتی ہین لیکر خرابی کو سیل آسمان تلک — طوفان ہے میری اشک ندامت سے بان تلک
شاید کہ دیوے رخصت گلشن ہون بیقرار — میری قفس کو اے تو چلیو باغبان تلک
قید قفس سے چھوٹ کے دیکھا جلا ہوا — پہونچی نہو تی کاشکے ہم آشیان تلک
اتنا ہون ناتوان کہ در دل سے اب گلہ — آتا ہی ایک عمر مین میری زبان تلک
مین ترک عشق کر کے ہوا گوشہ گیر میر — ہوتا ہون خراب جہا مین کہان تلک

ردیف کاف فارسی

ردیف لام

مقدور تک شراب سے رکھہ انکہ رو نہین رنگ
یہ چشمک پیالہ ہی ساقی ہوا ہی گل

یہ دیکھہ سینہ داغ سے رشک چمن ہی یان
بلبل ستم ہوا نہ جو تو نے ہنسی کہا ہی گل

بلبل ہزار جی سے خریدار اوسکی ہے
اے گلفروش گر یو سمجھہ کر بہا ہی گل

نکلا ہوا ایسی خاک سے کس سادہ رو کی آہ
قابل درود بھیجنے کے ہی صفا ہی گل

بار ہی سر شک سرخ کی داغون سے انکو
بستر پر اپنے سوتی تھی بھی ہم بچھا ہی گل

اے مہندلیب صلح کرین جنگ ہو چکی
اے کہ زبان دراز تو سب کچھہ سوا ہی دل

گلچین سمجھہ کے چنیو کہ گلشن مین میر کی
لخت جگر پڑے ہین نہین برگہا ہی گل

گل کی جفا بھی جاتی رہی وفا ہی بلبل
یکمشت پر پڑے ہین گلشن مین جا ہی بلبل

کر سیر جذب الفت گل چین فی کل چمن مین
توڑا تہا شاخ گل کو نکلی صدا ہی بلبل

کہٹکے ہین خار ہو کر ہر شب بال چمن مین
اتنی لب ودہن پر یہ نالہا ہی بلبل

یکرنگیو نکی راہین طی کر کے مر گیا ہر
گل مین رگین نہین ہین نقش پا ہی بلبل

آئی بہار و گلشن گل سے بہرا ہی لیکن
ہر گوشہ چمن مین خالی ہی جا ہی بلبل

پیغام اے غرض بہی سنتی نہین ہین خوباں
پہونچی نہ گوش گل تک آخر دعا ہی بلبل

یہ دل خراش نالے ہر شب کی میر تیری
کر دینگے بی نمک ہی شور نوا ہے بلبل

بشر مایہ برہمن ہم ہیں کہ رو دیتے ہیں کل
صبحدم اوس تمتمی عالم کو ڈبو دیتے ہیں کل

آج آوارہ ہوائے بال اسیران قفس
یوں گل و باغ و خیابان نہو دیتے ہیں کل

وعدۂ وصل رہا ہی شب آئندہ پہ میر
بخت خوابیدہ جو چونک جاگتی سو دیتے ہیں کل

مندا ہی اختلاط کا بازار آج کل
لگتا نہیں ہی دل کا خریدار آج کل

اس مہلت دو روزہ مین خطری ہزار ہیچ
اچھا ہی رہ سکو جو خبردار آج کل

اوباشون ہی لگی گچھو پانی لگے ہین روز
مارا پڑیگا کوئی طلبگار آج کل

ملنے کی رات داخل ایام کیا نہین
برسون ہوے کہان تئین اے بار آجکل

گلزار ہو رہی ہے مرے دم سے کوئی یار
اک رنگ پر ہے دیدۂ خونبار آج کل

تا شام اپنا کام کہنچے کیونکہ دیکھیے
پڑتی نہین ہی جیکو جفاکار آج کل

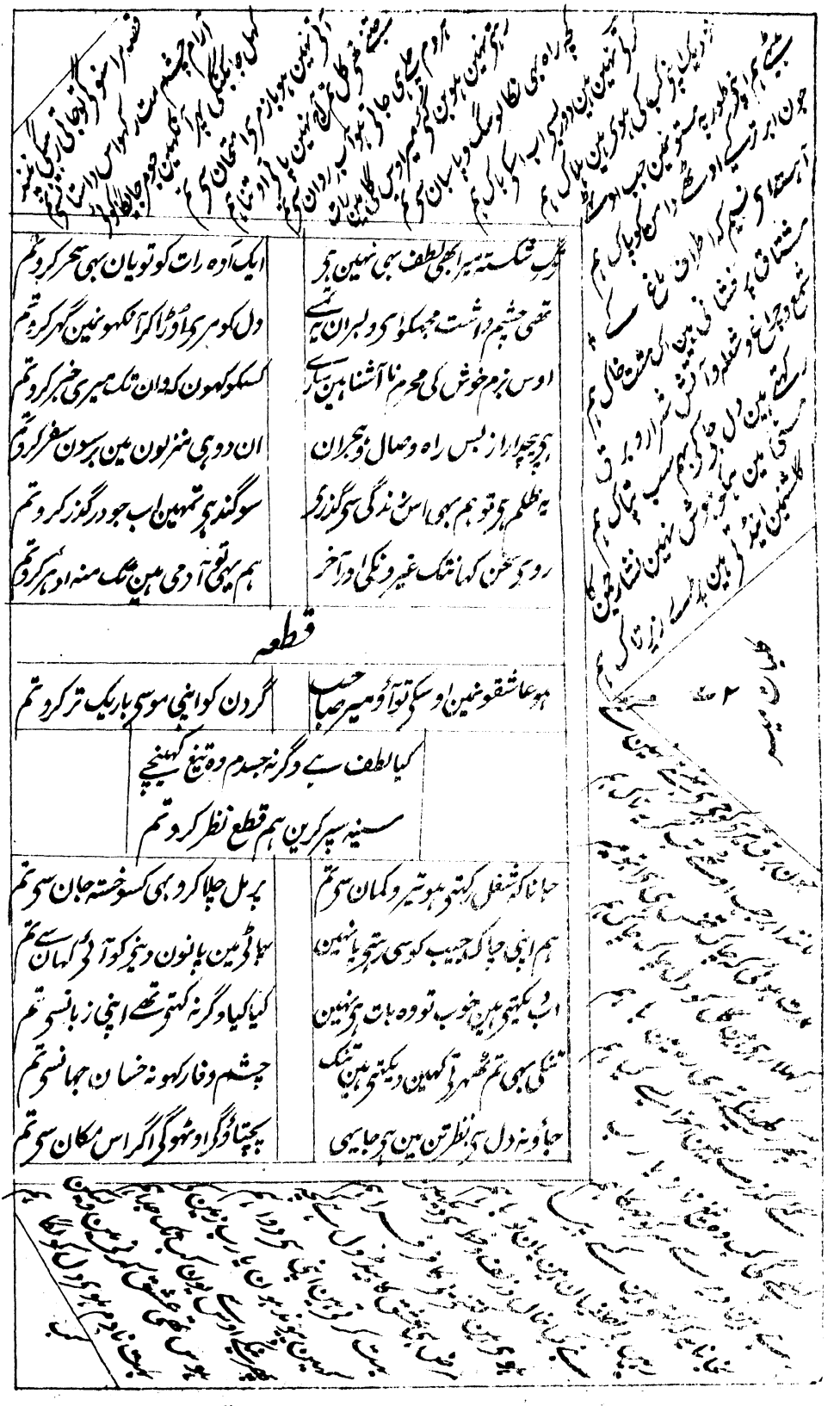
کعبے تلک تو سنتے ہین ویرانہ و خراب
آباد ہی سو خانۂ خمار آج کل

ٹھوکر دلون کو لگنی لگی ہی خرام مین
لاوینگی اک بلا ہی رفتار آج کل

ایسا ہی مغبچون مین جو آتا ہی شیخ جی
تو جا رہی ہین جبہ و دستار آج کل

حیران مین ہی حال کی تدبیر ہین نہین
ہر اک کو شہر مین ہی یہ آزار آج کل

اچھا نہین ہی میر کا احوال اندرون
غالب کہ ہو چکیگا یہ بیمار آج کل



کب آگی کوئی مرتا تھا کسی پر
جہا نمین رکھہ گئے رسم وفا ہم

تعارف کیا رہا اہل جہین سے
ہوئی اک عمر کے پیچے ہمارا ہم

موا جسکے لیے اوسکو نہ دیکھا
نہ سمجھے میر کا کچھہ مدعا ہم

اگر راہ مین اوسکے رکھا ہی گام
گئے گذرے خضر علیہ السلام

دہن یار کا دیکھہ چپ لگ گئی
سخن یان ہوا ختم حاصل کلام

مجھے دیکھہ منہ پر پریشان کی زلف
غرض یہ کہ جاتو ہوئی اتجے شام

سر شام سے رہتی ہین کاہشین
ہمین شوق اوس ماہ کا ہی تمام

قطعہ

قیامت ہی یان چشم و دل سے رہی
چلے بس تو وان جا کر کیجے قیام

نہ دیکھے جہان کوئی آنکھونکی اور
نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام

جہان میر زیر و زبر ہو گیا
خراماں ہوا تھا وہ محشر تمام

گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم
لیک لگ چلنے مین بلا ہین ہم

کام کیا آتے ہینگے معلومات
یہ تو سمجھے ہی نہ کہ کیا ہین ہم

ردیف نون

بیکلی مجھ دی کچھ آج نہین — ایک مدت سے وہ مزاج نہین
زردگر یہ ہی تو محجور بس ہے — اب دوا کی کچھ احتیاج نہین
ہمنے اپنی سی بہت لیکن — مرض عشق کا علاج نہین

شہر خوبی کو خوب دیکھا میر
جنس دل کا کہین رواج نہین

وحشت مین ہی ہون بلا گر دادی پہ اپنی آؤن — مجنون کی مختین سب مین خیال مین بلاؤن
ہنسکر کبھو بلایا تو برسون تک رولایا — اوسکی ستم ظریفی کسکے تئین کہاؤن
فریادی ہون تو تیکو لہو مری زبانسے — نالی کو ببلبلون کی خاطر مین بھی نہ لاؤن
پوچھو نہ دل کی غم کو ایسا سہو ہے یارون — مانند روضہ خوان کی مجلس کے تئین رلاؤن
یکدم تو چونک بھی پر شور و فغان سے میرے — اے بخت خفتہ کبتک تیرے تئین جگاؤن
از خویش رفتہ ہر دم فکر وصال مین ہون — کتنا مین کہو یا جاؤن یارب کہان بلاؤن
عریان تنی کی شوخی وحشت مین کیا بلا ہی — شہ گرد کی نہ بیٹھی تا تن کے تئین چھپاؤن
اگلی خطون نے میرے مطلق اثر نہ بخشا — قاصد کی بد لی اب کی جا دو مگر چلاؤن
دل تفتگی نے مارا مجھکو کہان مژہ دی — اک قطرہ آب تا مین اسوا گر کو جلاؤن

قطعہ

عیش و خوشی ہی شیب مین ہو گو یہ گمان — لذت جو ہی جوانی کی رنج و عتاب مین
دین عمر خضر موسم پیری مین تو نہ لی — مرتا ہی اس سے خوب ہی عہد شباب مین

قطعہ

آ نکلے تھے جو حضرت میر اس طرف کہین — مین نے کیا سوال یہ اونکی جناب مین
حضرت سنو تو مین بھی تعلق کروں کہین — فرمانے لگے کہ یہ اوسکی جواب مین

تو جان لیک تجھسے بھی آئی جو کل نہ یان
ہین آج صرف خاک جہان خراب مین

بل رو گرہ و زلف یار ہی رونی سی کام یان — دامن ہی منہ پہ ابر نمط صبح و شام یان
آوازہ ہی جہان مین ہمارا سنا کرو — عنقا کی طور زیست ہی اپنی بنام یان
وصف دہن سے اسکی نہ آگی قلم چلے — یعنی کیا ہی خامہ نے ختم کلام یان
غالب ہی کہ موسم خط و ان قریب ہے — آنے لگا ہی متصل اوسکا پیام یان
مت کھا فریب عجز عزیزان حال کا — پنہان کیے ہین خاکمین یاروں نے دام یان
کوئی ہوا نہ دست بسر شہر حسن مین — شاید نہین ہی رسم جواب سلام یان
ناکام رہنے ہی کا تمہین غم ہی آج میر — سب کو نکے کام ہو گئے ہین کل تمام یان

جو اد سکی اور کو جانا ہے تو ہم بھی ضعیف
ہزار سجدے ہر اک گام سر براہ کرین

ہوا ہی میکدہ یہ ہی تو فوت وقت ہی ظلم
نماز چھوڑ دین اب کوئی دن گناہ کرین

ہمیشہ کون تکلف ہی خوب رویون کا
گذار نازسی ایدہر بھی گاہ گاہ کرین

گر او مہینگے اسی حال سی تو کہیو تو
جو روز حشر تجھی کو نہ عذر خواہ کرین

بری بلا ہین ستم کشتہ محبت ہم
جو تیغ برسی تو سر کو نہ کچھ پناہ کرین

اگرچہ سہل ہین پر دیدنی ہین ہم بھی میر
ادہر کو یار تامل سے گر نگاہ کرین

قطعہ

راضی ہون گو کہ بعد از صد سال و ماہ دیکہون
اکثر نہین تو تجھکو ہین گاہ گاہ دیکہون

جی انتظار کش ہی آنکھون ہین رہگذر پہ
آجا نظر کہ تابتک ہین تیری راہ دیکہون

آنکھین جو کہل رہی ہین مرنے کے بعد میری
حسرت یہ تہی کہ اوسکو ہین اک نگاہ دیکہون

یہ دل وہ جا ہی جسمین دیکھا تہا تجھکو پہلے
کن آنکھون سے اب اجڑا اس گھر کو آہ دیکہون

دیکہون تو چاند اب کا گذری ہی مجھکو کیسا
دل ہی کہ تیری منہ پر ای مہر و ماہ دیکہون

چشم و دل و جگر یہ ساری ہوئی ہی پریشان
کس کس کی تیری خم ہین حالت تباہ دیکہون

آنکھین تو تو نے دی ہین ای جرم بخش عالم
کیا تیری رحمت آگے اپنے گناہ دیکہون

ماتم کی ہون زمین پہ خرمن تو کیا عجب
ہوتا ہی نیل چرخ کی اس سبز کشت مین

سرمست ہم ہین آنکھونکی دیکھر سی یار کی
کب یہ نشہ ہی دختر رز تجھ پیشت مین

ناحی کو چاک کرکہ کرے نامہ بر کو قتل
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین

قطعہ

درد و اندوہ مین ٹھہرا ہجر رہا مین ہی ہون
رنگ رو جسکے کبھی منہ نہ چڑہا مین ہی ہون

بدکہا مین نی رقیبونکو تو تقصیر ہوئی
کیون ہے بخشتو بھی بھلا سب مین مین ہی ہون

اپنی کوچہ مین فغان جسکی سنو ہو ہر رات
وہ جگر سوختہ و سینہ جلا مین ہی ہون

خار کو جن نی لڑی موتی کی کر دکھلایا
اس بیابان مین وہ آبلہ پا مین ہی ہون

لطف آنی کا ہی کیا بس نہین اب تاب جفا
اتنا عالم ہی مین جاؤن نہ کیا مین ہی ہون

قطعہ

اس ادا کو تو ٹک اک سیر کر انصاف کرو
وہ برا ہی گا بھلا دوستو یا مین ہی ہون

مین یہ کہتا تھا کہ دل جن نی لیا کون ہی وہ
یکبیک بول اوٹھا اسطرف آمین ہی ہون

جب کہا مین نی کہ تو ہی ہی تو پھر کہنے لگا
کیا کریگا تو مرا دیکھون تجھ مین ہی ہون

سنتے ہی ہنس کی ٹک اک سو چپ کیا تو ہی تہا
جن نی شب رو کی سب احوال کہا مین ہی ہون

میر آوارۂ عالم جو سنا ہے تو نے
خاک آلودہ وہ اک باد صبا مین ہی ہون

کہان کی شمع و پروانی گئے مر
مہبت آتش بجان تھی اس مہن مین

کہان عاجز سخن قادر سخن ہون
ہمین ہی شبہہ یارون کی سخن مین

گداز عشق مین یہ بہی گیا میر
یہی دہوکا سا ہی اب پیرہن مین

جگے لیے اپنی تو یون جان نکلتی ہین
اس کاہ مین وہی جیسے انجان نکلتی ہین

کیا تیر ستم اوسکی سینے مین بہی ٹوٹی تہی
جس زخم کو چیرون ہون پیکان نکلتی ہین

مت سہل ہمین جانو پھرتا ہی فلک برسون
تب خاک کی یہ دی ہی انسان نکلتی ہین

کسکا ہی قماش ایسا گودڑ سہری ہین رای
دنکیو نہ جو لوگون کی دیوان نکلتی ہین

قطعہ

گہ لوہو ٹپکتا ہی گہ لخت دل آنکہو نسی
یا گڑتی ہی جگر ہے کی ہر آن نکلتی ہین

کرتا تو گلہ کس سی جیسی تہی ہمین خواہش
اب دلسی ہی یہ اپنے ارمان نکلتی ہین

قطعہ

جاگہ سی بہی جاتی ہو منہ سی بہی خشن ہوکر
ہر حرف نہین ہین جو شایان نکلتی ہین

سوکا ہیکو اپنی تو جوگی کر سی میری ہر
برسون مین کبہو اید ہر ہم آن نکلتی ہین

ان آئینہ رویونکی کیا میر بہی شق ہین

کچھ کچھ کہونگا روز یہ کہتا تھا دل مین مین
آشفتہ طبع میر کو پایا اگر کہین ؛

سو کل ملا مجھے وہ بیابان کی سمت کو
جاتا تھا اضطراب وہ سا اور دہر کہین

لگ چل کہ مین برنگ صبا یہ اوسی کو ڈھونڈھ
کہتی خان و مان خراب ترا بھی ہی گھر کہین

آشفتہ جا بجا جو پھرے ہی تو دشت مین
جاگہ نہین ہی شہر مین تجھکو مگر کہین

خون بستہ اپنی کھول مزہ پوچھتا بھی گر
رکھہ ٹک تو ایک چہرہ حال کو مدنظر کہین

آسودگی سی جنس کو کرتا ہی کون سوخت
حیرانی ہی نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہین

موتی سی تیری اشک ہین غلطان کسو طرف
یاقوت کی سی ٹکڑی ہین لخت جگر کہین

تا کی یہ دشت گردی کبتک یہ خستگی
اس زندگی ہی کچھ تجھے حاصل بھی مر کہین

کہنے لگا وہ ہو کہ یہ آشفتہ یکبیک
مسکن کریگی ہر دہر مین مجھسا بشر کہین

آوارہ گو کا ننگ ہی سنا نصیحتین
مت کہیو ایسی بات تو بارد گر کہین

تعیین جا کو بھول گیا ہون پہ ہی یاد
کہتا تھا ایک روز یہ اہل نظر کہین

بیٹھے اگرچہ نقش ترا تو بھی دل اٹھا
کرتا ہی جا ہی باش کوئی ریگذر کہین

کتنے ہی آئے لیگئے سر پر خیال میر
ایسے گئے کہ کچھ نہین اونکا اثر کہین

اب کچھ ہمارے حال پہ تم کو نظر نہین
یعنی تمہاری ہمسری آنکھین نہین رہین

نہ شک کر اسی اے فکر روزگار کہ مین
دل اوس ستم کی لیے مستعار لایا ہون

پھر اختیار ہی آگی ترا یہ ہی مجبور
کہ دل کو تجھ تئین بے اختیار لایا ہون

یہ جی جو میری گلے کا ہی ہار تو ہی لے
تری گلے کی لیے مین یہ ہار لایا ہون

چلا نہ اسکے دہن چیکے چیکے پھر تو میر
ابھی تو اوسکی گلی سے پکار لایا ہون

جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین
بھلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین

تری گلی سی سدا ای کشندۂ عالم
ہزارون آتی ہوئی چارپائیان دیکھین

گیا نظر سی جو وہ گرم طفل آتش باز
ہم اپنی چھیرون پہ اوڑتی ہوئی ائیان دیکھین

تری وصال کی ہم شوق مین ہوا آوارہ
عزیز و دوست سبھونکی جدائیان دیکھین

ہمیشہ مائل آئینہ ہے تجھے پایا
جو دیکھین ہمنے بھی تو خود نمائیان دیکھین

شہانکہ کھل جواہر تھے خاک پا جنکی
اونہین کی آنکھونمین پھر تے گدائیان دیکھین

بنی نہ اپنی تو اوس جنگجو سی ہرگز میر
لڑائین جب سی ہم آنکھین لڑائیان دیکھین

خوش قدان جب سوار ہوتی ہین
سرو قمری شکار ہوتے ہین

تیرے بالون کی وصف مین میرے
شعر سب پیچدار ہوتے ہین

ریزۂ الماس یا مشتِ نمک ہو کیا بُرا
جو مرے زخمِ سینہ کو مرہم کروں

گر یہ کس گنتی میں ہو پر ایکدم مجھ تک تو آ
یا دہر ہوں یا دو ہر کو تک شمار دم کروں

بس بہت سودا ہوا میں اب نہیں مقدور کچھ
وہ طرح دو ہوں کہ جس میں تجھ سے کم کروں

گو دہواں دُونی لگا دل سو مرے پیچ و تاب
میر اس قطع رطب زلف خم در خم کروں

کیا میں نے رو کر فشارِ گریبان
رگِ ابر تھا تارِ تارِ گریبان

کہیں مست چالاک ناخن نہ لاگے
کہ سینہ ہے قربِ دجوارِ گریبان

نشانِ اشکِ خونی کہ اُڑتے چلے ہیں
خزاں ہو چلی ہے بہارِ گریبان

جنوں تیری منت ہے مجھ پر کہ تو نے
نہ رکھا مرے سر پہ بارِ گریبان

زیارت کروں دل سے خستہ جگر کی
کہاں ہو گی یارب مزارِ گریبان

کہیں جا کے یہ دور دامن بھی جلدی
کہ آخر ہوا روزگارِ گریبان

پھروں میر عریان نہ داغِ کا غم ہو
نہ باقی رہے خارِ خارِ گریبان

بارہا وعدوں کی راتیں آ گئیاں
طالعوں نے صبح کر دکھلائیاں

عشق میں ایذائیں سب سے پائیاں
رہ گئی آنسو قطع آنکھیں آئیاں

لایا ہی مرا شوق تجھے پردہ ہی سے باہر
مین ورنہ وہی خلوتی راز نہان ہون

جلوہ ہی تجھی سی لب دریا ہی سخن پر
صد رنگ مری موج ہی مین طبع روان ہون

پنجہ ہی مرا پنجۂ خورشید مین ہر صبح
مین شانہ صفت سایہ روز لف بتان ہون

دیکھا ہی تجھے جن نے سو دیوانہ نہ ہی میرا
مین باعث آشفتگئی طبع جہان ہون

تکلیف نکرا ہ مجھے جنبش لب کی
مین صد سخن آغشتہ بخون ہی زبان ہون

ہون زرد غم تازہ نہالان حسین سی
اس باغ خزان دیدہ مین مین گ خزان ہون

رکھتی ہی مجھے خواہش دل بسکہ پریشان
در پی نہوا سوقت خدا جانی کہان ہون

اک دہم نہین بیش مری ہستی موہوم
اسپر بہی تری خاطر نازک پہ گران ہون

خوش باشی و تسلیہ و تقدس تہی مجھے میر
اسباب بڑی یون کہ کئی روز سے زیان ہون

اب آنکہون مین خون دمبدم دیکہتے ہین
نہ پوچہو جو کچھ رنگ ہم دیکہتے ہین

جو بہ ہتیاری یہی ہے تو قاصد
ہمین آکے اوسکے قدم دیکہتے ہین

گئے داغ رہتا ہی دل گہ جگر خون
ان آنکہون نسے کیا کیا ستم دیکہتے ہین

اگرچہ آنکہون مین اوس بن ہر پہر ہم
ابہی اور بہی کوئی دم دیکہتے ہین

لکہین حال کیا اوسکو حیرت سی ہمتو
گئے کاغذ و گہ قلم دیکہتے ہین

قطعہ

ای حدم ہو فوا لو تم تو چلو — ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہین
ایک کہتا ہو نہین تو منہ پہ رقیب — تیری پشتی سی سو ستاتے ہین

دیدہ و دل شتاب گم ہون میر
سر پہ آفت ہمیشہ لاتے ہین

آتا ہی دلمین حال بد اپنا بھلا کہون — پھر آپی آپ سوچ کی کہتا ہون کیا کہون
پروانہ پھر نہ شمع کی خاطر جلا کرے — گر بزم مین یہ اپنا ترا ماجرا کہون
ست کہ خرام سر ہی اوٹھانی کسکا خلق کو — بیٹھا اگر گلی مین ترا نقش پا کہون
دل اور دیدہ باعث ایذا و نور عین — کسکے تئین برا کہون کسکو بھلا کہون
آوی سموم جا ی صبا باغ سی سدا — گر شمہ اپنی سوز جگر کا مین جا کہون

جاتا ہون میر دشت جنون کو مین اب کہہ
مجنون کہین ملی تو تری بھی دعا کہون

مرے آگے نہ شاعر نام باوین — قیامت کو مگر عرصے مین آوین
بری سمجھے تجھے وہم و گمان سی — کہان تک اور ہم اب دل جلاوین
مزاج اپنا غیور از بس بڑا ہے — تری غم مین کسے خاطر مین لاوین
پھری ہی شیخ مجلس ہی مین قصدان — ادہر آ نکلے تو ہم بھی بچاوین

نظارا کی ابرا ب سے مست آسا دا
نہین ہی ہوی تنگ خشا رہین غ
نہ دیدہ گل ملیین تو سہین کہلاوین

ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہین
تیری پشتی سی سو ستاتے ہین

سر پہ آفت ہمیشہ لاتے ہین

پھر آپی آپ سوچ کی کہتا ہون کیا کہون
گر بزم مین یہ اپنا ترا ماجرا کہون
بیٹھا اگر گلی مین ترا نقش پا کہون
کسکے تئین برا کہون کسکو بھلا کہون
گر شمہ اپنی سوز جگر کا مین جا کہون

جاتا ہون میر دشت جنون کو مین اب کہہ
مجنون کہین ملی تو تری بھی دعا کہون

قیامت کو مگر عرصے مین آوین
کہان تک اور ہم اب دل جلاوین
تری غم مین کسے خاطر مین لاوین
ادہر آ نکلے تو ہم بھی بچاوین

نہین ہی ہوی تنگ خشا رہین غ
نہ دیدہ گل ملیین تو سہین کہلاوین

نہین ہی ہوی تنگ خشا رہین غ
نہ دیدہ گل ملیین تو سہین کہلاوین

نہین ہی ہوی تنگ خشا رہین غ
نہ دیدہ گل ملیین تو سہین کہلاوین

نہین ہی ہوی تنگ خشا رہین غ
نہ دیدہ گل ملیین تو سہین کہلاوین

گالی سوا کہی مجھسے سخن مت کیا کرو — اچھی لگی ہین مجھکو تری بدزبانیان
غیرون ہی کی سخن کیطرف گوش یار ہے — اوس حرف ناشنو نے ہماری نمانیان
یہ ہے قرار یان نہ کہو اون نے دیکھیان — حیران کاہیان ہماری بہت سہل جانیان

مارا مجھی بہی سانکے غیرون مین اون نے میر
کیا خاک مین ملائین مری جانفشانیان

تا پہونکیے نہ خرقۂ طامات کی تئین — حسن قبول کیا ہو مناجات کی تئین
کیفیتین اوٹھی ہین یہ کب خانقاہ مین — بدنام کر رکھا ہے خرابات کی تئین
اور یہ حرام نازسے خوبانکی ہمنشین — مٹھو کر سے یہ اوٹھاتی ہین آفاتکی تئین
ہم جانتے ہین یا کہ دل آشنا زدہ — کہیئے سو کس سے عشق کی حالات کی تئین
خوبی کو اوسکی ساعد سیمین کی دیکھکر — صورت گرون نے کھینچ رکھا ہاتھ کی تئین
اتنی بہی حرف ناشنوی غیر کی لیے — رکھہ کان مٹک سنا بہی کر و بات کی تئین
سیدہو یا چمار ہو اسجاد فا ہی شرط — کب عاشقی مین پوچھتے ہین ذات کی تئین
آخر کی یہ سلوک ہم اب تیری دیکھکر — کرتی ہین یاد پہلی ملاقات کی تئین

آنکھون نے میر صاحب قبلہ و رم کیا
حضرت تیکا کیا نکر و رات کے تئین

شکوہ کرون ہون بخت کا اتنی غضب نہین
محبوب خدا نخواستہ تمسی تو کچھ گلا نہین

نالی کیا کرسنا نوحی مری یہ عندلیب
بات مین بات عیب ہی مین نی تجھکو کہا نہین

چشم سفید و اشک سرخ آہ دل حزین ہے یہان
شیشہ نہین ہی مے نہین ابر نہین ہوا نہین

ایک فقط ہی سادگی تسپہ بلای جان ہی تو
عشوہ کرشمہ کچھ نہین آن نہین ادا نہین

آب و ہوای ملک عشق تجربہ کی ہی نہین بہت
کرکی دوای درد دل کوئی بھی بہرجا نہین

ہووی زمانہ کچھ سی کچھ جھوٹی ہی دل لگامرا
شوخ کسی ہی آن مین تجھسی تو مین جدا نہین

ناز بتان اوٹھا چکا دیر کو میر ترک کر
کعبے مین جا کی بیٹھیہ میان تیری مگر خدا نہین

تجھ عشق مین تو مرنی کو طیار بہت ہین
یہ جرم ہی تو ایسی گنہگار بہت ہین

اک زخم کو مین ریزۂ الماس سی چیرا
دل پر ابھی جراحت نوکار بہت ہین

کچھ انکھریان ہین آپکی نہین اک بلا کہ بس
دل زنہار دیکھیہ خبردار بہت ہین

بیگانہ خو قریب سی وسواس کچھ نہ کر
فرماوی تک زبان سی تو مہربار بہت ہین

کوئی تو زمزمہ کری میر آسا دلخراش
یون تو قفس مین اور گرفتار بہت ہین

خوبرو سب کی جان ہوتی ہین
آرزوی جہان ہوتے ہین

قطعہ

کلیات میر ۸۷

و تم گنہگار ہین ہین کہ نہین کہتے ہین — عاشق زار ہین مرغ گرفتار ہین ہ
غنچون مین پھر ہی مدّ انوک سی ہر ہر یک کی ہنوز — کس ستمدیدہ کی مژگان ہین تہ خار چمن
باغبان ہمسے خشونت سی نہ پیش آکر — عاقبت نالہ کشان بہی تو ہین در کار چمن
کم نہین ہی دل پر داغ بہی اک مرغ اسیر — گل مین کیا ہی جو ہوا ہی تو طلبگار چمن
گل کا ایسی توڑیئی دس خزان مین کہ نسیم — سرو ہی ہو گئی وان گرمی بازار چمن

کیا جزا ٹھہرتی ہی دیکہیے کل حشر کو میر
داغ ہر ایک مری دل پہ ہی خونبار چمن

بزم مین جو ترا ظہور نہین — شمع روشن کے منہ پہ نور نہین
کتنی باتین بنا کی لاؤن ایک — یاد رہتی تری حضور نہین

قطعہ

فکر مت کر ہمارے جینے کا — تیرے نزدیک کچہ یہ دور نہین
پھر جینگے جو تجہ سا ہی جانبخش — ایسا جینا ہمین ضرور نہین

عام ہے یار کی تجلی میر
خاص موسی و کوہ طور نہین

دامن پہ تیری گرد کا کیونکر اثر نہین — ہم دل جلونکی خاک جہانمین کدہر نہین

عجب ہوتی ہین شاعر بھی مین اس قصے کے کہ عاشق ہو
مزے اونکے اوڑا لیکن یہ سب مجھ پر ہے کہ بادہ پی کر جو مجلس مین یہ اسرار کہتے ہین
کہ خوبان بھی بہت اچھے تئین عیار کہتے ہین

سگ کو میر مین اوس شیر حق کا ہون کہ سب کو سب
نبی کا خویش و بھائی حیدر کرار کہتے ہین

ایک پرواز کو بھی رخصت صیاد نہین
ورنہ یہ کنج قفس ہیئۃ فولاد نہین

شیخ عزلت تو ہے خاک بھی نہ بچنے کی ہم
صفت ہے سیر کہ یہ عالم ایجاد نہین

داد بلبل ہے مجھ سے اے صیاد
ضعف سے میر کے تئین طاقت فریاد نہین

کیون ہے معذور بھی کہیو تو سمجھ لے ظالم
یہ قدح خوار مرے قابل ارشاد نہین

کیا کہون میر فراموش کیا اون نے تجھ کو
مین تو تقریب بھی کی پر تو اوسے یاد نہین

آجائین ہم نظر جو کوئی دم بہت ہے یاں
مہلت ہمین بسان شرر کم بہت ہے یاں

یک لحظہ سینہ کوبی سے فرصت ہمین نہین
یعنی کہ دل کو جامۂ ماتم بہت ہے یاں

حاصل ہے کیا سوائے تزلزل کی دہر مین
اوٹھ آسمان تلے سے کہ شبنم بہت ہے یاں

مائل بغیر ہونا تجھ ابرو کا عیب ہے
تہی زور یہ کمان ولی خم بہت ہے یاں

ہم رہروان راہ فنا دیر رہ چکے
وقفہ بسان صبح کہ کوئی دم بہت ہے یاں

مجلس مین تیرے ہمکو کب غیر خوش لگی ہے — ہم بیخ اونکے دیوار کہنیتے ہین
بیطاقتی نے ہمکو چارون طرف سے کھویا — تصویر گھر مین بیٹھے نا چار کہنیتے ہین
منصور کی حقیقت تمنے سنی ہی ہوگی — حق جو کہی ہے اوسکو یان دار کہنیتے ہین
شکوہ کرون تو کس سے کیا شیخ و کیا برہمن — نا زاوس بلا ہے جان کے سب یار کہنیتے ہین

ناوک سے میرے اوسکے دل بستگی تھی مجھکو
پیکان جگر سے میرے دشوار کہنیتے ہین

سمجھا تنک نہ اپنی تو سود و زیان کو مین — مانا کیا خدا کیطرح ان بتان کو مین
لاوین اوسی کی بعد مری میری لاش پر — پھر کھہ رکھا ہے اپنی ہر اک مہربان سے مین
گردش فلک کی کیا ہے جو دور رقیب مین ہے — دشمن رہونگا چرخ مدام آسمان کو مین
جی جاوے تو قبول ترا غم ہے جائیو — رکھتا نہیں عزیز ہون اس میہمان کو مین

عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
پایا ہون زرد روز بروز اس جوان کو مین

کر نالہ کشی کب تئین اوقات گذارین — فریاد کرین کس سے کہان جا کے پکارین
ہر دم کا بگڑنا تو کچھ اب چھوٹا ہے اوسے — شاید کسی ناکام کا بھی کام سنوارین
دلمین جو کہو جوش غم اوٹھتا ہے تو نادر — آنکھونسے چلے جاتے ہین دریا کی سی دھارین

برا کہنا بھی میرا خوش نہ آیا اوسکو تو ورنہ
تسلی یہ دل ناشاد ہوتا ایک گالی مین

مری اوستاد کو فردوس اعلےٰ مین ملی جاگہہ
بڑہایا کچہہ نہ غیر از عشق مجہکو خرد سالی مین

نگاہ چشم پرخشم بتان پر مت نظر کہنا
ملا ہی زہر ایدل اس شراب پرتگالی مین

شراب خون بن بن کر سدا دل پر برستا ہے
بھری ہین سنگریزے مین نے اس ساغر خیالی مین

خلاف ان اور خوبان کی سدا یہ جی مین رہتا ہی
یہی تو میرا اک خوبی ہی معشوق خیالی مین

آہ اور اشک ہی سدا ہی یہان
روز برسات سے ہوا ہی یہان

جس جگہہ ہو زمین تفتہ سمجہہ
کہ کوئی دل جلا گڑا ہے یہان

گو کدورت سے وہ ندیوے رو
آرسی کیطرح صفا ہے یہان

رند مفلس جگر مین آہ نہین
جان محزون ہی اور کیا ہی یہان

قطعہ

کیسے کیسے مکان ہین ستھرے
ایک ازان جملہ کربلا ہی یہان

اک سسکتا ہی ایک مرتا ہے
ہر طرف ظلم ہو رہا ہی یہان

صد تمنا شہید ہین یک جا
سینہ کوبی ہی تعزیا ہی یہان

دیدنی ہی غرض یہ صحبت شوخ
روز و شب طرفہ ماجرا ہی یہان

کبتک اس تنگنا مین کھینچے رنج
ایان سے یارب ہی تو نکال ہمین

ترک سبزان شہر کر لے اب
بس بہت کر چکے نہال ہمین

وجہ کیا ہے کہ میر منہ پہ ترے
نظر آتا ہے کچھ ملال ہمین

نہ کیونکہ شیخ توکل کو اختیار کرین
زمانہ ہووے مساعد تو روزگار کرین

گیا وہ زمزمۂ صبح فصل گل بلبل
دعا نہ ہو کہ چمن تک ہم اب ہزار کرین

تمام صید سر تیر جمع ہین لیکن
نصیب اوسکے کہ جسکو ترا شکار کرین

تسلی تو ہو دل بیقرار خوبان سے
یہ کاش ملنے نہ ملنے کا کچھ قرار کرین

ہمین تو زیغ مین شرمندہ آہ کی تمنی کیا
رہا ہے ایک رمق جی سو کیا شمار کرین

رہی سہی بھی گئی عمر تیرے پیچھے یار
یہ کہ کہ تا کب تک انتظار کرین

کرین ہین حادثے ہر روز وار آخر تو
سنان آہ دل شب کی ہم بھی پار کرین

یہ قتل غیر ہے کیا کام ہمنشینان آج
جو دشمنی نکرے وہ تو اوس کو یار کرین

ہوا ہون خاک رہ اسو سطے کہ خوبان میر
گذار گور پہ میری بھی ایک بار کرین

یہ غلط کہ مین پیا ہو قدح شراب تجربن
نہ گلے سے میرے اوترا کبھو قطرہ آب تجربن

کہان تک یہ تکلیف مالایطاق
ہوئی مدتون ناز بردار یان

خط و کاکل و زلف و انداز ناز
ہوئین دام رہ صد گرفتار یان

کیا درد و غم نے مجھے ناامید
کہ مجنون کو یہ ہی تہین بیماریان

تری آشنائی سے ہی حد ہوئی
بہت کی تہین دنیا مین ہم یاریان

نہ بہائی ہماری تو قدرت نہین
کہنچین میر تجسے ہی یہ خواریان

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین

مثل عنقا مجھے تم دور سے سنلو ورنہ
ننگ ہستی ہون مری جائے بجز نام نہین

خطر راہ و فا ہلک بہت دور کہنچا
عمر گذری کہ ہمہم نامہ و پیغام نہین

راز پوشی محبت کی تئین چاہیے ضبط
سو تو بیتابی دل بن مجھے آرام نہین

بیقراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے
کچھ تو ہی میر کہ اک دم تجھے آرام نہین

کیا ظلم کیا تعدی کیا جور کیا جفائین
اس چرخ نے کیان ہین ہمسے بہت ادائین

دیکھا کہان وہ نسخہ اک روگ مین پسا ہا
جی پھر کبھی نہ پینا بہتری کی دوائین

اک رنگ گل ہے رہتیان یون ہی نہین کیا ہے
اس گلشن جہان مین ہین مختلف ہوائین

کرون کیون کہ انکار عشق کا ہون مین
یہ رونا بھلا کیا ہی گر کچھ نہین

کمر اوسکی ہی رشتۂ رگ جان ہی میر
غرض اوسی باریک تر کچھ نہین

نالۂ قید قفس سی جھوٹ اب یکدم نہین
گوش گل سی لگتی تھی جاگی سو وہ سم نہین

ہم پہ کھینچی تیغ تو غیرون کو لگنی تھی ضرور
وی اگر ہوونگے اسکے درمیان تو ہم نہین

بت برہمن کوئی نامحرم نہین اللہ کا
ہی حرم مین شیخ لیکن میر وہ محرم نہین

تری ابرو و تیغ و تیر تو ہم مین ہی دو تو ہین
ہوی ہین دل جگر بھی سامنے ستم ہین سو دو تو ہین

نہ کچھ کاغذ مین ہی تہ نی قلم کو ورد نالون کا
لکھون کیا عشق کی حالات نامحرم ہین دو تو ہین

لہو آنکھون سی بہتی وقت رکھ لیتا ہون تو ہی
جراحت ہین اگر وی دونون تو ہم ہین دو تو ہین

کسی چشمے پہ دریا کی دیا اوسپر نظر رکھیے
ہمارے دیدۂ نمدیدہ کیا کچھ کم ہین دو تو ہین

لب جانبخش اوسکی مارہی رکھتی ہین عاشق کو
اگرچہ آبحیوان ہین ولیکن سم ہین دو تو ہین

نہین ابروی ہی مائل جھک رہی ہی تیغ بھی ایدھر
ہمارے کشت و خون مین ہین متفق باہم ہین دو تو ہین

کہلے سینہ کی داغون پر ٹھہرتی ہین کم آنسو
ہمین مین مرد زری کی گل و شبنم ہین دو تو ہین

کبھی دل کی کنی لگتا ہی جگر گاہی ٹپ پڑتا ہی
غم ہجر انمین جیاتی کی ہمارے جم ہین دو تو ہین

ہوا گر ابر بین گرمین نہین جو تو سو ساقی
دم افسردہ کردی منجمد شعلات باران کو

جلین ہین کب کہ مژگان آنسو ونکی گرمجوشی سے
اس آب چشیم کی جوشش نے آتش دی نشانکو

غرور ناز سے آنکھین نکھولین اے وہس جفا جو تو
ملایا پاؤن تلے جبتک نہ چشیم صد غزالان کو

نہ سی چشیم طمع خوان فلک پر خام دستی سے
کہ جام خون دی ہی ہر سحر ہر اپنے مہمان کو

لیے ناواقف شادی اگر ہم بزم عشرت مین
رہان زخم دل سمجھو جو دیکھا روی خندان کو

نہین ریگ روان محبونکی دل کی بیقراری نے
کیا ہی مضطرب ہر ذرہ گرد بیابان کو

کیسکو واسطے رسوائی عالم ہو یہ جی مین رکھہ
کہ ہارا جاوی جو ظاہر کری اس راز پنہانکو

گری پڑتی ہی بجلی ہی تبھی سے خرمن گل پر
نگاہ اک ہنس میرے رو نے پر کہ دیکھی تیری روے خندانکو

غرور ناز قاتل کو لیے جاہی کوئی پوچھے
چلا تو سونپ کر کسکے تئین اس صید بیجانکو

وہ تخم سوختہ تھی ہم کہ سرسبزی نکی حاصل
ملایا خاک مین دانہ نمط حسرت سی دہقانکو

ہوا ہون غنچہ پژمردہ آخر فصل گلکا تجربن
ندی برباد حسرت کشتہ سرو گریبان کو

غم واندوہ بیتابی الم بیطاقتی حرمان
کہون اے ہمنشین تا چند غم ہائی فراوان کو

بہت روئی جو ہم یہ آستین کھہ منہ پہ اب کی بار
نہ چشیم کم سی دیکھہ اس یادگار چشیم گریانکو

مزاج اس وقت ہی اک مطلع تازہ پہ کہ مائل
کہ لے فکر سخن نمتی نہین ہرگز سخندان کو

بیہوشی سی آتی ہی تجھے اوسکی گلی مین
گر ہو سکے اے میر تو اوس راہ نہ جا تو

خط لکھکر کوئی سادہ نہ اسکو ملول ہو
ہم تو ہون بدگمان جو قاصد رسول ہو

چاہون تو بھر کوئی اُنھالون ابھی تمہیں
کیسے ہی بھاری ہو مری آگے تو ہیچ ہو

سرمہ جو نور بخشتی ہی آنکھونکو خلق کی
شاید کہ راہ یار کی ہی خاک دھول ہو

جاوین نثار ہونے کو ہم کس بساط پر
اک نیم جان رکھین ہین سو وہ بھی قبول ہو

ہم ان نوین لگ نہین پڑتے ہین صبح شام
ورنہ دعا کرین تو جو چاہین حصول ہو

دل لیکے لونڈی نے کی کب کا بچا گئی
اب نسخہ کہانی پی ہوئی شے کیا وصول ہو

ناکام اس لیے ہو کہ چاہو ہو سب کچھ آج
تم بھی تو میر صاحب قبلہ عجول ہو

کہتے ہو اتحاد ہی ہم کو
ہان کہو اعتماد ہے ہم کو

شوق ہی شوق ہے نہین معلوم
اوسے کیا دل نہاد ہے ہم کو

خط سے نکلے ہے بیوفائی حسن
اس قدر تو سواد ہے ہم کو

آہ کس ڈھب سے روئیے کم کم
شوق حد سے زیادہ ہے ہم کو

شیخ پیر مغانکی خدمت مین
دل سے اک اعتقاد ہے ہم کو

کبتک گرہ رہی کا سینہ مین دل کی مانند
اے اشک شوق یکدم رخسار پر رواں ہو

ہم دور ماندگان کی منزل رسان مگر اب
یا ہو صدا جرس کی یا گرد کارواں ہو

مسند نشین ہون گر عرصہ ہی تنگ اوس کا
آسودہ وہ کسو کا خاک آستان ہو

تا چند کوچہ گردی جیسے صبا زمین کی
اے آہ صبحگاہی آشوب آسمان ہو

گرد و ق سیر ہی تو آوارہ اس چمن مین
مانند عندلیب گم کردہ آشیان ہو

یہ جان تو کہ ہو ایک آوارہ دشت دل
خاک چمن کی اوپر برگ خزان جہان ہو

کیا ہو حباب سان یان آئے دیکھہ اپنی آنکھون
گر پیرہن مین میری میرا تجھے گمان ہو

از خویش رفتہ ہر دم رہتے ہین ہم جو اون سے
کہتے ہین لوگ اکثر اسوقت تم کہان ہو

تہہ سے تو ڈالون آئینے کو ابھی مین
گر روی خوبصورت تیرا نہ درمیان ہو

اوس تیغ زن سے کہیو قاصد مری طرف سے
اب تک بھی نیم جان ہون گر قصد امتحان ہو

ہمسایہ اوس چمن کی کنج شکستہ پا ہین
اتنے لیے کہ شاید اک باو گلفشان ہو

میرا اوسکو جان کر تو برشبہ لیو رہ پر
صحرا مین جو ند مو بیٹھا کوئی جوان ہو

گرچہ کب دیکھتے ہو پر دیکھو
آرزو ہے کہ تم ادھر دیکھو

عشق کیا کیا نہین دکھاتا ہے
آہ تم بھی تو اک نظر دیکھو

گر ساتھ لے گرا تو دل مضطرب تو میر
آرام کر چکا ترے مشت غبار کو

اچھی لگی ہی تجھ بن گل گشت باغ کسکو
صحبت رکھی گلون سی اتنا دماغ کسکو

یہ سوز داغ دل پر گر بھی جلی بجا ہی
اچھا لگی ہی اپنا گھر یون چراغ کسکو

صد چشم داغ واہین دل پر مری ہین یون ہون
دکھلا رہا ہی لالہ تو اپنا داغ کسکو

گلچین عیش ہوتے ہم بھی چمن مین جا کر
آہ و فغان سی اپنی لیکن فراغ کسکو

اوسکی بلا سی جو ہم اے میر گم بھی ہو دین
ہمسے غریب کا ہو فکر سراغ کسکو

دن گذرتا ہی تجھی فکر ہی مین تا کیا ہو
رات جاتی ہی اسی غم مین کہ فردا کیا ہو

سب ہین دیدار کے مشتاق پر ایسے غافل
حشر برپا ہو کہ فتنہ اوٹھے آیا کیا ہو

خاک حسرت زدگان پر تو گذر بہ دسو آ
ان ستم کشتون سی اب عرض تمنا کیا ہو

گر بہشت آوے تو آنکھ نہین میری پھر لگے
جنی دیکھا ہو تجھی محو تماشا کیا ہو

شوق جاتا ہی ہمین یار کے کوچے کو لیے
جائی معلوم ہو کیا جانیے اوسن جا کیا ہو

ایک رونا ہی نہین آہ و غم و نالہ و درد
ہجر مین زندگی کرنے کی سین کیا کیا ہو

خاک مین لوٹون کہ لوہو مین نہاؤن نہین میر

نزدیک سوز سینے کی رکھیو اپنے قلب کو
وہ دل ہی کیمیا ہی جو گرم گداز ہو

ہی فرق ہی مین خیر نکرآ رزو ہی وصل
مل بیٹھیے جو اوسے تو شکوہ دراز ہو

جون توتکی اوسکی جاہ کا پردا کیا ہی مین
ای چشم گریہ ناک نہ افشای راز ہو

جون چشم بسمل نہ مندی آوی گی نظر
جو آنکھہ میری خونی کی چہری پہ باز ہو

ہمسے نہ غیر عجز کبھو کچھ بنا نہ میر
خوش حال وہ فقیر کہ جو بے نیاز ہو

نالہ اگر مرا سبب شور و شر نہو
پھر مر بھی جائی تو کسو کو خبر نہو

دل پہ ہوا سو آہ کے صدمے سی ہو چکا
ڈرتا ہون یہ کہ اب کہین ٹکڑے جگر نہو

برچھی سی پار عرش کی گذری ہی نہ عاقبت
آہ سحر مین میری کہا تک اثر نہو

سمجھا ہون تیری آنکھہ جہانی ہی خوش نگاہ
مد نظر یہ ہے کہ کسیکی نظر نہو

قطعہ

کھینچے ہی دل کو زلف کی گاہی نگہہ کی گاہ
سودا سی بھی نہ کام چلی اوسکی عشق مین

حیران نہو ہی کوئی تو اس طرز پر نہو
اک دل رکھون مین تو کدھر ہو کدھر نہو

قطعہ

جس راہ ہو کی آج مین پہونچا ہون تجھہ تلک
کافر کا بھی گذار الٰہی ادھر نہو

وہی جانے جو حیا کشتہ وفا رکھتا ہو
اور رسوائی کا اندیشہ جدا رکھتا ہو

کام دلدار سے جو جذب رسا رکھتا ہو
یا کوئی آئینہ سا دست دعا رکھتا ہو

عشق کو نفع نہ بیتابی کرے ہے نہ شکیب
کرے تدبیر جو یہ درد دوا رکھتا ہو

مین نے آئینہ صفت ورنہ کیا بند عرض
اوسکو مشکل ہے جو آنکھون مین حیا رکھتا ہو

ہاے اس زخمی شمشیر محبت کا جگر
درد کو اپنے جو ناچار چھپا رکھتا ہو

اوسے تشبیہ تو دیتے ہین یہ شاعر لیک
سیب کچھ اوس ذقن آگے جو مزا رکھتا ہو

آوے ہے پہلے قدم سر ہی کا جانا دلبر
دیکھتا ہو جو رہ عشق مین پا رکھتا ہو

ایسے تو حال کو کہنے سے بھلی خاموشی
کہئے اوسے جو کوئی اپنا کہا رکھتا ہو

کیا کرے وصل سے مایوس دل آزردہ جو
زخم ہے یار کا جیاتی لگا رکھتا ہو

قطعہ

کب تلک اسکی اسیران بلاخانہ خراب
ظلم کی تازہ جو ہر روز بنا رکھتا ہو

ایکدم کھولکے زلفون کی کمند ونکی تئین
مدتون تک دل عاشق کو لگا رکھتا ہو

گل ہو مہتاب ہو آئینہ ہو خورشید ہو میر
اپنا محبوب وہی ہے جو ادا رکھتا ہو

مت یہ پوچھ کہ اپنی بات کہی تو تمکو نہ مات ہو
قد قامت یہ کچھ ہے تمہارا لیکن قہر قیامت ہو

سایۂ گل مین لب جو پہ گلابی رکھو | ہاتھہ مین جام کو لو آپ کو بدنام کرو
آہ ناچیز رہو خانقہ و مسجد مین | ایک تو صبح گلستان مین بھی شام کرو

رات تو ساری گئی سنتے پریشان گوئی
میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

کون کہتا ہے نہ غیرون پہ تم امداد کرو | ہم فراموش ہوو نکو بھی کبھو یاد کرو
ہین یہان بھسے وفا پیشہ نہ بیداد کرو | نہ کرو ایسا کہ پھر میری تمین یاد کرو
ایسے ہم پیشہ کھان ہوتی ہین ایسے غمخوار | مرگ مجنون پہ کرو ہو ماتم فرہاد کرو
اے اسیران تہ دام نہ تڑپو اتنا | تا نہ بدنام کہین جنگل صیاد کرو
گو کہ حیرانی دیدار ہی اے آہ سرشک | کوئی روشن کرو آنکھین کوئی دلشاد کرو
کیا ہوا ہے ابھی تو ہستی ہیچ کو بھول مے | آخر کار محبت کو تمک اک یاد کرو

اول عشق ہی مین میر جی تم رونے لگی
خاک ابھی منہ کو ملو نالہ و فریاد کرو

دل صاف ہو تو جلوہ گہ یار کیون نہو | آئینہ ہو تو قابل دیدار کیون نہو
عالم تمام اوسکا گرفتار کیون نہو | وہ ناز پیشہ ایک ہے عیار کیون نہو
مستغنیانہ تو جو کرے پہلی ہی سے سوت | عاشق کو فکر عاقبت کار کیون نہو

صورت تو تیری صفحۂ خاطر پہ نقش ہے
ظاہر میں اب ہزار تو مستور کیوں نہو

صافی شست سی ہے غرض مشق تیر سے
سینہ کسو کا خانۂ زنبور کیوں نہو

مجنوں جو دشت گرد تھا ہم شہر گرد ہیں
آوارگی ہماری بھی مذکور کیوں نہو

تلوار کینچتا ہے وہ اکثر نشے کے بیچ
زخمی جو اسکے ہاتھ کا ہو چور کیوں نہو

خالی نہیں بغل کوئی حیوان سے مرے
افسانۂ عشق کا ہے یہ مشہور کیوں نہو

عجلو تو یہ قبول ہوا عشق میں کہ میر
پاس اسکے جب گیا تو کہا دور کیوں نہو

ہر دم وہ شوخ دست بشمشیر کیوں نہو
کچھ ہنسنے کی ہے ایسی ہی تقصیر کیوں نہو

اتبو جگر کو ہنسنے بلا کا ہدف کیا
انداز اس نگاہ کا پھر تیر کیوں نہو

جاتا تو ہے کہیں کو تو اے کاروان مصر
کنعان ہی کی طرف کو یہ شبگیر کیوں نہو

حیران ہیں اسقدر کہ اگر لکھے جائے
پھر منہ تلک انہیں کے یہ تصویر کیوں نہو

تو نے تو رفتہ رفتہ کیا ہمکو تنگ خلق
وحشت دلا کہاں تئیں نخچیر کیوں نہو

جون گل کسو شگفتہ طبیعت کا ہے نشان
غنچہ بھی کوئی خاطر دلگیر کیوں نہو

ہو دس ہزار وحشت اسی تو بھی یار رہی
اغیار تیرے ساتھ جو ہوں میر کیوں نہو

قید حیات قید کو کوئی سخت ہو کہ روز
مرتے ہین اوسکی گردش ایک دو

کس کس کو ہووی نظر یان ہر یک شب
جی دے ہین اوسکی چشم کے بیمار ایک دو

تو تو دو چار ہو گیا یک کا بیان ہنوز
گذرین ہین اپنی جان سے ناچار ایک دو

ابرو سے تیغ زن کی تمہاری تو کیا چلی
کردی ہی جس کمال کا تلوار ایک دو

تک چشم مین بھی سر می کا دنبالہ کھینچا
اس مست کی بھی ہاتھ مین تلوار ایک دو

کیا کیا عزیز دوست ملی میر خاک مین
کچھ اس گلی مین ہم ہی نہین خوار ایک دو

حال دل میر کا اے اہل خامت پوچھو
اس ستم کشتہ پہ جو گذری ہی قیامت پوچھو

صبح سے اور بھی پاتا ہون اوسی شام کو حشر
کام کرتی ہی جو کچھ میری دعا مت پوچھو

استخوان تھوڑی مری لی اوسکی گلی کی سگ نے
جس خرابی سے دیوین ان نے امت پوچھو

ہوش و صبر و خرد و دین و حواس و دل و تاب
اشتہا لک کی محبت نے کہ در بست نکلا
شہر دل کیا کہون کس طور جلا مت پوچھو

وقت قتل آرزو دی دل جو لگی چونچہ تک
مین اشارت کی اودہر ون نے کہا مت پوچھو

خواہ مارا نہین سے میر کو خواہ آپ سوا
جانے دو یار جو ہونا تھا ہوا مت پوچھو

لب پہ شیون قہر پہ خندہ رنگ ہیں کب پاس
دن گیا ہجر کا جس رنگ سے شب مت پوچھو

میر صاحب نئی یہ طرز ہوا سکی تو کون
موجب آزردگی کا وجہ غضب مت پوچھو

فرصت نیند تنگ ہی کیجئے اضطراب کو
کیا آفت آگئی مرے اوپر لگی تاب کو

میری ہی چشم تر کی کرامات ہے یہ سب
پھرتا تھا ورنہ ابر تو محتاج آب کو

گذری ہے شب خیال میں خوبان کی جاتی
آنکھیں لگا کی اونسی تیں سون ہوں خواب کو

حظ آگیا پہ اوسکا تغافل نہ کم ہوا
قاصد مرا خراب پھرے ہے جواب کو

تیور میں جب سے دیکھیے ہیں ساقی خمار کی
پیتا ہوں کھینچ کھینچ کے آنکھوں سے جام شراب کو

اب تو نقاب منہ پہ لی اے ماہ کہ شب ہوئی
شرمندہ ساری دن تو کیا آفتاب کو

کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
سمجھاؤں کب تلک اس دل خانہ خراب کو

کیا ہے اگر بدنامی و حالت تباہ ہی سہی
عشق کیا جہان میں اتنی رو سیاہ ہی سہی

لطف کیا آزردہ ہو کر آپ سے ملنے کا بیچ
ملک تری جانب سے جب تک نہ رضا ہی سہی

چاہتا ہی جی کہ ہم تو ایک جا تنہا ملیں
ناز بیجا بھی نہو وے کم نگاہی بھی سہی

مجمع تر کان ہے کوئی دیکھیو جا کر کہیں
جس کماں میں کشتہ ہوا وہ سیہ ہی سہی

تری کوچہ مین یکسر عاشقونکی خاکمقدر گاہین
جو تو گھر سے نکلے تو رکھیو پانو آہستہ

مرے آگے نہین ہنستا تو اوس صلح کرتا ہون
بہلا مین دون دون دو دن یا تبسم کر تو یک آہستہ

تعجب ہے مجھے یہہ سرو کو آزاد کہتے ہین
سراپا دل کی صورت جسکی ہووے کیا ہووا آہستہ

تری گلگشت کی خاطر بنا ہی باغ کی گویا
پیطاؤس سینہ ہے تمامی دست گلدستہ

بجا ہے گر فلک پر فخر سی پہینکے کلاہ اپنی
کہی جو اس زمین مین میر یک مصراع برجستہ

قطعہ

ہم مین مجھ مین روح ماجرا ہی یہہ
وہ نمک چھڑکے ہے مزا ہے یہہ

آگ تھی ابتدائے عشق مین ہم
اب جو ہین خاک انتہا ہے یہہ

بود آدم نمود شبنم ہے
ایک دو دم مین پھر ہوا ہی یہہ

شکر اوسکی جفا کا ہو نہ سکا
دل سے اپنے ہمین گلا ہے یہہ

شور سے اپنے حشر ہی پہ وہ
یون نہین جانتا کہ کیا ہے یہہ

بس ہوا ناز ہو چکا اغماض
ہر گھڑی ہمسے کیا ادا ہے یہہ

نشین اوستی ہین رخ یارونکی
آن بیٹھو تو خوشنما ہے یہہ

دیکھ بیدم مجھے لگا کہنے
ہے تو مرد اسا پر بلا ہے یہہ

مین تو چپ ہون وہ ہو نہ ہو چلا
کیا کہون ریختے کی جا ہے یہہ

قطعہ

نام مین خستہ و آوارہ بدنام مری
ایک عالم نے غرض مجھکو کہا کیا کیا کچھ

طرفہ محبت ہے کہ سنتا نہین تو ایک مری
واسطے تیرے سنا مین نے سنا کیا کیا کچھ

حسرت وصل و غم ہجر و خیال رخ و دست
مر گیا مین پہ مری جی مین ہا کیا کیا کچھ

ورد و دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق
آہ عالم سے مرے ساتھ چلا کیا کیا کچھ

چشم نمناک و دل پر جگر صد پارہ
دولت عشق سے ہم پاس ہی تھا کیا کیا کچھ

تجھکو بیتی ہے مگر فی سے زمانی کی کہان
خاک گن گن کی ہوئی صرف بنا کیا کیا کچھ

قطعہ

قبلہ و کعبہ خداوندو ملاذ و مشفق
مضطرب ہو کے اوسی پر نے لکھا کیا کیا کچھ

پر کہون کیا رقم شوق کی اپنی تاثیر
ہر سر حرف پہ وہ کھنچ لگا کیا کیا کچھ

ایک محرم چلی میر ہمین عالم سے
ورنہ عالم کو زمانی نے دیا کیا کیا کچھ

جی چاہے مل کسو سے یا سب سے تو جدا رہ
پر ہو سکے تو پیارے یک دل بنا آشنا رہ

کل پے تکلفی مین طرف اوس بدن کا دیکھا
نکلا نہ پیرقبا سے ای گل عرق بھرا رہ

عاشق غیور جی دی اور اوس طرف نہ دیکھے
وہ آنکھ جو چھپا ہے تو تو ہی وہ کنجا رہ

کیا کیا نہ ریجھیں تم نے بچاتین اچھا رجایا اے مہربان آہ
گذری ہے دیکھیں کیونکر ہماری اس بیوفا سے نے رسم نے راہ

قطعہ

تہی خواہش دل رکھنا حمایل گردن میں اسکے ہر گاہ و بیگاہ
اسپر کہ تہا وہ شہ رگ سے اقرب ہرگز نہ پہنچا یہ دست کوتاہ

قطعہ

ہے ماسوا کیا جو میر سمجھے آگاہ ساری اسے ہیں آگاہ
جلوے ہیں اوسکے شانین ہیں ہی وسکے کیا روز کیا خور کیا رات کیا ماہ

ظاہر کہ باطن اول کہ آخر
اللہ اللہ اللہ اللہ

جو ہوشیار رہو سو آج ہو شراب وہ زمین مسکین یلدست ہیگی آب زدہ
بنی یہ کیونکی ملی تو ہی یا ہمین سمجھیں ہم اضطراب زدہ اور تو حجاب زدہ
کہی ہے جسکو ملامت جہان ہمین ہی ہین اجل رسیدہ جفا دیدہ اضطراب زدہ
جدا ہو رخ سے تری زلف مین کیون کر بچائے پناہ لیتے ہین سائی کی آفتاب زدہ

لگا نہ ایک ہی میر اوسکی بیت ابدو کو

بیکلی اسکی نہ ظاہر تھی جو تو اے بلبل
دم کش میر ہوئی اس لب و گفتار کے ساتھ

کہتے ہین ار بھی گئی جل کی پر پروانہ
کچھہ سنی سوختگان تم خبر پروانہ

سعی آتنی یہ ضروری ہی اودھی بزم سنگ
ای جگر تفتگی بی اثر پروانہ

کس گنہ کا ہی پس از مرگ عذر جانسوز
پاؤن پر شمع کے پاتے ہین سر پروانہ

آپ ہی آگ مین ای شمع سین سے تو سمجھہ
کس قدر داغ ہوا تھا جگر پروانہ

بزم دنیا کی تو دلسوزی سنی ہوگی میر
کسطرح شام ہوی یان سحر پروانہ

ردیف یای تحتانی

دل کو تسکین نہین ای اشک مادم سی بھی
اس مانی مین گئی ہے برکت غم سی بھی

ہمنشین کیا کہون اس شکر تبا بن
صبح عید اپنی ہی بدتر شب ماتم سی بھی

کاش ایجان الماک نکل جاوی تو
اتبو دیکھا نہین جاتا میہ ستم ہم سی بھی

آخر کار محبت مین نہ نکلا کچھہ کام
سیہ چاک و دل پر درد و غم سی بھی

آہ ہر غیر سے تا چند کہون جیکی بات
عشق کا راز تو کہتے نہین محرم سی بھی

دور طرح کوچی میرای غیرت فردوس ہے
کام گذرا ہے مرا گریہ آدم سی بھی

چھوٹتا کب ہے اسیر خوش زبان
جیتے جی اپنی رہائی ہو چکی

آگے ہو مسجد کی نکلی اسکی راہ
شیخ سے اب پارسائی ہو چکی

درمیان ایسا نہیں اب آئینہ
میرے اسکے اب صفائی ہو چکی

ایک بوسہ مانگتے لڑنے لگے
اتنے ہی میں آشنائی ہو چکی

بیچ میں ہم ہیں نہ تو لطف کیا
رحم کر اب بیوفائی ہو چکی

آج پھر تھا بیت میرو ان
کل لڑائی تھی لڑائی ہو چکی

گلگشت کی ہوس تھی سو تو بکیر لے آئے
آئی ہو ہم چمن میں ہو کر اسیر لے آئے

فرصت میں یکقفس کے کیا در مجال سکو
لے آئے تو ہم و لیکن وقت اخیر لے آئے

دلّی میں اپکی آکر اون یار و کو نہ دیکھا
کچھ وہی گنتی کے چند ہی جی ہم بھی دیر لے آئے

کیا خوبی اس چمن کی موقوف ہے کہ جس جا
گل کر گئے صنم کو کوئی نظیر لے آئے

شکوہ نہیں جو اسکو پروا نہ ہو ہماری
دروازے جسکی ہم سے کتنے فقیر لے آئے

عمر دراز کیونکر مختار خضر ہے یاں
ایک آدہ دن میں ہم تو خیر پیر لے آئے

نزدیک تھی قفس میں پرواز روح اپنی
غنچے ہو گلبنوں پر جیسے ہم صفیر لے آئے

یوں بیٹھی بیٹھے ناگہ گردن لگی ہلانے
سر شیخ جی کی گویا مجلس میں میر لے آئے

کسان یہ قامت دلکش کمان پاکیزہ کی ایسے
ملے ہین ہم بہت گلزار کی نازک نہالون سے

حرف اوسکا ہوی مدت ہوی سنی کی تک نہ
گئی نکلی ہی اُمت دل مرا تیرون کے بھالون سے

ہوا پیرانہ سر عاشق ہو زاہد مضمحل سب کا
کہن سالی مین ملتا ہی کوئی بھی خورد سالون سے

رگ گل کو تی کہتا ہی کوتی ای میر ہوا سکو
کمر اس شوخ کی نہ بتہتی نہین ان خوش خیالون سے

کئی جی ہی چھوٹی متون کی جفا سے
یہی بات ہم چاہتے تھی خدا سے

وہ اپنی ہی خوبی سے ہتا ہے نازان
مرو یا جیو کوئی اسکی بلا سے

کوئی ہمسے کہلتے ہین بندا اس قبا کی
یہ عقد سے کہلینگے کسو کی دعا سے

پشیمان توبہ سے ہوگا عدم مین
کہ غافل چلا شیخ لطف ہوا سے

نہ کہی مری خاک بھی اس گلی مین
کہ ورت مجھے ہے نہایت صبا سے

جگر سوی مژگا کھنچا جا ہی ہے کچھ
مگر دیدہ تر ہین لوہو کے پیاسے

اگر چشم ہے تو وہی عین حق ہے
تعصب تجھے ہے عبث ماسوا سے

طبیب سبک عقل ہر گز نہ سمجھا
ہوا اور عشق آہ و دونا دوا سے

کہ بیٹھے ہین یہ قافیے کس ادا سے
نہ شکوہ شکایت نہ حرف حکایت

شست وشو کا اوسکی پانی جمع ہو کر رہنا | اور رمنہ وہونی کی چھینٹون سے ستاری دیکھنا

رہ گئے سو تی کی سوتے بکاروان جاتا رہا
ہم تو میر اس رہ کی خواب دیدہ مین ہی دیکھتے

یہ چشم آئینہ دار روتی کسو کی | نظر اس طرف بھی کبھو کی کسو کے
سحر پای گل بجودی ہمکو آتی | کہ اوس سست پیمان مین بوتی کسو کے
یہ سرگشتہ جیتک رہا اس چمن مین | بہ رنگ صبا جستجو تھی کسو کی
نہ ٹھہری تلک اک جان بر لب رسیدہ | ہمین مدعا گفتگو تھی کسو کی
جلایا شب اک شعلۂ دل نے ہم کو | کہ اوس تند سرکش مین خو تھی کسو کی
نہ تھے تجھسے نازک میانان گلشن | مہت تو کمر جیسے مو تھی کسو کی

دم مرگ وشوار دی جان اوتی
مگر میر کو آزروتی کسو کی

کس طور ہمین کوتی غربیدہ لبھاوے | آخر ہین تری آنکھون کے دیکھنے والے
سو ظلم اوٹھاتی تو کبھو دور سے دیکھا | ہرگز نہوا یہہ کہ ہمین پاس بلاوے
اس شوخ کی سر تیر بلک ہین کہ وہ کانٹا | گڑ جاتی اگر آنکھہ مین سر دل سے نکالے
عشق آنکھہ ہے جو یار کو اپنی دم رفتن | کرتی نہین غیرت سے خدا کی بھی حوالے

جہان سے تو رخت اقامت کو باندہ
یہہ منزل نہین بے خبر راہ ہے

نہ شرمندہ کر اپنے منہ سے مجھے
کہا مین نے کب یہہ کہ تو ماہ ہے

یہہ وہ کارواں گاہ دل کش ہے میر
کہ پھر یان سے حسرت ہی ہمراہ ہے

دھب ہین تیری سے باغمین گل کے
بو گئی کچھہ دماغ مین گل کے

جای روغن وبا کرے ہی عشق
خون بلبل چراغ مین گل کے

دل تسلی نہین صبا ورنہ
جلوہ سب ہے نگے داغمین گل کے

اس حدیقے کے عشیہ رمت جا
می نہین ہی ایاغ مین گل کے

سیر کر میر اس چمن کی شتاب
ہی خزان بھی سراغ مین گل کے

عشق مین نے خوف و خطر چاہیے
جان کے دینے کو جگر چاہیے

قابل آغوش ستمدیدگان
اشک سا پاکیزہ گھر چاہیے

حال یہہ پہنچا ہے کہ اب ضعف سے
اوٹھتے پلک ایک پہر چاہیے

کم ہے شناسای در داغ دل
اوسکے پرکہنے کو نظر چاہیے

عشق کے آثار ہے ای بوالہوس
داغ بدل دست ہنر چاہیے

گریہ ہر وقت کا نہین بے ہیچ
دل مین کوئی غم نہانی ہے

خاک تھی موج زن جہانمین اور
ہمکو دھوکا یہ تھا کہ پانی ہے

ہم قفس زاد قیدی ہین ورنہ
تا چمن ایک پر فشانی ہے

اوسکی شمشیر تیز سے ہمدم
مر رہینگے جو زندگانی ہے

غم و رنج و الم نکو یان سے
سب تمہاری ہی مہربانی ہے

یان ہوئی میر ستم پہ ابر خاک
واں وہی ناز و سرگرانی ہے

قیامت ہین یہ چسپان جامی وائے
ملکون مین جنکے خاطر خرقی موائے

وہ کالا چور ہے خال رخ یار
کہ سو آنکھون مین ل ہو تو چرائے

نہین اوئٹتا دل محزون کا ماتم
خدا ہی اس مصیبت سے نکالے

کہان تک دور بیٹھے بیٹھے کہتے
کہو تو پاس ہمکو بھی بلالے

دلا بازی نکر اون گیسوون سے
نہین آسان کہلانی سانپ کالے

طپش نے دل جگر کی مار ڈالا
بغل مین دشمن اپنی تمنے پالے

مگر بوئی گل تھے کاش یکچند
ابھی زخم جگر سارے ہین آلے

کسے قید قفس مین یاد گل کی
پرے ہین اتنو جینے ہی کے لالے

نازکی کو عشق مین کیا دخل سمجھا ہی ہوا کوہ — بیان صعوبت کینچے کوہی مین طاقت چاہیے

تنگ مت ہو ابتدای عاشقی مین اسقدر
خیریت ہی میر صاحب دل سلامت چاہیے

بی یار شہر دل کا ویران ہو رہا ہے — دلہا ئی وہی جنا تک میدان ہو رہا ہے
اس منزل جہانکی باشندگی فنا ہی ہین — ہر یک کی ہان سفر کا ساماں ہو رہا ہے
اچہا لگا ہی شاید آنکہون مین یار اپنی — آئینہ دیکہہ کر کچہہ حیران ہو رہا ہے
کل دیکہہ کر چمن مین تجہکو کہلا ہی جاہے — یعنے ہزار جی سی قربان ہو رہا ہے
حال زبون اپنا پوشیدہ کچہہ نہ تہا تو — سنتا نہ تہا کہ یہ صید پیچان ہو رہا ہے
ظالم اوہر کی سدہ لی ہون شمع جگا ہی — ایک آدہ دم کا عاشق مہمان ہو رہا ہے
قربان گہہ محبت وہ جا ہی جسمین ہر سو — دشوار جان دینا آسان ہو رہا ہے

ہر شب گلی مین اوسکی روتی تو رہتی ہم تو
اک روز میر صاحب طوفان ہو رہا ہے

آوے ہی زبان پہ آئی — یہہ بلا آسمان پر آئی
عالم جان سے تو نہین آیا — ایک آفت جہان پر آئی
پیری آفت ہے پھر نہتا گویا — یہہ بلا جس جہان پہ آئی

صیتے ہیں جب تلک ہم انکھیں بھی لڑتیاں ہیں
تکیں تو چور ضوباں کب تک وار کیجئے

اب چاند بھی لگا ہے تیری سی جلوگی میں
شبہا سی چاندنی تجھکو چھپا کہا کیجئے

مژگان و چشم و ابرو سب ہیں ستم کو مائل
ان آفتوں سے دل ہم کیونکر بچا رکھینگے

دیوان میر صاحب ہر یک کے ہو بغل میں
دو چار شعر انکے ہم بھی لکھا رکھینگے

تجھ سے دوچار ہوگا جو کوئی راہ جاتے
پھر عمر بھر چائیگی وہ سکو سنبھال آتے

گر دلکی بیقراری ہوتی یہی جواب ہے
تو ہم ستم رسیدہ کاہیکو جینے پاتے

وے دن گئے کہ اوٹھ کر جاتی تھی اوس گلی میں
اب سعی چاہئی ہے بالیدن سے رسا تک

کب تھی ہمیں تمنا لے ضعف یہ کرے گا
پر زیر تیغ اسکی ہم تاب لا سکے تو

گر جانتے کہ یوں ہی برباد جائینگے تو
کاہیکو خاک میں ہم اپنے تئیں ملاتے

شاید کہ خون دل کا پہونچا ہے وقت آخر
تھم جاتی ہیں کچھ آنسو تو لگ چلے ہیں آنے

اس سمت کو پلٹتی تیری نگہ تو ساقی
حال خراب مجلس ہم شیخ کو دکھاتے

جی دینا دلدہی سے بہتر تھا صد عتاب
ای کاش جان دیتے ہم بھی نہ دل لگاتے

شب کوتہ اور قصہ انکا دراز ورنہ
احوال میر صاحب ہم تجھکو سب سناتے

قعر سے اب یار ہوا چاہیے
ملتجی نا چار ہوا چاہیے

جسکے تئیں ہو غم ہوں وہ سب میں ہے
کسکے طلب گار ہوا چاہیے

تا کہ وہ تک آن کے پوچھے کبھو
اسلئے بیمار ہوا چاہیے

زلف کسی کی ہو کہ ہو خال خط
دل کو گرفتار ہوا چاہیے

تیغ بلند اور سکی ہو فی بوالہوس
مرنے کو طیار ہوا چاہیے

مصطبۂ بیخودی سے بے مہ جہان
جلد خبردار ہوا چاہیے

مول ہے بازار کا ہستی کے یہ
دل کے خریدار ہوا چاہیے

کچھ نہیں خورشید صفت سرکشی
سایۂ دیوار ہوا چاہیے

کر نہ تعلق کہ یہ منزل نہیں
آہ سبکبار ہوا چاہیے

گو سفری اسمیں ظاہر ہیں بہت
عاقبت کار ہوا چاہیے

یاں سر کشان جو صاحب تاج و تخت ہے
پامال ہو گئی تو نجانا کہ کیا ہوئے

دیکھے نہ ایک شبنم گل بھی چمن میں آہ
ہم آخر بہار قفس سے رہا ہوئے

پچتاؤ گے بہت جو گئے ہم جہان سے
آدم کی قدر ہوتی ہے ظاہر جدا ہوئے

تجمہ بن دماغ صحبت اہل چمن نہ تھا
گل وا ہوئی ہزار تو ہم نہ وا ہوئے

گمان ہین آدمی عالم مین پیدا | خدائی صدقے کی انسان پر سے

تفنگ اوسکی چلی آواز پر لیک
گئی ہے میر کو لی کان پر سے

خوب ہے ای ابر یک شب آ دو باہم رویئے | پر نہ اتنا بھی کہ ڈوبی شہر کم رویئے
وقت خوش دن یکسانہ اکدم سے زیادہ دہر مین | خندۂ صبح چمن پر مثل شبنم رویئے
شادی و غم مین جہانکی ہایک سے دونکا ہے فرق | عید کے دن ہنسئی تو دن محرم رویئے
دیکھا ماتم خانۂ عالم کو ہم مانند ابر | ہر جگہہ پر جی مین یون آیا دما دم رویئے
ہو جدا فردوس سے یعنے گلی سے یار کے | مدتون تک کینے غم مثل ارم رویئے
اب سے یون کر لی مقرر آدمی جب کسیکے | وادی مجنون پہ جا ای بر اکدم رویئے

عشق مین تقریب یہ کونسی مین درکار میر
ایک مدت صبر ہی کا کینے ماتم رویئے

نیلا نہین سپہر ترے اشتباہ ہے | دور جگر سے میری یہ چت سب سیاہ ہے
ابر و بہار بادہ سبھو نہین ہے اتفاق | ساقی جو تو بھی مل چلو تو واہ واہ ہے
سرمے سے ایسی آنکہین تمہاری نہین لگین | احوال پر ہمارے تمہین کب نگاہ ہے
کس کسطرح سے ماتہ نچاتا ہے وہ خط مین | دیکہا جو شیخ شہر عجب دست گاہ ہے

کرے دست و پا کم جو میر آگیا
وفا پیشہ مجلس اوسے پا گئی

مکیسو کشادہ روئے پریشین نہین جبین بھی
ہم چیوڑین مہر اوسکی کاش اوسکو ہووے کین بھی

آنسو تو تیرے دامن پوچھے ہو وقت گر
ہمنے نہ رکھی منہ پر ای ابر آستین بھی

کرتا نہین عبث تو پارہ گلو فغان سے
گذری ہے پار دل کی اک ناله حزین بھی

ہون اختصار مین مین آئینہ روشناب آ
جاتا ہے ورنہ غافل پھیرو دم تو واپسین بھی

سینے سی تیر اوس کا جی کو تو لینا نکلا
پر ساتھون ساتھ اوسکی نکلی یک آفرین بھی

ہر شب سی گلی مین عالم کی جان جاہے
آگے ہوا ہے اتنک ایسا ستم کہین بھی

شوخی جلوہ اسکی تسکین کیونکی بخشے
آئینون مین دلونکے جو ہی بی پر نہین بھی

گیسو ہے کچھ نہین ہے سنبل کے آفت اسکا
ہین برق خرمن گل رخسار آتشین بھی

تکلیف نالہت کرای درد دل کہ ہووے
رنجیدہ راہ پیلتی آزردہ ہمنشین بھی

کسکس کا داغ دیکھین یارب غم بتا نہین
رحمت طلب ہے جان بھی ایمان و دین بھی

زیر فلک جہان مین اوسکے سوا ہے میر سوتے
ایسا نظر نہ آیا یک قطعہ زمین بھی

گئی چھانون اوس تیغ کی سر سے جبکی
جلی دھوپ مین یان تلک ہم کہ تبکی

جوش مل لے ہم دیں گریاں ہوئے
کتنے ایک اشک ہیں جمع کہ طوفان ہوئے

کیا حسین شہر محبت میں تری خانہ خراب
گھر سے گھر انکی ہیں اس بستی میں ویران ہوئے

کسنے کی رحمت پہ وا زیبا از مرگ سیم
مشت پر باغ میں آتے ہیں پریشان ہوئے

سبزہ و لالہ و گل ابر و ہوا ہے می دے
ساقی ہم توبہ کی کرنے سے پشیمان ہوئے

دعوئی خوش ذہنی گرچہ اسے تھا لیکن
دیکھکر منہ کو تری گل کی تئیں گان ہوئے

جام خون بن نہیں ملتا ہے ہمیں صبح کو آب
جب سے اس چرخ سیہ کار کے مہمان ہوئے

اپنے جی ہی نے نچاہا کہ پیئیں آب حیات
یوں تو ہم میر اسی چشمے پہ بیجان ہوئے

جزنہ تھی تجھی کیا میری دل کے لگانی کی
نگاہ چشم ادھر تو نی کی قیامت کی

انو نہیں ہو کہ تری محو سجدہ تھے ہیں
نہیں ہے قدر ہزاروں برس کے تمانی کی

اٹھای رنگ سمجھ تمنے بات کی کتنے
وفا و مہر جو تی رسم ایک مدت کی

رکھیں امید رہائی اسیر کاکل و لف
مری تو باتیں ہیں نجیر صرف الفت کی

رہی ہی کوئی خرابات چور مسجد میں
ہوا منائی اگر شیخ نے کرامت کی

سوال میں نے جو انجام زندگی سے کیا
قد خمیدہ نے سوئی زمین اشارت کی

نہ میر قدر کی اوس سنگدل نے میری کبھو

قطعہ

ان دنون نکلی ہے آغشتہ بخون آنکو
دیکھ ہر ناکی کو کسمول مین آشر کر نکلی

عشق مین تیری گذرتی نہین بن سپر تیکے
صورت اکسیع ہی ہے عمر بسر کرنیکی

کاروانی ہے جہان عمر عزیز اپنی مسیح
سو ہے درپیش سدا اسکو سفر کرنیکی

لگوا ہی تیہرا دو جبر ہی کیا سہ کیجے
تمنے حقوق دوستی کی سب ادا کیجے

کہنچا تھا آہ شعلہ افشان ذی جگر سے ہر
ہر سو تمکین بڑے ہوئے بگل چلا کیجے

غچہ سے سلسلے طرز ہمارے ہوا نکے
ہم جو چمن مین ہر سو گرفتہ رہا کیجے

تدبیر عشق مین ہی محبت و مصور یا
جو امر حق مین ہوتے بھلے ہم دوا کیجے

جون نے تعمیر کی کشتی کو اب سے رہنمایان
ہر چند بند بند ہی اوسکے جدا کیجے

کیا صرف دل نشین ہو مرا جیسے خط مدام
اغیار رو سیاہ تری منہ لگا کیجے

پھر شام انتظار کہو کب نکلے گا مہ خان
ہر صبح ان سے ہر سو تمکین ہم ملا کیجے

بے عیب ذات ہیگی خدا ہی کی مہربان
تم لوگ جو سو عیب کیے بے وجا کیجے

اب خاک سی ڈومی ہی صفا ہو پھر
اس چشمہ کو یہ ناک سے دریا بہا کیجے

برفع کو اوٹھا پھری سے ذہب اگر آدے
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

صناع ہین سب خوار از انجملہ ہون مین بھی ۔۔۔ ہے عیب بڑا اس مین جسے کچھ ہنر آوے

قطعہ

ای دہ کہ تو بیٹھا ہے سر راہ پہ زنہار ۔۔۔ کہیو جو کہو میر بلا کش اودھر آوے

مت دشت محبت مین قدم رکھہ کہ خضر کو
ہر گام پہ اس دہ مین سفر سے حذر آوے

کرون جو آہ زمین و زمان جل جاوے ۔۔۔ سپہر نیلی کا یہ سائبان جل جاوے
وہی آگ دل کو محبت فزا ہے سینہ تا ہون مین ۔۔۔ مین جسطرح کسو کا خانمان جل جاوے
دوا پذیر نہین اطبیب تپ غم کی ۔۔۔ بدن مین تک ہے تو استخوان جل جاوے
نہ آوے سوز جگر منہ پہ شمع سان کبھی ۔۔۔ بیان کرنے سے آگے دہان جل جاوے
ہمارے نالی بھی آتش ہی کی ہین پر کالی ۔۔۔ سنے تو بلبل نالان کی جان جل جاوے
ہزار حیف کہ دل خار خس سے باندھے کوئی ۔۔۔ خزانہ مین برق گرے آشیان جل جاوے
نہ پوچھ کچھ لب تر سا بچی کی کیفیت ۔۔۔ کہون تو دختر رز کی دکان جل جاوے
متاع سینہ سب آتش ہے فایدہ کسکا ۔۔۔ خیال یہ ہے مبادا دکان جل جاوے

نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب
مبادا آہ کرے سب جہان جل جاوے

اپنا شمار پوچھو تو مہربان فا ہے
پر اسکے جی مین ہمسے کیا جانئی کہ کیا ہے

بالین پہ میرے ہو اگر یک دمکیہ شوق دیدار
سارے بدن کا جی اب آنکھون مین آرہا ہے

جی اسکے رک کے مرنی گرمی عشق مین تو
کرتی ہے مین آہ جبتک تب تک ہے کچہ ہوا ہے

شکوہ ہی رہ نبکا یہ بجا نگی سی میری
مژگان تر و گریہ آنکھون مین آشنا ہے

مت کر زمین دل مین تخم امید ضایع
بوٹا جہان اوگا ہی سو اگتی ہی جلا ہے

شرمندہ ہوتی ہین کے خورشید و ماہ دونون
خوبی نے منہ کی تیرے ظالم قرین کیا ہے

اے شمع بزم عاشق روشن ہی یہ کہ تجہ بن
آنکھون مین میری عالم تاریک ہو گیا ہے

جیتے ہی جی تلک ہین سارے علاقے سو تو
عاشق ترا مجرد فارغ ہی ہو چکا ہے

صد سحر دیکہ دیمہ خط میر جی کا دیکیا
قاصد نہین چلا ہے جادو مگر چلا ہے

الم سے یا تعین مین مشق ناتوانی کی
کہ میری جان نے تن پہ مری گرانی کی

چمن کا نام سنا تہا ولے نہ دیکیا ہائے
جہانئین ہمنے قفس ہی مین زندگانی کی

ملائی خوب مری خونین خاک بسمل گاہ
یہ تہوڑی منتین ہین مجہہ پہ سخت جانی کی

بتنگ ہو نہین تیری اختلاط سی میری
قسم ہے اپنی مجہے اس گئی جوانی کی

چلا ہے کہنے تصویر میری بت کی آج
خدا کی واسطے صورت تو دیکیو مانی کی

ہر اشک مرا ہے دُر شہوار سے بہتر | ہر لخت جگر رشک عقیق یمنی ہے

بگڑے ہی ہے پیٹ میں مرے طپش اور جگر میں
شاید کہ مرے جی ہی پر اب آن بنی ہے

اب کر کے فراموش تو ناشاد کرو گے | پر ہم جو نہ ہونگے تو بہت یاد کرو گے
زنہار اگر خستہ دلان بیستون جاؤ | تیشہ پاس ہر مندی فرہاد کرو گے
غیروں پہ اگر کینچو گی شمشیر تو خوباں | اک دو رمری جان پہ بیداد کرو گے

قطعہ

جا گہہ نہیں یاں ویسے جسپر نہ کہ مری ہو | کچھ شور ہی شہر پر تو مجھے یاد کرو گے
اس دشت میں اے راہ رواں ہر قدم آہو | ماننڈ جرس نالہ و فریاد کرو گے

گر دیکھو گے تم طرز کلام اوسکے نظر کر
اے اہل سخن میر کو اوستاد کرو گے

خوش سرانجام تھے وے جلد جو ہشیار ہوئے | ہم تو اس ہمقسان دیر خبردار ہوئے
حبس دل وہ تو ہیں جہاں جسکی سباتی ہستی | یک نگہہ مول ہوا تم نہ خریدار ہوئے
عشق وہ ہے کہ جو تھی جلوتی منزل قدس | وہی بنی سوائی سر کوچہ و بازار ہوئے
سیر گلزار مبارک ہو صبا کو ہم تو | ایک پرواز نکی تھی کہ گرفتار ہوئے

ہر کہو کان نظم شاعران حال پر اتنی
چلو ٹک میر کوشی کو موقی سی پروتا ہے

ہمتوا و سکے ظلم سے ہمدم چلے
رہ سکے ہے تو تو رویان ہم چلے

ٹوٹے جون لالہ ستان سے ایک پھول
ہم لی یان سے داغ ایک عالم چلے

جنبش ابرو تو وان رہتی نہین
کبتلک تلواریان ہمدم چلے

تم جگر کے آیا آخر ہو گئے
اشک خونی کچھ مژہ پر جم چلے

دیکھئے بخت زبون کیا کیا دکھائے
تم تو خوبان ہمسے ہو بہ ہم چلے

بھاگئے پیچھے نہ گویا غزال
تیری آنکھین دیکھتے ہی رم چلے

مجھ سے ناشائستہ کیا دیکھا کہ میر
آتے آتے کچھ جو آنسو تم چلے

غیر نے ہمکو نہ سمجھا تو کیا فی طاقت ہی فی یار اپنا
اس کہتے ذکر کے دلیری صید حرم کو ہار اپنا

باغبان تجھ بن آپنے بہائین آنسو ہی سہار آنی
ہر غنچہ اشکبار ہی ہمکو ہر گل ایک انگار اپنا

جب تجھ بن لگتا ہی مژہ پر جا ہی ہی نکلا ہاتھ لیے
ہے جو گرہ سینے مین اسکو دل کہیے یا پار اپنا

راہ حدیث جو ٹک ہی نکلی کون سکتا ہی ہمکو
روی سخن پر کسکو دی ہی شوخ بڑا عیار اپنا

تمام اسکا ہی خون افشانی ہر دم میری مژہ پر ہی
چشم کو میر آبی کر دیکھا اب تو ہوا کا فوارہ اپنا

ایک دم ہی نمود بود اپنی
یا سفیدی کی یا اخیر ہوئے
یعنے مانند صبح دنیا مین
ہم جو پیدا ہوئے سو پیر ہوئے

مت مل اہل دول کے لڑکون سے
میر جی ان سے مل فقیر ہوئے

توجہ تیری ای حیرت مری آنکھون پہ کیا کہی
جو مین ہر یک شعبدہ دیکھون کہ یہ ہی کہ یہ ہی
کری ہے مو پریشان غم وفا تو تغرہ یہ تونی
جیا کرہی صحبت کی کہ اس سے کیا کام ہے
دو رنگی دہر کی پیدا ہی بان سے دل اسا اپنا
کسو کی کہہ مین شاد ہی کہین ہنگامۂ غم ہے

کہین آشفتگان سے میر مقصد ہووی ہے حاصل
جو زلفین اسکی درہم ہین مرا ہی کام برہم ہے

جب کہ پہلو سے یار اوٹھتا ہے
درد بے اختیار اوٹھتا ہے
اب تلک بھی مزار مجنون سے
ناتوان اک غبار اوٹھتا ہے

ہے بگولا غبار کسکا میر
کہ جو ہو بیقرار اوٹھتا ہے

کیا مری سرد رفتگی کوئی مائل ہی ہی
سینکڑون ہم خون گرفتہ ہیں ہر قاتل ایک ہی
راہ سبکو ہے خدا سے جان اگر پہونچا ہے تو
ہو طریقے مختلف کتنے ہو منزل ایک ہے

لاعلاجی ہی جو رہتی ہے مجھے آوارگی
کیجئے کیا میر صاحب بندگی بیچارگی

کیسی کیسی صحبتیں آنکھوں کے آگے سی گئیں
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا یکبارگی

روی کل پر روز شب کشتوق سی رہتی ہے نماز
رخنہ دیوار گی یا دیدۂ بیدار گی

اشک خونیں آنکھ میں ہر لاکی پی جاتا ہوں میں
محتسب کہتا ہی مجھ پہ تہمت میخوارگی

مت غریبی دو گی کہا ان سیہ چشموں کا میر
انکی آنکھوں سے ٹپکتی ہے پڑی عیارگی

مشکل ہے ہو نگاہ تپش خانہ کی جھلک سے
ہم تو بشر ہین اس جا پر جلتے ہین ملک کی

مرتا ہے کیون تو ناحق یاری برادری ہے
دنیا کے سارے ناتے ہین جیتے ہی فلک کی

کہتے ہین گور مین بھی ہین یہ وزیر باری
جا وی کہ ہر الہی ماری ہوئی فلک کی

لاتی نہین نظر مین غلطاتی گہر کو
ہم معتقد ہین اپنی آنسو ہی کی ڈھلک کی

کل اک قطرہ نچوڑی طوفان نوح آیا
فکر فشار مین ہون میر آج ہر پلک کی

کیسو سی دسکی مین نے کیون آنکھ جا لگائی
جو اپنی اچھی جی کو ایسی بلا لگائی

تہا دل جو پکا پورا بسیار ئی الم سی
دکہتا گیا دو چندان جون جون دم الگائی

ذوق جراحت اسکا کسکو نہین ہے لیکن
بخت اسکی جسکی ان نے تیغ جفا لگائی

کیا خراب تغافل نے اوسکی ورنہ میر
ہر ایک بات پہ دشنام و سنگ تھا آگی

تجھہ بن خراب و خستہ زبون خوار ہو گئے
گیا آرزو تھی ہمکو کہ بیمار ہو گئے

خوبی بخت دیکھہ کہ خوبان بی وفا
بی پیچ میرے درپے آزار ہو گئے

ہمنے بھی سیر کی تھی چمن کی پر اے نسیم
اوٹھتے ہی آشیان سے گرفتار ہو گئے

وہ تو گلے لگا ہوا سوتا تھا خواب مین
بخت اپنی سو گئی کہ جو بیدار ہو گئے

اپنی یگانگی ہی کیا کرتے ہین بیان
اغیار روسیاہ بہت یار ہو گئے

لائے تھے شیخون پر ہی خرابی تری نگاہ
بیطالعی سی اپنی وہی ہشیار ہو گئے

کیسے ہین وے کہ جنکی ہین صد سال ہمتو میر
اس چار روز کی زیست مین بیزار ہو گئے

تنگ آئے ہین دل اس جی سے اٹھا بیٹھینگے
بھوکھون مرتے ہین کچھہ اب یا رہی کھا بیٹھینگے

اکبکی بگڑی گی اگر اون سے تو اس شہر سے جا
کسو ویرانی مین تکیہ ہی بنا بیٹھینگے

معرکہ گرم تو ہونگی وہ نوخ نیزی کا
پہلی تلوار کے نیچے ہمین جا بیٹھینگے

ہوگا ایسا بھی کوئی روز کہ محلس سے کبھو
ہمتو ایک آدہ گھڑی اوٹھہ کے جدا بیٹھینگے

جانہ اظہار محبت پہ ہو سناکون کی
وقت کی وقت ہی سب منہ کو چھپا بیٹھینگے

واشد کچھ آگے آہ سے ہوتی ہی دلکی تعمیر
اقلیم عاشقی کی ہوا اب بگڑ گئی

گرمی نے دلکے ہجر مین اوسکے جلادیا
شاید کہ احتیاط سے یہ تپ بگڑ گئی

خط نے نکل کے نقش دلون کے اوڑھا دیے
صورت تبونکی اچھی جو تھی سب بگڑ گئی

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتی تھی بزم گرم
کاہی کو میر کوئی دبی جب بگڑ گئی

جب وفا ہی بہتا ہون تب کیا کسر رہی ہے
رو مال و دو دو تن کہ جو ان پر بر رہی ہے

آہ سحر کی میری برچھی کے وسوسے سے
خورشید کی منہ اوپر اکثر سپر رہی ہے

آگے تو ہی اوسکی طرز رہ و روش سے
آنے مین اوسکے لیکن کسکو خبر رہی ہے

ان روزون اتنی غفلت اچھی نہین دہر سے
اب اضطراب ہمکو دو دو پہر رہی ہے

آب حیات کی سے ساری ہی دشت ہوائی
پر جب وہ اوٹھ چلی ہے ایک آدھ مر رہی ہے

ہلوا اب لگا ہی پیدہ والیاس کہنے
خون آج کل کسو کا وہ شوخ کر رہی ہے

در سے کبھو جو آتی دیکھا ہی مین نے اسکو
تپ سے ادھر ہے اکثر میری نظر رہی ہے

آخر کسان ملک ہم اک روز ہو چکین گے
برسون سے وعدہ شب ہر صبح پر رہی ہے

میر اب بہار آئی صحرا مین چل جنون کر
کوئی بھی فصل گل مین ناوان گھر رہی ہے

تیری گلی سے جو کہ کیون مرد مژہ نکلیو | ہر کوئی جانتا ہے اس راہ مین خطر ہے

ورے دن گئے کہ آنسو وقتے میرا تبو
آنکھون مین لخت دل ہے یا پارہ جگر ہے

شب شمع پر پتنگ کی آنے کو عشق ہے | اس دل جلے کی تاب کے لانیکو عشق ہے
سر مار مار سنگ سے مردانہ جی دیا | فرہاد کی جہان سے جانیکو عشق ہے
آشفتہ سمجھ کے جاسے کہ مانند گرد باد | آوارگی سے تیرے زمانیکو عشق ہے
بس اے سپہر سعی سے تیری تو سوز و شب | یان غم ستانیکو ہے جلانیکو عشق ہے
بیٹھے جو تیغ یار تو سب تجھکو کہا گئے | اے سینہ تیری زخم اوٹھانیکو عشق ہے
اک دم مین تو نے پھونک دیا دھجانے کیلیو | اے عشق تیری آگ لگانی کو عشق ہے

سودا ہو تپ ہو میر کو تو کیجیے کچھ علاج
اس تیری دیکھنے کی دوانیکو عشق ہے

کچھ موج ہو پہچان اے میر نظر آئے | شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی
دلی کی نہ تے کوچے اوراق مصور تھے | جو شکل نظر آئے تصویر نظر آئی
مغرور بہت تھی ہم آنسو کی سرایت سے | سو جمع کے ہونی کو تاثیر نظر آئی
گل بار کرے پیگا اسباب سفر شائد | غنچے کی طرح بلبل دلگیر نظر آئی

اب جان جسم خاک سے تنگ آگئی بہت
کب تک اس ایک ٹوکری مٹی کو ڈھویئے

آلودہ اوس گلی کی جو ہوں خاک سی تو میر
آب حیات سے بھی نہ دھوی پانو دھویئے

شب گئی تھی باغ میں ہم ظلم کی مار ہی ہوئے
جان کو اپنی کل مہتاب نگار ہی ہوئے

گور پر میری پس از مدت قدم رنجہ کیا
خاک میں مجھکو ملا کر مہربان بار ہی ہوئے

آستینیں رکھتے رکھتے دیدۂ خوں بار پر
خلق بسمل کی طرح لوہو کی فوار ہی ہوئے

وعدہ کیں سارے خلاف حرف میں یکسر سب
تم اگر کپن میں کہاں ایسے عیار ہی ہوئے

پھر تو پھرتی عاقبت آنکھیں ہماری مندتیں
سو گئے بیہوش تے ہم راہ کی مار ہی ہوئے

پیار کرنی کا جو خوبان ہم پہ کہتے ہیں گناہ
اون سے بھی تو پوچھیو تم اتنی کیوں پیار ہی ہوئے

تم جو ہمسے مل چلے ٹک رشک سب کرنے لگے
مہربان جتنے تھی اپنے مدعی سارے ہوئے

آج میری خون پر اصرار ہر دم ہے تمیں
آئی ہو کیا جایئے تم کسکے سنگار ہی ہوئے

لیتے کروٹ ہل گئی جو کان کی موتی تری
شرم سے سر در گریباں صبح کے تارے ہوئے

استخوان ہے رہ گئی تھی یاں دم خونریز میر
دانتے پڑ کر نیچے اس شوخ کی آرے ہوئے

کرے کیا کہ دل ہی تو مجبور ہے
زمین سخت ہے آسمان دور ہے

کہان تک ناز برداری کرون شام غریباں کی
کہین گر و سفر سے جلد ہی صبح وطن نکلے

جنون ان شورشون پر ہاتھ کی چالاکیان کی ہے
مین ضامن ہون اگر ثابت بدن سے پیرہن نکلے

حرم مین میر جنابت پرستی پر ہے تو مائل
خدا ہی ہو تو اتنا بت کدی مین ہم سخن نکلے

قصد کر امتحان ہے پیارے
اب تلک یم جان ہی پیارے

سجدہ کرنی مین سر کٹی ہی جہان
سو ترا آستان ہے پیارے

گفتگو ریختی مین ہمسے نہ کر
یہ ہماری زبان ہے پیارے

کام مین قتل کی مری تن دے
اب تلک مجھ مین جان ہے پیارے

چھوڑ جاتی ہین دل کو تیری پاس
یہ ہمارا نشان ہے پیارے

شکلین کیا کیا کیان ہین نجی خاک
یہ وہی آسمان ہے پیارے

قطعہ

جا چکا دل تو یہ یقینی ہے
کیا اب اسکا بیان ہے پیارے

پر تبسم کی کرنے سے تیرے
گنج لب پر کمان ہے پیارے

میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

گوشہ چشم بتان یا کنج لب سوجھت مین
جا کہین ہو تو دل اپنے کا ٹھکانا کیجے

سیکھئے غیر و نکی من چپ چپاتے علم سے
سارے عالم مین ہماری تئین نشانا کیجے

رفتہ رفتہ قاصد و نکو رفتگی اس سے ہوئی
جی مین ہے اکبے مقرر اپنا جانا کیجے

کلی ہے آنکھون سے تو گرد دل کدورت سے سبھی
تا کجا تیری گلی مین خاک چھانا کیجے

آبشار آنے لگے آنسو کی پلکون سے تو میر
کب تلک یہہ آب چادر منہ پہ تانا کیجے

مسو شان بھی پہنین جک بھر انگین مر جائے
اب کہواس شہر نا پرسان سے کیدہر جائے

کام دل کا کچھ بنا نا ہی نہین کیونکر بنی
آئی تا چند دنا امید پھر کدھر جائے

مضطرب اس آستان سے اٹھ کہان پایا ہے تو
منہ رہا ہے کیا جو پھر اب اسکی در پر جائے

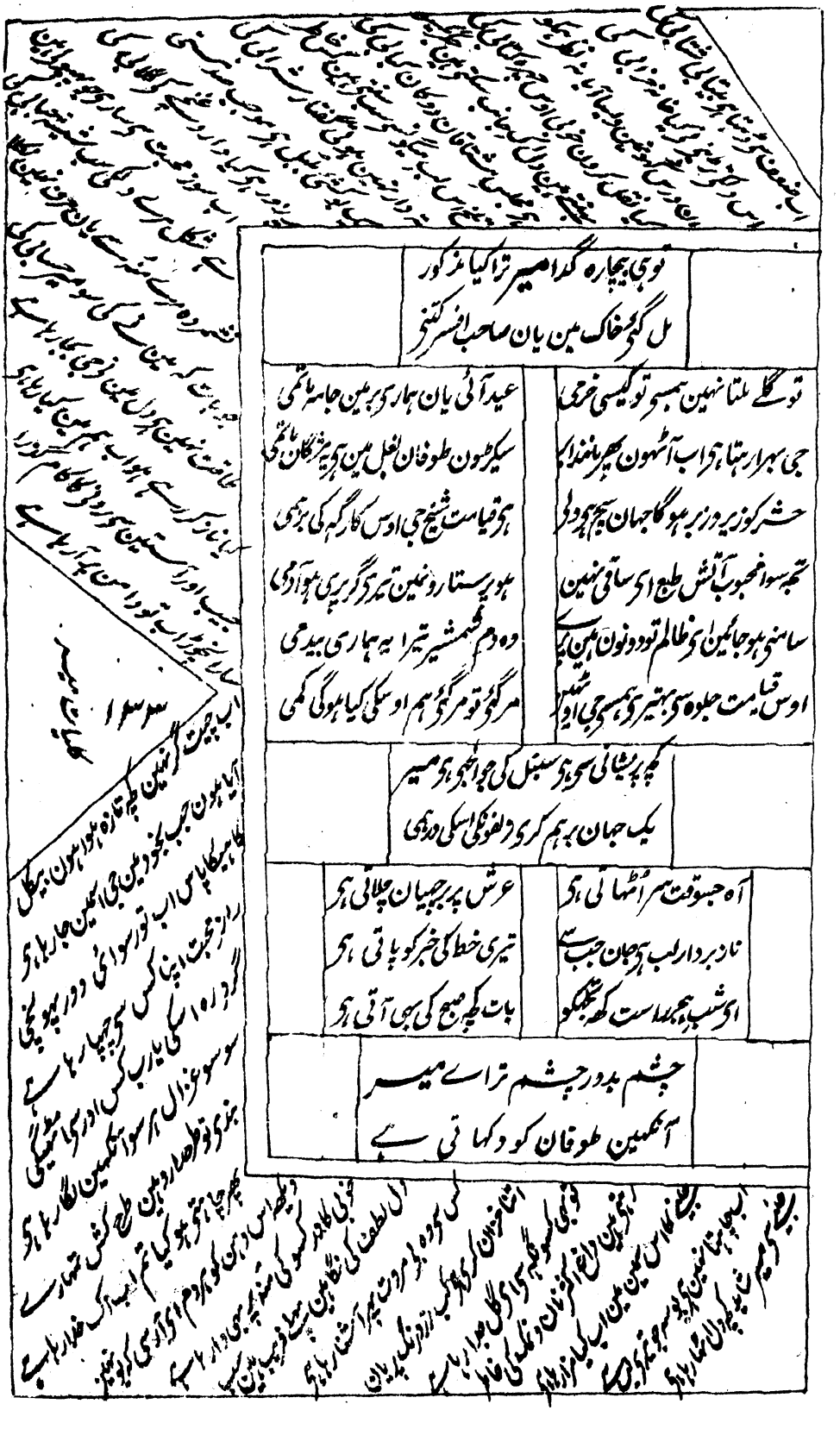
بعد طوف قیس ہو جی زار پر فرہاد بھی
دشت سے ائیے تو کوہو نہین مقرر جائے

شوق تھا جو یار کی کوچی ہمین لایا تھا میر
پاؤنین طاقت کہان اتنی کہ اب گھر جائے

غالب کہ یہہ دل خستہ شب ہجر مین جائے
یہہ رات نہین وہ جو کہا ذمین گذر جائے

ہے طرفہ مقتن نگہہ اس آئینہ رو کی
اک ملیمین کہے سیکڑون جن ان ورمین بھر جائے

نہ تکیہ ہے منزل مقصود نہ کعبہ
جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ کدھر جائے



محبسا بیتاب مجھ سے ہو گیا کوئی
بیقراری کو جا و تب کوئی

ہان خدا مغفرت کرے اسکو
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

جان دی گو مسیح پر اس نے
بات کہتے ہین تیری لب کوئی

بعد میر کے ہی ہو گیا سنسان
سو نی پایا تھا ور نہ کب کوئی

اوسکے کوچے مین حشر تھی مجھ تک
آہ و نالہ کرے نہ اب کوئی

قطعہ

کہ تا لفظ طرب کا تا کسے کہے
شخص ہو گا کہین طرب کوئی

اور محزون بھی ہم سنتے تھے ولے
میر سا ہو سکے ہے کب کوئی

تجھ سا بھی دیکھا نہ بسمل کا اسپنے
مین کشتہ ہون انداز قاتل کا اسپنے

نہ پوچھو کہ احوال ناگفتہ بہ ہے
مصیبت کی ماری ہوئی دل کا اسپنے

دل زخم خوردہ کی اور اک لگائے
مداوا کیا خوب گھائل کا اسپنے

ٹک ابرو کو میری طرف کیجیے مائل
کہو دل بھی رکھہ لیجیے مائل کا اسپنے

ہوا دفتر قیس آخر ابھی یان
سخن ہے جنون کی اوائل کا اسپنے

نہ ائین رکھین مین نے عالم مین کیا کیا
ہون بندہ خیالات باطل کا اسپنے

رات گذری ہی مجھی تیغ مین تو روتی
آنکھین پھر جائینگے اب صبح کی ہوتی ہوتی

کھولکر آنکھ اور دیدہ جہان کا غافل
خواب ہوجائیگا پھر جاگنا سوتی سوتی

جم گیا خون کف قاتل پہ ترا میر زبس
اون نے رو رو دیا کل ہاتھ کو دھوتی دھوتی

یعقوب کی نہ کلبۂ احزان تلک گئی
بسو کاروان مصر سی کنعان تلک گئی

ہاری نسیم ضعف سی کل ہم اسیر بھی
سنا ہمی مین جی کی گلستان تلک گئی

رہنی نہ دینگی دشت مین مجنون کو چین سے
گر ہم جنون کی ماری بیابان تلک گئی

گو موسم شباب کہان گل کسی نے باغ
بلبل وہ چہچہے انہین یاران تلک گئی

کچھ آبلے دئی تھے رہ آوردعشق نے
سو رفتہ رفتہ خار مغیلان تلک گئی

پہاڑ سا تھا جیب پہ کی محو شوق مین نے میر
مستانہ چاک ٹوٹتی دامان تلک گئے

جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار مر گئے
اکثر ہماری سانہ کے بیمار مر گئے

ہوتا نہین ہی اوس لب نوخط پہ کوئی سبز
عیسیٰ و خضر کیا سبھی یکبار مر گئے

یون کانون کان گل نے نجا تا ہمین آہ
سر کو پٹک کے ہم پس دیوار مر گئے

صد کاروان وفا ہی کوئی پوچھتا نہین
گویا متاع دل کی خریدار مر گئے

کہا تک غیر جا سوسی کی لیئے کو لگا آوے ہی
الٰہی اس بلا سے نا گہان پہ بھی بلا آوے ہی

رکا جاتا ہی جی اندر ہی اندر آج گرمی سے
بلا سے چاک ہی ہو جاوے سینہ تنگ ہوا آوے ہی

ترا آنا ہی اب مرکوز ہی ہمکو دم آخر
یہ جی صدقے گیا تھا پھر نہ آوے تن مین یا آوے ہی

یہ رسم آمد و رفت دیار عشق تازہ ہی
ہنسی رہ جاوے میری اور رونا یون چلا آوے ہی

اسیری فی چمن سے میری دل گرمی کو دیو مولا
وگرنہ برق جا کر آشیان میرا جلا آوے ہی

امید رحم انسے سخت ناحق ہی عاشق کی
یہ بت سنگین دل انپے نچھوڑین گر خدا آوے ہی

یہ فن عشق ہی آوے اسی طینت مین جسکی ہی
تو نا بدہ پیر نابالغ ہی پر تہ تجھکو کیا آوے ہی

ہمارے دلمین آنے سے تکلف غم کو بیجا ہی
یہ دولت خانہ ہی اسکا وہ جب چاہی چلا آوے ہی

برنگ بوی غنچہ عمر ایک ہی رنگ مین گذری
میسر میر صاحب گر دل بیمدعا آوے

گو ننگ اسکو آوی ہی عاشق کی نام سے
ہی میر کام میرے تئین انپے کام سے

زرد صفرا ہی خوب پیلین جسمین صاف ہی
کیا میکشو نکو اول ماہ صیام سے

پڑے پتھر نہین نماز جنازے اوسکے میر
دلمین غبار جسکے ہو خاک امام سے

اپنے سہا ہی اگر چکا رہون مجھ پر عتاب آوے ہی
وگر قصہ کہون انپا تو سنتے اسکو خواب آوے ہی

صید افگنون سے مرہم کی تدبیر کرینگے
اس دل کی تئین پیشکش تیر کرینگے

فریاد اسیران محبت نہین بے ہیچ
یہ نالۂ کسور دلمین بھی تاثیر کرینگے

دیوانگی کی شور شین کہلائین گی بیکار
آتی ہی بہار اب ہمین زنجیر کرینگے

واہ اس سے سر حرف تو ہو گو کہ یہ سر جائے
ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کرینگے

رسوائی عاشق سے تسلی نہین خوبان
مرجاویگا تو نعش کو تشہیر کرینگے

یارب وہ بھی دن ہوئیگا جو مصر سے چلکر
کنعان کی طرف قافلہ شبگیر کرینگے

شب دیکھی ہے کف اسکی بجز دام اسیری
کیا یاراب اس خواب کی تعبیر کرینگے

غصے مین تو ہوویگی توجہ تری ایدھر
ہر کام مین ہم جانکی تقصیر کرینگے

نکلا نہ مناسبتیون سے کام کچھ اپنا
اب کوئی خرابا تی جوان پیر کرینگے

مانگے ہے نہین میر کے احوال کا لکھنا
اس قصے کو ہم کرتی ہی تحریر کرینگے

دل کیطرف کچھ آہ سے دل کا لگاؤ ہے
ٹک آپ بھی تو آؤ یہان زور باؤ ہے

اوٹھتا نہین ہے ہاتھ ترا تیغ جور سے
ناحق کشی کہان تئین یہ کیا سبھاؤ ہے

باغ نظر ہے چشم کی منظر سب جہان
ٹک ٹھہرو یان تو جا تو کہ کیسا دکھاؤ ہے

تقریب ہمنے ڈالی ہے اسی جور کی اب
جی بن پڑی ہے ٹک تو ہمارا ہی داؤ ہے

ہر حال ایکا ایک سا تو رجوع کر کے کہین سہلا
سو تو یہ کہو ہمہ داغ ہے کہو ہیم سوز کباب ہے

کہین کا کہو تو ہمین لوگ کیا یہی آرسی ہی ہے
نہ کسو کی تمکو ہے تنگ حیا نہ ہمارا منہ ہی حجاب ہے

چلو میکدہ ہمین بسر کریں کہ یہی ہے کعبہ پر کہ یہی
نہ نماز ہے تو وان کا کباب ہے وہ وضو آب انگور ناب ہے

نہین کہکشان آنکہین تمہاری تنگ کہ مآل پر یہی تنگ ہے
یہ جو وہم کی سی نمود ہے اسی خوب و نیکو خواب ہے

گئی وقت ملک آرہین ہاتھ سب ہوئے گو سنوا کہ خراب ہے
تجھے کر نا ہو دے سو کر تو اب کہ یہ عمر برق شتاب ہے

کہو لطف ہے نہ سخن کیا کہو بات کہنہ نہ لگا لیا
یہی لحظہ لحظہ خطاب ہے وہی لمحہ لمحہ عتاب ہے

تو ہباکہ بحر عمیق ہین سر پر ہوا نہ بلند کر
کہ یہ تیغ فرہ جو بود ہے کسو موج پر کہ حباب ہے

رکھو آرزو ئے خرام کی لو گفتگو خط جام کی
کہ سیاہ کارون کے حشر مین حساب ہی کتاب ہے

میر اشعار سنکر جو لوگون نے کیا پوچھنا تو کہی ہے کیا
جسے کہتے ہین صاحبو یہ وہی تو غنا نہ مزاب ہے

سینہ ہی چاک جگر پارہ ہے دل طعمہ خون ہے
تسپہ یہ جان بلب آمدہ بھی محزون ہے

اوسی آنکھونکو ملاحی مین ہے کیونکر تا ب
چشم اعجاز مژہ سحر نگہ افسون ہے

آہ یہ رسم و فا ہو دی برافتاد کہین
اس ستم پر بھی مرا دل اوسی ممنون ہے

کبھو اس دشت سے اد ہر بھی جوا یک بر تنگ
گرد نمناک پریشان شدہ مجنون ہے

کیونکہ بر بادہ لعبت بہ ہین مین یہ ہے
عکس گل آب مین تکلیف خی گلگون ہے

وہی چالا کیان ہا تھونکی تمہین ہین دل تمہیرے
اب گریبان مین سر رہ گئی ہین تار کئی

خوف تنہائی نہین کر تو جہانسی تو سفر
ہر جگہ راہ عدم مین سنگ سے ایر کئی

اضطراب و قلق و ضعف مین کیا طور جیوز
جان واحد ہی مری اور مین آزار کئی

کیون نہون خستہ سہلا مین کہ ستم گر تیرے
تیر ہین پار کئی خار ہین سوفار کئی

اپنے کوچے مین نکلیو تو سنبھالی دامن
یادگار مژہ میر ہین وان خار کئی

ہمسایہ کہین یہ نیٹ زار کون ہی
نالان و مضطرب پس دیوار کون ہی

مژگان بہی پر گئین تری بیمار چشم دیکھ
دکھہ اور دین سوا ی خدا یار کون ہی

نالے جو آج سنتے ہین سو ہین جگر خراش
کیا جانئے قفس مین گرفتار کون ہی

آیا نہ آشیانہ بلبل مین کام بہی
مجھ سا تو خار باغ مین بیکار کون ہی

بازار دہر مین ہی عبث میر عرض ہنر
یان ایسی جنس کا تو خریدار کون ہی

مجھ سوز بعد مرگ سی آگاہ کون ہی
شمع مزار میر بجز آہ کون ہے

بیکس غریب مضطرب ہون مسافر ہون بیوطن
دور رئی راہ بن مری ہمراہ کون ہے

لبریز جسکے حسن سی مسجد ہے اور دیر
ایسا تو کونسا بیچ وہ اللہ کون ہے

۱۳۹

آوارہ میر شاید واں خاک ہو گیا ہی
یک گرد اوٹھ چلی ہی گاہ اسکی رگذر سی

وعدہ و عید سے پیارے کچھ تو قرار ہووے
یونکی معاملت ہی کیا کوئی خوار ہووے

فتراک سے نہ باندھی دیکھی نہ تو تڑپنا
کس آرزو پہ کوئی تیرا شکار ہووے

از بس لہو پیا ہی مین تیری غم مین گھر کر
تربت سے میری شاید حشر بہار ہووے

مین مست مر گیا ہون کرنا عجب نہ ساقی
گر سنگ شیشہ میرا سنگ مزار ہووے

ای غیر میر تجھکو گر جو بیان نہ مارے
سید نہووے پھر تو کوئی چار ہووے

رہی نہ تنگی عالم مین دور خامی سے
ہزار حیف کمینون کا چرخ حامی ہی

نہ اوٹھ تو گھر سے اگر جا ہتا ہی ہون مشہور
نگین جو بیٹھا ہی گر کر تو کیسا نامی ہی

ہوئی ہین فکرین پریشان میر یارون کی
حواس خمسہ کر ہی جمع سو نظامی سے ہے

انجام دل غم کش کوئی عشق مین کیا جانی
کیا جانیئے کیا ہوگا آخر کو خدا جانی

واں آرسی ہی وہ ہی یان سنگ ہی چاتی ہی
گذری ہی جو کچھ ہم پر سو اسکی جا جانی

ناصح کو خبر کو کیا ہی لذت سی غم دلکی
ہی حق بطرف اسکی جی کی تو مزا جانی

نالہ عجز نقش الفت ہے — رنج و محنت کمال راحت ہے
عشق ہی گریۂ ندامت ہے — ورنہ عاشق کو چشم خفت ہے
تا دم مرگ غم خوشی کا نہین — دل آزردہ گر سلامت ہے
دل مین ناسور پھر جو ہر چارہ — ہر طرف کو چہ مرہم راحت ہے
رونا آتا ہے دمبدم شاید — کسو حسرت کی دل سے رخصت ہے
فتنے رہتے ہین اوسکی سائے مین — قد و قامت ترا قیامت ہے
نہ تجھے رحم نے اسے تک صبر — دل پہ میری عجب مصیبت ہے

قطعہ

تو تو نادان ہے نہیں ناصح — کب سنے تیری نصیحت ہے
دل پہ جب میری آکے یہ ٹھہرا — کہ مجھے خوش دلی اذیت ہے
رنج و محنت سے باز کیونکی رہون — وقت جاتا رہے تو حسرت ہے
کیا ہی پھر کوئی دم کو کیا جانو — دم غنیمت سمان جو فرصت ہے

قطعہ

تیرا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے — چاہیے یون جو فی الحقیقت ہے
تجھکو مسجد ہے مجھکو مے خانہ — واعظا اپنی اپنی قسمت ہے

میری پرسش تری طبع گراں کو ہی گی
صورت حال تجھے آپ ہی نظر آوے گی

محو اسکا نہین ایسا کہ جو جتیے گا شتاب
اسکی بیخودی کی بہت دیر خبر آوے گی

کتنے پیغام جہن کو ہین سو دلمین ہین گرہ
کسو دن ہم تئین بھی باد سحر آوے گی

ابر بہت گو ہر غلطان پہ برس غافل آہ
ان دل آزردون کی جیمین بھی کبھی بر آوے گی

میرے ہین جیتو نہین آؤنگا اسی فن جسدن
دل نہ تڑپے گا مرا چشم نہ بھر آوے گی

نازہ جہن وہی ہی بلبل سو گوہ خزان سے
شہنی جو زرد سی ہی سو شاخ زعفران ہی

گر اس چمن مین سبھی اک سی ہی لب و دہان ہی
لیکن سخن کا تجھسو غنچے کو منہ کہان ہی

ہنگام جلوہ اوسکی مشکل ہی ٹھہرے رہنا
جیتون ہی دلکی آفت چشمک بلا ی جان ہی

تیہر سو توڑنی کی قابل نہین ہے آرسی تو
پر کیا کرین کہ پیاری منہ تیرا درمیان ہی

باغ و بہار ہی وہ مین کشت زعفران ہون
جو لطف اک ادہر ہی تو یان بھی اک سمان ہے

ہر چند ضبط کرتی چھپتا ہی عشق کوئی
گذری ہی دل پہ جو کچھ چہرے ہی سے عیان ہی

اس فن کو کوئی پہونچ نہ کیا ہو مرا معارض
اول تو مین سند ہون پھر میری یہ زبان ہی

عالم مین آب و گل کا ٹھہرو کس طرح ہو
گر خاک ہی اوڑی ہی اڑ آب ہی روان ہی

چرچا رہی گا اس کا تا حشر میکشا نمین
خونریز کی ہماری رنگین داستان ہی

۱۴۲

اس رشکِ آفتاب کو دیکھے تو شرم سے
ماہِ فلک نہ شہر مین مُنہ کو دکھا سکے

قطعہ

کیا دلفریب جاہ ہے آفاق ہمنشین
دوروں کو یان جو آئے سو برسون نجا سکے
مشہور اس پہ مردن دشوار رفتگان
یعنی جہان سے دل کو نہ آسان اوٹھا سکے

بدلونگا اس غزل کے بھی قافیے کو میر
پھر فکر کو نہ عہدے سے اسکے برآ سکے

کیا غم مین ویسی خاک فتادہ سی ہو سکے
دامن پکڑ کے یار کا جو ٹک زرو سکے
ہم ساری ساری رات رہے گریہ ناک لیک
مانند شمع داغ جگر کا نہ دھو سکے
رونا تو ابر کا سا نہین یار جانتے
اتنا تو روئیے کہ جہان کو ڈبو سکے
برسون ہی منتظر سرِ راہ ہمین ہوے
اس قسم کا تو صبر کسو سے نہو سکے

رہتی ہے ساری رات مرے دم سے چہل میر
نالہ رہے تو کوئی محلے مین سو سکے

آتش کی شعلہ سر سے ہماری گذر گئی
بس ای تپِ فراق کہ گرمی مین مر گئی
منزل نہ کر جہان کو کہ ہمنے سفر سے آہ
جن کا کیا سراغ سنا وے گذر گئے
مشتِ نمک سے بھی تو کبھو یاد کر ہمین
اب داغ کہاتی فلک جی تو سبر گئی

قطعہ

شب خوابکا لباس ہی عریان تنی مین ۔۔۔ جب سوئیے تو چادر مہتاب تانیئے

قطعہ

اپنا یہ اعتقاد ہی تجھ جستجو مین یار ۔۔۔ ڈھونڈا اس سے اس سر تک خاک چھانیئے
پھر یا نصیب ہی بھی ہی طالع کی یاوری ۔۔۔ مرجائین ہم تو اس پہ بھی ہمکو نجانیئے

لوٹی ہی خاک و خون مین غیر و نکی ساتھ میر
ایسے تو نیم کشتہ کو ان مین نہ سانیئے

مری اس رگ کی مرجانی سی وہ غافل ہی کیا جانے ۔۔۔ گذرنا جان سی آسان بہت مشکل ہی کیا جانے
کوئی سر سنگ سی مارو کسی کا واسطہ دیکر ۔۔۔ وہ آئینے مین اپنے ناز پہ مائل ہی کیا جانے
نظر مطلق نہین ہی ہجر انہین و سکو حال پر میرے ۔۔۔ مرا دل اوسکے غم مین گھل یا اسکا دل ہی کیا جانے
جنونی خبطی دیوانہ سڑا کوئی عشق کو سمجھو ۔۔۔ فلاطون سی نہین یا بخت وہ غافل ہی کیا جانے
پڑہا یا نقش پا ناقہ پہ جانی ہی اک مجنون ۔۔۔ بیابا نمین وہ لیلی کا کدہر محمل ہی کیا جانے
پڑہا یا اوسکو بہتیرا کہ مت لا راز دل منہ پر ۔۔۔ یہ طفل اشک کو دیکھا تو ناقابل ہی کیا جانے

طرف ہونا مرا مشکل ہی میر اس شعر کی فن مین
یونہین سودا کبھو ہوتا ہی سو جاہل ہی کیا جانے

کیا کرون شرح خستہ جانی کی ۔۔۔ مین نے مر مر کی زندگانی کی

عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

قطعہ

ہے موذن جو بڑا مرغ مصلی اوسکو
مستون سی نوک ہی کی بات چلی جاتی ہے
پاؤن رکھا نہین مسجد سی دم آخر ہی
مرنے پر آیا ہی پر لات چلی جاتی ہے
ہر سحر دیر سی آزار مے آشامان سے
مکر و طامات کی اک گھات چلی جاتی ہے

ایک ہم ہی سی نفاوت ہی سلوکو نہین میر
یون تو اوردون کی مدارات چلی جاتی ہے

منصف جو تو ہی کب تئین یہ دکھا دیتا ہی
کیا کیجے میری جان اگر مر نجا ہیئے
اظہار راز عشق کی بن رہی نہ اشک
اس طفل نا سمجھ کو کہان تک پڑھا ہیئے
تمنے جو اپنے دل سی بھلایا ہمین تو کیا
اپنے تئین تو دل سی ہمارے بھلا ہیئے
فکر معاش یعنی غم زیست تا بہ کے
مر جایئے کہین کہ ٹنٹا رام پا ہیئے
جاتی ہین کیسے کیسے لیے دلمین حسرتین
ملک دیکھنے کو جہان بلبون کی بھی آیئے
لوٹون ہو جیسے خاک چمن پر ہمین ای سپہر
گل کو بھی میری خاک پہ دو نہین لگایئے

پہونچا تو ہوگا شمع مبارک مین حال میر

کلیات میر

دل و دین ہوش و حواس سب ہی گئے — آگئی آگر تمہارے آنے کے
کب تو سوتا تھا گھر مرے آکر — جاگی طالع غریب خانے کے

قطعہ

تیر و تلوار و سیل یک جا ہین — سارے اسباب ناز خانے کے

مژہ ابرو غمزہ سے اسکے میر
کشتہ ہین اپنے دل لگانے کے

ملا غیر سے جا جفا کیا نکالی — اوگت لیکے آخر ادا کیا نکالی
طبیبون نے تجویز کی مرگ عاشق — مناسب مرض کی دوا کیا نکالی
نہین اوس گذرگہ سے آتی ادھر اب — نئی راہ کوئی صبا کیا نکالی
دلا اوسکی گیسو سے کیون لگ چلا تو — یہ اک اپنے جی کی بلا کیا نکالی
رہا ہی دیا واہ ری قدر دانی — وفا کی ہماری جزا کیا نکالی
دم صبح جون آفتاب آج ظالم — نکلتے ہی تیغ جفا کیا نکالی

لگے در بدر میر چلاتے پھرنے
گدا تو ہوئے پر صدا کیا نکالی

کم فرصتی گل جو کہین کوئی نمانے — ایسے گئے ایام بہاران کہ نجانے

کل صبح ہی مستی مین سر راہ آیا — یان آج مرا شیشۂ دل چور ہوا ہے

کیا سوجھ ہی اوسے جسکی ہو یوسف ہی نظر مین — یعقوب بجا آنکھو نہین معذور ہوا ہے

پر شور سی ہی عشق مغنی پسران کی — یہ کاسۂ سر کاسۂ طنبور ہوا ہے

تلوار لیے پھرنا تو اب اوسکا بنا ہے — نزدیک مری کب کا یہ سر دور ہوا ہے

خورشید کی محشر مین طپش ہوگی کہا شک — کیا ساتھ مری داغون کا محشور ہوا ہے

اے رشک سحر بزم مین اپنے منہ پہ نقاب آ — اک شمع کا چہرہ ہی سو یہ نور ہوا ہے

اس شوق کو تک دیکھ کہ چشم نگران ہی
جو زخم جگر کا مری ناسور ہوا ہے

چل قلم غم کی رقم کوئی حکایت کیجے — ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجے

گو کی سر خاک قدم پہ تری لوٹی آہو — اپنا غیوہ ہی نہین یہ کہ شکایت کیجے

ہم جگر سوختونکی جی مین جو آوی تو ہی — درد دل ہو کہ فلک تجھ مین سرایت کیجے

عشق مین آپکو گذری ہی نہ ہماری تو مگر — عوض جور و جفا ہم پہ عنایت کیجے

مت چلا عشق کی رہ کہ کہی ہی یان خضر — اسمین ہی گمرہ ہین ہم کسکو ہدایت کیجے

کسکے کہنے کو ہی تاثیر کہ اک میر ہی سے
رمز و ایما و اشارات و کنایت کیجے

ایک گفتہ مرکو دل مین ہی ارمان میرا
ایک بوسہ جو مجھے دیجیے تو جان میرا
خبر نہین ہی جو آنے کا کہان میرا
ہی بجا جی کی طرح ہیچ کہ ہی جان میرا
ہی ہی ہی

جھوڑ مت تقدیر و قسمت پر کسی بیکس کو تو
آج جو کچھ ہے سو کہاں کل ہے

بند ہو تجھ سے یہ کھلا نہ کبھو
دل ہے یا خانۂ مقفل ہے

سینچا کی بھی کام کرتی ہے
یہی کر جبتلک معطل ہے

قطعہ

ابکی ہا شو نمین شوق کی تیزی
دامن بادیہ کا انچل ہے

تنگ گریبا نمین سر کو ڈال کر دیکھا
دل بھی کیا لق و دق جنگل ہے

قطعہ

ہجر باعث ہے بدگمانی کا
غیرت عشق ہی تو کب کل ہے

مرگیا کوہکن اسی غم مین
آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

جانگداز اتنی کہان آواز عود و چنگ ہے
دلکی سی نالونکا ان پردونمین کچھ آہنگ ہے

روکے و خال و زلف ہی مین سنبل و نسترن
انکھین ہون تو یہ چمن آئینۂ نیرنگ ہے

بیستون کہو سچ کیا آخر ہوی سب کار عشق
بعد ازان اے کوہکن سر ہی ترا اور سنگ ہے

آہ ان خوش قامتونکو کیونکہ بر بین کاٹیے
جنکے ہاتھون نسی قیامت پر بھی عرصہ تنگ ہے

عشق مین وہ گھر ہے اپنا جس مین سب مجنون ایک
ناخلف سارے قبیلہ کا ہماری ننگ ہے

فقیرانہ آئے صدا کر چلے — کہ میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم — سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

شفا اپنی تقدیر ہی مین نہ تھی — کہ مقدور تک تو دوا کر چلے

وہ کیا چیز ہے آہ جسکے لیے — ہر اک چیز سے دل اوٹھا کر چلے

کوئی ناامیدانہ کرتے نگاہ — سو تم ہم سے مُنہ بھی چھپا کر چلے

بہت آرزو تھی گلی کی تری — سو یاں سے لہو مین نہا کر چلے

دکھائی دیے یون کہ بیخود کیا — ہمین آپ سے بھی جدا کر چلے

قطعہ

جبین سجدہ کرتی ہی کرتی گئی — حق بندگی ہم ادا کر چلے

پرستش کی یان تک کہ اے بت تجھے — نظر مین سبھوں کو خدا کر چلے

قطعہ

جہری بھول جس رنگ گلبن سے یون — ہمین مین جہانکی ہم آکر چلے

نہ دیکھا غم دوستان شکر ہے — ہمین داغ اپنا دکھا کر چلے

قطعہ

گئی عمر در بند فکر غزل — سو اس فن کو ایسا بڑا کر چلے

خوب تھے وہ جو ترے کوچہ سے آزار نہیں تھے
عمر دو دن کی تھی وہ کینون ظلم کے مارو نہیں تھے

دشمنی جانی ہی اتنو ہمسے غیرونکے لیے
اک سمان سا ہو گیا وہ بھی کہ ہم یار نہیں تھے

مست تجھ سے گذر قمری ہماری خاک پہ
ہم بھی اک سرو رواں کی ناز بردار نہیں تھے

مر گئے لیکن نہ دیکھا تو نے ادھر آنکھ اوٹھا
آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیمار نہیں تھے

گرچہ جرم عشق غیرون پر بھی ثابت تھا ولے
قتل کرنا تھا ہمین ہم ہی گنہگار نہیں تھے

اک رہا مژگان کی صف مین ایک کی ٹکڑی ہوی
دل جگر جو میر دونون اپنے غمخوار نہیں تھے

بغیر دل کہ یہ قیمت ہی ساری عالم کی
کسو سے کام نہین رکھتی جنس آدم کی

کوئی ہے محرم شوخی ترا تو مین پوچھون
کہ بزم عیش جہان کیا سمجھ کے برہم کی

ہمین تو باغ کی تکلیف سے معاف رکھو
کہ سیر و گشت نہین رسم اہل ماتم کی

تنک تو لطف سے کچھ کہہ کہ جان لب پہ ہنوز
رہی ہے بات مری جان لب کوئی دم کی

گذرتی کو تون کے دو اب اپنی گذری ہے
جفا جوانون نے بہت کی تو کچھ وفا کم کی

گھری ہین درد و الم مین فراق کر ایسے
کہ صبح عید بھی یان شام ہے محرم کی

قفس مین میر نہین جوش داغ سینے پہ
ہوس نکالی ہے ہمنے بھی گل کی موسم کی

رہ آشنای لطف حقیقت کے بحر کا
ہر رشک زلف و چشم ہے موج حباب سے

آتش ہے سوز سینہ ہمارا مگر کہ میر
نامے سے عاشقوں کے کبوتر کباب ہے

کیا کیا بیٹھے بگڑ بگڑ تم پر ہم تسی بنائی گئی
چپکی باتیں اوٹھائی گئی سر گڑائی گئی دوہائی گئی

اوٹھی نقاب جہانسی یار جسی تکلف بیچ میں گئی
جب نکلی اس راہ سی ہو کر منہ تم ہمسی چھپائی گئی

کب کب تم نے سچ نہیں مانی جھوٹی باتین غیر کی
تم ہمکو یونہیں جلائی گئی وی تمکو وہین لگائی گئی

صبح وہ آفت اٹھہ بیٹھا تھا تمسی مذکیہا صد افسوس
کیا کیا فتنے سر چڑھی بلکو نکی سائی سائی گئی

اللہ ری بیدیدہ درائی ہون نہ مکدر کیونکر ہم
آنکھین ہمسی لائی گئی پھر خاکمین ہمکو ملائی گئی

آگ مین غم کی ہو کی گداز اون جسم ہوا سب پانی سا
یعنی بن اون شعلہ خوکی خوب ہی ہم بھی تائی گئی

مکر و ہی نکلو کرنی کی بھی حد ایک آخر ہوتی ہی
کشتے اسکی تیغ ستم کی گور تئین کب لائی گئی

خضر جو مل جاتا ہی گاہی آپ کو بھولا خوب نہین
کھوئی گئی اس راہ کی ورنہ کاہیکو پھر پائی گئی

مرنی سی کیا میر جی صاحب ہمکو ہوش تھو کیا کریے
جی سی ہاتھ اوٹھائی گئی پر اسی دل نہ اوٹھائی گئی

ادھر سے ابر اوٹھ کر جو گیا ہے
ہماری خاک پر بھی رو گیا ہے

مصائب اور تھی پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

کیا بعد مرگ یاد کرو نگاہ وفا تجھے
سہتا رہا جفائین مین جب تک جیا کیا

اب وہ جگر طپش سے تڑپتا ہی تشنہ لب
مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا

بیتا بیون کے جور سے مین جبکہ مر گیا
ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا

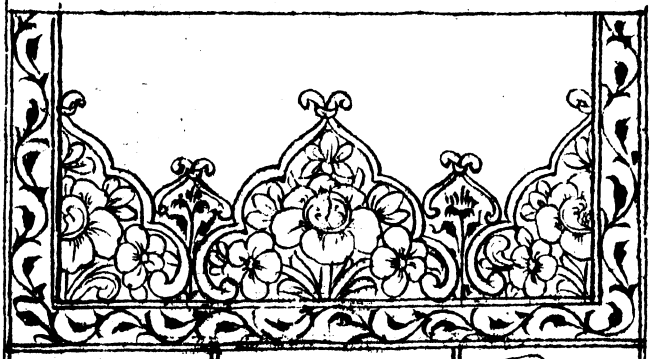
اے آہ سرد عرصۂ محشر مین بچ جا
جلتا ہو مین سنون کہ جہنم ٹھہر گیا

تیری ہی رہگذر مین یہ جی جا رہا ہی شوخ
سنیو کہ میر آج ہی کل مین گذر گیا

کیا خط لکھون تین دن سے فرصت نہین ذرا
لکھتا ہون تو پھر ہی کتابت بھی ہی

سب ہونکے خط لیے ہو شیدہ قاصد آج جاتا ہے
چلا ہی یار کی کوچے کو پھر مجھسے چھپا نکے

تمام شد دیوان اول میر تقی



دیوان دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر ذی حیات کا ہی سبب جو حیات کا
نکلی ہی جی ہی اسکی لیو کائنات کا

بکھری ہی زلف اس رخ عالم فروز پر
در نہ بناؤ ہو دی نہ دن اور رات کا

در پردہ دو ہی معنی مقوم نمون اگر
صورت نہ بگڑی کام فلک کی ثبات کا

ہی مستحیل خاک سے اجزای نوخطان
کیا سہل ہی زمین سے نکلنا نبات کا

مستہلک اسکے عشق کی جانی ہین قدر مرگ
عیسی و خضر کو ہی مزا کب وفات کا

اشجار ہو وین خامہ و آب سیہ بجار
لکھنا نہ تو بھی ہو سکے اوسکی صفات کا

رکھنا قدم یہ سوچکے قدم کب ملک سے ہو — مخلوق آدمی نہ ہوا ایسی مجال کا
شخصیت ایسی کسکی نہی خشم سہل سے بعید — تنہا مشورت شریک حق لایزال کا
اور اتبون کو دوش نبی پر قدم کو رکھہ — چھوڑا نہ نام کعبے مین کفر ضلال کا
راہ خدا مین اون نے دیا اپنے بھی تئین — یہہ جود منہ تو دیکھو کسو آشمال کا
نسبت نہ بندگی کی ہو مجھسکی وہ آن سے — رونا مجھی ہے حشر مین دسکی ہی چال کا

فکر نجات میر کو کیا مدح خوان سے رہ
اولاد کا علی کی محمد کی آل کا

قدرت سے نہین خالی جانون کا کہپا جانا — کب حشر و مسیحائی مرنے کا مزا جانا
ہم جاہ و حشم یانکا کیا کہیے کہ کیا جانا — خاتم کو سلیمان کی انگشتر پا جانا
یہ بھی ہے ادا کوئی خورشید بمنطہ پیارے — منہ صبح دکہا جانا سر شام چہپا جانا
کب بندگی میری ہے بندہ کریگا کوئی — جانی ہی خدا اسکو مین تجھکو خدا جانا
تہا نازہ جہت تجکو دانست پرانی ہے — آخر وہ برا نکلا ہم جسکو بھلا جانا
گردن کشی کیا حاصل مانند بگولے کے — اس دشت مین سر گاڑی ہے جون سیلی چلا جانا
اس گریہ خونین کا ہو ضبط تو بہتر ہے — اچہا نہین چہپر پر پودہو کا بہا جانا
یہ نقش دلون پر ہے جانی کا نہین اسکو — عاشق کی حقوق آگر ناحق بھی مٹا جانا

شاید کباب کر کر کہایا کبوتر اون نے
نامہ اوڑا پھر تی ہی اوسکی گلی مین پر سا

وحشی مزاج ازبس بایوس باوہ مین
انکے جنو مین جنگل اپنا ہوا ہی گھر سا

جس ہاتھ مین رہا کی اوسکی کمر ہمیشہ
اس ہاتھ مارنی کا سر پر ہنر ہا ہی کر سا

سب پیچ کی یہ باتین مین شاعرونکی درتر
باریک اور نازک سو کب ہی اس کمر سا

طرز نگاہ اسکی دل لیگئی سبون کے
کیا مومن و برہمن کیا گبر اور ترسا

تم واقف طریق ہیجا تھی نہین ہو
یان راہ دو قدم ہی اب دور کا سفر سا

کچھ بہی معاش ہی یہ کی ان نے اک شیشک
جب بد تون ہمارا جی دیکھنے کو ترسا

ملک ترک عشق کر کی لاغر بہت ہو مومن
آدہا نہین رہا ہی اب جسم بیخ خرسا

واعظ کو یہ جلن ہی شاید کہ فر بہی کر
رہتا ہی حوض ہی مین اکثر پڑا مگر سا

انداز سے ہی پیدا سب کچھ خبر ہی اسکو
گو میر زی سر و پا ظاہر ہے بیخبر سا

تیغ ستم ہی اسکے مرا سر جدا ہوا
شکر خدا کہ حق محبت ادا ہوا

قاصد کو دیکے خط نہین کچھ پہنچنا ضرور
جاتا ہی ابتو مجی ہی ہمارا چلا ہوا

وہ تو نہین کہ اشک تہمی ہی نہ آنکھ سے
نکلے ہی کوئی لخت دل اب سو جدا ہوا

حیران رنگ باغ جہان تہا بہت رکا
تصویر کی کلیکی طرح دل نہ وا ہوا

جانی

جانی نہ قدر اس گہر شب چراغ کی — دل ریزۂ حذف کیطرح مین اُٹھا دیا
تقصیر جان دینے مین ہمنے کبھو نہ کی — جب تیغ وہ بلند ہوئی سر جھکا دیا
گرمی چراغ کی سی نہین وہ مزاج مین — اب دل فسردگی سی ہمون جیسے بجھا دیا
وہ آگ ہو رہا ہی خدا جانے غیر نے — میری طرف سی اوسکی تئین کیا لگا دیا
اتنا کہا تہا فرش تری رہ کی ہم ہمون کاش — سو تو نے ماری مار کی آکر بچھا دیا
اب گھٹتے گھٹتے جانمین طاقت نہین رہی — مک لگ چلی صبا کہ دیا سا بڑہا دیا
تنگی لگا ہی کرنے دم اپنا بھی ہر گھڑی — کڑہنے نے دلکے جی کو ہمارے کہپا دیا
کی چشم تو نی باز کہ کہولا در ستم — کس مدعی خلق نی تجھکو جگا دیا

کیا کیا زبان میرے کہینچے ہین عشق مین
دل ہاتھ سی دیا ہی جدا سر جدا دیا

مہبتو نکی آگی تہا یہی آزار عشق کا — جیتا رہا ہی کوئی بھی بیمار عشق کا
بیپروائی بھی جاہ کا ہوتا ہی لازمہ — کہلتا ہی ہمدان یہ اسرار عشق کا
زندانی سیکڑون مری آگی رہا ہوی — چہوٹا نہ مین ہی تہا جو گنہگار عشق کا
خواہان مرگ مین ہی ہوا ہون مگر نیا — جی بیچنے ہی پیرہی ہی خریدار عشق کا
منصور نے جو سر کو کٹایا تو کیا ہوا — ہر سر کہین ہوا ہی سزاوار عشق کا

قطعہ

بیت

کلیات میر ۱۵۹

کر تو ہی نہین ترک تبان طور جفا کا
شاید ہمین دکھلاوینگے دیدار خدا کا

ہو ابر کی چادر شفقی جوش سے گل کر
مینا نکی بان دیکھیے یہ رنگ ہوا کا

بہتیری گرد جس کلا نونکی پڑی ہے
کیا ذکر ہے واعظ کی مصلی دردا کا

مرجائیگا با تونہین کوئی غم دیوان ہی
ہر لحظہ نہو ممتحن ارباب وفا کا

تدبیر تھی تسکین کی یہ لوگونکی ورنہ
معلوم تہا مدت سے ہمین نفع دوا کا

ہاتھہ آئینہ رویون سے اٹھا ئینگے ہمین کیونکر
بالعکس اثر باقی تھے ہم اپنی دعا کا

آنکھہ اسکی نہین آئینہ کو سامنے ہوتی
حیرت زدہ ہون یار کی مین شرم وحیا کا

برسون سے تو یون ہی کہ گھٹا جب اٹھہ آئی
تب دیدۂ تر سے بہی ہوا ایک جہڑا کا

آنکھہ اوس سے نہین اٹھنے کی صاحب نظر کی
جس خاک پہ ہوگا اثر اسکی کف پا کا

تلوار کی سائے ہی مین کاٹے ہے تو ای میر
کس دل زدہ کو ہوئی ہے یہ ذوق فنا کا

رہتا ہے ہر دیوان سے دیر جو ہا لگا
کچہ درد عاشقی کا اسے بہی مزا لگا

غافل نہ سوز عشق سے رہ سہر کباب ہے
گر لا بچہ اس آگ کا کانٹے دلکو جا لگا

دیکہا ہمین جہان مین تہا ں آگ ہوگیا
بھڑکا رکھا ہے یونکون فرد سکو اگا لگا

مطلب تلک بہی ہو تو سخن کچہ اثر کرے
مین روٹھہ گیا کہ غیر ترے کا نون آ لگا

ہم پلہ اپنا کون ہو اس معرکہ کے بیچ
کس سے نبرد یار کا تیر نگہ ہوا

ایسا فقیر ہونا نبھلا کیا ضرور تھا
دونوں جہان مین میر عبث رو سیہ ہوا

مذکور میر کی سو خفگی کا جو چل پڑا
محلس مین سن سپند یکایک اوچل پڑا

پھونچی ہو کوئی اوس تن نازک کے لطف کو
گل کو چمن مین جامہ سے اپنے نکل پڑا

مین جو کہا اگ سی سلگتی ہو دل کے بیچ
کہنے لگا کہ یون ہی کوئی دن تو جل پڑا

بل کیون نہ کھائیے کہ لگا رہنما ہتو وان
بالون مین اور پیچ مین پگڑی کے بل پڑا

تھی اختلال اگرچہ مزاجون مین سب سے لیک
بلنے مین اوس پلک کے نہایت خلل پڑا

رہتا نہین ہو آنکھ سے آنسو تری لیے
دیکھی جو اجبی شے تو یہ لڑکا مچل پڑا

سر اسکے پانون سے نہین اٹھتی ستم ہے میر
گر خوش غلاف نیمچہ اسکا دو گل پڑا

دل فرط اضطراب سے سیماب سا ہوا
چہرہ تمام زرد و زر ناب سا ہوا

شاید جگر گداختہ یک لخت ہو گیا
کچھ آب دیدہ رات سے خونناب سا ہوا

وہ دن گئے کہ اشک سے چھڑکاؤ سا کیا
اب رو نی لگ گئی ہین تو تالاب سا ہوا

اکدن کیا تھا یار نے قد ناز سے بلند
خجلت سے سرو جو کے چمن آب سا ہوا

طرفہ آتش خیز بنگستان ہے دل
مقتبس یاں سے ہے شعلہ طور کا

قطعہ

مر گئے پر خاک سے سب کبر و ناز
مت جبکو سر گو کسو سے غرور کا
شہپر کے کو قدر ہے اسکو نہین
ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا

قطعہ

ہو کہ اوہ تو بری سی ہے کھڑی
منہ کہلے تو جیسے چھرا حور کا
دیکھ اوسے کیونکر ملک نہ جھک نہو
آنکھ کے آگے یہ بنکا نور کا

چشم بنہو سے کہو رہتی نہین
کچھ علاج اے میر اس ناسور کا

نظر مین طور رکھہ اوس کم نما کا
بھروسا کیا ہے عمر بیوفا کا
گلونکے پیرہن ہین چاک سارے
کہلا تھا کیا کہین بند اوس قبا کا
پرستش اب اسی بت کی ہے ہر سو
رہا ہوگا کوئی بندہ خدا کا
بلا ہین قادر انداز اسکے آنکھین
کیا یکہ جنازہ جسکو تاکا
بجا ہے عمر سے اب ایک حسرت
گیا وہ شور سر کا زور پا کا
مداوا خاطرون سے تھا وگرنہ
ہدایت مرتبہ تھا انتہا کا

قطعہ

بجا تو ہے میر کیون ایسا ہے چرکا
نمونہ ہے یہ آشوب و بلا کا
کرو دن ہی کا رخصت ورنہ شب کو
قیامت سونے دیگا شور اس بینوا کا
وہ ترکی مست کسوکی خبر نہین رکھتا
کہ مین شکار زبون ہون جگر نہین رکھتا
ہے آنکھہ جو پر نم سے اسکی دن جاگھہ
ہمارا حال تو ہر نظر نہین رکھتا

ہوئی آخر کو سارے کام ضایع ناشکیبی سے
کوئی دن اور تاب ہجر دل لاتا تو کیا ہوتا

دم نسبل ہماری زیر لب کچھ کچھ کہا سب نے
جو وہ بے رحم بھی کچھ سنہ سے فرماتا تو کیا ہوتا

کسے سے غیر کے وہ تو رہے بیٹھا دو مین یار و نسے
لیے جاتا اگر تنگ چاہ کانا تا تو کیا ہوتا

کبھو سرگرم بازی ہمد مونسے یان بھی آجاتا
ہمین یکچند اگر وہ اور بہلاتا تو کیا ہوتا

گئے ہی میر کو کل قتل کرنے اسکے در پر سے
جو وہ بھی گھر سے باہر ایک ٹک آتا تو کیا ہوتا

عین عیش کیا جو خط لی ادہر نامہ بر چلا
یعنی کہ فرط شوق سے جی بھی ادہر چلا

سدہ اگر گئی نہ بھی کوئی زلف مشکبو
گیسو کے پیچدار جو منہ پر بکھر چلا

لڑکا ہی تھا نہ قاتل ناکردہ خون ہنوز
کیڑے کے گلے کی سارے مرے خوں نہ بھر چلا

اے مایۂ حیات گیا جس کنے سے تو
آفت رسیدہ پھر وہ کوئی دم مین مر چلا

طیاری آج رات کہین رہنے کی سی ہے
کس خانماں خراب کی اے مہ تو گھر چلا

دیکھو گے کوئی گوشہ نشین ہو چکا غریب
تیر مژہ اوس بروے کمان کا اگر چلا

بوے رہا بہار مین سارے ہزار حیف
لطف ہوا مین شیخ بہت بے خبر چلا

قطعہ

تجھسے تکلف اسکا چلا جاے ہے وہی
کل راہ مین ملا تھا سو منہ پھیر کر چلا

بلبل کو ہوا پا یا کل بہو تو کی دوکان پہ
اس مرغ کی سی چہین کیا شوق چمن کا تہا

بیدلوں قدم تیرا پڑتا تہا لڑکپن مین
رونا ہمین اول ہی اس تیر کی چمن کا تہا

مرغان قفس سا رہی تسبیح مین تھی گل کی
ہر چند کہ ہر اک کا ڈہلکا ہوا منکا تہا

سب سطح ہی پانی کا آئینہ کا سا تختہ
دریا مین کہین شاید عکس اسکی بدن کا تہا

خوگر نہین ہم یون ہی کچہ ریختہ کہنے سی
معشوق جو اپنا تہا باشندہ دکن کا تہا

بہوون تئین تم جسدم بیچ نکالا تہو اکثہ بیجا
اوس دن ہی تمہین دیکہہ ماتہا مرا ٹنکا تہا

رہ میر ہی غریبانہ جاتا تہا چلا روتا
ہر گام گلا لب پر یاران وطن کا تہا

یہ روش ہی دلبرونکی نہ کسو سی ساز کرنا
کوئی خاک سی ہو یکسان وہی ناز و نکو ناز کرنا

کوئی عاشق تیا نکی کر سی نقل کیا معیشت
انہین ناز کرتی رہنا اونہین جی نیاز کرنا

رہین بند میری آنکہین شب و روز مثل دریا
نہوا مجہے میسر کبہو چشم باز کرنا

یہ بہی طرفہ ماجرا ہے کہ اوسی کو چاہتا ہون
مجہے چاہی ہی جسے بہت احتراز کرنا

نہین کچہ رہا تو لڑکا تجہی پر ضرور ہی اب
ہوس اور عاشقی مین ٹک کی امتیاز کرنا

کوئی عاشقونکی بہیڑ کنہون نے اوڑہائی بہی ہے
انہین بات ہو جو تہوڑی اسی بہی ہے ناز کرنا

یہی میر کہنیے تشنہ در و دیوار پر تھی ساجد
نہین اعتماد قابل انہونکا نماز کرنا

ہی صبر ہی منہ ہوش ہی نے عقل ہی تمیز — آتا ہی اسکی پاس سی عاشق بلا ہوا

اوٹھتا ہی سر ہی دل سی کسو جوش سا تو پھر — جاتا ہی دونون آنکھون سی دریا بہا ہوا

جون صید نیم کشتہ تڑپتا ہی ایک سا — کیا جانیے کہ دل کو مری کیا بلا ہوا

خط آئی پر جو گرم وہ پرکار مل چلے — مین سادگی سی جانا کہ اب آشنا ہوا

ہم تو لگی کنار ہی ہوے غیر ہمکنار — ایکو نکی عید ایکو نکی گھر مین دہا ہوا

جون برق مجہکو ہستی ندیکھا کسو نی آہ — پایا تو ایک برسا کہین روتا کہڑا ہوا

جس شعر پر سماع تہا کل خانقاہ مین — وہ آج مین سنا تو ہی میر اکہا ہوا

پایا مجہی رقیب نی آزاد سکی زیر تیغ — دلخواہ بارے مدعی کا مدعا ہوا

بیمار مرگ سا تو نہین روز اب تبر
دیکہا نہا ہمنے میر کچہ تو بہلا ہوا

کل لال آزردہ گلستان سی گذر ہمنے کیا — گل نی کہنے کہو منہ نہ ادہر ہمنے کیا

کر گئے خواب سی بیدار تہین صبح کو بلکہ — بیدماغ اتنے جو ہوے ہم پہ مگر ہمنے کیا

سیدہے ہو ار کی منہ پر تری ہم آئی چلی — کیا کرین اس دل خستہ کو سپر ہمنے کیا

نیمچہ ہاتہ مین مستی سی لہو سی آنکہین — سچ تری دیکہہ کے اے شوخ حذر ہمنے کیا

بانو کی نیچہ کی بہی نہو گی ہمسی — کیا کہین عمر کو اس طرح بسر ہمنے کیا

تسکین دل ہو تب کہ کہیں آگیا بھی ہو
برسون سے اسکا آنا یہی صبح پر رہا

اس نصف وزخ کو بھولی مجھ مدتین ہوئین
لیکن مرا نہ گریہ یہ شام و سحر رہا

رہتے تو تھے مکان پہ دل آپ مین تھے
اس بن ہمین ہمیشہ وطن مین سفر رہا

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ پوچھے ہے بار بار
کچھ وجہ بھی کہ آپ کا منہ ہے اودھر رہا

اک دم مین یہ عجب کہ مری سر پہ پھر گیا
جو آب تیغ برسون تری تا کمر رہا

کاہیکو مین نے میر کو چھیڑا کہ اون نے آج
یہ درد دل کہا کہ مجھے دردسر رہا

دل دفعتہ جنون کا مہیا سا ہو گیا
دیکھی کہان وہ زلف کہ سودا سا ہو گیا

ٹک جوش سا اوٹھا تھا مری دیدہ تر کو
دیکھا تو ایک پل ہی مین دریا سا ہو گیا

جز رو نقی باغ ہے جنگل سی بھی پرے
گل سو کہہ تیری ہجران کا کانٹا سا ہو گیا

جلوہ ترا تھا جب تئین باغ و بہار تھا
اب لکھو دیکھتے ہین تو صحرا سا ہو گیا

کل تک تو ہم دے ہنستے چلے آئے تھے یہین
مرنا بھی میر جی کا تماشا سا ہو گیا

دل کی داشد کی لیے کل باغ مین گیا
سن گلہ بلبل سی گل کا اور بھی جی رک گیا

عشق کی سوزش نے دل مین کچھ چھوڑا
لگ اوٹھی یہ آگ ناگاہی کہ گھر سب پھک گیا

چاہے ہیں جسکو گذرے اسکا نام
منہ مین جبتک زبان ہے گویا

نہر بسر کیجیے لیک وہ پرکار
دیکھو تو مہربان ہے گویا

حیرت روی گل ہے مرغ چمن
چپ ہے یون بیزبان ہے گویا

مسجد ایسی بھری بھری کب ہے
میکدہ اک جہان ہے گویا

جا بجا ہے شور ہے فلک کی طرف
نالۂ صبح یان ہے گویا

بسکہ ہین اس غزل مین شعر بلند
یہ زمین آسمان ہے گویا

وہی شور مزاج شیب مین ہے
میر اب تک جوان ہے گویا

ان سحتیون مین کسکا میلان خواب پر تہا
بالین کی جاہی ہر شب یان سنگ زیر سر تہا

اون ابرو و مژہ کی کب میر جیون ڈر تہا
تیغ و سنان کی منہ پر اکثر مرا جگر تہا

ان خوبصورتون کا کچھ لطف کم ہے مجھ پر
یکمر ورنہ اس جا پر یون ہی کا گذر تہا

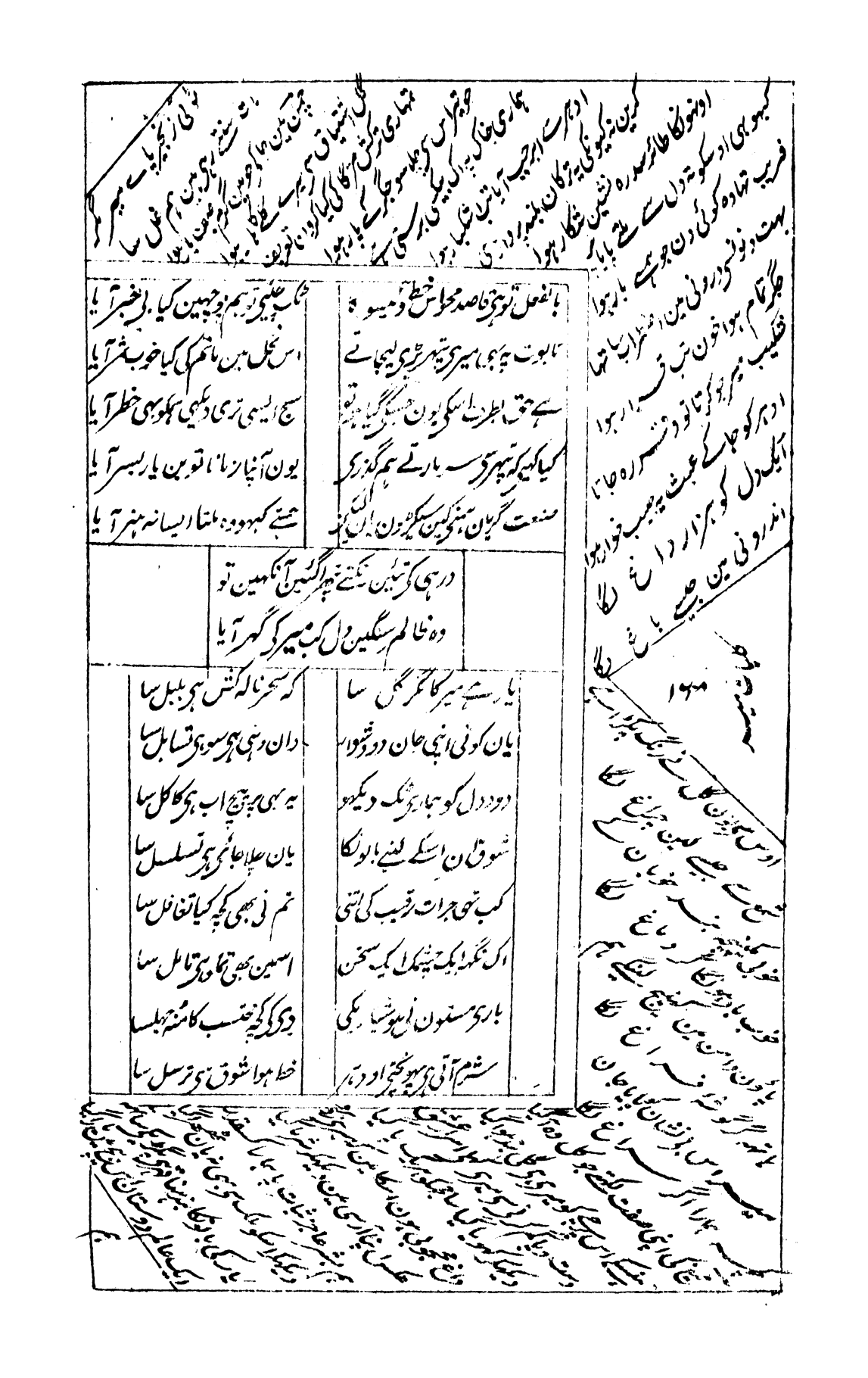
تیشے سے کوہکن کی کیا طرفہ کام نکلا
اپنے تو ناخنون مین اس طور کا ہنر تہا

عصمت کو اپنی واں تو روتے ملک پھرے ہے
لغزش ہوئی جو مجھ سے کیا عیب مین بشر تہا

کل ہم وہ دونون یکجا ناگاہ ہو گئے تھے
وہ جیسے برق خاطف مین تجھسے ابر تر تہا

ہوش اڑ گئے سبھون کے شور سحر سے اسکا
مرغ چمن کرے ہے اک مشت بان پر تہا

۱۶۷



ہم نہ جہانا اختلاط اس نے تغافل بازی کا
گرم بازی گیا تو ہم کو بھی بہلا گیا

کیا کروں ناچار رہوں سر نگوں طیار میں
دلکی روز و شب کی بیتابی سے جی گھبرا گیا

جی کو لگتا ہی اسکی اوٹھہ گئی پر ہاتھ میں
کل نے بہتیرا کہا ہنسنے نہ ٹک ٹھہرا گیا

ہوگئی تحلیل سب اعضا مری با گریۂ زار
رفتہ رفتہ ہجر کا اندوہ مجھکو کھا گیا

یوں تو کہتا تھا کوئی دیکھی کو باندھے ہے گلے
پر وہ بہندنا سا جو آیا میر بھی بہند لا گیا

دل عشق میں جن نے دیکھا آنکھ ہو نکو کیا دیکھا
پیغمبر کنعان سے نے دیکھا نہ کیا دیکھا

مجروح ہی سب سینہ تسپر ہی نکلا شیشا
آنکھ ہو نگی لڑانی کا ہم خوب مزا دیکھا

یکبارہی آنکھ اپنی اوسپر نہ پڑی مرتی
سو مرتبہ بالیں سے ہم سر کو اوٹھا دیکھا

کاہش کا مری رب کیا تجھکو تعجب ہے
بیماری دل والا کوئی بھی بھلا دیکھا

آنکھیں گئیں سہر تحیہ بن کیا کیا نہ عزیزو نکی
پر تو نی مروت سے ٹک و نکو نہ جا دیکھا

جی دیتے بن نہ لیتے سب شہر محبت میں
کچھ ساری خدائی سے پہ سو رنیا دیکھا

گہہ دلگو گنوایا ہے یا نیچ اوٹھایا ہی
اے میر تجھے ہمنے کچھ آج خفا دیکھا

ناگہہ جو وہ صنم سنم ایجا دا آ گیا
دیکھے سے طور سے کے خدا یاد آ گیا

دل کی خون ہو عشق جنون میں کیا بڑا کیا
چہرہ نکو غازہ ہوا ہو نکو لکا رنگ پان ہوا

تم جو کل اس راہ نکلے برق سی ہنستے گئے
ابر کو دیکھو کہ جب آیا ادھر گریان ہوا

جی سی جانا بن گیا اوس بن ہمین پل ماتی
کام تو مشکل نظر آتا تہا پر آسان ہوا

جب سی نا سوسن جنون گردن نہیں ہی تب سی میر
جیب جان وابستۂ زنجیر تا داماں ہوا

آیا ہی ابر جب کا قبلہ سے تیرا تیرا
مستی کی ذوق مین ہین آنکہین کیون مت سی خیرا

خجلت سی اون لبون کی پانی ہوا چلے ہین
قند و نبات کا بہی نکلا ہی خوب شیرا

مجنون نی حوصلے سے دیوانگی نہین کی
جاگہ ہی اپنے جانا اپنا نہین دلیرا

اس راہزن سی ملکر دل کیونکہ پھر نہ جاوے
انداز و ناز اوسکے غمزہ اوٹھاتی گیرا

کیا کم ہی ہولنا کی صحرای عاشقی کی
شیرون کو اس جگہ پر ہوتا ہی شعر میرا

آئینے کو بہی دیکھو پر ٹک ادہر بہی دیکھو
حیران چشم عاشق دیکہی ہی جیسے ہیرا

نیت پہ سب بنا ہی یان مسجد اک بڑی تہی
پیر مغان مہا سو اسکا بنا خطیرا

ہمراہ خون تلک ہونگ پاؤن تکی چہوئی سی
ایسا گناہ مجہسی وہ کیا ہوا کبیرا

غیرت سی میر صاحب سب جذب ہو گئے تہے
نکلا نہ بوند لو ہو سینہ جو انکا چیرا

وہ اتوکش کا تبھی پر کیا ہے سرگرم جفا
مار کی تلوار و نکی ان نے ہتھونکو اتو کیا

ہاتھہ پر رکھہ ہاتھہ اب وہ دو قدم چلتا نہیں
جن نے بالش خواب کا برسون ہا ناز کیا

پھول نرگس کا لیے پھو چک کھڑا تہا راہ مین
کسکی چشم پر فسون نے میر کو جادو کیا

عاشق تری لاکھون ہوئے مجھ سا نہ پھیرا ہوا
تجھ پر کوئی اسکی کام جان دیکھا نہ یون تنہا ہوا

مدت ہوئی الفت گئی برسون ہوئے طاقت گئی
دل مضطرب بیسا نہ تہا کیا جانیے اب کیا ہوا

کل صبح سیر باغ مین دل در سیر اگ گیا
بلبل نے بولا منہ سے کچھ گل تک نہ مجھسے سنا ہوا

دن گئے جو یان کہو اوٹھتا تہا دریا سا جو شر
اب لگ گئی رونی جہان پل پل رتی دریا ہوا

کتنو کہ دل بیجان ہو کتنی نجانا کیا ہو کی
چلنے مین اسکی دو قدم ہنگامہ اک برپا ہوا

مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
کی اہل مسجد اس طرف آیا ہو نمین بہکا ہوا

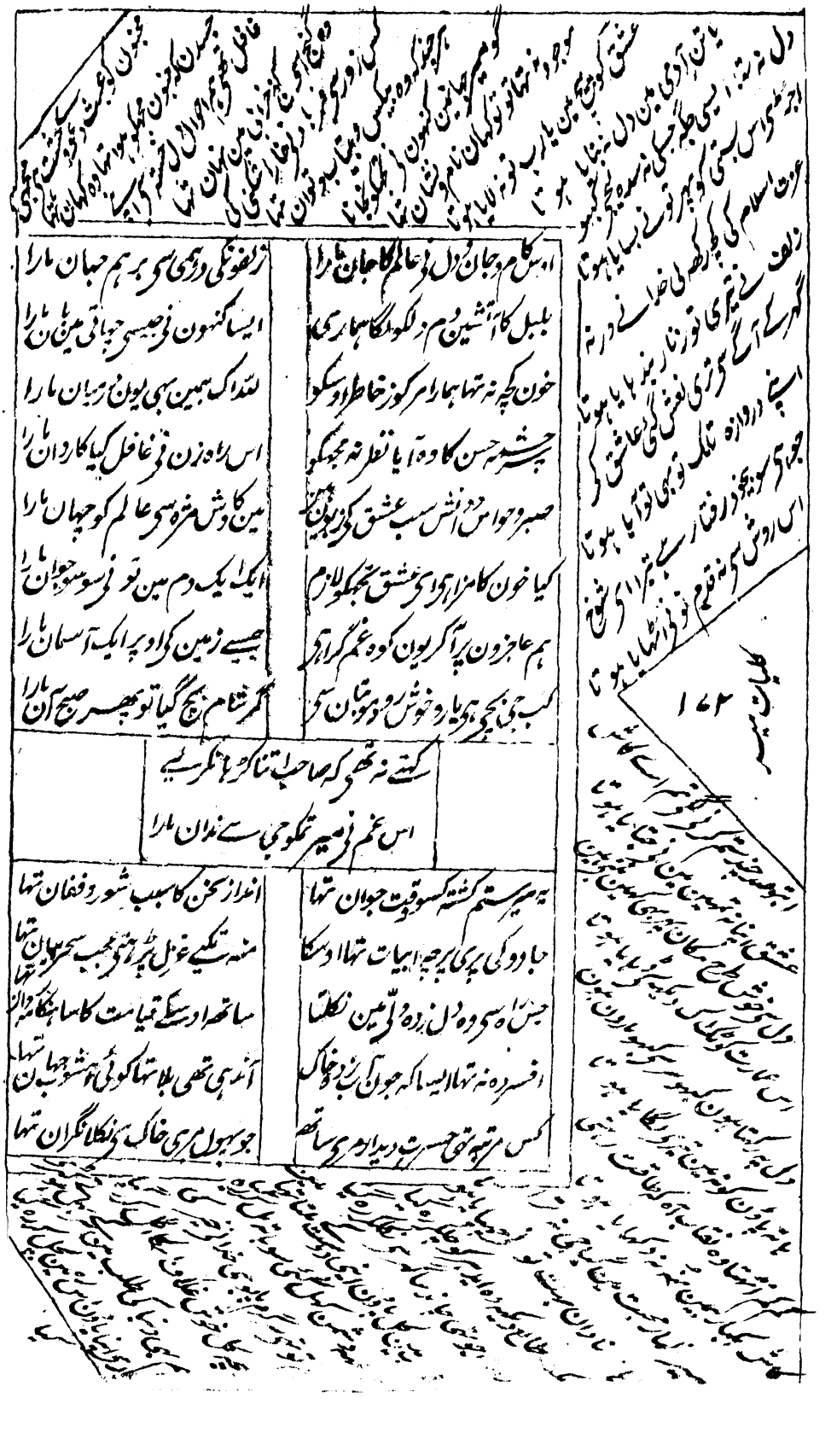
یون حسن ہی اک غمزہ گرتون عشق ہی ہے پردہ دور
وہ شہرہ عالم ہوا مین خلق مین رسوا ہوا

فرہاد و مجنون ترون گئے ہم اور ہی ہو یون چلے
اس عارضی سے چاہ کی وہ کونسا ہیہا ہوا

یا صرف خط ہی درمیان یا گیسوون کا ہی بیان
کیا میر صاحب کے تئین پھر اندنون سودا ہوا

تمام رود جو کل مین بیہی شراب پھیرا
بسان جام لیے دیدۂ پر آب پھیرا

قطعہ



کیا کہون بیتابی مین شب کہ نا جار اس اسیر
دل سر سینے مین دو دہا تھا دو بہل کر رہ گیا

کیا ہمین کو یار کی تیغی نے کہا کر دم لیا
اسپر بہتیر و تکاوہ از در نگل کر رہ گیا

دو قدم ساتھہ اس جفا جو کی چلا جاتا ہی جی
ہوا اوس عیار تہا دیکہا نہ نکل کر رہ گیا

آنکہہ کچہہ اپنی ہوا اسکے سامنے ہوتی نہین
جس نے دیکہا خوار اس بیہ دیکہی دہل کر رہ گیا

ایک دہیری رکھہ کی ہی صبح جانکاہ میر
برسون سے جلتا تہا شاید رات جل کر رہ گیا

طریق خوب ہی آپسمین آشنائی کا
نہ پہر پہر آوے اگر مرحلہ جدائی کا

ہوا ہی کنج قفس ہی کی بوریا مین خواب
کہان پر کی سال ملک لطف تمہارہائی کا

یہین مین ورد حرم اتبو حقیقت ہی
دماغ کسکو ہی ہر در کی جبہہ سائی کا

نچہ چہ مندی لگانی کی خوبیان اپنی
جگر ہی خستہ ترس پنجہ حنائی کا

نہین جہانمین کسطرف گفتگو ویسی
یہ ایک طرفہ فسون ہی ظرف خدائی کا

کسو بہار مین جون کو کہن سراب ہارین
خیال ہاکو بہی ہی بخت آزمائی کا

بجا رہا نہ دل شیخ شور محشر سے
جگر بہی چاہی ہی کچہہ تماشا دہائی کا

رکہا ہی باز ہمین در بدر کی مہر نے
سرون پہ انپر ہی احسان شکستہ بالی کا

ملا کہین تو دکہاوینگے عشق کا جنگل
بہت ہی خضر کو غرہ ہی رہنمائی کا

تسا لطف زیست جسمیں وہ اب نہین میر
مدت ہوئی کہ ہمنے جیسے ہاتھ دھو لیا

مہندی لگی تھی تیرے کہ یار نہین کیا پیارے
ہنگام خون عاشق سر پر چھو تو نہ آیا

یہ پیروی کسو کی کاہیکو ہو سکے ہی
رکھتا ہے داغ ہمکو قامت کا اسکے سیا یا

دیکھی نہ پیش جاتی ہرگز خرد وری مین
دانستہ باؤ لا ہم اپنے تئین بنا یا

رہتی تھی بیدماغی اک شور ہا مین میرے
آنکھون کے مندگئے پر آرام سا تو پایا

گل پھول سبھی تو جو لیتا ہی منہ کو پھیر کر
مکھڑی کر کسکے تونے اے میر دل لگا یا

نکتہ مشتاق و یار سے اپنا
شعر عرفی تو شعار سے اپنا

بیخودی لیگئی کہان ہمکو
دیر سے انتظار سے اپنا

روتے پھرتے ہین ساری ساری رات
اب یہی روزگار سے اپنا

دیکے دل ہم جو ہو گئے مجبور
اس مین کیا اختیار سے اپنا

کچھ نہین ہم مثال عنقا ایک
شہر شہر اشتہار سے اپنا

جسکو تم آسمان کہتے ہو
سو دلون کا غبار سے اپنا

صرفہ آزار میر مین نکرو
خستہ اپنا ہے زار سے اپنا

ہمسے کہ تجھی کو جانتے ہین — جاتا نہین اختر از تیرا
مل جنسے شراب تو لے پیے ہے — کہدیتے ہین دور ہے راز تیرا
کچھ عشق و ہوس مین فرق بھی ہے — کیدہر ہے وہ امتیاز تیرا

کہتے نہ تھے میر مت کڑھا کر
دل ہو نہ گیا گداز تیرا

شبہہ لگا ہی کرے ہے جس تس کا — حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا
شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہون — دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
تھے برے مغبچے کے تیور لیکن — شیخ میخانے سے بھلا کس کا
داغ آنکھین سے کھل رہے ہین سب — ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا

قطعہ

بحر کم ظرف ہے بسان حباب — کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جس کا
فیض ابر چشم تر سے او سہاو — آج دامن وسیع ہے اس کا

تاب کسکو جو حال میر سنے
حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا

آنسو مری آنکھو نمین ہر دم جو نہ آجاتا — تو کام مرا چھپا پردی مین چلا جاتا

جب بات سر پٹکنے نے تاثیر کچھ نکی
ناچار میر منڈکری سی مار سو رہا

لعل پر کب دل مرا مایل ہوا
اوس لب خاموش کا قایل ہوا

لڑ گئین آنکھین شہالی دل نی چوٹ
یہ تماشائی عبث گھایل ہوا

ناشکیبی سی گئی ناموس فقر
عاقبت بوسی کا مین سایل ہوا

ایک تہی ہم وہی نہوتی ہست اگر
اپنا ہونا بیچ مین ہمسایل ہوا

میر ہم کس ذیل مین دیکہا اوسکی آنکھ
ہوش اہل قدس کا زایل ہوا

کوئی فقیر ہا ای کاشکی دعا کرتا
کہ مجہکو اوسکے گلی کا خدا گدا کرتا

کبہو جو آن کی ہمسے بھی تو ملا کرتا
تو تیر ہر جی مین مخالف نہ اتنی جا کرتا

چمن مین ہو چل گل ایکی ہزار رنگ کہلی
دماغ کاشکے اپنا بھی مثل وفا کرتا

فقیر بستی مین تہا تو ترا زیان کیا تہا
کبہو جو آن نکلتا کوئی صدا کرتا

علاج عشق نے ایسا کیا نہ تہا اسکا
جو کوئی اور بہی مجنون کی کچہ دوا کرتا

قدم کے جہونے سے استاد گی مجہی سکہی کہ
کبہو وہ یان تو مرہی ہاتھہ بہی لگا کرتا

بدی نتیجہ ہے نیکی کا اس زمانے مین
بہلا کسو سی جو کرتا تو تو برا کرتا

قطعہ

کون جی سے گیا ہی گا ہی میر
حیف یہ ہے کہ تو جوان گیا
شوق مین ہر بن خاک پہان گیا
اب جو جیتے فلک پہ ساوہ ہی
ایک میر اسکے یون نہ جان گیا
پہرے پہرے تلاش مین اسکی
ہاتھ سے جیکا یہ گمان گیا
دل وہ ست جا کہ پہر وہ پہنچا
اون نشونکی آ ہی ما

عجب کیا جو اس زلف کا سایہ دار
پہر ہر اتون کو بہی پر یدار سا

نہین میر مستانہ صحبت کا باب
مصاحب کرو کوئی ہشیار سا

حیران ہی لحظہ لحظہ طرز عجب عجب کا
جو رفتہ محبت واقف ہی اسکی ہر ڈب کا

کہتے ہین کوئی صورت بن بنی ہا تین کرکے
یہ وجہ ہی کہ عارف منہ دیکہتا ہی سب کا

نسبت درست جسکی اس مو سوی پا تے
ہی درہم اور برہم حال اسکی روز و شب کا

افسوس ہی نہین تو انصاف دوست ورنہ
شایان لطف دشمن شایستہ ہین غضب کا

سودائی ایک عالم اسکا بنا پہری ہی
ہر چند عزلتی ہے وہ خال کنج لب کا

منہ او سکی منہ کی اوپر تمام دیکہر کر اون ہون
اب ہاتہہ سی دیا ہی سر رشتہ ہین ادب کا

کیا آج کل سی او سکی یہ بی توجہی ہے
منہ اون نی او سطرف سی پہیرا ہی میر کب کا

سیر گردون بیکسونکا جان گیا
پر یہ تیرا نہ امتحان گیا

وا ے احوال اس جفا کش کا
عاشق اپنا جسے وہ جان گیا

داغ حرمان ہی خاکمین بہی ساتہہ
جی گیا پر نہ یہ نشان گیا

کل نہ آ نی مین ایک یان تیرے
آج سو سو طرف گمان گیا

کیا کم تہا شعلۂ شوق کا شعلے سے طور کے
تپہرہی وان کی جل گئی بجہا کر جہان گرا

ڈوبا خیال چاہ زنخدان مین اسکے میر
دانستہ کیون کوئین بہلا یہ جوان گرا

آئی ہی آئی تیری یہ ناکام ہو چکا
وان کام ہی رہا تجہی یان کام ہو چکا

موسم گیا وہ ترک محبت کا ناصحا
مین اب تو خاص و عام مین بدنام ہو چکا

یا خط چلی ہی آتی تہی یا حرف ہی نہین
شاید کہ سادگی کا وہ ہنگام ہو چکا

نا آشنا ہی حرف تہا وہ شوخ جب سے تو
ہمسے تو ترک نامہ و پیغام ہو چکا

تڑپے ہی جب کہ سینے مین اچھلے ہی درد و یاس تہہ
گر دل یہی ہی میر تو آرام ہو چکا

سنبل تمہارے گیسوؤنکے غم مین لٹ گیا
ابرو کی تیغ دیکہہ مہ عید کٹ گیا

عالم مین جان کی مجہکو تنزہ تہا اتبو مین
آلودگی جسم کی پانی مین آٹ گیا

ظلم و جفا و جور پہ اصرار اس قدر
ہٹ دیکہہ دیکہہ تیری ادا بہی ہٹ گیا

اب وہ سمان نہین ہے کہ وہ کام جان خلق
مغموم ہکو دیکہہ کے دور ہی لپٹ گیا

دشوار ہمسے ہینگے جو بیڈہب بہٹی ہی جیب
بیطور یون سو اسکی دل اپنا تو بہٹ گیا

دامان و جیب و نون ہوئے نگہ ہی ایک جا
ابکی یہ کام ہاتہہ سے میر سمٹ گیا

۱۷۹

کچھ زرد چہرہ کچھ لاغری بدن مین
کیا عشق مین ہوا ہی اے میر حال تیرا

فرصت آتا نہین سر نیاز کے اپنی اسیرون کا
اگرچہ آسمان تک شور جاوے ہم فقیرون کا

تبسم سحر ہی جب پان سے لب سرخ ہون اسکے
دلونمین کام کر جاتا ہی جادو کی تیرون کا

سر کشنا اسکی دربان پاس سے ہے شکوہ بھی مشکل
سر نیچے زیر سر کرکے ہی ہم اسیرون کا

گئی کہتون کی سر لڑکون نی جبہ ہائے مجنون بانڈے
شہید کی مین نہین ان نے سنا ہے کوئی سر پیرون کا

قفس کے چاک سے دیکھون ہون تو تنکے تا ہون
چمن مین غنچہ ہوا نا گلون پر ہم صفیرون کا

ہمارے دیکھتے زیر نگین تہا ملک سب جن کے
کوئی اب نام بھی لیتا نہین ان ملک گیرون کا

دل پر کو توان بلکون نے ہی سب چہان مارا تہا
کیا میر اون نی خالی یونہی ترکش اپنے تیرون کا

ہوئین سو ایسان جسکی لیے چھوٹا دیار اپنا
ہوا وہ بے مروت بیوفا ہرگز نہ یار اپنا

خدا جانی ہمین اس بی خودی نی کسطرف پھینکا
کہ مدت ہوگئی ہم کہینچے ہین انتظار اپنا

ذلیل اوسکی گلی مین ہون تو جم ہون آوگی کیسے
کہ رنجش اس جگہ ہو وی جہان ہو اعتبار اپنا

اگرچہ خاک مرا می دیدۂ تر نی بیابان کے
ولی نکلا نہ خاطر خواہ رونی سے غبار اپنا

کیا ہر وضع لوگون نی جو دیکہا رات کو ملتی
ہوا صحبت مین ان لڑکون کی ضایع روزگار اپنا

اتفاق ایسی پڑی ہم تو منافق تہرے
چرخ ناساز نے غیرون سے اسے یار کیا

ایسے آزار اٹھانے کا ہمین کب تہا دماغ
کوفت نے دل کی تو جینے سے بھی بیزار کیا

جی ہی جاتی رہی ہین عشق مین اکثر لیکن
کیا کیا ہم نے کہ اس راز کو اظہار کیا

دیکھی اس ماہ کو جو کتنے مہینے گذرے
بڑ گئی کاہش دل ایسی کہ بیمار کیا

نالۂ بلبل بیدل نے پریشان بہت
موسم گل نے مگر رخت سفر بار کیا

میر اے کاش زبان بند رکہا کرتے ہم
صبح کی بولنے نے ہمکو گرفتار کیا

شب فتنہ مین اوسکے در پر گیا
سنگ بار آدم گری کر گیا

شکستہ دل عشق کی جان گیا
نظر پھیری تو نے تو وہ مر گیا

ہوئے یار کیا کیا خراب اوس بغیر
وہ کس خانہ آباد کے گھر گیا

کشندہ تہا لڑکا ہے ناکردہ خون
مجہے دیکہکر مختصر ڈر گیا

بہت رفتہ رہتے ہو تم اسکے اب
مزاج آپ کا میر کیدھر گیا

بے طاقتی مین تو نوای میر مر رہیگا
ایسی طپش سے دل کی کوئی جگر رہیگا

کیا ہے جو راہ دل کی طے کرتے مر گئے ہم
جون نقش پا ہمارا تا دیر اثر رہیگا

ہمکنیتی پلکون سی رو مال جس گتھری سی سر کا
طرف ہوا نہ کبھو ابر دیدۂ تر کا

کبھو تو در برین ہو نہین کبھو ہون کعبہ مین
کہان کہان لیہ پھرتا ہی شوق اس در کا

غم فراق سی پھر سو کہہ کر ہوا کانٹا
بچھا جو پھول اٹھا کوئی اسکی بستر کا

اسیر حرص گرین ہو جاؤن مین تو ہو جاؤن
وگرنہ قصد ہو کسکو شکار لاغر کا

ہمین کہ جلنے سی خو گر ہین آگ مین ہی عشر
محیط مین تو تلف ہونا ہی سمندر کا

قریب خط کا نکلنا ہوا سو خط موقوف
غبار دور ہو کس طور میرے دلبر کا

بتا کی کیسے کا رستا اوسی بھلاؤن راہ
نشان جو پوچھے کوئی مجھ سی یار گھر کا

کسو سی مل چلے شکدہ تو ہی بہت ورنہ
سلوک کا ہیکو شیوہ ہی اوس ستمگر کا

شکستہ بالی و لب بستگی پر انکی نجا
چمن مین شور مرا تبلک بھی ہی پر کا

تلاش دل نہین کام آتی اس نخ مین
کہ چاہ مین تو ہی مرنا پڑا شناور کا

مہر ہی خاک ملی منہ پہ یا ندامت ہی
یہ آئینہ ہے نظر کردہ کس قلندر کا

نہ ترک عشق جو کرتا تو میر کیا کرتا
جفا کشی نہین ہے کام نازپرور کا

حلقہ ہوئی وہ زلف کمان کو چھپا رکھا
طاق بلند پر اسی سب نے اٹھا رکھا

اس مہ سی دل کی لاگ وہی متصل رہی
گو چرخ نے بصورت ظاہر جدا رکھا

سہی جنس دل کی گراں قدر تہی
ولے جب تلک تو خریدار تہا

بہت روئے ہم شبنم و گل کو دیکھہ
کہ چسپاں ہمین بہی کہین پیار تہا

مجہے اہی دل چاک کیا شانہ سا
کسو زلف سے کچہہ سر و کار تہا

گیا میر یان سے کروگے جو یاد
کہوگے کہ مشکین عجب یار تہا

دل گیا مفت اور دکہہ پایا
ہوکے عاشق بہت مین پچتایا

مرگیا تسپہ سنگسار کیا
نخل ماتم مرا یہ پہل پایا

یہ شب ہجر سر کری ہے پری
ہو سفیدی کا جس جگہہ سایا

صحن مین میرا سے گل مہتاب
کیون شگوفہ تو کہلنے کا لایا

چاک کر سینہ دل مین پہینک دیا
کہنچے ایذا ہمیشہ کسکی بلا

تمکو جیتا رکہے خدا اہی تبان
مرگئے ہمتو کرتے کرتے وفا

سب گئی ہوش و صبر و تاب و توان
دل سے اک داغ ہی جدا نہوا

اوٹہہ گیا میر وہ جو بالین سے
پہر مری جان مجہ مین کچہہ نر ہا

جادو کرتی ہین اک نگاہ کی بیچ
ہائے رے چشم دلبران کی ادا

بات کہنے مین گالیان دی ہر
سنتے ہو میر کی زبانکی ادا

دل چلے جائے ہین خرام کے ساتھ
دیکھی چلتے مین ان بتان کی ادا

خاک مین ملکے میر ہم سمجھے
بود ادائی تھی آسمان کی ادا

رہا مین تو عزت کا اعزاز کرتا
چلا عشق خواری کو ممتاز کرتا

سنوتا مین حسرت مین محتاج گریہ
جو کچھ آنسوون کو پس انداز کرتا

نہ مہمر امرے پاس دل ورنہ اب تک
اوسے ایسا ہی مین تو جانباز کرتا

جو جانو کہ در پر ہے ایسا وہ دلبر
تو کاہیکو الفت سے مین ساز کرتا

تو تمکین سے کچھ نہ بولا و گرنہ
مسیحا صنم ترک اعجاز کرتا

گلوگیر ہی ہو گئے یاوہ گوئے
رہا مین خموشی کو آواز کرتا

زیارت کہ کبک تو ہو بلا سے
ملک آ میر کی خاک پر ناز کرتا

عبث آ بندہ تک رہیگا گلا
ہو چکی عید تو گلو نہ ملا

ڈوبا لوہو مین دیکھنا سر خار
حیف کوئی بھی آبلہ نہ چھلا

رکھتا تھا ہاتھ مین سر رشتہ بہت سے ہیر کا
رہ گیا دیکھہ کر فوجیاک سر ہی سینے کا

اسکی طپش لو ہو ہیے میرا جو تو چھوٹ گئی
کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہی لو ہو ہیے ہیر کا

اسمین حیران ہون کس کس کا گلا تجھسے کرون
بدگمانی کا تغافل کا تری کینے کا

میر کی نبض پہ رکھہ ہاتھہ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

عشق سے دل پہ تازہ داغ جلا
اس سینہ خانہ مین چراغ جلا

میر کی گرمی تمسے اچھی ہے
کس سے ملتا ہے وہ دماغ جلا

ردیف باے

اندوہ سے ہوئی نہ رہائی تمام شب
مجھہ دل زدہ کو نیند نہ آئی تمام شب

جب مین شروع قصہ کیا آنکھین کھول دین
یعنی تھی مجھکو چشم نمائی تمام شب

چشمک چلی گئی تھی ستارون کی صبح تک
کی آسمان نے دیدہ درائی تمام شب

بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری کی ہے
تھی دشمنون سے اسکے لڑائی تمام شب

بیتابی ہی گذری وعدے کی شب وہ نہ آیا پر
امید عجب طرح کی اٹھائی تمام شب

سنا ہے میر سے گذر جائین ہین کہان
بلبل نے گو کہ نالہ سرائی تمام شب

اب تشنگان عشق کی بہین کام کردہ لعل
کیا آب کو جو ہو وے عقیق یمن مین آب

تب قیس جنگلون کی تئین آگ دے گیا
ہم بہر جا بہین وے سی سراب ساری بن مین آب

سن سوز دل کو میری بہت روئی راشمع
بیرون بزم لائی ہین بہر بہر لگن مین آب

دیکہو تو کس روانی سی کہتی ہین فصعر میر
دُر سی ہزار چند ہی انکے سخن مین آب

جیسا مزاج آگی تہا میر اسو کب ہی اب
ہر روز دل کو سوز ہی ہر شب تعب ہی اب

سدہ کچہ سنبہالتی ہی وہ مغرور ہو گیا
ہر آن بیدماغی و ہر دم غضب ہی اب

دوری سی اسکی آہ عجب حال مین ہین لوگ
کچہ بہی جو پاس وہ نکری تو عجب ہی اب

طاقت کی جس سی تاب جفا تہی سو ہو چکے
تہوڑی سی کوفت مین بہی بہت تعب ہی اب

دریا چلا ہی آج تو بوس و کنار کا
گر جی چلا وی کوئی روانا تو دہب ہی اب

جان بخشیان جو بیشتر از خط کیا کیے
انہین لبون سی خلق خدا جان بلب ہی اب

رنجش کی وجہ آگی تو ہوتی بہی تہی کوئی
روپوش ہمسی بار جو ہی بے سبب ہی اب

نی چاہ وہ ادہی ہی نہ مجہکو ہی وہ دماغ
جانا مرا ادہر کو بشرط طلب ہی اب

جاتا ہون دن کو ملنی تو کہتا ہی دن کو میر
جو شب کو جاوے تو کہی ہی کہ شب ہی اب

گذرتی ہی میر لوٹتی دن رات آگ مین
ہی سوز دلسی زندگی اپنی ہمین عذاب

جو کہو تم سو ہے بجا صاحب
ہم بُرے ہی سہی بھلا صاحب

سادہ ذہنی مین نکتہ چین تہی تم
اب تو ہین حرف آشنا صاحب

ندیا رحم تگ بتون کے تئین
کیا کیا ہاے یہ خدا صاحب

بندگی ایک اپنی کیا کم ہے
اور کچھ تم سے کیجیے کیا صاحب

مہر افزا ہے منہ تمہارا ہی
کچھ غضب تو نہین ہوا صاحب

خط کے بھیجنے کا تمسے کیا شکوہ
اپنے طالع کا یہ لکھا صاحب

پھر گئین آنکھین تم نہ آن پھرے
دیکھا تمکو بھی واہ وا صاحب

شوق رخ یاد لب غم دیدار
جی مین کیا کیا مری رہا صاحب

بھول جانا نہین غلام کا خوب
یاد خاطر رہے مرا صاحب

کسنے سن شعر میر یہ نکہا
کہیو پھر ہاے کیا کہا صاحب

عجب صحبت ہے کیونکر صبح اپنی شام کرتے ہو
جہانتک آن بیٹھیے ہم کہا آرام کرتے ہو

ہزارون خواہش مردہ فی سر دلسی نکالا ہی
قیامت جی پہ ہی دیدار کو تک عام کرتے ہو

قطعہ

۱۸۷

گفتگو شاہد و ہی ہی نہ غیبت نہ گلہ
خالقہ کی سی نہیں بات حزابات کی بات

سنکے آواز سگ یار ہو ہی ہم خاموش
بولتے واں ہین جہان ہو وے مساوات کی بات

منہ ادہر اور سخن زیر لبی غیر کی ساتھ
اس فریبندہ کی ناگفتنی ہی گھات کی بات

اس لبو شیخ ہی چپکا کہ پڑی شہر مین شور
ہم سمجھتے ہین یہ شادی و طامات کی بات

یہ کس آشفتہ کی جمعیت دل تھی منظور
بال بکھری تیری منہ پر کہین ہین رات کی بات

گفتگو نیمفون سی اس ماہ کی کرتی ہی میر
کاہش افزا ہی کرون او سکی اگر ذات کی بات

ہم تمنی چشم رکہتے تھے دلداریان بہت
سوالتفات کم ہی دل آزاریان بہت

دیکہین تو کیا دکہائی یہ افراط اشتیاق
لگتی ہین تیری آنکہین ہمین بیماریان بہت

جبتک ملی جلی سی جفائین تہین اٹہہ سکین
کرتی لگی ہوا تو ستمگاریان بہت

آزار مین تو عشق کی جاتا ہی ہول جی
یون ہوئین تہین تو یاد مین بیماریان بہت

شکوہ خراب ہونی کا کیا جا ہی میر مین
ایسی تو ای عزیز ہمین یان خواریان بہت

یاد ایامی کہ ہنگامہ رہا کرتا تہا رات
شور شر سی ہر اک فتنہ رہا کرتا تہا رات

کام کیا تہا جیب و داس سی مجہ کو پیش الجنون
سینہ چاکی اپنی مین بیٹہا کیا کرتا تہا رات

ہر لسکی صورت آنکر اصوات و اخطا
کب آدمی کی جنس کرہی ہی پکار بات

آہو کو اسکی چشم سخن گو سی مت ملا
شہری ہی کر سکی ہی کہین بہی گنوار بات

یون بار گل سی اسکی جہکی ہین نہال بلخ
جہک جہک کی جیسے کرتی ہین دو چار بات

آزردہ دل کو حرف بہ لانیکا لطف کیا
کرتی ہی خون چکان ہی لب سی گذار بات

مرجان کوئی کہی ہی کوئی ان لبونکو لعل
کچہ رفتہ رفتہ یا ہی رہیگی قرار بات

یون چہکہ چہکہ میر تلف ہوگا کب تلک
کچہ ہو وی مہر کر اس سی بہی کر ایکبار بات

۱۸۹

ہوتی ہی گرچہ کہنی سی بار و برائی بات
پر ہمسی تو نہی نہ کہو منہ پر آئی بات

جانی نہ تجہکو حیف یہ تصنع تو اوس سی کر
تسپہ یہی تو ہی نہین رہتی بنائی بات

لگ کر تہ در رہ گئے دیوار باغ سی
رفتار کی جو تیری صبا نہ چلائی بات

کہتے تہے اوس سی ملیو تو کیا کیا نہ کہیو پر
وہ آگیا تو سامنے اوسکی نہ آئی بات

اتبو ہوئی ہین ہم بہی تری رہب سی آشنا
وان تو نے کچہ کہا کہ ادہر ہمنے پائی بات

بلبل کی بولنی مین سب انداز ہین مرے
پوشیدہ کب رہی ہی کسیکی ورائی بات

مہر کا تہا رات دیکہہ کی وہ شعلہ خو مجہی
کچہ رو سیہ رقیب نی شاید لگائی بات

عالم سیاہ خانہ ہی کسکا کہ روز و شب
یہ شور ہی کہ دیتی نہین کچہہ سنائی بات

کیا سبب ہے اب مکان پر جو کوئی پاتا نہیں
میر صاحب آگئے تو رہتے ہیں پر گھر بہت

ملامت گر نہ مجھکو کر ملامت
جلے کو اور تو اتنا جلا مت

گلے مل عید قربان کو سبھوں کے
ہمارا آہ تم کاٹو گلا مت

ترے ناآشنائی کی ہیں بندے
نہ وہ اب ربط نے صاحب سلامت

بہت رونے نے رسوا کر دکھایا
نہ چاہت کی چھپی ہمسے علامت

کہو تلوار وہ کھینچے ہے اے میر
لڑی قسمت تو سر کو ٹک بلا مت

ردیف جیم فارسی

آگ سا تو جو ہوا اے گل تر آن کی نسیم
صبح کی باد نے کیا پھونک دیا کانکی بیم

ہم نہ کہتے تھے کہیں لف کہیں رخنہ نہ کہا
اک خلاف آیا نہ ہندو و مسلمان کے بیچ

باوجود ملکیت نہ ملک میں پایا
وہ تقدس کہ جو ہے حضرت انسان کے بیچ

پاسبان سے تیرے کیا دور جو ہو سازِ نسیم
ہے نہ اک طرح کی نسبت سگ و دربان کے بیچ

جیسی عزت میر کی دیوانگی میں ہو گئی
ویسی ہی انکی بھی ہوگی مری دیوانگی بیچ

ساتھ ہی اس رہروِ بیان کی پشت کرنا
پگڑی الجھی ہے مری ابتو بیابان کے بیچ

قطعہ

بلبل خموش ولالہ و گل دونون سنج وار
شمشاد محو بیکلی اک نسترن کی بیچ

کل ہم بھی سیر باغ مین تھے ساتھ یار کے
دیکھا تو اور رنگ ہی سارے چمن کی بیچ

قطعہ

یا ساتھ غیر کے ہی تمہین ویسی ہی چاہت
سو سو طرح کی لطف ہین اک اک سخن کی بیچ

یا پاس میرے لگتی ہی چپ ایسی آن کر
گویا زبان نہین ہی تمہارے دہن کی بیچ

فریاد و تمیس و میر و آوارگان عشق
یونہین گئی ہی سب کے رہی من کی من کی بیچ

جو ٹھہر چند نہین یار کی گفتار کی بیچ
دیر لیکن ہی قیامت بھی دیدار کی بیچ

کسکی خوبی کی طلبگار نہین عزت یوسف
خرقہ بکنے کو چلا آتی ہی بازار کی بیچ

خضر و عیسے کی تئین نام کو جیتا سن لو
جان ہی اور تڑپ اسکی سو بیمار کی بیچ

اگلی کیا بیچ تمہارے نتھی بس عاشق کو
بال جو اور گہر سنی لگے دستار کی بیچ

عشق ہی جسکو ترا اوس سے نور کھٹکا لگو ہم
زندگی کی نہین امید اس آزار کی بیچ

ہم بھی اب ترک وفا ہی کر دینگے کیا کریں
جنس تو بکتی نہین آپ کی سرکار کی بیچ

دیدنی دشت جنون ہی کہ پھپھولے پا کے
مین تو موتی سی پروکر رکھین ہین ہر خار کی بیچ

کرلی تو ہو ستم پہ نہین نظر کی حواس
کچھ اور ہو گیا ہو کسو خستہ جان کی طرح

نقشہ الہی دل کا مرے کون لیگیا
کہتے ہین سارے عرش مین اسکے مکان کی طرح

مرغ چمن تو روز رولایا سبھو کے تئین
میری غزل پڑہی تھی شب اک روضہ خوان کی طرح

لگ کر گلے سے اسکے بہت مین لگا کیا
ملتے تھے سرو باغ مین کچھ اس جوان کی طرح

جو کچھ نہین تو بجلی ہی اک میرے دل پر گیا
ڈالی چمن مین ہمنے اگر آشیان کی طرح

یہ باتین رنگ رنگ ہماری ہی ورنہ میر
آجاتی ہی ہر گلی مین کہو اس دہان کی طرح

دور گردون سے ہوئی کچھ اور مہنگائی کی طرح
بہر نہ آوین کیون کی آنکھین میری پہنائی کی طرح

آنکلتا ہی کبھو ہنستا تو ہی باغ و بہار
اوسکی آمد مین ہی ساری فصل گل آئی کی طرح

پہنچے انجم مین اپنی دلکشی اگر نہ تھی
سیکھ لی تارون نے اوسکی آنکھ جھپکانی کی طرح

ہم گرفتار و نسیم وحشت ہی کر ہی ہی رہا غزال
کوئی تو بتلاؤ اوسکے دام مین لانیکی طرح

دیکھا ہی جو اذہد کو تو کھہ اوٹھا
اس شجر مین کتنی ہی اس میرے دیوانیکی طرح

عشق کی مدتسی مین الٰہی ہوا نیکی طرح
ہر دل صد چاک مین ہی نہ سب شانیکی طرح

دیدنی ہی درد مندونکی بہی مرجانیکی طرح

یان نادر سرگشتی سے کیا دیکھتا نہین ہے
جب مہ اودھر سے نکلا جاناوہ گھر سے نکلا

ہے اس چمن مین پھری گلی کلاہ تا چند
رکھتا ہی داغ دیکھیں یہ شتابہ تا چند

ایذا ہی کینچ چکے جو ہفتے عشر ہی کی ہو
اسطرح مرتے رہی اے میر آہ تا چند

تجھ بن اے نو بہار کے مانند
چاک ہے دل انار کے مانند

ہوئے سینے شاید جگر تک آتش عشق
اشک ہین سب شرار کے مانند

کو دماغ اوسکی رہ سے اوٹھنے کا
ہیں اب ہم غبار کے مانند

کوئی نکلی کلی تو لالہ کی
اس دل داغدار کے مانند

سرو کو دیکھ غش کیا ہمنے
تھا چمن مین وہ یار کے مانند

ہار کر شب گلے پڑے اوسکے
ہم بھی پھولونکے ہار کے مانند

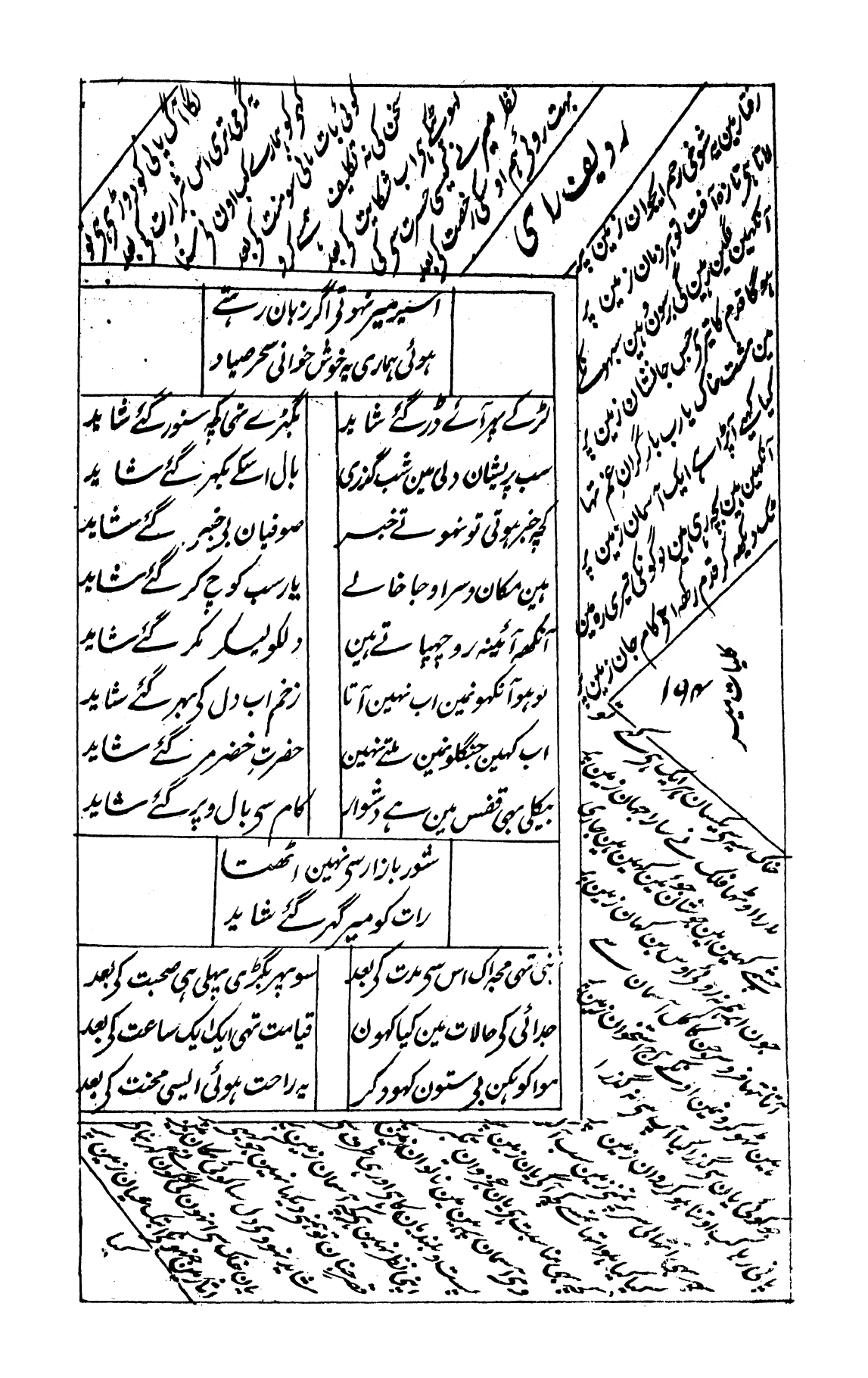
برق تڑپی بہت ولے نہ ہوئی
اس دل بیقرار کے مانند

قطعہ

اُون نے کینچی تھی صید گہہ مین تیغ
برق ابر بہار کے مانند

اوسکے گھوڑے ہی کی آگے سے نہ ٹلے
ہم بھی دبے شکار کے مانند

زخم کھا بیٹھیو جگر پہ مت
تو بھی محبہ دل فگار کے مانند



کیا سر چڑھا رہی ہو میر اس غزل کو سنکر
باری نظر کرو ٹک اے مہربان زمین پر

کیا کیا نہ ہمنے کھینچے آزار تیری خاطر
اب ہو گئے ہین آخر بیمار تیری خاطر

غیرونکی بیدماغی بیتابی جہاتی داغی
یہ سب ستم اٹھائے اے یار تیری خاطر

کیا جانیے کہ تو کیا جنس ہین یکے ہین قیمت
جاتی ہین یکڑی جامی بازار تیری خاطر

اکبار تو نہ آکر خاطر نرکھی میری
مین جی سے اپنے گذرا سو بار تیری خاطر

مین کیا کہ آہ کافر دین کی نہ کاربرون نے
قشقہ لگائی پہنے زنار تیری خاطر

گو دل دہسک رہی جاوے پر آنکھین ابل رہی ہین
سب اونچ نیچ کی ہے ہموار تیری خاطر

ایک آن تیری اے ابر جھکے نہ پائے
سو سو مین مین نے کھینچی تلوار تیری خاطر

کیا چیز ہے تو پیارے مفلس مین داغ تیرے
پیسے لئے پھرین ہین زردار تیری خاطر

تجھسے دوچار ہونا پھر آہ بن نہ آیا
دی جان میر جی نے ناچار تیری خاطر

اے صبا گر شہر کو اسکے ہو تیرا گذار
کہیو ہم صحرا نوردون کا تمامی حال زار

خاک دہلی ہے خدا ہمکو کیا یکبارگی
آسمان کو تہی کر دورت سونکا لایون غبار

منصب بلبل غزلخوانی تہا سو تو ہی اسیر
شاعری زاغ و زغن کا ہو مبارک شعار

بعضون کو رشک قبول خاطر و لطف سخن
بعضو نکا سینہ فگار و بعضو نکا دل داغدار

ایکون کی ہو خوشی تو اوپا قربان استاد تہا
ایک کہتے تہے اسوقت دل سے اپنا استوار

ربط کا دعوی تہا جسکو کہتے تہے مخلص ہین ہم
جا چکے ہین ذات سانی ہی کو ہم سب خاک سار

نقل کر تو کیا یہ عجب متقدمین ہم
بیٹھکر کہتے تھے منہ پر میر کی بعضے بعضے بار

خط کتابت سی یہ کہتی تھی نہ ہوگا لکھیے
اور لینگے گھر بلا کے تیری خبر کو بار بار

جب گیا مین یاد تب کسکا گھر کا پاک
آفرین صد آفرین اے مرد مان روزگار

اب بیابان در بیابان ہے مرا شور و فغان
گونجتے ہین خوش کی تمنی میرے جا بجا نالہ زار

ہر مثل مشہور عمر سفر کوتاہ ہے
طالع برگشتہ بھی کرتے ہین اب امداد کار

اک پراگندی مین بھی ہے یہ وطن گلزار سا
سامعونکی چہاتیان نالونسی ہیونگی فگار

منہ پر آوینگے سخن آلودۂ خون جگر
کیونکہ یاران زمان سی ہے چاک ہے دل انکا

لبسی لیکر تا سخن ہین خونچکان شکوی بہ بہ
لیک ہے اظہار ہر ناکس سی اپنا ننگ و عار

چپ بھلی گو تلخکامی کھینچیے اسمین پر
ہیت بخشی طبع نازک پر ہے اپنی ناگوار

آج سی کچھ بیحسابی چور کن مردم نہین
انسی اہل دل سدا کھینچے ہین رنج بیشمار

کام کی جو لوگ صاحب فن ہین سو محسود ہین
بیہنی کرتی ہے ہینگے حاسدان نابکار

بس قلم رکھدہا تھہ سی جانی بھی ذی چیدہ میر
کاہ کی چاہی نہین کسار ہو تو بے وقار

آغشتہ خون دل سی سخن تھہ زبان میر
رکھی نہ تمنی کان تک اس داستان پر

کچھ ہو رہیگا عشق مین سہی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

بد لبری کی فن و فریب اتنی عمر مین
جنجھلاہٹ آتی ہے اسکی بیان پر

آہ بیٹھے کی شہور پریشان نظری ہی
تو سادہ ہی آیسوں کو نہ دیدار دیا کر

سو بار کہا غیر سی صحبت نہین اچہی
اس حیف کو مجلس مین نہ تو بار دیا کر

کیون آنکہون مین سر ہی کا تو دنبالہ کہی ہی
مت ہاتہ مین ان مستون کی تلوار دیا کر

کچہ خوب نہین اتنا ستانا بہی کسو کا
ہی میر فقیر اسکو نہ آزار دیا کر

طاقت نہین ہی جانمین کرہنا تعب اور
بہ لطفیان کرو ہو یہ تیسپر غضب ہی اور

ہر چند چپ ہون لیک مرا حال ہی عجب
احوال پرسی تو نکری تو عجب ہی اور

آنکہہ اسکی اور سطح سی نہین پر تو ٹکا دیکہ
اب خوب دیکہتے ہین تو چتون کا ڈہب ہی اور

کیا کہیے حال دل کا جدائی کی رات مین
گذری ہی کب کہانی کہو سی یہ شب ہی اور

دل ہی چکی دکہا کے رخ خوب کو تبہ
اب منہ چہپا جو بیٹہے یہ حسن طلب ہی اور

اس دل لگی کی روگ کو نسبت مرض سی کیا
اپنا یہ جلتے رہنا ہی کچہ اور تب ہی اور

طور اگلی تیری ملتے نہین اسطرح سی ٹک
وہ اور کچہ تہا ہمسی تو پیار کی پہ اب ہی اور

کیا بات تیری ای ہمہ عیاری و فسون
آنکہین کہین رہین اور سخن زیر لب ہی اور

اسباب مرگ کی تو مہیا ہین سارے میر
شاید کہ زندگانی کا اپنی سبب ہے اور

مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
ہی میر راہ و رسم و یارا و فا کچھ اور

چمکی ہی جب سے برق سحر گلستان کی اور
جی لگ رہا ہی خار و خس آشیان کی اور

وہ کیا یہ دل لگی ہی فنا مین کہ رفتگان
منہ کر کے بھی نہ سوئی کبھو سوے جہان کی اور

رنگ سخن تو دیکھہ کہ حیرت سی باغ مین
رہ جاتی ہینگی دیکھہ کے گل اس دہان کی اور

آنکھین سی کھل ہی جائینگی جو مر گیا کوئی
دیکھا نہ کر غضب سے کسو خستہ جان کی اور

کیا بی خبر ہی رفتن رنگین عمر سے
جو ئی چمن مین دیکھہ تک آب و انکی اور

یان تاب سعی کسکو مگر جذب عشق کا
لاوی اسیکو کھینچ کسو ناتوان کی اور

یارب ہی کیا مزا سخن تلخ یار مین
رہتی ہین کان سبکی اوسی بدزبان کی اور

یاد ان [illegible] جگہ یا کہ تجھہ بغیر
اب دیکھتا نہین ہی کوئی اس مکان کی اور

آیا کسی تکدر خاطر ہی زیر خاک
جاتا ہی اکثر اتھو غبار آسمان کی اور

کیا حال ہو گیا ہی تری غم مین میر کا
دیکھا گیا نہ ہمسے تو تک اوس جوان کی اور

نئے طور سیکھے نکالی و ہب اور
مگر اور تھے تب ہوئی ہو اب اور

ادا کچھ ہے انداز کچھ ناز کچھ
تہ دل سے کچھ اور زیر لب اور

نہ دیکھی ایک سوا شد اپنی دلکی اس گلستاں میں
کہلی پانی ہزاروں غنچہ دلگیر یہی آخر

سر و کار آہ کب تک خامہ و کاغذ سے یوں رہے
رکھی ہی انتہا احوال کی تحریر یہی آخر

پھریں ہی بادلا سا پھیرے ان شہری غزالوں کے
بیابان مرگ ہوگا اس جلن سی میر یہی آخر

رہا جاؤں چپ کیونکی بُرا جی میں مان کر
آؤ بھلا کہو تو سو جاؤں زبان کر

کہتے ہین چلتے وقت ملاقات ہے ضرور
جاتی ہین ہم بھی جان سی تمکی یکہو آن کر

کیا لطف تہا کہ میکدہ کی پشت بام پر
سوتی تہی مست چادر مہتاب تان کر

آیا نہ چل کی یان تئین وہ باعث حیات
مارا ہی اون نی جان سی ہمکو تو جان کر

ایسی ہی تیز و مست ہو خونریزی مین تو پھر
رکھو گی تیغ جور کے یک چند میان کر

یہ بیمروتی کہ نگہ کا مضایقہ
اتنا تو میری جان نہ مجھسے سیان کر

رنگین گور کرنی شہیدونکی رسم ہے
تو بھی ہماری خاک پہ خونکی نشان کر

رکھتا تہا وقت قتل مرا امتیاز ہائے
سو خاک مین ملایا مجھی سب مین سان کر

تم تیغ جور کھینچ کی کیا سوچ مین گئے
مرنا ہی اپنا جی مین ہم آئی ہین ٹھان کر

دی دن گئے کہ طاقت دل کا تہا اعتماد
اب یون کٹہری کٹہری ہی نہ مرا امتحان کر

اوس گوہر مراد کو پایا نہ ہمنے میر
بیابان کار مر گئے یون خاک چھان کر

نہ ہوا ہی ہوا ہی ہوا ہی ہوا ہی

عاشق کو اسکو گریہ خونین کا درد کیا
آنسو نہین ہی آنکھ سے جسکی گرا ہنوز

کیا جانے وہ کہ گذری ہی ہجر یار و نکہی پہ کیا
مطلق کسو سے اس کا نہین دل لگا ہنوز

برسون مین نامہ بر سے مرا نام جو سنا
کہنے لگا کہ زندہ ہی وہ ننگ کیا ہنوز

گھبرا کے رات کی تئین بار اچھین تو پھینکے
ناواقف قبول ہی لیکن دعا ہنوز

کیا کیا کری ہی ہجر تئین قاصد سے لیتے خط
حالانکہ وہ ہوا نہین حرف آشنا ہنوز

سو بار ایکدم مین گیا ڈوب ڈوب جی
پر بحر غم کی پا ہی نہ کچھ انتہا ہنوز

خط سے ہی بیوفائی حسن اسکے آئینہ
ہم سادگی سے کہتے ہین چشم وفا ہنوز

سو عقدہ ہر فراز شوق ہی پیش رو ولے
وہان بند اس قبا کے نہین ہوتے وا ہنوز

بان میر ہم تو پہنچ گئے مرگ کی قریب
وان دلبرون کو ہی وہی قصد جفا ہنوز

ہی بیری لو ہور و نی کا آثار سا ہنوز
کوچہ کوئی کوئی ہی چمن زار سا ہنوز

کب تک کہنچی کی صبح قیامت کی شام کو
عرصے مین مین کہڑا ہون گنہگار سا ہنوز

مدت ہوئی کہ خون جگر مین نہین ولے
جاتا ہی آنسوون کا چلا تار سا ہنوز

سایہ سا آگیا تہا نظر اسکا ایک دن
بہوت مین پھرون ہون پر بیمار سا ہنوز

برسون سے گل چمن مین نکلا ہی ننگ رنگ
نکلا نہین ہی ایک رخ یار سا ہنوز

خندہ و جنبش حرف و سخن زیر لبی
کہیے جو ایک دو افسون گر دلدار کے پاس

داغ ہونا نظر آتا ہی دلون کا آخر
یہ جو اک خال پڑا ہی تری رخسار کے پاس

خط نمودار ہوئی اور بہی دل ٹوٹ گیا
یہ بلا نکلی نئی زلف شکن دار کے پاس

در گلزار پہ جانی کی نصیب اپنو کہان
یون نہین مرتے گا قفس کے کبہو ادار کے پاس

کیا کہا کرتی ہو آئینہ سی صحبت ہر دم
ٹک کبہو بیٹہو کسو طالب دیدار کے پاس

دل کو یون لیتے ہو کہٹکا نہین ہوتا ہمکو
تربیت پائی ہی تم نے کسی عیار کے پاس

مور چہ جیسے لگی تنگ شکر کو اکر
خط نمودار ہوا یون لعل شکربار کے پاس

جسطرح کفر سبد ہا ہی گلی اسلام کہان
یون تو تسبیح سبہی ہم رکہتے ہین نار کے پاس

ہم نہ کہتے تہے نہ مل مغبچون سی اے زاہد
ابہی تسبیح دہری تہی تری دستار کے پاس

نارسائی سبہی نوشتے کی میری دور سہی
اتنی مدت مین نہ پہونچا کوئی خط یار کے پاس

اختلاط ایک تہمین میری غم کش سی نہین
جب نہ تب یون تو نظر آتی ہو دو چار کے پاس

عزت نہین ہی دل لگی کچہ اس دلربا کی پاس
رہتی ہی آرسی ہی دہری خود نما کی پاس

پہرون شبہو کو غم مین تری جاگتی رہے
ہوا نہین جگر سوز کبہی وفا کی پاس

راہ روش کہین ہین جدا درد مند عشق
رہنما یہ کہڑی نہین ہوتی دوا کی پاس

خشت جہت اثر تو تنگ ہی ہم پر
اس سی ہوتی نہ ہم دو چار ای کاش

مرتے بھی تو ترے ہی کوچے مین
ملتے یان جای گور و ار ای کاش

ان لبون کی گلی ہی دل سے بھرا
چل پڑی بات پیش یار ای کاش

بے اجل میر اب پڑا مرنا
عشق کرتے نہ اختیار ای کاش

کیا کہیے کیا رکھین ہین ہم تجھسی یار خواہش
یک جان و صد تمنا یک دل ہزار خواہش

لے ہاتھہ مین قفس کی صیاد چل چمن تک
مدت سی ہی ہین ہمی سیر بہار خواہش

نے کچھ گنہ ہی دل کا نے جرم چشم اسمین
رکھتی ہی ہمکو اتنا بے اختیار خواہش

حالانکہ عمر ساری مایوس گذری تاہم
کیا کیا رکھین ہین اسکی امیدوار خواہش

غیرت سی دوستی کی کس سے ہوے دشمن
رکھتا ہی یار ہی کی سارا دیار خواہش

ہم مہر و زر کیونکر خالی ہون آرزو سے
شیوہ یہی تمنا فن و شعار خواہش

اوٹھتی ہی موج ہر یک آغوش ہی کی صورت
دریا کو ہی یہ کس کا بوس و کنار خواہش

صد رنگ جلوہ گر ہی ہر جادہ غیرت گل
عاشق کی ایک یاد ی کیونکر قرار خواہش

یکبار بر نہ آوی اس امید دل کی
اظہار کرتے کب تک یون بار بار خواہش

کرتے ہین سب تمنا پر میر جی نہ اتنی
رکھو گی یار تمکو پایان کار خواہش

قصد حج ہی تو شیخ کو لیجیل
کبھی جانے کو یہ بھی جز ہے شرط

طلب یعنی کہ دل عجب در ہے
اسکے نقاوے کو نظر ہے شرط

حق کی دینے کو چاہیئے ہے کیا
بیان نہ اسباب فی ہنر ہے شرط

دل کا دنیا ہے سہل کیا اے میر
عاشقی کرنیکو جگر ہے شرط

کرتے نہین ہین اوس سے بنا کچھ ہم اختلاط
ہوتا تہا اگر او کو گون مین بھی باہم اختلاط

تک گرم مین ملون تو مجھی سے ہے جنگ
اور دن سے تو وہی ہے اوسے ہر دم اختلاط

ایسا نہو کہ شیخ و عادیے ہنشین
ابلیس سے کرے ہے کوئی آدم اختلاط

بیگانگی مجھی سے چلی جاتی ہے خصوص
رکھتا ہے یون تو یار سے ایکعالم اختلاط

کس طور اتفاق پڑے صحبت اوس سے دیر
ہے میر بیدماغ و قیامت کم اختلاط

ردیف عین

تیرے ہوتے شام گر بزم مین آجاے شمع
ہو خجل ایسی کہ منہ اپنا نہ پھر دکہلاے شمع

کیا جلی جاتی ہین تجھ پر سب دیے جیسے دیکہتی
گر یہی یان کا ہے ڈب تو حیف مجلس واے ہم

کسکے تئین ہوتا ہے قطع زندگانی کا شوق
سر کٹاتی کوئی گلی مین جمع ہین رہا ئے شمع

آخر گرہ زروے کار اسے پردہ اٹھے گا کیا
مقدور تک تو چھاتی کی ہمنے چھپائی داغ

دلکی گرہ مین غنچہ لالہ کے رنگ میر
سوز دروں سے کچھ نہین ہے اب سوائے داغ

ردیف فا

میلان دل ہے زلف سیہ فام کی طرف
جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف

دل بنا عدل داد محشر سے جمع ہے
کرتا ہے کون عاشق بدنام کی طرف

اس پہلوئے نگار کو بستر سے کام کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹے ہے آرام کی طرف

یک شب نظر پڑا تھا کہین تو سو اب تلک
رہتی ہے کون چشم تری بام کی طرف

آنکھین جنہون کی زلف قدح یار سے لگین
دیکھی دیکھتی نہین سحر و شام کی طرف

جون چشم یار بزم مین اک گاہ پڑ رہے ہے آج
ٹک دیکھیو شیخ مے کی بھری جام کی طرف

خمار اتنا کہان و سینہ خراش ایک سے نہین
لیکن نظر نہین ہے تجھی کام کی طرف

دل ایک ہے رہا ہین جنکے انہین سے بین شوق
میلان طبع کب ہے کسو خام کی طرف

دیکھی ہے جب سے اس بت کافر کی شکل میر
جاتا نہین ہے جی تنک اسلام کی طرف

ردیف قاف

میر جی زرد ہوتے جاتے ہو
کیا کہین تمنے بھی کیا ہے عشق

ردیف کاف

دیکھے تجھے تڑپے ہے کانکے موتی کی ایک جھلک — جاتی نہین ہے اشک کے رخسار کی ڈھلک
یارب اک اشتیاق نکلنا ہے چال سے — ملتے پھرین ہین خاک مین کسکے لئے فلک
طاقت ہو جسکے دل مین وہ دو چار دن رہے — ہم ناتوان عشق تمہارے کہان تلک
برسون ہوے کہ جان سے جاتی نہین خلش — ٹک ٹل گئے تجھے آگے مرے وہ پھر ملک

آئے نہ ناتہ میر کے میت پر کل مناز
تابوت پر تجے اسکے پنت کثرت ملک

عزت اپنی اب نہین ہے یار کو منظور ٹک — پاس جانا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور ٹک
حال میرا شہر مین کہتے ہینگے لوگ دیر — اس فسانے کے نہین ہونے تو دو مشہور ٹک
پشت پا مارے ہین شاہی پر گدائی کو ہے عشق — دیکھو تم یان کا خدا کے واسطے دستور ٹک
چاہیے کامجہ سے بے قدرت کا کیا اعتبار — عشق کرنیکو کسو کے چاہیئے مقدور ٹک
حق تو سب کچھ تہا ہی حق جان کے اسوا سطے — حوصلے سے بات کرا کا شکے منصور ٹک
منکر حسن تباں کیونکر ہو اے شیخ شہر — حق ہے اسکے اور وہ آنکھون سے ہو معذور ٹک

خاک پر ہے سدا جبین نیاز
اور کوئی ہو جبہ سا کیا خاک

تربت میر پر چلے تم دیر
اتنی مدت میں وان رہا کیا خاک

آج کل سے کچھ نہ طوفان زا ہے چشم گریہ ناک
موج زن ہر سو نسے ہے دریا ہی چشم گریہ ناک

یون نرو تو ندو دور نہ رو دو چار سے
ہر قدم اس دشت میں پیدا ہی چشم گریہ ناک

دیکھے آگے کہ قدم رکھو تو پھر نجی بابر
سیر قابل پدنے اک جا ہے چشم گریہ ناک

بے گدازِ دل نہین امکان رہا استدر
تہ کو پہونچو خوب تو پیدا ہے چشم گریہ ناک

سوجھتا اپنا کری کچھ ابر تو ہے مصلحت
ہوش عمسے جیسے نابینا ہے چشم گریہ ناک

سبزہ ہی روئی سے میرے گوشہ گوشہ دشت کا
باعث آبادی صحرا ہے چشم گریہ ناک

وے حنائی پا مری آنکھون ہی مین پھرتے ہین میر
یعنے ہر دم اوسکی زیر پا ہی چشم گریہ ناک

سو خونچکان گلی مین لب سے مری زبان تک
جی رفتہ گیا ہے ظالم اب رحم کر کہان تک

ملنے مین میرے گاہی تک تو یانہ اوسنے
حاضر رہا ہو نین تو اپنی طرف سے جان تک

ہر چند مین نے سر پاس وہی خاک ڈالی
لیکن یہ پہنچین آنکھین اس پا نوکی نشان تک

ان ٹہریونکا جلنا کوئی ہمسے پوچھو
لاتا نہین ہے منہ وہ اب میری استخوان تک

قوہم مین ورب مین مت دے کسیکو دخل
ہونی ہین فتنہ سازیہی درمیانکی لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون بیسبب بنے
کم آشنا ہین طرز سے اس کام جانکی لوگ

پتے کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم
جو محرم روش ہین کچھ اس بدگمان کی لوگ

بت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتی ہین سب
خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستانکی لوگ

فردوس کو بھی آنکھ اٹھا دیکھتے نہین
کس درجہ سیر چشم ہین کوہی بتانکی لوگ

کیا سہل جیسے ہاتھ اٹھا بیٹھتے ہین ہاے
یہ عشق پیشگان ہین الٰہی کمانکی لوگ

مرتے ہی رہے ہین سدا محسبونکو پیچ
گویا کہ میر محو ہین میری زبانکی لوگ

کیا عشق خانہ سوز کہ دلمین جہپی ہوا
اک سارے تن بدن مین سرکپک ہی ہوا

گلشن بہرہے لالہ و گل سے اگر چمن
پر اس بغیر اپنے تو بہا مین لگی ہی آگ

پاؤن مین پڑ گئے ہین پپھولے وہی تمام
ہر گام راہ عشق مین گویا دبی ہی آگ

جل جل کے سب عمارت دل خاک ہو گئے
کیسے نگر کو آہ محبت نے دی ہی آگ

اب گرم و سیر دو ہر سے یکسان نہین ہمیں
پانی ہی دل ہمارا کبھی تو کبھی ہی آگ

کیونکر نہ طبع آتشین اوسکی ہمین جلاے
ہم مشت خس کا حکم رکھین وہ پری ہی آگ

کب لگ سکی ہی عشق جہان سوز کو ہوس
ماہی کی ہیست آب سمندر کا جی ہی آگ

اس بروکمان پہ جو قربان ہین ہم
ہمین کو نشانا تاتی ہین لوگ

نہ سویا کوئی شور شب سے ترے
قیامت اذیت اوٹھاتے ہین لوگ

ان آنکھون کے بیمار ہین میر ہم
بجا دیکھنے ہمکو آتے ہین لوگ

ردیف لام

مارہے آسان ہے دشنام سہل
یار اگر ہے اہل تو ہے کام سہل

جون نگین مین کے جگر کا وہی بہت
کیا نکلتا ہے کسو کا نام سہل

جان دی یارون نے تب آنکھین لگین
کہنے پایا آہ یان آرام سہل

مدعے ہو چشم شوخ یار کا
کیا نگاہون مین ہوا با دام سہل

تمنے دیکھا ہوگا پکپن میر کا
ہمکو تو آیا نظر وہ خام سہل

پوشیدہ کیا رہے ہے قدرت نگاہ دل
دیکھے نہ بیستون مین زور آزمائے دل

ہے تیرہ یہ بیابان گرد و غبار سب
وے راہ کب کہائی مے رہنمائے دل

اندوہ غم سے اکثر رہتا ہون مین بکد
کیا خاک مین ملی ہے میری صفائے دل

پیش آوے کوئی صورت منہ موڑتی تجھ سے
آئینہ سان جبین ہے کچھ آشنائے دل

غنیمت جان فرصت آج کی دن
سحر کیا جانی کیا ہو شب ہی حاصل

اگرچہ ہم نہین ملنے کے لایق
کسو تو طرح ہمسے بھی بہلا مل

لیا واہ نے جام بادہ کف پر
بحمد اللہ کہ لا عقد انامل

وہی پہنچے تو پہنچے آپ ہم تک
نہ یان طایع رسا نہ جذب کامل

ہوا اول عشق کی سختے سے ویران
ملا یم چاہئے تہا یان کا عامل

پس از مدت سفر سے آئے ہین میر
گئین وہ اگلے باتین تو ہے جا ہل

ردیف میم

پچھہ پوچھو مت کہ ہے ہین ہم
عشق کے مے سے چھک رہے ہین ہم

سو کہ غم سے ہوئے ہین کانٹا سے
پر دلونمین کھٹک رہے ہین ہم

وقفۂ مرگ اب ضروری ہے
عمر لے کر تنگ رہے ہین ہم

کیونکے گرد علاقہ بیٹھہ سکے
دامن دل جھٹک رہے ہین ہم

کون پہنچے ہے بات کی تہ کو
ایک مدت سے بک رہے ہین ہم

اونگے دینی کہا تا بوسۂ لب
اوس سخن پر اٹک رہے ہین ہم

نقش پا سے رہی ہین کسل آنکھین
کسکی یون راہ تک رہے ہین ہم

سرون پہ ہاتھہ کبھی تیغ پر کبھو اوسکا
کچھہ ایک قسم نہین میری آشنائی کی قسم

جدال دیر کی رہبان سنتین کہان تک میر
اٹھو حرم کو چلو اب تمہین خدا کی قسم

اب سوکھی ہی جاتی ہی سب کشت ہرک ظالم
اے ابر تر آ کر تک اید ہر ہی برس ظالم

صیاد بہار اب کی سب لوٹ لگا گیا مین مین
ٹک باغ تلک لے چل میرا بھی قفس ظالم

کس طور کوئی تجسے مقصود کرے حاصل
نی رحم تری جی مین نے دل مین ترس ظالم

کیون سر چڑہو ناحق ہم بخت سیاہون کے
مت پیچ مین پگڑی کی بالون کو گرہ ظالم

جون ابر مین وتا تہا جون برق تو ہنستا تہا
صحبت نہ رہی یون ہی ایک آدہ برس ظالم

کیا کہوئی جو محمل یان گرم حکایت ہے
چل راہ مین کچہ کہتا ماتند جرس ظالم

مطلق نہین گنجایش اب حوصلے مین اپنے
آزار کوئی کہینچے یون کب تئین بہس ظالم

سر رشتہ ہستی کو ہم دے چکے ہاتہ سے
کچہ ہوئی ہی جاتی ہین اب تا نفس ظالم

تا چند رہیگا تو یون داغ غم اس مہ کا
چہاتی تو گئی تیری ای میر ہلس ظالم

محرم سے کسو روبرو ہون کا شکی اب ہم
بیوجہ غضب ہی کا پوچہین ہین سبب ہم

تدبیرین کرین اپنی تن زار و زبون کی
افراط سے اندوہ کی ہون آپ مین جب ہم

کچھ ہندی ہین میر نہین لوگ جیب تک
ہے میرے ریختون کا دوا ناوکن تمام

بخت سیہ کی نقل کرین کس سے چال ہم
ہندی لکی قدم سے ہوی پائمال ہم

کیونکر نہ اس چمن مین ہون آنسی نظر مال ہم
یان پھول سونگھ سونگھ ہے منہ صاف ہم

باہر گلی مین سیکڑون جس جا ملیے تھے
یار زلف و خط کو دیکھتے ہین خال خال ہم

گذری ہے جی مین گہ وہ دہن گاہ وہ کمر
کیا جانی لوگ کہتے ہین کیا کیا خیال ہم

جاتی نہین اوٹھائی یہ آب سر گرانیان
مقدور تک تو اپنی گئے مال مال ہم

لوہو کہان ہے گر نہ ٹپکتا ہو تن کے بیچ
کہتے ہین منہ کو اپنی طمانچون سے لال ہم

وہ تو ہی ہے کہ مرتی ہین سب تجھ پہ حور و پری
حور و پری کو جان کے کب ہین وبال ہم

گذری ہے لسکہ اسکی جدائی دلون پہ شاق
منہ فوج فوج لے ہین علی الاتصال ہم

منظور سجدہ ہے ہمین اس آفتاب کا
ظاہر مین یون کرین ہین نماز زوال ہم

ظاہر ہوا نہین ہی ہماری دم اور ہوش
آئی نہ پھر تمہاری گئے تک بحال ہم

مطلق جہان مین ہنر کو جی چاہتا نہین
اب تم بغیر رانتے ہوئے ہین وبال ہم

نقصان ہوگا اوسمین نہ ظاہر کہان تلک
ہو دینگے جنس زمانے کے صاحب کمال ہم

تا کب کہان ملیگا وہ دامن سوار میر

سہر ہین آنکھین لہو ہوسے رہتے لگین — یہ رنگ اپنا دیکہا مروت سے ہم

نہ مل میر سب کے امیرون سے تو
ہوئے ہین فقیران کی دولت سے ہم

کب تک رہینگے پہلو لگائی ہوئین سے ہم — یہ درد اب کہینگے کسی بہین سے ہم
تلوار کتنے کہائی سجدہ مین اسطرح — فریادی ہونگے ملکے لہو کو چہپین سے ہم
فتراک تک یہ سر جو نہ پہونچا تو کیا نصیب — مدت لگے رہے ترے دامان زین سے ہم
ہوتا ہے شوق وصل کا انکار سنکے یاد — کب تجہسے ہوں دہتا ہین تیری یہین سے ہم
چہاجی جو شید ستی کرے نور ماہ پر — دیکہے عجب سفیدہ تیرے آستین سے ہم
یہ شوق صید ہونی کا دیکہو کہ آپ کو — دکہلایا صید گہ مین لیسیا رد ہین سے ہم
تکلیف درد دل کی نکر تنگ ہونگے لوگ — یہ بات روز کہتے رہے ہمنشین سے ہم
اڑتی ہے خاک شہر کی گلیون مین اب جہان — سونا لیا ہے گود مین ہر کہ دہین سے ہم

آوارہ گردی اپنی کہنچی میر طول کو
اب چاہینگے دعا کسو کو عزلت نشین سے ہم

ردیف نون

مدعی مجہکو کہڑے صاف بڑا کہتے ہین — چپکے تم سنتے ہو بیٹہے اسی کیا کہتے ہین

کوئی بجلی کا کڑا اب تک ہے | پڑا ہوگا ہمارے آشیان مین

پھری ہے چھانتا ہے خاک کسے میر
ہوس کیا ہے مزاج آسمان مین

نہین تجھ سا لعل و لب رنگین مین | گہر پہنچا نہ تھا آب لب مین
غریبانہ کوئی شب روز گریان | ہمیشہ کون رہتا ہے سرا مین
اوٹھاتے ہاتھ کیون نومید ہوکر | اگر پاتے اثر کچھ ہم دعا مین
کہے ہے ہر کوئی اللہ میرا | عجب نسبت ہے بندہ مین خدا مین
کفن مین ہے نہ پہناوہ بدن دیکھ | پہنچے لوہو مین بےتیرون کی جا مین
ادہر جانیکو آمد ہے تو ہے لیکن | سیکھائی سے ہے باد صبا مین
بلا تہ دار بحر عشق نکلا | نہ ہمنے انتہائی ابتدا مین
ملے برسون وہی بیگانہ ہے وہ | ہنر ہے یہ ہماری آشنا مین

اگرچہ خشک ہین جیسے پر کاہ
اوڑے ہین میر جی لیکن ہوا مین

مر مر گئے نظر کر اوسکے برہنہ تن مین | کپڑے اوتارے اول جب پہنچے ہم کفن مین
گل پھول سے کب اس بن لگتے ہین اپنے جی مین | لائی بہا ہمکو زور آوری چمن مین

فردوس ہو نصیب پدر آدمی تہا خوب
دل کو دیا نہ اُنکی کسو خوش پسر کتیین

ملک دل کی بیقراری مین جا نہین جی چلے
ہر دم طپش سرا ہی میرے جگر کتیین

تم دل سے ہو گئے سو خرابی بہت رہی
پر ہی بسا و تم کے اس اجڑی نگر کتیین

اللہ ری نازکی نیند آتی خیال مین
کس کس طرح سے باندہتے ہین اس کمر کتیین

حالت یہ ہی کہ بیخبری دم بدم ہے یان
وے ابتلک بہی آتے نہین یک خبر کتیین

مدت ہوئی کہ اپنی خبر کچہ ہمین نہین
کیا جانے کہ میر گئے ہم کدہر کتیین

کیا کہون دل بخود تو دیر میان آتا ہی نہین
پہر جو یاد آتا ہی وہ چپکا سا رہجاتا ہی نہین

داغ ہون کیونکر نہ مین روشن ما رو جب تب
بو ریا پوشون ہی مین شعلہ ہو پایا ہی نہین

ہجر مین اس طفل بازی کو ش کے رہتا ہون جب
جا کی اڑکر کونہین تک اپنے دل کو بلاتا ہی نہین

ہون گرسنہ چشم مین دیدار خوبان کا بہت
دیکہنے پر انکی تلوارین کہڑا کہاتا ہی نہین

آب سب ہوتا ہون پا کر آپ کو جیسے حباب
یعنے اس تنگ عدم ہستی مین سما تا ہی نہین

ایک جا گہ کب ٹہہرنی دی ہے مجکو روزگار
کیون تم اوکتا رہو اتنا آبکل جاتا ہی نہین

ہے کمال عشق پر یہ طاقتی دل کی دلیل
جلوہ دیدار کی اب تاب کب لاتا ہی نہین

آسمان معلوم ہوتا ہی دری کچہ آگیا
دور سے آہ کیسا کیسا گہبراتا ہی نہین

بیٹھنے سے کسو دل صاف کی سرت تو پھر ہے
خوب سا کرتی تامل تو اثر پانے مین

آتش عشق نی راون کو جلا کر مارا
گرچہ لنکا سا تھا اُس دیو کا گھر پانی مین

جوشش اشک مین شب جل ہی گیا سینے سے
کچھہ نہ معلوم ہوا ہائے اثر پانی مین

بردباری ہی مین کچھہ قدر ہے گو جی ہو فنا
عود پر لکڑی ہے ڈوبی نہ اگر پانی مین

چشم تر ہی مین ہے کاشوہ روئے خوشرنگ
پھول رہتا ہی بہت تازہ و تر پانی مین

روون تو آتش دل شمع نمط بجھتی نہین
مجھکو لیجا کی ڈبو دیوین مگر پانی مین

گریۂ زار مین بیتابی دل طرفہ نہین
سیکڑون کرتی ہین پیراک نہر پانی مین

برگ گل جون کذر آب سے آتی ہین چلے
روفی سی دو نہین میری لخت جگر پانی مین

محو گر آپ کو یون ہستی مین اوسکی جیسے
بوند پانی کی نہین آتی نظر پانی مین

وہ گہر آنکھہ سے جاوی تو کہے آنسو میر
اتنا رویا ہون کہ ہون تا بہ کمر پانی مین

جوشش اشک سے ہون آٹھہ پہر پانی مین
گرچہ ہوتی ہین بہت خوف خطر پانی مین

ضبط گریہ نی جلایا ہی درون سارا
دل کا چندہا ہے کہ ہی سوختہ تر پانی مین

آب شمشیر قیامت ہی ہر بندہ اسکے
یہ گوارا ہی نہین پاتی ہین ہر پانی مین

طبع دریا جو ہوا آشفتہ تو پھر طوفان ہے
آدمیون کو پھر اگندہ نکر پانی مین

دل مین پریشانی مجھ سی ہی کہ میر گل کی رنگ
آنکھون جون غنچہ کیون کر آہ مین یکجا کرون

ایک مشت پک ہی چلی جاتی ہی گل کی میری اور
یعنے بازار جنون مین جاون کچھ سودا کرون

خوار تو آخر کیا ہی گلیون مین تو نے مجھے
تو سہی اے عشق جو تجکو بھی مین رسوا کرون

خاک اور آتا اشک انشان آن نکلون ہین میر
دشت کو دریا کرون بستی کو صحرا کرون

کعبے جانے سے نہین کچھ شیخ محبکو اتفاق
جاں وہ تبلا کہ مین دل مین کسیکے جا کرون

اب کی ہمت صرف کر جاتی جی اچھی مرا
پھر دعا اے میر مت کہ یوا گر ایسا کرون

کیا کوفتین اور ستائین ہجر انکی درد غم مین
تڑپا نہ ہزار نوبت دل ایک ایک دم مین

کوہ قیس منہ کو نوچے فرہاد سر کو پیٹے
یہہ کیا عجب ہی ایسی ہوتی ہین لوگ ہم مین

اہل نظر کسو کو ہوتی ہی محرمیت
انکھون کے اندھے ہم تو مدت سی ہی حرم مین

کلفت مین گذر رہی ساری مدت تو زندگی کی
آسودگی کا منہ اب دیکھین گے ہم عدم مین

کرتے ہین میر ملکر داغ سی حبس دم کا
کیا یہہ بھی آگئے ہین اس بیچ گو کی دم مین

عشق مین جی کو صبر و تاب کہان
اس سے آنکھین لگین تو خواب کہان

بیکلی دل ہی کے تماشا تھے
برق ہین ایسے اضطراب کہان

دیکھے ہین کیا کیا ڈھلکتے اشک میر
بیٹھے موتے سے پروتے عشق مین

کرتے ہین جو کہ جی مین سمانے ہین
خوبرو کسکے بات مانے ہین

مین تو خوبان کو جانتا ہی ہون
پر مجھے یہہ بھی خوب جانے ہین

جا ہمین اوس گلی مین گر رہنا
ضعف و بیطاقتی بہانے ہین

پوچھہ اہل طرب سے شوق اپنا
مرے ہی جانے جو خاک چھانے ہین

ابتو افسردگی ہی ہے ہر آن
وے نہ ہم ہین نہ وے زمانے ہین

قیس و فرہاد کے دو عشق کے شور
اب مرے عہد مین فسانے ہین

دل پریشان ہو تمہین تو خوش رہو لوگ
عشق مین جنکے جی ٹھکانے ہین

مشک و سنبل کہان وہ زلف کہان
شاعرون کے یہہ شاخسانے ہین

عشق کرتے ہین اوس پہ پیر دسے
میر صاحب بھی کیا دوانے ہین

آپ اوس جنس کے ہین ہم بھی خریدار وہین
پر کہان جائی یکی جسکے لیئے بازار وہین

باغ فردوس کا ہی رشک وہ کوچہ لیکن
آدمی ایک نہین اوسکے ہوادار وہین

ایک کے بھی وہ برے حال مین آیا نہ کبھو
لوگ اچھی تہی بہت یار کی بیمار وہین

اس موسم سنگ سے ہلا کہ یکجا دل نہیں ہے
اس گوشہ کے گھر سے دم آئی ہیں خاک میں

اب کی جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ رہے
دامن کی چاک اور گریباں کی چاک میں

کیا لطافت اوس تن نازک کی میر کیا
شاید یہ لطف ہو گا کسو جان پاک میں

محفل نشین ہیں کتنے خرام یار میں یہاں
لیلیٰ کا ایک ناقہ سو کس قطار میں یہاں

سن شور گل قفس میں ان رنج سب ہوا ہے
کیا پھول گل کھلے ہیں ابکی بہار میں یہاں

کب کشتی ہو سیری وفی میں یہ تجربہ ہے
دریا بھری ہیں ایک ایک دامن کنار میں یہاں

تم تو کہے دکھا کر ٹک برق کی سی جھمکے
یا بہت تفاوت صبر و قرار میں یہاں

ہم مر گئے ولیکن سوز درون ہی سے
ایک آگ لگ رہی ہے کنج مزار میں یہاں

ہجران ہر گھڑی ہی سو سو برس ہیں تب سے
روز شمار یار وہی کس شمار میں یہاں

جن راتوں میر ہمکو رونے کا شغلہ تھا
رہتا تھا بحر اعظم سو تو کنار میں یہاں

فوج ہمارے گھر آیا تو کیا ہے یاں جو نثار کریں
الا کہ نیچ نعل میں تجھکو دبر تلک ہم پیار کریں

خاک ہوئے برباد ہوئے پامال ہوئے سب محو ہوئے
اور شدائد عشق کی رہ کی کیسے ہم ہموار کریں

زرد رنگ رونا ہر دم کا شاہد حال ہمارا ہے
چاہت کا انصاف کرو تم کیونکر یہ انکار کریں

کیا کیا کیا تامل اس فکر مین کیا گھل
ہوتا ہے گرم کیا تو اے آفتاب جی
پیری سے جبکہ جھکتے ہے پنجا ہون خاک مین
وہ سرکشی کہان ہے اب وہ دبا ہون

مجھکو بلا ہے وحشت اے میر دور اسے
جا گہ سے جب اٹھا ہون آشوب سا اٹھا ہون

کوچی مین تیری میر کا مطلق اثر نہین
کیا جانے کدھر کو کیا کچھ خبر نہین
ہے عاشقی کی بیچ ستم دیکھنا یہ لطف
مرجانا آنکھین موندکے یہ کچھ ہنر نہین
کب شب ہوئی زمانی مین جو یہ ہوا نہ رہے
کیا ایسی شب فراق تجھی کو سحر نہین
ہر چند ہمکو مستون سے صحبت ہے پر کبھی
دامن بھرا ہو مے سے یہ اپنا تو گھر نہین
گلگشت اپنے طور پہ ہے سو تو خوب یان
شاخ سیاہ پیرہن گلعذار پر نہین
کیا ہو جی حرف نون گذرد و ستی ہے آہ
خط لیکیا کہ راہ مین پہرنامہ بر نہین
آنکھین تمام خلق کی رہتی ہین اوسکی اور
مطلق کسر کو حال پہ میرے نظر نہین
کہتے ہین سب کہ خون ہے ہوتا ہی اشک چشم
ذرا تو تو گریہ کا ہی یہی تو جگر نہین

جا کر شراب خانی مین بستا نہین تو میر
یہ کیا کہ جبھی ہے کی رات گھر نہین

ان دلبرونکی آنکھہ نہین جا اعتماد ۔۔۔ صحبت رہین یہہ چاہیے بیتیں نظر رہین
فرد اکر فکر آج نہین مقتضاے عقل ۔۔۔ کل کے بھی دیکھہ لیوین گے کل ہم اگر رہین

تیغ و تبر رکھا نکر پاس میر کے
ایسا نہو کہ آپ کو ضائع وہی کرین

دلکو لکھون ہون آہ کیا مدعا لکھون ۔۔۔ دیوانون کو جو خط لکھون تو کیا لکھون
کیا کیا لقب ہین شوق کے عالم مین یار کے ۔۔۔ کعبہ لکھون کہ قبلہ اوسی یا خدا لکھون
حیران ہو میرے حال مین کہنے لگا طبیب ۔۔۔ اس دردمند عشق کے مین کیا دوا لکھون
وحشت زدونکو نامہ لکھون ہون جنون کسطرح ۔۔۔ مجنون کو اسکے حاشیے پر مین کیا لکھون

کچھہ روبرو ہوئی پہ جو سلجھے تو سلجھے میر
جی کے اوجھنے کا اسے کیا ماجرا لکھون

جبسے ہے اسکی ابروئی خمدار درمیان ۔۔۔ رہتی ہی میری خلق کے تلوار درمیان
برپا ہوا ہجوم سے ایک حشر تازہ وان ۔۔۔ آیا جہان کہین قدم یار درمیان
اس کام جان مین ہم مین ہوا ہے حجاب چشم ۔۔۔ یون ہیچ آہ کب تہین دیوار درمیان
سو بار اسنے فتنے جہان مین اٹھا دیے ۔۔۔ دیکھی نہ ہمنے وہ کمر ایکبار درمیان
کیا کہیے آہ جیکو قیامت ہی انتظار ۔۔۔ آتا نہ کاش وعدہ دیدار درمیان

تم تو پھر اب انکو پھر کہہ چلے ہو کل لیکن
ایکل ایسا ہے رہا شب تو یہہ بیمار کہان

دل کی خواہش ہو کسیکو تو کمی دلکی نہین
اب یہی جنس ہے یہہ خریدار کہان

خاکیان چاہتے ہین کیون نہ پھر دلکو لیے
ایسا پہنچے ہے ہم پھر کوئی غمخوار کہان

دم زدن مصلحت وقت نہین ای ہمدم
جیمین کیا کیا ہے مرے پہ لب اظہار کہان

شیخ کو آذہی کی دیر ہے میخانی مین پھر
سجہ سجاد کہان جبہ و دستار کہان

ہے سے ناکس تو بہت پھر ہین جی دینے والے
زخم تیغ اوسکی اوٹھانیکا سزاوار کہان

تو ذی بھی گرد رخ سرخ نکالا خط سبز
باغ شاداب جہانمین گل بیخار کہان

خبط نے عقل کی سر رشتے کئی گم سارے
اب جو ڈھونڈھو ہو تو گریبان کوئی تار کہان

لوکہ گردن تئین یان کوئی لہو مین بیتیے
ہاتھہ اوٹھاتا ہے جفا سے وہ ستمگار کہان

ڈوبا لوہو مین پڑا تہا ہمکی سپکر میر
یہہ نجانا کہ لگی ظلم کی تلوار کہان

اے مجھسے تجکو سو ملی تجھسا پیا ایک مین
سو سو کہین تو ڈھونڈھیے پر لایا ایک مین

عالم کی مین نے سیر کی مجکو جو خوش آیا سو تو
سب سے رہا محظوظ تو تجکو بہایا ایک مین

یہہ جوش غم ہوتا ہی مین یون ابر برسنے کو ہی
چشم جہان آشوب سے دریا بہایا ایک مین

تا شب کو دعوی عشق کا لیکن ٹہہرا کوئی ہی
دانستہ اپنی جانسے دلکو اوٹھایا ایک مین

گر یہ نسیم صبا یہی گاہ سموم
اس چمن مین ہوا ئین کیا کیا ہین
شور ہے ترک شیخ کا لیکن
چپکے چپکے دعا ئین کیا کیا ہین

منتظر دید کے قصر دل اے میر
شہر تن مین بھی جا ئین کیا کیا ہین

فراق آنکھ لگنے کی جا ہے نہین
پلک سے پلک آشنا ہے نہین
گلہ عشق کا بد و خلقت سے ہے
غم دل کو کچھ انتہا ہے نہین
محبت جہان کے تہان ہو چکے
کچھ اس روگ کی بھی دوا ہی نہین
دکھایا کئے یار اوس رخ کا سطح
کہین آرسی کو حیا ہی نہین
وہ کیا کہنہ نہین حسن کے شہر مین
نہین ہے تو رسم و فا ہے نہین
چمن محو اوس روے خوش کا ہے سب
گلی تر کی اب وہ ہوا ہے نہین

نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہمارے کوئی کیا خدا ہے نہین

دل لیکے کیسے کیسے جگر مے مجا وے ہین +
گھبرا کے لگتا ہین رک رک کے تمین جا ئین
کیا قدر تی سخن کے بیان ہی صفتین تمین
ہر بات جا یزہ ہے ہر بیت پر صلے ہین

شب آنکھون سے دریا سا بہتا رہا ۔ انہین نے کنارے لگایا ہمین
ہمارا انہین تمکو کچھ پاس رنج ۔ یہہ کیا تمنے سمجھا ہے آیا ہمین
لگی سر سے جون شمع پا تک گئی ۔ سب اس داغ نے آہ کھایا ہمین
جلین پیش و پس جیسے شمع و پتنگ ۔ جلاوہ بھی جنے جلایا ہمین
ازل مین ملا کیا نہ عالم کے بیچ ۔ قضا نے یہی دل دلایا ہمین ۔

رہا تو تو اکثر الم ناک میر
ترا طور کچھ خوش نہ آیا ہمین ۔

کیا عبث مجنون پہ محمل ہے میان ۔ یہہ دوانا با و لا عاقل ہے میان
قند کا کون اسقدر مائل ہے میان ۔ جو ہے اون ہونٹھون ہی کا قایل ہے میان
ہمنے یہہ مانا کہ واعظ ہے ملک ۔ آدمی ہونا بہت مشکل ہے میان
چشم تر کی جیر جاری ہے سدا ۔ سیل اس روازی کا سائل ہے میان
مرنیکے پیچھے تو راحت ہیچ ہے لیک ۔ بیچ مین یہہ واقعہ حائل ہے میان
دلکی پامالی ستم ہے قہر ہے ۔ کوئی یون دلتا ہے آخر دل ہے میان
آج کیا فردای محشر کا ہراس ۔ صبح دیکھین کیا ہو شب حائل ہے میان
دل تڑپتا ہے نہین کیا جانیے ۔ کس شکار انداز کا بسمل ہے میان

ہوم جو میری حیرتی فرط شوق حیل
کیا جانو دل کسو سی تمارا لگا نہین

آئینے پر سے تک نہین اوٹھتی تری نظر
اس شوق کس کے منہ سی تجھی کچھ کہا نہین

رنگ اور بو تو دلکش و دل سب ہین پر کمال
لیکن ہزار حیف کہ گل مین وفا نہین

تیر ستم کا تیری ہدف کب تلک ہون
آخر جگر ہے لوہے کا کوئی تو انہین

آنے تو انکہین مونڈھیان ہین دو سے ہر دو ان
ایک آدہ دن مین دیکھیے یان کیا ہے کیا نہین

آتے ہو میرے پیر سے تو کبھی چل رہو
معدوم کا ہیکو ہو تمارے خدا نہین

کیا کہین آتش ہجران سے گلی جاتی ہین
چھاتیان سلگین ہین ایسی کہ جلی جاتی ہین

گوہر گوش کسو کا نہین جی سے جاتا
آنسو موتی سی مری منہ پہ ڈھلی جاتی ہین

یہی مسدود ہے کچھ راہ وفا و رنہ ہم
سب کہین نامہ و پیغام چلے جاتے ہین

بار حرمان و گل و داغ نہین آگے ہی سا تہہ
شجر باغ وفا پھولے پھلے جاتے ہین

حیرت عشق مین تصویر سی رفتہ ہی ہے
ہجر کی کوفت جو کہنچی ہے ہمین سے پوچھو

یاد قد مین تیری آنکھون سی ہی ہین جو ئین
دل دیا جاتا ہے جی اپنے لیے جاتے ہین

دیکھین بدش آوے ہے کیا عشق مین ہم کو
گر کسو باغ مین ہم سرو تلی جاتے ہین

ہم بھی اس راہ مین سر گاڑ چلے جاتے ہین

ردیف واو

لا میرے اور یارب کیا ایک خوش کمر کو — قدرت ہے اسکو دلکی کل پھیر دے ادھر کو

بیطاقتی مین شب کی پوچھو نہ ضبط میرا — ہاتھو مین دل کو رکھا دانتون تلے جگر کو

پھولا پھلا نہ ہرگز درخت خواہش — برسون ہوے کہ دون ہون خون دل اس شجر کو

سنئے روزگار میرا ایسا یہ کہ یارو — مشکل ہے فرق کرنا شام سیاہ سحر کو

ہر چند ہی سخن کو تشبیہ دو پر لیکن — باتین مری سلو تو تم پہنچو ہو گہر کو

نزدیک ہے کہ جاوین ہم آپ سے اب آؤ — ملتے ہین دوستون سے جاتی ہوئی سفر کو

کب میر ابر ویسا برسا ہے کر اندھیری ✣
جیسا کہ روئے ہمنے دیکھا ہے چشم تر کو

نہ مانگ رسمی گاہ سراپا درد ہوگا تو — نہ گلچین باغ حسن غلام زرد ہوگا تو

یہ پیشہ عشق کا ہے خاک جسپہ نہ ائیگا صحرا — ہزارے بیوفا جون گل چمن پر درد ہوگا

غبار راہ مونہہ لگی گا تیری سن رکہ طبیعت سے — بسان گرد باد آخر بیابان گرد ہوگا تو

علاقہ دل کا لکھوائیگا دفتر تا تہہ تیرے — بخرد کی جریدہ مین قلم سا فرد ہوگا تو

نہ ایکدم صبح تک ہی آنکہ لگنی دیگا دل جلنا
یہی پہر میر سا سرگرم آہ سرد ہوگا تو

میر کے باعث شور و فغان ہو — ابھی کیا جانئے یہان کیا سماں ہو
یہی مشہور عالم ہین دو عالم — خدا جانے ملاپ اسے کہان ہو
جہان سجدہ مین ہمنے غش کیا تھا — وہین شاید کہ اس کا آستان ہو
نہووے وصف دن بالون کا مجھسے — اگر ہر مو مرے تن پہ زبان ہو
جگر تو چھن گیا تیر دن کے مارے — تمہاری کس طرح خاطر نشان ہو
نہ دل سے جا خدا لے تجھکو سوگند — خدائی مین اگر ایسا مکان ہو
تم اے نازک تنان ہو کس کے — تمنائے دل و آرام جان ہو
بلی مکتاب کہ اُسنے مار ڈالا — کہے کچھ کوئے گر جی کے امان ہو

قطعہ

سنا ہے چاہ کا دعوا تمہارا — کہو جو کچھ کہ چاہو مہربان ہو
کنارا یون کیا جاتا نہین پیارے — اگر پاسے محبت درمیان ہو

ہوئے ہم پیر سو ساکت ہین اب میر
تمہاری بات کیا ہے تم جوان ہو

مت سہل ہمسے دعوا کساوات کرو — اس کنے بیٹھنے پاؤ تو مباہات کرو
صحبت آخر ہی پیار کر کے پھر افسوس — متصل ہو سکی تو ہمسے ملاقات کرو

طول رکھتا ہے درد دل میرا
لکھنے بیٹھوں تو خط ترسل ہو

ہو جو مجھ بادہ کش کے عرس مین تو
جب کہ قلقل سے شیشے کی قل ہو

دیر رہنے کے جا نہین یہ چمن +
بوے گل ہو صفیر بلبل ہو

مجھ دوانے کی مت بلا زنجیر +
کہین ایسا نہو کہ پھر غل ہو

منکشف ہو رہا ہے حال میر
کاش اک یار کو تامل ہو +

سب حال سے بیخبر ہین بان تو
بر ہمزدہ شہر ہے جہان تو

اس تن پہ نثار کرتے لیکن
اپنے بھی نظر مین ہے جان تو

بر باد ندے کہین سراسر
ہتی تہین شمع سان زبان تو

کیا اسکے گئے ہے ذکر دل کا
ویران پڑا ہے یہ مکان تو

کیا کیا نہ عزیز خوار ہونگے
ہونے دو اسے ابے جوان تو

غنچے لگے منہ تمارے لیکن
صحبت کالا سے بے ہو وہان تو

کیا اسے رکہین امید بہبود
پھرتا ہے خراب آسمان تو

یہ طالع نارسا بہی جاگین +
سو جاے ٹک اسکا پاسبان تو

مت قربت میر کو مٹاؤ
رہنے دو فریب کا نشان تو

نہ نہار اپنی آنکھ مین آتا نہین وہ صید — پھوٹا دوسار جسکے جگر مین نہ تیر ہو

ہوتی ہین میکدے کی جوان شیخ جی بہت — پھر درگذر یہ کرتی نہین گو کہ پیر ہو

کسطرح آہ خاکمذلت سے مین اوٹھون — افتادہ تر جو مجھسے مرا دستگیر ہو

حد سے زیادہ جور و ستم خوشنما نہین — ایسا سلوک کر کہ تدارک پذیر ہو

دم بھر یہ مرے دلمین نہ آنکھ نہین ایک پل — اتنے سے قصد پہ تم بھی قیامت شریر ہو

ایسا ہے اسکے گھر کو ہی آباد دیکھیو — جس خانمان خراب کا یہ دل مشیر ہو

قطعہ

تسکین دلکے واسطے ہر کم فعل کے پاس — انصاف کر ہی کتبہ مخلص حقیر ہو

یک وقت خاص حق مین مرے کچھ دعا کرو
تم بھی تو میر صاحب و قبلہ فقیر ہو

ملا یارب کہین اس صید افگن سر بسر کن کو — کہ افشان کیجیے خون اپنے سے اسکی دامن زین کو

گئے وہ سابقی سارے خصومت ہے یہی اپنی — کہو در تک تو آ باری ہماری دلکی تسکین کو

ہیچ جاتی نہین بس لب لگی ہونٹ پر مجھسے — بت پی پی گیا در سے تہی مین اشک خونین کو

نہ لکھین یار کو محضر ہمارے خون ناحق کا — دکھا دیوین گے ہم محشر مین اسکے ہوت نگین کو

بخیر حرت نہ ہین آ دیکھی کوئی شکل پھر اسے — دکھایا ہمنے گرچہ ترا صورت گر چین کو

جنبش بھی اسکی آگی ہونٹھون کو ہو تو کہو
یون انچہ طور پر تم باتین بہت بنا لو

دو نعرون ہی مین سب کے ہوگا مکان ہو کا
سن رکھو کان رکھہ کر یہ بات بستی والو

نام خدا ستم مین تم نامور تو ہوئے
پر ایک دو کو یون ہی لمد مار ڈالو

زلف اور خال و خط کا سودا نہین ہے اچھا
یارو نبی تو سر سے جلد اس بلا کو ٹالو

یاران رفتہ ایسے کیا دور تر گئے ہین
ٹک کر کی تیز گامی اس قافلے کو جا لو

بازاری ساری وہی کہتے ہین راز جسکے
جنکو ہین کہا ہم تم منہ سے مت نکالو

یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کرو گے
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو

۲۲۹

اتنا کہا نہ ہمسے تمنے کہو کہ آؤ
کاہیکو یون کھڑے ہو وحشی سے بیٹھ جاؤ

یہ چاند کے سے ٹکڑے چھپتے نہین چھپائے
ہر چند انچہ منہ کو برقع مین تم چھپاؤ

دو چار تیر یارو اس سے بعید ہی دوری
تم کھینچ کھینچ مجکو اس پر نہ لاؤ

ہو شرم آنکھ مین تو بہاری حجاز سے ہے
مت کر کہ شوخ چشمی آشوب سا اٹھاؤ

اب آتے ہو تو آؤ ہر لحظہ جی گھٹے ہے
پھر لطف کیا جو آکر رہا ہی تم بیاؤ

تھی سحر یا گہہ تھی ہم آپکو تھے بھولے
اس جادوگر کو گویا پھر بھی تنک کہاؤ

ہارے گئی سو گذری جی بھر پھر آئے ہین کیا
آیندہ میر صاحب دل مت کہین لگاؤ

یار و خصوصیت تو رہی اپنی اسکی ساتھ
میر اگر کہو جو حال تو اس سے جدا کہو

آشفتہ مو حواس پریشان خراب حال
دیکھو مجھے تو خبطی و دیوانہ سا کہو

کب شرح شوق ہو سکی پر تو یہی میر ہے
خط تمنے جو لکھا تو کیا کیا لکھا کہو

رکھی گردن کو تری تیغ ستم پر ہو سو ہو
جی میں ہمنے یہ کیا اب تو مقرر ہو سو ہو

قطرہ قطرہ اشکباری نے کیا پیش سحاب
ایکدن تو ٹوٹ پڑا دیدۂ تر ہو سو ہو

بند میں نازو نعم ہی کر رہے کیونکر فقیر
یہ فضولی ہے فقیری میں میسر ہو سو ہو

آگ کو چہرے سے تری جاتا ہوں کب جی سے شتاب
تیر باراں ہو کہ ہر تیغ یکسر ہو سو ہو

صاحبی کیسی جو تمکو ہی کوئی تم سا ملا
بہر تو خواری ہو قاری بندہ پرور ہو سو ہو

کب تلک فریاد کرتی ہوں پر ان اب قصد ہے
داد لیجے اپنی اس ظالم سے اور کر ہو سو ہو

بال تیرے سر کی آگر توجیوں کی ہیں و بال
سر منڈا کر ہم بھی ہو آتی ہیں قلندر ہو سو ہو

سختیاں دیکھیں تو ہمنے چند کچھ اتا ہے عشق
دل کو ہمنے بھی کیا ہے اب تو پتھر ہو سو ہو

کہتے ہیں ٹھہرا ہے تیرا اور غیر و نکا بگاڑ
ہیں شریک اے میر ہم بھی تیرے بہتر ہو سو ہو

جون غنچہ میر اتنے نہ بیٹھے رہا کرو
کل پھول دیکھنے کو بھی تم کھلا دیکھ جایا کرو

جی مین تو ہی کہ دیکھیے آوارہ میر کو
لیکن خدا ہی جانے وہ گھر مین ہوا تو

تلفت ہوتا نہین ہے گاہ تو
کس قدر مغرور ہے اللہ تو

مجھسے کتنی جان سے جاتی رہی
کس کی میت کے گیا ہمراہ تو

بیخودی رہتی ہی اب اکثر مجھے
حال سے میرے نہین آگاہ تو

اوسکے دل مین کام کرنا کام ہے
یون فلک پر کیون نجائی آہ تو

فرش ہین آنکھین ہی تیری راہ مین
آہ تک تو دیکھہ کر چل راہ تو

جی تلک تو منہ نہ موڑین تجھسے ہم
گر جفا و جور خاطر خواہ تو

کاہش دل بھی دو چندان کیون نہون
آنکھہ مین آوے نہ دو دو ماہ تو

دل وہی کیا کی ہی یون ہی چاہیے
ای زہی تو آفرین و واہ تو

میر تو تو عاشقی مین کھپ گیا
مت کسیکو چند روز اب چاہ تو

عنایت ازلی سے ہو دل ملا مجھکو
محل شکر ہے آسا نہین گلا مجھکو

تنک شراب ضعیف الدماغ ہو ساقی
دم سحر ے پر زور مت پلا مجھکو

بچا رہے کوئی مرد اسا کہ تنک خاموش
ہلا کہین لب جان بخش کو جلا مجھکو

گلی مین وہ سکی رہا جا کہ چو کوئی سو رہا
وہی تو جا و ہی ہو واج جس کسو کی آتی ہو

لب سوال نہ اک بوسہ کی نیہ کہولون
ہزار مہر و محبت مین بینوائی ہو

زمانہ یار نہین اپنی بخت سے اتنا
کہ مدعی سے اوسے ایکدن لڑائی ہو

جفا و جور و ستم اوسکے آپ ہی سہی
جو اپنے حوصلے مین کچھ بھی اب سمائی ہو

ہزار موسم گل تو گئے اسیری مین
دکہائی دے کہ ہو موئی ہی یہ اب رہائی ہو

چمکتے دانتون سے اوسکے ہوئی ہے روشن میر
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگ ہنسائی ہو

ہوتی کچھ عشق کی غیرت بھی اگر بلبل کو
صبح کی باو سے لگ لگنے نہ دیتے گل کو

مین نے سر اپنا دہنا تہا تبی اس شوخ نے جب
پگڑی کی پیچ سے باندہا تہا اوٹہا کاکل کو

مستی ان آنکہون سے نکلی ہے اگر دیکہو خوب
خلق بدنام عبث کرتی ہے جام مل کو

جیسی ہوتی ہے کتاب ایک ورق بن ناقص
نسبت نام اسی طور ہے جینے سے کل کو

ایک لحظے ہی مین بل سارے نکل جاتی میر
ہیچ اوس لف کی دینے تہی دکہا سنبل کو

اب اسیری سے بچین تو دیکہنے گلشن کہو
تہا ہمارا بھی چمن مین ای صبا مسکن کہو

ہم بھی اک امید پر اس صید گہ مین ہین پڑے
کہتے ہین آتا ہے اید ہر وہ شکار افگن کہو

یاد جب آتی ہی وہ زلف سیاہ
سانپ سا چھاتی پہ پھر جاتا ہے آہ

کھل گیا منہ اتو اس محبوب کا
کچھ سخن کی بھی نکل آوی گی راہ

شرم کرتے تھے مرا سر کاٹ کر
سو توانی اور ٹیڑھی کی کلاہ

یار کا وہ ناز انپا یہ نیاز
دیکھیے ہوتا ہے کیون کر یون نباہ

دین مین اوس کافر بیرحم کی
اجراک رکھتا ہے خون ہر گناہ

پتھرون سے سینہ کوبی مین نے کی
دلکی ماتم مین مری چھاتی پر سراہ

سول لی اچک مجکو آنکھین موند کر
دیکھہ تو قیمت ہی میری یک نگاہ

لذت دنیا سے کیا بہرہ ہمین
پاس ہی رندی و لی ہی ضعف باہ

روٹھہ کر کیا آپ سے لطف مین
ہووی وہ بھی تو کبھو ٹک عذرخواہ

ضبط بہتیرا ہی کرتے ہین ولے
آہ اک منہ سی نکل جاتی ہی گاہ

اوسکی روکے رفتہ ہی آئین یان
آج سی تو کچھ نہین یہ جی کی چاہ

دیکھہ رہتے دہو کی اوس رخسار کی
دایہ منہ دہوتی جو کہتے ماہ ماہ

شیخ تو نے خوب سمجھا میر کو
واہ وا اسے بے حقیقت واہ واہ

ہمسے کیون الجھا کری ہی آ سمجھ ای ناسمجھ
کج طبیعت جو مخالف ہین انہونسی جا سمجھ

نہ پوچھا ہر ایک بے حقیقت یان ہی خدا رسیدہ
کیا وسوسہ ہی محبوب عزت سی جینے کا یان — نکلا نہ میر ہی دل سی یہ خار نا طلیدہ
ہم کاڑہ کر جگر بھی آگی تمہارے رکھا — سہر یا نصیب اس پر تم جو ہوئی کبیدہ
سائی سوا اپنی وحشت ہمکو رہی ہمیشہ — جون آفتاب ہم بھی کیسے رہی جریدہ
منصور کی نظر تھی جو دار کی طرف سے — پہل وہ درخت لایا آخر سر بریدہ

ذوق سخن ہوا ہی ترا تو بہت ہمین بھی
لکھہ لینگے میر جی کی کچھ شعر چیدہ چیدہ

لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھہ — چاہ وہ ہی جو ہو نباہ کے ساتھہ
وقت کڑہنی کی ہاتھہ دل پر رکھہ — جان جاتی رہی نہ آہ کے ساتھہ
عشق مین ترک سر کئے ہی بنے — مشورت تو بھی کر کلاہ کی ساتھہ
ہوا گر چند آسمان پہ وسلے — نسبت اوس مہر کو کیا ہی ماہ کی ساتھہ
سفری وہ جو نہ ہوا تا دیر — چشم اپنی تھی گرد راہ کی ساتھہ
جاوے ہے تو مان آنکھون کا دیکھا — جی کھچے جاتے ہین نگاہ کے ساتھہ

میر سی تم بری ہی رہتے ہو
کیا شرارت ہی خیر خواہ کے ساتھہ

مہر تو ہین اوسکو آنکھین آنکھون سے ملے ہیہات
رہتا ہی آب دیدہ یان تا سے گلے ہمیشہ

تصدیع ایک دو دن ہو وی تو روئی کہینچے
تڑپا بھی جگر ہمیشہ چھاتی جلے ہمیشہ

اک اس مغل بچہ کو وعدہ وفا نکرنا
کچھ جا کہین تو کرنا آری ہی بلا ہمیشہ

لب تک وفا کریگا یون حوصلہ ہمارا
درپیشی درد اکثر غم جی ملا ہمیشہ

اس جسم خاکی سی ہم مٹی مین مٹ رہینگے
یون خاک مین کہان تک کوئی رلی ہمیشہ

آیندہ درو ندہ باد سحر کبوتر
قاصد نیا اُدہر کو کبتک چلے ہمیشہ

مسجد مین چل کی ملئے جمعے کے دن تو اے
ہوتے ہین میر صاحب واان دن ڈہلے ہمیشہ

آوی کہتے ہین رہا ہو غم سو گرا حوال کچھ
جان بلب ہتی ہین پر کہتے نہین ہین حال کچھ

بے زری سی دماغ ہین لیکن لبون پر ہیہے
کہئے حاجت اپنی لوگون سی مجھ سے ہوتا کچھ

کام کو مشکل دل پر آرزو نے کر دیا
یاس کلی ہو چکی تو پھر نہین اشکال کچھ

دل ترا آیا کسو کی ہیچ مین جو سدہ گئی
متصل بکہری رہا کرتی ہین منہ پر بال کچھ

ماہ سی ہا ہی تلک اس داغ مین ہین مبتلا
کیا بلا ہی جان ہی میر تمہارا حال کچھ

ایکدن کنج قفس مین ہم کہین رہ جائینگے
بیکلی گل بن بہت رہتی ہمارا کی سال کچھ

کیا اوس آتشباز کی لونڈی کا اتنا شوق میر
یہ چلی ہی دیکہہ کر اسکو تمہاری سی ال کچھ

نہ ٹہری یک بہی چشمک بسان برق آنکہون مین
کلیجا جل گیا اے عمر تیری تو شتابی سے

نکل آئی ہو کہہ سی چاند سی یہ کیا طرح پگڑی کی
قیامت ہو رہیگی ایکدن اس بے حجابی سے

یہ جبگر آتنگ کرمین رکہا روز شمار اوپر
کرون کیا تم تو لڑنے لگی ہو حرف شتابی سے

بہت رویا نوشتہ پر مین اپنی دیکہہ قاصد کو
کہ سر دھنتا ہی غریب آتا تہا خط کی ہیجوابی سے

مبادا کارواں جاتا رہے تو صبح سوتا ہی
بہت ڈرتا ہون مین اے میر تیری بیخوابی سے

آنکہین نہین یان کہلتی ایدہر کو نظر بہی ہے
سدہ اپنی نہین ہمکو کچہہ تمکو خبر بہی ہے

گو شکل ہوائی کی سر چرخ تئین کہینچا
اے آہ شرر افشان کچہہ تجہ مین اثر بہی ہے

اس منزل دلکش کو منزل نہ سمجہیے گا
خاطر مین رہی یان سی در پیش سفر بہی ہے

مجہہ حال شکستہ کی تا چند یہ بیقدری
کچہہ کسر مین اب میرے اے شوخ کسر بہی ہے

یہ کیا کہ ہمنہ نوچے نے چاک کری سینہ
کر عرض جو کچہہ تجہ مین اے میر ہنر بہی ہے

دوری مین اسکی گور کنارے ہم آرہے
جی رات دن جنہون کی کہہین انمین کیا رہے

اوس آفتاب حسن کی ہم داغ شرم مین
ایسے ظہور پر بہی وہ منہ کو چہپا رہے

اب جسکی حسن خلق یہ پہولے پہرے ہین لوگ
اوس بیوفا سی ہم بہی بہت آشنا رہے

کسکو لاکے کہ نہ لو ہو مین ڈبایا اسکو
اوسکی شمشیر کی جدول ہی بہا کیا کیا کی

جان کی ساتھ ہی آخر مرض عشق گیا
جی بھلا تک نہوا ہمنے دوا کیا کیا کی

اون نے چھوڑی نہ طرف جور و جفا کی ہرگز
ہمنے یون اپنی طرف سی تو وفا کیا کیا کی

سجدہ اک صبح تری در کا کرون اس خاطر
مین نے محراب مین یا تونکو دعا کیا کیا کی

آگ سی بھکتی ہی دن رات رہا کی تن مین
جان غمناک تری غم مین جلا کیا کیا کی

میر نے بہتون سی اوسکے نہ اٹھایا جی کو
خلق اوکی تئین یہ سنکے کہا کیا کیا کی

کب تلک احوال یہ جب کوئی ترا نام لے
عاشق بیحال دونون ہاتھہ سی دل تھام لے

ناتوانی سی اگر مجھ مین نہین ہی جی تو کیا
عشق جو چاہی تو مردی سی بھی پنا کام لے

پہلوئی عاشق نہ بستر سی لگے تو ہی بجا
دلسی آفت ہو نغل مین جسکی کیا آرام لے

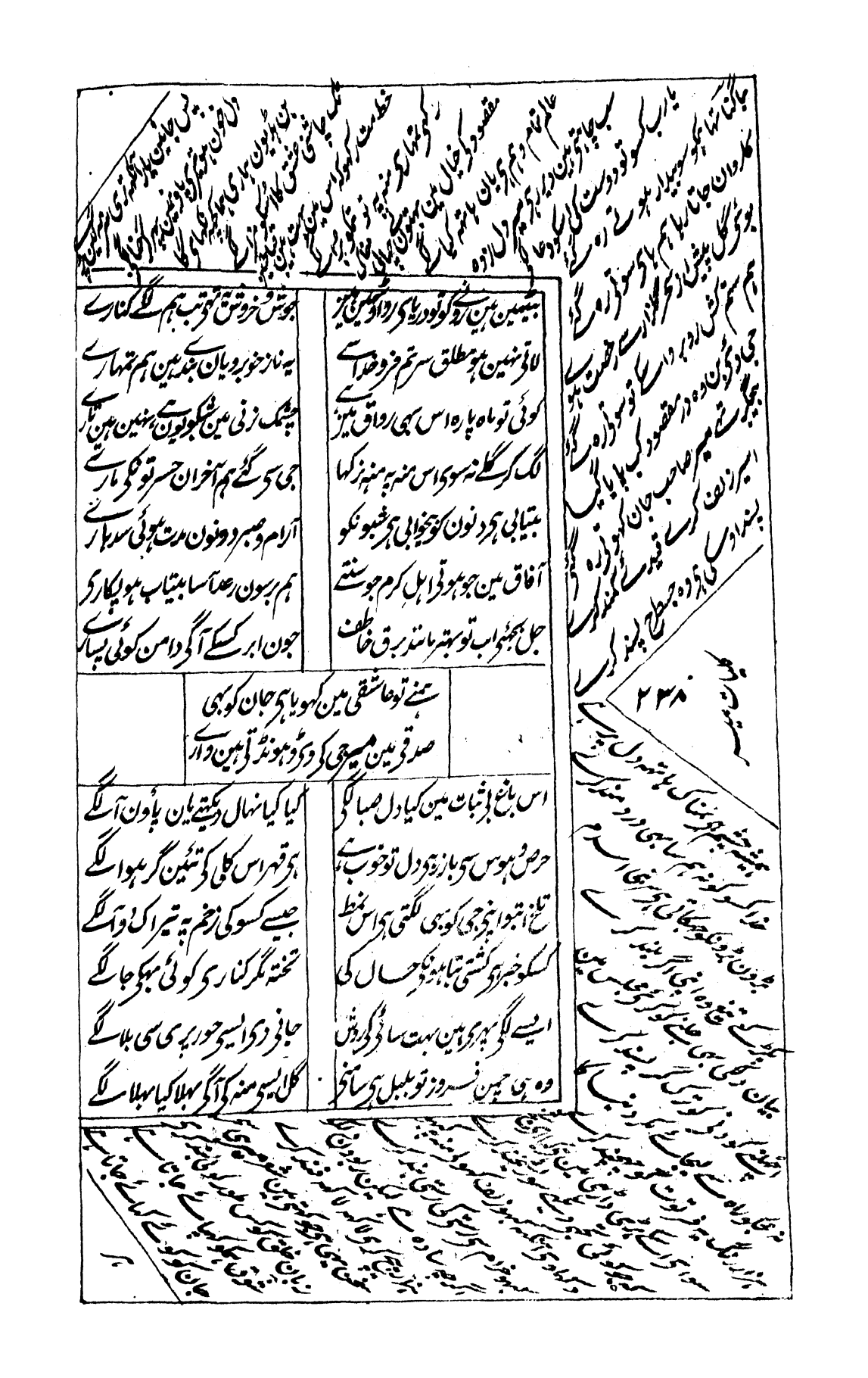
ابر نالان پہر اوس لعل سیہ مین جا چکا
آج یہ بیمار دیکھین کسطرح سی شام لے

شاخ گل تیری طرف جھکتی جو ہی اے مست ناز
چاہتی ہی تو بھی میری ہاتھہ سی اک جام لے

دل کی آسایش نہین امکان لعل یار مین
یہ شکار مضطرب ہی دم نہ زیر دام لے

عزت اے پیر مغان کچھ چاہیون کی ہی ضرور
آئی ہین تیری کہنے ہم جامۂ احرام لے

کیا بلا مفتی کا لونڈا سر چڑھا ہی اندرون
آدمی ہی گویا کہ مجھ پر قاضی کا اعلام لے



ہر کوئی اس مقام مین دس روز
اپنی نوبت بجائے جاتا ہے

کھل گئی بات تھی سو اک اک سے
تو وہی منہ چھپائے جاتا ہے

یان بلیتین نکل گیا واان غیر
اپنی ٹکی لگائے جاتا ہے

روئے کیا دل و جگر کے تئین
جی بھی یان کھو ہائے جاتا ہے

کیا کیا ہے فلک کا مین کہ مجھے
خاک ہی مین ملائے جاتا ہے

نہ جہین کچھ ہے انکی تئین ہر گام
عرق شرم آئے جاتا ہے

قطعہ

جائے غیرت ہے خاکدان جہان
تو کہان منہ اوٹھائے جاتا ہے

دیکھہ سیلاب اس بیابان کا
کیسا سر کو جھکائے جاتا ہے

وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم
اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے

کعبے مین جان بلب تھے ہم دور رہی تان سے
آئی نہین پھر کی یا روا بکی خدا کی یان سے

قصور کیا ہے طایر خاموش رہتے ہین ہم
جی کچھ اچٹ گیا ہے اب نالہ و فغان سے

جب کوند تی ہے بجلی تب جانب گلستان
رکھتی ہے چہیر میری خاشاک آشیان سے

کیا خوبی اوسکی منہ کی اے غنچے نقل کریے
تو تو نہ بول ظالم موا تی ہے دہان سے

چلتا نہین ہی دل پہ کچھ اسکے بس و گرنہ
عرش آہ عاجزون سے کچھ اکثر ہلا کیا ہے

ہم گو نہون جہان مین آخر جہان تو ہوگا
تو نے بدی تو کی ہی ظالم بھلا کیا ہے

ہے منہ پہ میر کے کیا گرد ملال تازہ
یہ خاک مین ہمیشہ یونہین رلا کیا ہے

کیا تن نازک ہی جان کو بھی جسکے جس تن پہ ہے
کیا بدن کا رنگ ہی جسکی پیراہن پہ ہے

گرد جب ایمتی ہی اک حسرت سے رہ جاتی ہین دیکھ
وحشیان دشت کی آنکھہ اس شکار افگن پہ ہے

کثرت پیکان سے میری ہو گئی ہیئت ہی اور
اب شرف دلکو ہمارے بار آہن پہ ہے

کون یون ای ترک رعنا زینت فتراک تہا
خون سے گل کاری عجب اک زین کے دامن پہ ہے

سر اوپر ہمارے کی نہین ہی ہمکو فرصت عشق میر
ہر دم اک تیغ جفا ہی تازہ یان گردن پہ ہے

نوحہ کر کر مجھکو رلایا غم دل نے زندان
شیون اب ہو قوت یار و نکایر شیون پہ ہے

ہو چکا رہنا ہمارا بسکی مین آخر کب تلک
نالۂ شب سے قیامت ہی و زمرد و زن پہ ہے

خرمن گل سے لگے ہین ڈرنے سے کو مرغ ڈھیر
لو ہوا و نے سے ہماری رنگ اک گلخن پہ ہے

وے پہری بلکہ مین الٹ دیتی ہین صف کی آنہین
اب لڑائی ہند مین سب اس سے پلٹن پہ ہے

تو تو کہتا ہی کہ مین نے اس طرف دیکھا نہین
خون ناحق میر کا پہ کسکے پہر چھپون پہ ہے

۲۴۰

مرنے ہوئے کی بھی ہمکو صورت نہ آد کہائی
وقتِ اخیر اچھا منہ کو چھپا کے بیٹھے

عزلت نشین ہوئے جب دل داغ ہو گیا تب
یعنے کہ عاشقی مین ہم گھر جلا کے بیٹھے

جو کفر جانتے تھے عشق بتان کو وہ بھی
مسجد کو آگے آخر قشقہ لگا کے بیٹھے

شور متاع خوبی اس شوخ کا بلا تھا
بازار کی سب دکانین اپنی بڑہا کے بیٹھے

کیا اپنی اور اسکی اب نقل کرے محبت
مجلس سے اٹھ گیا وہ ٹک ہم جدا کے بیٹھے

کیا جانے تیغ اسکی کب ہو بلند عاشق
یون چاہیے کہ سر کو ہر دم جہکا کے بیٹھے

قطعہ

پہولونکی سیج پر ہے جو بیداغ اسٹھے
مسند پہ ناز کی کہ جو تیوری چڑہا کے بیٹھے

کیا غم اوسے زمین پر بے برگ و ساز کوئی
خار و خسک ہی کیون نہ ہو بچہا کے بیٹھے

وادی تمیں سے پھر آئے نہ میر صاحب
مرشد کی دھیر پر دے شاید کہ جا کے بیٹھے

جانے مین قتل گہ ہے ترا اختیار ہے
پر جانمین جو گئی ہین سو وہ پر غبار ہے

ہم آپ سے گئے سو آہی کہان گئے
مدت ہوئی کہ اپنا ہمین انتظار ہے

بس وعدۂ وصال سے کم وہی مجھی فریب
اگر ہی مجھکو تیرا بہت اعتبار ہے

سرتابی اوسکی طائر قدسی نکر سکے
اوس ترک صید بند کا وہ تو شکار ہے

جتنے رہنگے کیونکر ہم اے طبیب نادان
ہمارا کیسے تسپر مطلق دوا نہ پہونچی

لایق تری نہین ہے خصمی غیر لیکن
وہ باز کیون کہ آوے جبتک سزا نہ پہونچی

ہر چند پہر خوبان سر سبز و نمین مارے
پر اونکی دامنون تک دست دعا نہ پہونچی

بن آہ دل کا رکنا بیجا نہین ہمارا
کیا حال ہووے اوسکا جسکو ہوا نہ پہونچی

ابر سخن کی اس سے کسطور راہ نکلی
خط اوسطرف نجاوے تا صد گیا نہ پہونچی

وہ میر شاہ خوبی پہر قدر دور اسکی
درویش بینوا کی اوس تک صدا نہ پہونچی

کرتا ہے کب سلوک وہ اہل نیاز سے
گفتار اوسکے کبر سے رفتار ناز سے

یون کب ہماری آنسو پہین ہین کہ تو تمی شیخ
دیکھا کبھو ابر مزۂ نیم باز سے

خاموش رہ سکے نہ تو بڑہ کر بھی کچھ نہ کہہ
سر شمع کاٹیے ہے زبان دراز سے

اب جا کسو درخت کے سائے مین بیٹھیے
اسطور پہر کب تئین بر گ و ساز سے

یہ کیا کہ دشمنون مین مجھے سان نی لگے
کرتی کسو کو فیج بھی تو امتیاز سے

مانند شمع جمکے ہی پڑتی ہین اتبو اشک
کچھ جلتے جلتے ہو گئی ہین ہم گداز سے

شاید کہ آج رات کو تو میکدے مین میر
کیہلے تہا ایک مفیجہ مہر نماز سے

کیا رنگ بو د باد سحر سب ہین گم کیا ہی جاسس حمین مین ہی ایسی چلا چلی
تو دو قدم جو راہ چلا کر مم اے نگار مہندی کفک کی آگ دلونمین لگا چلی
فتنہ ہی اسی شہر مین برپا ہزار جا تلوار اسکی چال پہ کیا ایک جا چلی

یہ جور و جور کش تہی کہان آگی عشق مین
تجہسی جفا و میرسے رسم و فا چلی

آہ رو کون جانی نوا کی کسطرح گہر کی ترے گاڑدیون کاش مجہکو بیچ مین در کی ترے
لالہ و گل کیون نہ پہیکا اپنی آنکہون مین لگین دیکہو وا ہین ہم تو رنگ احمر کی ترے
بیر و بالی سی ادا کی گو کہ بلبل تو ہی چپ یاد ہین سبکی تئین وہ چہچہہ پر کی ترے
آج کا آیا تجہی کیا پاوی ہم حیران ہین ڈہونڈہتے وا ہی جو ہین الشیوخ اکثر کی ترے
دیکہہ اسکو حیف کہا کر سب مجہی کہنے لگی وا ہی تو گہر ہین یہی اطوار دلبر کی ترے
تازہ تر ہوتی ہین نو گل سی بہی اے نازنین نہال صبح اٹہتی ہین بچہی جو پہول بستر کی ترے
مشک عنبر طبلہ طبلہ کیون نہو کیا کام ہے ہم دماغ آشفتہ ہین زلف معنبر کی ترے
جیمین وہ طاقت کہان جو ہجر مین سہی رہین اب ٹہہرتی ہی نہین ہین پاون مین سر کی ترے
داغ پیسے سی جو ہین بلبل کی دلبر کسکی ہین یون نوا کی گل ہین ہزارون آشنا زر کی ترے
کوئی آب زندگی پیتا ہی یہ زہر اب جیوٹے خضر کو ہنستی ہین سب مجروح خنجر کی ترے

قطعہ

جگر سب جل گیا لیکن زباں ہلتی نہیں اپنی
مبادا اس آتشین خو کو مخالف کچھ لگا دیوے

کوئی بھی میر سر در دش سی یوں در بہ در تا ہو
مگر اس در دیش سے دل چل کہ تجھ کو کچھ دعا دیوے

کیا خور ہو طرف یار کی روشن گہری سی
مانا ہی حضور اسکی چراغ سحری سے

سبزان چمن ہو وین برابر تری کیون کر
لگتا ہی تری سائی کو بھی ننگ پری سے

ہشیار کہ ہی راہ محبت کی خطرناک
ماری گئی ہین لوگ بہت بیخبری سے

ایکیان مین رعنائیان تیری ہین سو سو
کب عہدہ برائی ہوئی اس عشوہ گری سے

زنجیر تو پاؤن مین لگی رہنے ہمارے
کیا اور ہو رسوا کوئی آشفتہ سری سے

جب لب تری یاد آتی ہین آنکھونسی ہمارے
تب ٹکڑی نکلتے ہین عقیق جگری سے

عشق آنکھونکے مجھے کیہ کیا میر چھپی ہے
پیدا ہی محبت تری مژگان کی تری سے

کچھ کرو فکر مجھ دوانے کی
دھوم ہے پھر بہار آنے کی

دل کا اوس کنج لبسی دی ہی نشان
بات لگتی تو ہی ٹھکانے کی

وہ جو پھرتا ہی مجھسے دور ہی دور
سے یہ تقریب جی کو جانے کی

تیز یون نہین نہ تھی شب آتش شوق
تھی خبر گرم اد سکے آنے کی

کل کہتے ہیں اس بستی میں میر جی مشتاق نہ ہو کر
تجھ سے کیا ہے جہان کو دشمن تو بھی محبت رکھتی تھی

باریک وہ کمر ہے ایسی کہ بال کیا ہے
دل ہاتھ سے جو نہ آوے اسکا خیال کیا ہے

جو بیکلی ہے ایسی چاہت گلونکی اتنی
کیا جانے ہم صفیر و تواب کی سمال کیا ہے

پہونچا ہے ہم علاقہ اے عزتی کسو سے
کرنا معاش اکیلی اتنا کمال کیا ہے

آغاز تو یہی ہے کچھ رونے ہیں خون ہر دم
کیا جانے عاشقی کا یارو مآل کیا ہے

پامال راہ اسکی کیا کیا عزیز و سمجھے
آئی نہ جب سمجھ میں گردونکی چال کیا ہے

وہ سیم تن ہو ننگا تو لطف تن پر اوسکی
سو جی گئے ہے صد قے اک جان مل کیا ہے

سرگرم جلوہ اوسکو دیکھے کوئی سو جانے
طرز خرام کیا ہے حسن و جمال کیا ہے

قطعہ

مین بیٹھا اگر تمہا بو ہی کو اون لبون کے
ہر دم صدا یہی تھی دیکھ گذر و ٹال کیا ہے
سر چیر ہی لگ گئی جب ان نے کہا کہ کوئی
پوچھو تو شاہ جی سے انکا سوال کیا ہے

گہہ پاس مین نہین ہو گہہ منتظر کہین ہو
کچھ میر جی تمہارا ان روزون حال کیا ہے

جیسا اندوہ و غم عشق کب تک دل سگے
عید سی ہو جا کہ ہان لگے جو تو گلے

رہبر خیال نہ کیون ایسے ماطلعت کا
اللہ ہی گھر کا ہمارے وہی اجالا ہے

دلون کو کہتے ہین ہوتی ہی راہ آپسمین
طریق عشق بھی عالم سی کچھ نرالا ہے

ہزار بار گھڑی بھر مین میر مرتے ہین
انہون نے زندگی کا ڈھب نیا نکالا ہے

بے مہر و وفا ہی وہ کیا رسم وفا جانی
الفت سی محبت سی مل بیٹھنا کیا جانی

دل دھڑکے ہی جاتی کچھ بتخاتی سی کہیے کو
اس راہ مین پیش آوی کیا ہمکو خدا جانی

ہی جور ترا اپنا تو اپنی ہے مین ہر ساعت
صورت ہی ہو کچھ دل کی سو تیری ہی بھا جانی

کچھ اسکی ہنڈی ہی تھی اس باغ مین گذری ہے
جو زخم جگر اپنا چون غنچہ چھپا جانے

کیا سینے کی جلنی کو نہیں سکی اوڑھاتا ہون
جب آگ کوئی گھر کو اسطور لگا جانی

مین مٹی ہی جاؤن درد ازی کی اسکی تو
اس درد محبت کی جو کوئی دوا جانی

اپنے تئین ہی کہانا خالی نہین لذت سے
کیا جانی ہوس پیشہ چکھے تو مزا جانی

یون شہرون بیچ ہیرے کے آزار و ہندی ہین
تب جانیے جب کوئی اس جنس کو بھا جانے

کیا جانون رکھو روز سے یار دہ پیوشکو
کردار وہی اچھا تو جسکو بھلا جانے

آگاہ نہین انسان اسی میر نوشتے سے
کیا چاہیے ہے پھر جو طالع کا لکھا جانے

کوئی ہو دل کھینچے جاتی ہین اور ہر | فضولی ہر تجسس یہ کہ کیا ہے
صریر ہین اسمین یارہ جاؤن جیتا | یہی شیوہ مرا مہر و وفا ہے
صبا اور ہر گل اور ہر سرو اور ہر | اسکے باغ مین اتبو ہوا ہے
تماشا کردنی ہے داغ سینہ | یہ پھول اس تختی مین تازہ کھلا ہے
ہزارون ان نزاکت کی ادائین | قیامت جیسے ایک اسکی ادا ہے
جگہ افسوس کی ہر بعد چندے | ابھی تو دل ہمارا بھی بجا ہے

قطعہ

جو چپکے ہون کہو چپکے ہو کیون تم | کہو جو کچھ تمہارا مدعا ہے
سخن کرسے تو ہو وے حرف زن یون | بس اب منہ موند لے مین نے سنا ہے

قطعہ

لب اس بیگانہ خو کو سمجھے عالم | اگرچہ یار عالم آشنا ہے
نہ عالم مین ہے نے عالم سے باہر | یہ سب عالم سے عالم ہی جدا ہے

لگا مین گرد سر پھرنے تو بولا
تمہارا میر صاحب سر پھرا ہے

دیوانگی مین گاہ ہنسے گاہ رو چکے | وحشت بہت تھی طاقت قاتل ہا سی کھو چکے

جیکو بچار کہینگے تو جا ئینگے عشق مین
ہر چند میر صاحب و قبلہ ہین منکری

دل شتاب اس نرم عشر تسیو اوٹہایا چاہیے
ایکدن تہ کر بساط ناز جایا چاہیے

یہ قیامت اور جی پر کل گئی پائینر مین
دل خس و خاشاک گلشن سی لگایا چاہیے

خانہ ساز دین چو ہو واعظ سو یہ خانہ خراب
تہیٹ کی خاطر جسی مسجد کو ڈہایا چاہیے

کام کیا بال ہما سی چتر شہ سی کیا غرض
سر پہ اک دیوار ہی کا اسکی سایا چاہیے

اتقا پر خانقہ والی بہت مغرور ہین
مست ناز ایدہر او سی یکبار لایا چاہیے

کیا ریون ہی مین پڑہو رہیگا سائی کی روش
اینہو ہو تو ایکی سو سم گل کہ آیا چاہیے

یہ ستم تازہ کہ اپنی نا کسی پر کر نظر
جن سی بگڑا ہی اون سی بنایا چاہیے

جی نہین رہتا ہی تنگ ناچار ہکو اسکی اور
گر تی ہی تو ضعف مین بہی روز جایا چاہیے

گاہ برقع پوش ہو گہ ہو پراگندہ کرو
تمکو ہمسی منہ بہ صورت چہپایا چاہیے

وہ بہی تو تنگ دست قبیح اینکی جاتی قدر میر
زخم سارے ایکدن اسکو دکہایا چاہیے

عشقین ذلت ہوئی خفت ہوئی تہمت ہوئی
آخر اے خرجان دی یارون فی صحبت ہوئی

عکس اس پرویدکا تو متصل پرتا تہا صبح
دل جو ہی کیا جانون آئینی کی کیا صورت ہوئی

ہوسکتی ہین سدّہ پلکین کمین روزے کی
تنکون سے کہی ہی کب دریا جو بہا چاہیے

جب تونے زبان چپوڑے تب کاہیکا صرفہ ہی
بوصرفہ کی کیون جو کچہ کہ کہا چاہیے

دل جانی ہی جون وکر شبنم نی کہا گلسے
اب ہم تو چلے یان سی رہ تو جورہا چاہیے

خط رسم زمانہ تہی ہمنی بہی لکہا اسکو
تہ ولکی لکہی کیونکر عاشق جو لکہا چاہیے

رنگ گل بوسی گل ہوتی ہین ہوا دونون
کیا قافلہ جاتا ہی جو تو بہی چلا چاہیے

ہم میر ترا مرنا کیا چاہتے تہے لیکن
رہتا ہے ہوئی ن کب جو کچہ کہ ہوا چاہیے

آنکہ ہیون کو اسکی خاطر خواہ کیونکر دیکہیے
سو طرف جب کہ لیجی تک ادہر دیکہیے

گرچہ زردی تک کی بہی ہیری ہوتے ہے ولے
منہ مراد یکیو ہو کیا یہ کوفت بہی پر دیکہیے

ابکی گل ہم نی پروین کے اور چشمک زنی ہے زور
اور دل اپنا بہی جلتا ہی محبت پر دیکہیے

آتی ہو جب جان یان آنکہو نین آگے ہی ہوا
دیکہیے ہمکو تو یون بیمار مصطر دیکہیے

انتہا بیمرخی ابہی سی ہے تو آگی ہنشین
بنگلا وی کیسے کیسے دیدۂ تر دیکہیے

دیر و کعبے سے بہی تک جیکی نہ چشم شوخ یار
شوق کی افراط سی تا چند گہر دیکہیے

پڑ رہے یون صید گہ کی گنج مین تو حسن کیا
عشق جبکہ ہے تب گلی کو زیر خنجر دیکہیے

برسون گذری خاک ملتی منہ آئینہ کو لو
کیا غضب ہے آنکہ وسا کد تک تو اید ہر دیکہیے

قطعہ

گھر سر گذشت آنی فرہاد کی نکالے | مجنون کا گاہ قصہ بیٹھا کہا کرے ہے

ایک آفت زمان ہو یہہ میر عشق پیشہ +
پر دی مین سارے مطلب اپنے ادا کرے ہے

یار بن تلخ زندگانی تھے | دوستے مدعی جانی تھے

سر سے اسکے ہوا گئے نہ کبھو | عمر بر باد یونہین جانی تھے

لطف پر اسکے ہمنشین مت جا | کبھو ہم پر بھی مہربانی تھے

ہاتھ آتا جو تو کیا ہو نا + | بر سون تک ہمنے خاک چھانی تھی

شیب مین فائدہ تامل کا | سو جو تب تھا جوانی تھی

میرے قصے سے سب کی گئی نیند | کچھ عجب طور کی کہانی تھی

عاشقی جی ہی لیگئے آخر | یہہ بلا کوئی ناگہانی تھی +

اوس رخ آتشین کی شرم سے رات | شمع مجلس مین پانی پانی تھی +

پھر سخن نشو و ہی ہے ویسے ہے | رات ایک آدہ بات مانی تھی

کوئی قاتل سے بچ کے نکلا خضر | اسی مین اسکی زندگانی تھے

فقر پر بھی تھا میر کے اک رنگ | کفنے پہنے سو زعفرانی تھے

مشتاق ہم جو ایسے سو ہم ہی ہیں بے پردا
جب یار طرف سے نکلے تب منہ کو اپنے ڈھانکے

ہے پر غبار عالم جانا ہی یاں سے اچھا
اس خاکدان میں رہ کر کیا کوئی خاک پھانکے

کل باغ میں گئے تھے رو ئی چمن چمن ہم
پر کہ سرو میں جو پائی انداز اس چلن کے

جانان کی رہ سے آنکھیں جس تس کی لگ رہی ہیں
رفتہ ہیں لوگ سارے یاں پاؤں کی نشانی

خمیازہ کش رہی ہی اے میر شوق سے تو
سینے کے زخم کی کہ کیونکر رہیں گے ٹانکے

برسوں ہوئے گئے ہو ئی اس مہ کو بام سے
کاہش مجھے جو ہے وہی ہوتی ہے شام سے

تڑپے اسیر ہونی جو ہم یک اٹھا غبار
سو جا نا ہمکو دیر تلک چشم دام سے

دنبال ہر نگاہ ہے صد کارواں اشک
برسے ہے ابر چشم بڑی دھوم دھام سے

محو اس دہان تنگ کے ہیں کوئی کچھ کہو
رہتا ہے ہمکو عشق میں کام اپنے کام سے

یوسف کی جیسے خواہش لیخا عبث ہوئی
کب صاحبی رہی ہی مل ایسے غلام سے

لڑکے ہزار ون جو لیمن تہیر لیے ہیں ساتھ
مجنون پھرا ہے کاہیکو اس ازدحام سے

وہ ناز سے چلا کہیں تو حشر ہو چکے
پھر بحث آپڑیگی اسیکے خرام سے

جب تک جب سلام کرے سے سر کشن ہو اور
ہو بیٹھے نا امید جواب سلام سے

وے دن گئے کہ رات کو یک جا معاش تھے
آتا ہے اب تو ننگ اسی میر نام سے

تھیری پیچ نیلے پہ انجم کی چمک شوخ
اس قصر مین لگا جو ہی کیا لاجورد ہے

کسے جدا ہوئے ہین کہ ایسے ہین دردمند
منہ میر جی کا آج نہایت ہے زرد سے

وہ کھان نہ ہوم ہو دیکھے گئے چشم تر سے
ابر کیا کیا اوٹے ہنگامی سی کیا کیا برسے

ہو مرا فروختہ وہ بت جو می احمر سے
آگ نکلی ہے تماشی کو تئین پتھر سے

وہب کچھ اچھا نہین ہر ہم زدن طبع کا نکلا
کاٹ ڈالیگا گلا اپنا کوئی خنجر سے

تھا نوشتی مین کہ یون سو کسکو مرا ان مین
استخوان تن پہ نمودار ہین سب مسطر سے

یون تو درگن کی زبان ہم ہی بتان کہتے ہین
بات کو طول نہین دیتے خدا کے ڈر سے

سیر کرنے جو چلے ہو کہ ہو وہ قتنہ خرام
شہر مین شور قیامت ائی ہی گھر گھر سے

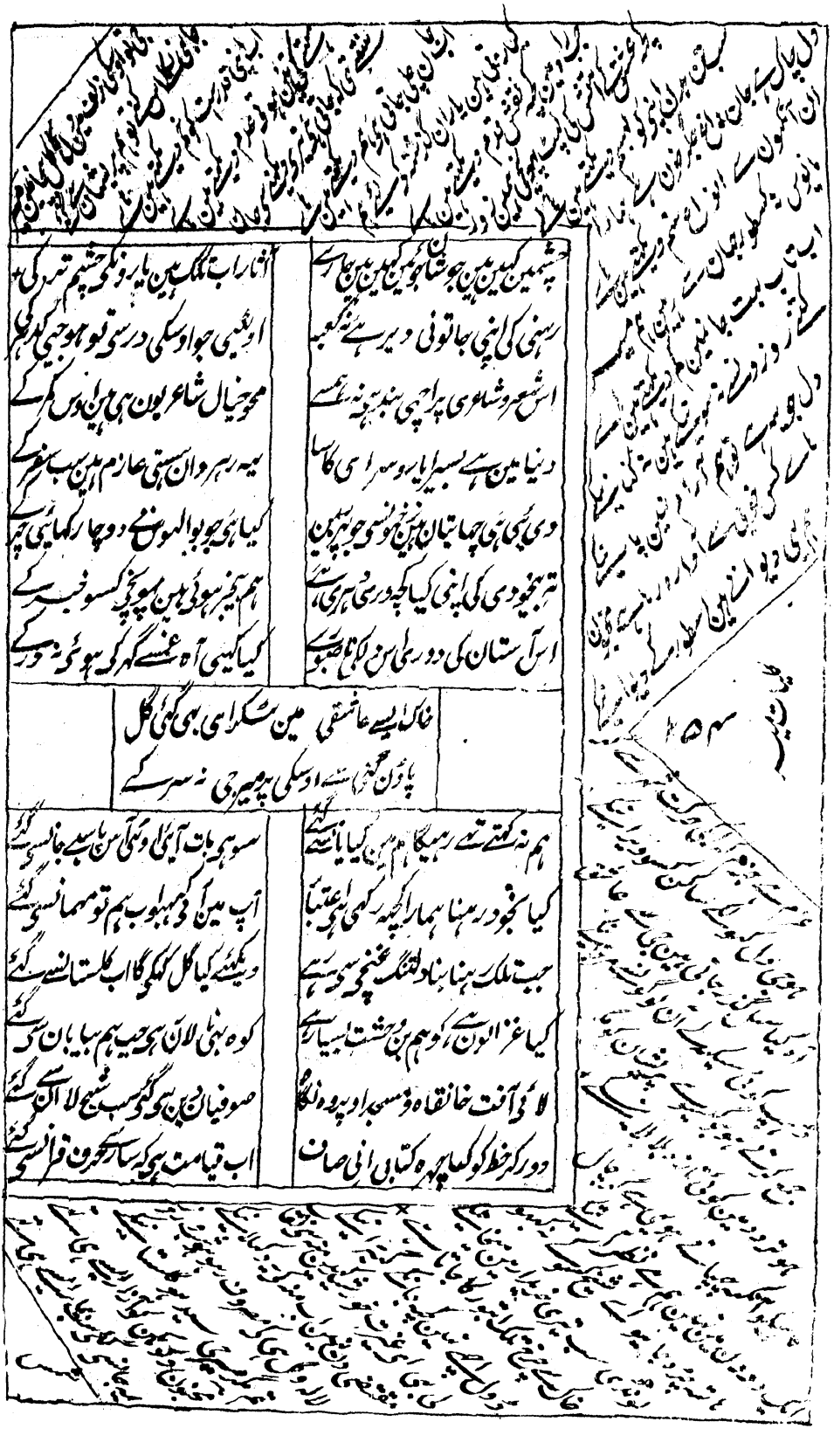
عشق کی کوچہ مین پہر پاؤن نہین کہتے کو ہم
ابکی مل جاتی ہے کلوا یہہ اگر سر سے

مہر کی اسی توقع غلطے اپنے تھے
کہین دلداری ہوئی بھی ہی کسو ابتر سے

کوچہ یار ہے کیا طرفہ بلاخیز مقام
آتے ہین فتنہ و آشوب چلی اودہر سے

سانہ سونا جو کیا اوسکا بت دل نے
برسون پر میر یہہ پہلو نہ نکلی بستر سے

مرادن پیر مرشد ہے جسے ہے اعتقاد اسے
فراموش آپکو کرنا محبت مین بیاد اسے



شمش و قمر کی دیکھی جی اوسمین جا رہی ہے
اوس دلفروز کی بھی رخسار ایسے ہی تھے

دامن کے پاٹ سارے تختے ہوئے ہین جمن کے
بس ای سرشک خونین درکار ایسے ہی تھے

لوہو نہ کیون لاوی اونکا گداز ہونا
یی دل جگر ہمارے غمخوار ایسے ہی تھے

ہر دم جراحت آساکب رہتی تھے ٹپکتے
یی دیدۂ خمین کیا خونبار ایسے ہی تھے

آزار وہ دلونکا جیسا کہ تو ہے نالم
اگلے زمانی مین بھی کیا یار ایسے ہی تھے

ہو جاے کیون نہ دوزخ باغ زمانہ ہم پہ
ہم بے حقیقتونکے کردار ایسے ہی تھے

دیوار سے ٹپک سر مین جو موا تو بولا
بچہ اس ستمزدہ کی آثار ایسے ہی تھے

اک حرف کا بھی اون کو دفتر ہی کر دکھانا
کیا کہیے میر جی کی بستار ایسے ہی تھے

کہو میر اوس طرف آکر جو جیاتی کوٹ جاتا ہے
خدا شاہد ہے اپنا تو کلیجہ ٹوٹ جاتا ہے

حزابی دلکی کیا انبوہ درد و غم سے پوچھو ہو
وہی حالت ہے جیسے شہر لشکر لوٹ جاتا ہے

شکست اوس رنگ آئی ہیخودی عشق مین دلبر
نشے مین مست سے جیسے کہ شیشہ پھوٹ جاتا ہے

دیوانہ وہی کہ اوٹھہ جاوے یہان سے ناصحا
جب ایسا طایر خوش لہجہ پہنس کر چھوٹ جاتا ہے

نہین کچھہ عقل مین آتا کہ دیوانا سا میر ایدھر
کہو آتا جو ہے کیدھر کو مارے روٹ جاتا ہے

وہ گئی تھی جسکو ابھی تو اس گلی مین سے پکار
چپکے چپکے میرجی تم اوسکو پھر کہید ہر چلے

غیرت سے دیکھ چشم جہان بیان کو کہہ نہی ہی
پر سے مین چشم ڈھکنے دیوار و در نہی ہے

ہین دل گداز جنکی کچھ چیز یان مے ہین
ہوتی ہین ملتفت تو پہر خاک رہنی ہے

شب جوش غم سے جسدم لگتا ہی دل پہ چھینے
ہر زخم سینہ اس دم یک چشم تر بنی ہے

یان ہر گہڑی ہمارے صحبت بگڑ رہی ہے
چہرہ ہی دان تو لکا دو دو پہر بنی ہے

نمک کے صاف طینت نکلی ہی دیر ہو کر
پانی کہرہ جو ہووے تو پسر گہر بنی ہے

ہے شعبدہ کی فن مین کیا دست سکشو کو
زاہد او نون مین جاکر آدمی خر بنی ہے

نکلے ہی صبح ہی یان صندل ملی چپیڑ کو
عالم مین کام کسکا بی درد سر بنی ہے

سارے رکمنو کی ای دل ہو جانگی تلاشے
صحبت ہمارے ای وسکن ٹک بی اگر بنی ہے

ہر یک سے ڈہب جدا ہی سارے زمانیکا ہے
بنتے ہی جس کسو کی یک طور پہ بنی ہے

برسون لگی رہی ہین جب میر رونے انکمین
تب کچھ کی ہمسا صاحب نظر بنی ہے

یاران دیر و کعبہ دونو بلا رہے ہین
اب دیکہین میر اپنا جانا کدہر بنی ہے

یک عمر دیدہ ہاے ستمدید تر رہے
آخر کو پھوٹ پھوٹ بہی آج گر رہے

بو گئی کمہلا گئی جاتی ہو نزاکت ہائے رے
ہاتھ لگتے میلی ہوتی ہو لطافت ہائے رے

یار بے پروا و مغرور اور میں بے اختیار
پیش کچھ جاتی نہیں منت سماجت ہائے رے

سخت کہنے کو ہوئے تھے میر نے رنج و تعب
کیا گئی ہر بار جان یار روکی ہمت ہائے رے

شور اوٹھتا ہی ہو ہوتی جلوہ گر ہو نازکے
پہنچنا قد کا بلا آفت قیامت ہائے رے

خانقہ والی ہی کچھ تنہا نہیں الفت میں خوار
کمیسوں کی کمیسوں کی گئی ہی مفت شہرت ہائے رے

عشق میں افسوس سا افسوس انہا پر چکے
زیر لب کہتے رہے ہم ایک مدت ہائے رے

نہ سمجھنے ہی کی ہے قابل یار کی تدکیب میر
واہ واری چشم و ابرو قد و قامت ہائے رے

رشتہ کیا ٹہرے گا جیسے کہ نزاکت ہے
چاک دل بلکہ بہت ہے کر نزاکت ہے

شاخ گل کا ہے یکا اس لطف سے لچکے ہے کمر
لاکھ الا کوئی دیکھے تجھے تو نازک ہے

چشم انصاف سے ہر قطع کو اوسا دیکھو
گل کی منہ سے تو گئی پردہ دری نازک ہے

لطف کیا دیوے ہے تہ بند نقش حصیر درویش
بوریا پوشوں سے پوچھو تو یہ تو نازک ہے

بیرسی کہتا ہے تو آتا ہے نظر پانکا گم
کسقدر رہا ہے وہ جلد گلو نازک ہے

گل سمجھ کر نہ کہیں بیکلی کر فی لگیو +
ملیل اوس لالۂ خونرنگ کی خو نازک ہے

رکھی تا چند خیال اس سر زیبا کا میر
دل تو کانپا ہی کیا ہے کہ سبو نازک ہے

۲۵۷

میں پاؤن اسکے نازک گل برگ سے بچاؤن
عاشق ہون گر بگڑ مین آنکھون کو کیون نہ چھپاؤن

یون خاک نہ پہ مل کر کبتک پہ اکرو مین
یا رب زمین پھٹے تو یہ رو سیہ سماؤن

اے کاش قصہ میرا اہرمزد کو سناوے
تا ول کسو سے اپنا کوئی نہ یان لگاوے

ترک بتان کا مجھسے لیتے ہین قول نہین
کیا ان سے یا تمہ اوسا ؤن گو مین جان جاوے

عاشق کو مرکی ہی بنتی ہے عاشقی مین
کیا جان جسکی خاطر شرمندگی اوٹھاوے

جی مین بگڑ رہا ہے تب میر چپ ہے میاں
چھیڑو ابھی تو کیا کیا باتین بنا کے لاوے

تجھ کنے بیٹھے گنا جاتا ہے سچ
کاہشین کیا کیا اوٹھا جاتا ہے جی

یون تو مرضی سے پڑی رہتے ہین ہم
پر وہ آتا ہے تو آجاتا ہے جی

ہاے اسکی شربتی لب سے جدا
کچھ تباسا سا گھلا جاتا ہے جی

اگے اوسکی راہ مین جو ہو سو ہو
یاد بھی آتا ہے یا جاتا ہے جی

کیا کہین بیتے کہ اوس شعلہ بغیر
جی ہمارا کچھ جلا جاتا ہے جی

عشق آدم مین نہین کچھ چھوٹ تا
ہولے ہولے کوئی کھا جاتا ہے جی

اوٹھ چلے پر اوسکے غش کرتے ہین ہم
یعنے ساتھ اوسکی چلا جاتا ہے جی

آنہین بہتا وہ مرتے وقت ہے
حیف ہے اس مین رہا جاتا ہے جی

چوڑے بیان کسکی پر آنکھیں ہیں حیران | جیب پیرہن گل بھی ان خوبیوں سے چاک چاہیے

ہے میر عجب کوئی دروں پرشتہ دل
بات اسکی سنو تم جیاتی بھی بہلس جاوے

میر دریا ہے سنے شعر زبانی اوسکی | اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اوسکے
خاطر بادیہ سمجھی دیر مین جاویگی کہین | خاک جاتند مگو ولی کی اڑانی اوسکے
ایک ہی عہد مین اپنی وہ پراگندہ مزاج | اپنی آنکھون مین نہ آیا کوئی ثانی اوسکے
منہ تو بوجہار کا دیکھا ہے پر ہستی سے | اسی انداز سے تھی اشک فشانی اوسکے
بات کی طرز کو دیکھو تو کوئی جادو تھا | پر ملی خاک مین کیا سحر بیانی اوسکے
کرکی تعویذ رکھین اوسکو بہت باقی ہے | وہ نظر پاون پہ وہ بات دوانی اوسکے
اوسکا وہ جز تمہارا یہ غرور خوبی | منتین اونی بہت کین یہ نہ مانی اوسکے
کچھ لکھا ہے تجھے ہر برگ پہ اے شیفتہ یار | رقعہ وارین ہین بے اوراق خزانی اوسکے
سرگذشت اپنی کس اندوہ سے سب کہتا تھا | سو گئی تم نہ سنے آہ کہانی اوسکے
مرثیہ دل کی کیا کہیے دیدۂ لوگون کو | شہر ولی مین ہی سب پاس نشانی اوسکے
میان سے نکلے ہی پڑتی تھی تمہاری تلوار | کیا عوض چاہ کا تھا خصمے جانی اوسکے
آبلے کی سی طرح ٹیس لگی پھوٹ ہی | درد مندی مین گئے سارے جوانی اوسکے

تک گریبان مین سر کو ڈال کر دیکھیہ
دل بھی داغون سے صحرا ہے

دلکشی اوسکے قد کی سے معلوم
سرو بھی یون جوان رعنا ہے

دست و پا گم کئے ہین تو نے میر
تیری بیطاقتے سے پیدا ہے

وہی سوزش ہوئی پر ہے ابتک سایہ ان سے
ہماکی آشیانی مین جلے ہین استخوان میرے

عزیزان غم مین اپنے یوسف گم گشتہ کی ہر دم
چلے جاتی ہین آنسو کاروان در کارون میرے

تمہاری دشمنی ہم تو دستونسے لانہایت ہے
وگرنہ انتہا کینے کو بھی ہے مہربان میرے

عجب لہجہ غزلخوانی کا کسکو آج کل ایسا
گھڑی بھر کو ہوئی مرغ چمن ہمداستان میرے

تظرمت بیپری پر کر کہ آنسو ہی ہمارے پر ہون
ہوئی پرواز کی قابل یہ تو لی پر چہان میرے

کہانتک سر کو دیوار نسی یون مار کر کوئی
رکھو تمیں اس پریشانی نصیب ایسے کہان میرے

مجھے پامال کر یکسان کیا ہی خاکسے تو بھی
وہی تنہا ہی صبح و شام در پی آسمان میرے

خزان کی باد صرصر سے گلشن کو تطاول تہا
تبرک ہو گئی یکدست خار آشیان میرے

کہا مین شوقمین لطفلان تہ بازار کی کیا کیا
سخن مشتاق ہین اب شہر کی پیر و جوان میرے

زمین سر سبز اور تنہا کبک ذی فرتار نگین ہے
ہزاران ہی رسی ہو تو بھی اسی سرو روان میرے

سخن کیا میر کرنے حسرت واندوہ حرمان ہے

جیسے دیکھا اور سکتہ جی ڈوبا جاتا ہے میر
اس خرابی کی یہ چشم سو سیہ پانی ہوئے +

جنون کا عبث میرے مذکور ہے — جوانی دوانی ہے مشہور ہے
کہو چشم خونبار کو چشم نم — خدا جانے کب کا یہ ناسور ہے
فلک پر جو مہ ہے تو روشن ہے یہ — کہ منہ سے تری نسبت دور ہے
گدا شاہ دونوہین دل باختہ — عجب عشق بازی کا دستور ہے
قیامت ہی ہوگا جو رفع حجاب — نہ بے مصلحت یار مستور ہے
ہم اب تا ثوانون کو مرنا ہے صرف — نہین وہ کہ جینا بے منظور ہے
ستم مین ہمارے ہی قسم ہے تمہین — کرو صرف جتنا کہ مقدور ہے
نیاز اپنا جس مرتبے مین ہے یان — اسی مرتبے مین وہ مغرور ہے
ہوا حال بد سے کا گو کچھ خراب — خدائے ابھی اسکے معمور ہے

گیا شاید اوس شمع رو کا خیال
کہ اب میر کے منہ پہ کچھ نور ہے +

آج کچھ بیحجاب سے وہ بھی — کیا ہے مست شراب ہے وہ بھی
مین ہی جلتا نہین جگر اول سے — دور مجھ سے کباب ہے وہ بھی

کیا جانو چشم تر سے ادھر دل پہ کیا ہوا
کسکو خبر ہے میر سمندر کی پار کے

جب نسیم سحر ادھر جاوے — ایک سناٹا گذر جاوے
کیا اس آئینہ رو سے کہیے اسے — وہ زبان کیسے بہر مکر جاوے
جب سے سمجھا کہ ہم چلا مو ہین — حال پہ سے نمک آ کے کر جاوے
وہ کہلے بال سو وہی ہے شاید — رات کو جی مرا بکھر جاوے
دور اگرچہ گیا ہون مین جی سے — کب وطن میرے یہہ خبر جاوے
وہ اگرچہ چڑہا رہا ایسا — آج کل جی سے مہ اتر جاوے

جے نہین میر مین نبو لو تند
بات کہتے لبہے وہ مر جاوے

وز دیدہ نگہہ کرنا پہر آنکہہ ملانا بہی — اس لوتے دامن کو پاس آ کے اڑانا بہی
پامالے عاشق کو منظور رکہی جاہ — پہر چال کد سب چلنا ٹہوکر نہ لگانا بہی
ہر قہقہہ کو اٹہا دینا پر آو ہی ہی چہرہ سے — کیا منہ کو چہپانا بہی کہہ جبکے دکہانا بہی
وہ مکیہ آنکہین مری نیچے اک رنا تہہ رہی — ظاہر مین ستانا بہی پر دیکہین جتانا بہی
صحبت ہی یہہ ویسی ہوا نی جانکی آسایش — ساتہہ آن کی سونا بہی پہر منہ کو چہپانا بہی

اس سنگلاخ زمین میں شعر کہنا کمال ہے

ہوں صبح اک مدد ہی سے ہم جو ۱۱ ہے

اک قافلے سے گرد ہماری نہ تک اڑے
حیرت ہے میر اپنے تئیں ہم کہاں رہے

کیا حال بیان کروں عجب طرح پڑی ہے
وہ طبع تو نازک ہے کہانی یہ بڑی ہے

کیا فکر کروں میں کہ مری آگی ہے گردوں
یہ گاڑ ہی مری راہ میں بیڑی ڈالتی ہے

ہے چشمک انجم طرف اس مہ کی اشارا
دیکھو تو مری آنکھ کہاں جا کے لڑی ہے

کیا اپنی شرر ریزی کہیں پلکوں کی صف کے
ہم جانتے ہیں ہم پہ جو یہ بار پڑی ہے

وہ دن گئے جو پہروں لگی رہتی تھیں آنکھیں
اب یاں ہمیں مہلت کوئی پل کوئی گھڑی ہے

ایسا نہ ہوا ہوگا کوئی واقعہ آگے
اک خواہش دل ساتھ مری چپٹے کھڑی ہے

کیا نقش میں مجنوں نے کہ ترتی ہے شتر عشق
لیلے کی بھی تصویر تو حیران کھڑی ہے

جاتی ہیں چلے متصل آنسو جو ہماری
ہر تار نگہ آنکھ میں موتی کی لڑی ہے

کینچتا ہے نہیں ہمسے قد خم شہ ہرگز
یہ سست کمان تہ پہ تہ کتنی پڑی ہے

گل کھائی ہیں اوراق سو میں عشق میں اسکے
اب ہاتھ مراد یکسو تو پوتوں کی چھڑی ہے

وہ زلف نہیں منعکس دیدۂ تر میں
اس بحر میں اشعار سے زنجیر پڑی ہے

نصیحائین تجھے میری باتین دلکو نہ
لہی دسبوم شہر وغین اس گفتگو نے

رقیبون سے سر جوڑ بیٹھو ہو کیون کر
ہمین تو نہین دیتے ٹک پاون چھونے

پھر اس سال کی بھول سونگھا دین تجھے
دوانا کیا تھا مجھے تیری بو نے

مداوا نکرنا تھا مشفق ہمارا
جراحت بہکے لگے دکھنے دو نے

کہ ہلکسو کو کہپایا کسو کو
برائی ہی کے سب ہے اوس خو برو نے

وہ کسر اکر ہے شور جسکا جہانین
پڑین ہینگے اسکے محل آج سو نے

تری چال ٹیڑھی تری بات روکھے +
تجھے میر سمجھا ہے یان کم کسو نے

پٹہ بازی سے چرخ گردان کے
سر ہمارا رہا مین گوے میدان کے

جی گیا اوسکے تیر کے ہمراہ
تے تواضع ضرور مہمان کے

ہین یہ مژگان و ابرو و خنجر و تیغ
تر چھی پلکین ترے بھوین بانکے

پھوڑ ڈالینگے سر ہی اوس پر سے
منت اوٹھتے نہین ہے دربانکی

سیر دامن سے گفتگو کرتے
بات بگڑی سی لب گدیان کے

اوس بت شوخکی ہی لطیف مین
دشمنی میرے دین و ایمان کے

آدمی سے ملک کو کیا نسبت
شان ارفع ہے میر انسان کے

دیدنے ہے شکستگی دل کے
کیا عمارت غموں نے ڈھائی ہے

ہے تصنع کہ لعل ہین وے لب
یعنے اکیبات سے بنائی ہے

دلسے تردیک اور اتنا دور
کسے اوسکو کچہ آشنائی ہے

مستون کیا ہے کوہکن کیسا
عشق کی زور آزمائی ہے

جس مرض مین کہ جان جاتی ہے
دلبرون ہی کی وہ جدائی ہے

یان ہوئے خاک سے برابر ہم
وان وہی ناز خودنمائی ہے

ایسا موتی ہے زندۂ جاوید
رشتۂ یار تھا جو آئی ہے

مرگ مجنون سے عقل گم ہے میر
کیا دوانے نے موت پائی ہے

سیر کی ہمنے ہر کہین پیارے
پھر جو دیکھا تو کچھ نہین پیارے

مشک سال وفا مین ایک مدت
پلکین لوہو مین تر رہین پیارے

یک نظر دیکھنے کی حسرت مین
آنکھین تو پانی ہو بہین پیارے

پہنچے ہے ضعف سے یہ اب حالت
جہان پہنچا رہا وہین پیارے

تجھ گلے مین رہے ہے میر مگر
دیکھین ہین جب نہ تب نہین پیارے

کب ہے میر ملک داروں سے
وہ گدائی شہ ولایت ہے

مطرب سے غزل میر کی کل ہم نے پڑھائی
اللہ رے اثر شب کے تئیں رنگ نی آئی

اس مطلع جانسوز نے آواز سکے لبوں پر
کیا کہیو کہ کیا صوفیوں کی جھلی جھلائی

خاطر کے علاقے کی سبب جان کہیا ئی
اس دل کی دھڑکنی سے عجب کوفت اٹھائی

گو اوس رخ مہتابی سے وان چاندنی چھٹکی
یان رنگ شکستہ سے بھی چھٹتی ہی ہوائی

ہر بحر مین اشعار کہے عمر کو کھویا
اس گوہر نایاب کی کچھ بات نبائی

بہتیرین تلین اوس بروی خمار کی ہلتے
لاکھو نہین ایسا دباش نے تلوار چلائی

دل اور جگر جل کے مری دونون ہوئی خاک
کیا پوچھتے ہو عشق نے کیا آگ لگائی

قاصد کے تصنع نے کیا دل کے تئین داغ
بیتاب مجھے دیکھ کے کچھ بات نبائی

ہچکی ہی مری آنکھہ لب لعل بتان سے
اس کی تئین جانتی ہی ساری خدائی

مین دیر پہونچ کے نہ کیا قصد حرم پھر
اپنی ہی جرس نے کی بہت ہرزہ درائی

فریاد نہین بلبلون ہی گلشن مین ہر صبح
بلبل نے مری طرز سخن صاف اوڑائی

مجلس مین مری ہو قرار ہا کرتی ہو جسکے
یہ بات مری ضد سے تمہین کس نے بتائی

گردش مین جسہین میر ہو مہر و ستارے
وان رات ہمین رہتی ہی چشم نمائی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان سوم

میر ہم مانگ نہ مرے حق میں یہ احسان کیا
خاک ناچیز تھا میں سو مجھے انسان کیا

اوس سر کے دل کی خرابی ہوئی اے عشق دریغ
تو نے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا

ضبط اتنا جب تئیں چاہت نہ ہوئی تھی ظاہر
اشک نے یہ کہ مرے چہرے پہ طوفان کیا

انتہا شوق کی اے جو صبا سے پوچھے
اک کف خاک کو ئی اُن نے پریشان کیا

مجھکو شاعر نہ کہو میر کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

دین و دل کا غم کو آسان نہ تھا ان میں لیے گیا
یا محبت کہکے یہ بار گران میں لیے گیا

دل اگر کہتا ہون وہ کہتا ہی وہ یہ دل ہی کیا
ایسی نادان کو ربا کر لنی کا حاصل ہی کیا

جاننا باطل کسکو یہ قصور فہم ہے
حق اگر سمجھی تو سب کہہ حق ہی یہان باطل ہی کیا

یان کوئی دن رات قصہ کوتہ قصد آگی کا کر
کاروان گاہ جہان ہر قتنی منزل ہی کیا

تک رہی ہین یا وسکی سو ہم تک ہی ہر ہین ایک سی
دیدہ حیران ہمارا دیدہ بسمل ہی کیا

وہ حقیقت ایک ہی ساری نہین ہے سب مجاز
آب سا ہر رنگ مین یہ اور کچھ شامل ہی کیا

جھوٹ میری دل مین ایسی ہی کہ ہو نہین دم بخود
وہ کشندہ یہ نہین کہتا ہی کہ تو گھایل ہی کیا

کہتے ہین ظلمہر ہی ایک ہی لیلی ہفت اقلیم مین
اس عبارت کا نہین معلوم کہ پھر محمل ہی کیا

ہمتو سو سو بار مرتی ہین ایک ایک آن مین
عشق مین وسکی گذر زنجان سی مشکل ہی کیا

شاخ پر گل یا نہال اور ہر جھکی جاتی ہین سب
قامت و لکش کا اسکی سرو ہی مائل ہی کیا

مرثیہ میری ہی دل کا رقت آور ہے بلا
محتشم کو میر مین کیا جانون اور مقبل ہی کیا

ان دلبرون سی رابطہ کرنا ہے کام کیا
کر ایک سلام پوچھا صاحب کا نام کیا

حیرت ہی کہ لین چشم تماشا کہان کہان
حسن و جمال ایسا ہی اسکا خرام کیا

کی اک نگاہ گرم جہان انسے مل گئے
عاشق کو دلبرون سے سلام و پیام کیا

شکر خدا کہ سر نہ فرو لائے ہم کہین
کیا جانین سجدہ کہتے ہین کسکو سلام کیا

اڑکر لگی ہے پاؤن سے زلف اسکی بیقرار
بازی نہین یہ سانپ جو کوئی کھلائیگا

اور مٹتی رہیگی خاک جنہان کرتی دشت دشت
کچھ دستگیر یہ بیسروسامان بھی پائیگا

در پے ہے اب وہ قاتل صد کینہ جو مہت
دیکھین تو میر کے تئین کوئی بچائیگا

وہ جو گلشن مین جلوہ ناک ہوا
پھول غیرت سے جلکے خاک ہوا

اسکے دامن تلک نہ پہونچا ہاتھ
تہا سر دست جیب چاک ہوا

کس قدر تہا خبیث شیخ شہر
اسکے مرنے سے شہر پاک ہوا

ڈر ہے اس رشک خور کی گرمی سے
کچھ تو ہی ہمسے جو تپاک ہوا

میر بلکان ہو گیا تہا بہت
سو طلب ہی مین پھر ہلاک ہوا

کیا روئی ہمین کو یون آن کر کے مارا
مہربت دگر سی طوفان کر سے مارا

تربت کا میری لوحہ آئینے سی کر سے ہے
یعنی کہ اُن نے مجھکو حیران کر کے مارا

بیگانہ جان اون نے کیا چوٹ راتکو کی
منہ دیکھہ دیکھہ میرا پہچان کر کے مارا

پہلے گلے لگایا پھر دوست جو اوٹھایا
مارا تو اون نے لیکن احسان کر کے مارا

ہوس مست عہد نے کیا کی تہی قسم مجہی سے
بہتون کو ان نے عہد و پیمان کر کے مارا

اعجاز منہ تکی ہی تری لب کے کام کا — کیا ذکر یان مسیح علیہ السلام کا
رقعہ ہمین جو آوے ہی سو تیر ہین ہنوز — کیا دیجئے جواب اجل کی پیام کا
کچھ سدھ سمبھالتی ہی کبھی ان نے پگڑی پہیر — ممنون ہین نہین ہون جواب سلام کا
منہ دیکھو بدر کا کہ تری روشنی رہے — تو یون ہی نام لی ہی کسونا تمام کا
نوبت ہی اپنی جب سی ہی کوچ کا ہی شور — بجنا سنا نہین ہی کبھو یان مقام کا
کچھ لب اوسکا دیکھکے خاموش رہ گئے — یعنی کہ تہا مقام پہ ختم الکلام کا
اوس روہو کی محو کو کیا روزگار سی — جلوہ ہی کچھ جدا ہی مری صبح و شام کا
صاحب ہو مارڈالو مجھے تم وگرنہ کچھ — جز عاشقی گناہ نہین ہی غلام کا

کب اقتدا ہو مجھسے کسو کی سوای میر
بندہ ہون دل سی مین اسی سید امام کا

ہو نشان کیون نہ تیر خوبان کا — مجھپہ تو وا ہوا ہے طوفان کا
ہاتھ زنجیر ہو جنون مین رہا — اپنی زنجیرہ گریبان کا
چمکے دیکھو جھکتے وی لب سرخ — ذکر یان کیا ہی لعل و مرجان کا
ایک رہزن ہی اوسکے کافر زلف — غم ہی رہتا ہے دین و ایمان کا
عمر آوارگی مین سب گذری — کچھ ٹھکانا نہین دل و جان کا

جو تیر چلا اوسکا سو میری طرف آیا
اس عشق کے میدان مین مین ہی تو نشانا تھا

جب تو نے نظر پھیری تب جان گئی اسکی
مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ بہانا تھا

کب اور غزل کہتا میں اس سے رہا مین لیکن
پر دیکھ مجھے اپنا احوال سنانا تھا

کہتا تھا کسو سے کچھ بکتا تھا کسو کا منہ
کل میر کھڑا تھا یان سچ ہے کہ دوانا تھا

سہل ایسا تھا آخر جی سے مرا جانا تھا
ٹک رخنہ قدم کر کر مجھ تک اسے آنا تھا

کیا منہ کی پریشانی کیا پردے مین نہانی
منہ یار کو ہر صورت عاشق سے چھپانا تھا

لذت سے تہ خالی جانا ہے تیغ اسکے
اے صید حرم تجھکو اک زخم تو کھانا تھا

کیا صورتین بگڑی ہین مشتاقونکی ہجر مین
اس چہرہ کو اے خالق ایسا نہ بنانا تھا

مت سہل ہمین سمجھو پھر کہتے ہو ہم تم سے
برسون تئین گردون فلک خاک کو چھانا تھا

کیا ظلم کیا بیجا مارا جیون سے ان نے
کچھ ٹھہر رہی تھی اسکی کچھ اسکا ٹھکانا تھا

اے شور قیامت اب وعدے سے قیامت کے
خوابیدہ مرے خون کو ظالم نہ جگانا تھا

ہو باغ و بہار آیا گل پھول کہین پایا
جلوہ اسی یان اپنا صد رنگ دکھانا تھا

کہتے نہ تھے ہم واں سے پھر آپکو جیتے تم
میر اس گلی مین تمکو مرنا ہی جانا تھا

عاشقونکی پایمالی مین اسی اصرار ہے
یعنی وہ محشر خرام اب پاکون پھیلانی لگا

چشمک اس مہ کی سی دل کشش مہ مین آئی تھی
گو ستارہ صبح کا بھی آنکھ جھپکانی لگا

کیونکر اس آئینہ رو سے میر ملئے بیحجاب
وہ تو اپنے عکس سے بھی دیکھو غرمانی لگا

ضبط کرتی کرتی اب جو لب کو مین نے وا کیا
سو ہی رہتا ہون یہ کہتا ہائے دل کیا کیا

آنکھ پڑتی تھی تمہاری منہ پہ چھبک جیسی تھا
کیا کیا تمنے کہ مجھ بیتاب سے پردہ کیا

گور ہی اوسکو جھٹکائی عشق جسکی ہان ہے
اس طبیب بدشگون نے کسکی شیون اٹھایا

دیکھہ خط کی مجھکو رستی بند ہوجاتی ہین اب
عشق نے کیا کوچہ و بازار مین رسوا کیا

لوگ دل دیتے سنے تھے میر دے گذرا ہی جی
ایک اپنی طور پر ان نے بھی اک سودا کیا

سینہ کوبی ہی طپش سی غم ہوا
دل کے جانے کا برا ماتم ہوا

آنکھین دوڑین خلق جاوے گر گری
اوٹھہ گیا پردہ کہان اودہم ہوا

کیا لکھون رویا جو لکھتے جون قلم
سب مرے نامے کا کاغذ نم ہوا

ہم جو اس بن خوار ہین حد سے زیاد
یاریان تک آن کر کیا گم ہوا

آگیا یون ہی خرامان وہ تو میر
حشر کا ہنگامہ سی برہم ہوا

مین گلستان مین آکے عبث آشیان کیا
بلبل نے بھی نہ طور گلون کا بیان کیا

پھر اسکی ابرو ان کا خم و تاب ہے وہی
تلوار کے تلے بھی مرا امتحان کیا

دون کسکو دوس دشمن جانی تھی دوستی
اس حرف مین صریح مین نقصان جان کیا

گالی ہے حرف یار قلم نے قضا کی ہے
صورت نکالی خوب دلی بدزبان کیا

اس جنس خوش کو ہیچمدان کہا مین نے کیا کیا
مین نے کسو کا کیا کیا اپنا زبان کیا

لڑکے جہانا باد کی یک شہر کرتے ناز
آجاتے ہین بغل مین اشارا جہان کیا

مین منتظر جواب نامے کے مر گیا
ناچار میر جان کو اودہر روان کیا

۲۷۳

وفا تھی مہر تھی اخلاص تھا تلطف تھا
کبھو مزاج مین اسکے ہمین تصرف تھا

جو خوب دیکھو تو ساری وہی حقیقت ہے
چھپانا چہرہ کا عشاق سے تکلف تھا

امیر عشق نہین باد خواہ خون رکھتے
ہمارے قتل مین اوسکو عبث توقف تھا

نہ پوچھو خوب ہی بد عہدیونکی مشق اوسکو
ہزار عہد کئے پر وہی تکلف تھا

جہان مین میر سے کاہیکو ہوتے ہین پیدا
سنا یہ واقعہ جن نے اوسے تاسف تھا

جنون مین ساتھ تھا کل لڑکون کا لشکر جہانگیر
چلی آتی تھی چاروان اور سے تیر جہانگیر تھا

میر کو کتنے دنون سے رہتی تھی بیطاقتی
رات دل تڑپا بہت شاید کہ مر کر رہ گیا

مجھ زار نے کیا گریۂ بازار سے پایا
کبریت نمط جن نے یا مجھکو جلایا

بیتاب تر تیغ ستم دہر رہا مین
جب تک نہ گئی جان مجھی صبر نہ آیا

جانا فلک دون نے کہ سرسبز ہوا مین
گر خاک سے سبزہ کوئی پژمردہ اگایا

اس رخ نے بہت صورتین لوگون کی بگاڑین
اس قدنے قیامت کا سا ہنگامہ اوٹھایا

مت راہ سخن دے کہ پھر آہی تو کہی گا
کیون مین نے محبت کی عبث منہ کو کھلایا

ہر چند کہ تھی بجھنے کی جائے ترے لب
پر گالیان اتنی دین انہون کے رجھایا

گردش مین رہا کرتی ہین ہم دیدہ مین انکے
آنکھون نے تیری خوب سما ہمکو دکھایا

کس روز یہ اندوہ جگر سوز نہ آگے
کب شب لب و یارب تھی مری یونہین خدایا

دن جی کی الجھنون ہی مین جگر ہی مین کٹی ہے
رات اسکی خیالات سے رہتی ہین قضایا

کیا کہیے دماغ اسکا کہ گلگشت مین گل میر
گل شاخون سے جھک آئی تھی پر منہ نہ لگایا

جب گل کہی ہے انکے تئین یار کی روسا
تب آنکھون تلے میری اتر تا ہی لہو سا

تحقیق کرون کس سے حقیقت کے نشے کو
خضر اب اسی کہتا ہے آتش کہی موسا

کیا شکوہ پیار سے ہی جو میر منہ لگا دے
پہلے ہی چوکی تم تو کاٹو ہو گال اسکا

زار رکھا بیحال رکھا بیتاب رکھا بیمار رکھا
حال رکھا تھا کچھ بھی ہمنے عشق ہی آخر مار رکھا

میلان اسکا تھا کاہیکو جانب الفت کبھو شوخ
اپنی طرف سے ہمنے ابتک اس ظالم سے پیار رکھا

عشق بھی ہم میں ہاے قصور کیسے کیسے کرتا ہے
دل کو چاک جگر کو زخمی آنکھون کو خونبار رکھا

کیا پوچھو ہو دین کے اکارت فاضل کامل صابر رنج
عزت دار کیا لوگون کو گلیون میں اون نے خوار رکھا

کام اس سے ایکطور پہ لیتے بیطور اسکو ہونے نہ دیتے
حیف ہے میر سپہر دون نے ہمسو اسکو نہ یار رکھا

دل رات دن رہے ہے سینے میں عشق ملتا
ہر چند چاہتا ہون پر جی نہین سنبھلتا

اب تو بدن مین سارے اک پھنک رہی ہے آتش
وہ مہ گلے سے لگتا تو یون جگر نہ جلتا

شب ماہ چار دہ تھا کس حسن سے نمایان
ہوتا بڑا تماشا جو یار بھی نکلتا

اے رشک شمع گویا تو موم کا بنا ہے
مہتاب مین تجھی کو دیکھا ہے یون نگھلتا

تکلیف باغ ہمکو یارون نے کی وگرنہ
گل پھول سے کوئی دم اپنا بھی دل بہلتا

رونیکا جوش ویسا آنکھون مین کچھ ہے بعینہ
جیسے ہو رود کوئی برسات مین ابلتا

کرتا ہے دل سلوک ایسا جو چاہتا کہ جان جاوے
ہم میر یون نہ مرتے اسپر جو دل نہ جلتا

دیر مین جو مین گدایانہ گیا اودہر کہا
شاہ جی کیجیے گدا ہر سے آپ کا آنا ہوا

کیا کہون حسرت لیے جیسے جہان سے کوئی جاتا ہے
یار کی کو چے سے اپنا اسطرح جانا ہوا

میر تیران جور کیشون کے جو کہائی بیشمار
چھاتی اب جھلتی ہے میری ہی جگر چھانا ہوا

کیا کہون حال کہین دل زدہ جا کر اپنا
دل مین اپنا ہے محبت مین نہ دلبر اپنا

دور رئی یار مین ہے حال دل ابتر اپنا
ہمکو سو کوس سے آتا ہے نظر گھر اپنا

یک گھڑی صاف نہین ہم سے ہوا یار کبھی
دل بھی جون شیشہ ساعت ہے مکدر اپنا

ہر طرف آئینہ داری مین ہے اسکی رو کی
شوق سے دیکھیو منہ ہووے ہے کیدھر اپنا

لب بلب رکھہ کے نہ اس گلکے کبھو ہم سوئے
نہ بساط خسک و خار ہے بستر اپنا

کسطرح حرف ہوا صبح کا موثر ہم مین
سختیان کھینچتی ہے دل ہوا تیہر اپنا

کیسی سوائی ہوئی عشق مین کیا نقل کرے
شہر و قصبات مین ہے کو بہ کو گھر گھر اپنا

اوس گل تر کی قبا کی کمین کھولی تہ بند
رنگون گلبرگ کی ناخن ہے معطر اپنا

بخت سے یہ جسم کی لگ لگنے ندیتے ہرگز
زور چلتا کچھ اگر چاہ مین دل پر اپنا

پیش کچھ آوے مین ہم تو ہین ہر صورت سے
منزل آئینہ نہین چھوڑتی ہم گھر اپنا

دل بہت کھینچتی ہے یار کی کو چے کی زمین
لوہو اس خاک پہ گرنا ہے مقرر اپنا

نہ کہنا کچھ آیا نہ ملا کیا جواب ان سے سوا لوٹ کا

دم نہ لے اسکی زلفون کا مارا
میر کاٹا جیے نہ کالون کا

احوال نپوچھو کچھ ہم ظلم رسیدون کا کیا حال محبت کی آزار کشیدون کا
دیوانگی عاشق کی معجون ہی ہے عاشق ہی دل اپنا تو گلگشت کرے ہے تین کا
عاشق ہی دل اپنا تو گلگشت کرے ہے تین کا
ناچار گئے مارے میدان محبت مین پایا نہ گیا چارہ کچھ اوسکی شہیدون کا
پتے کی کٹر کہنی سی ہوتی ہی ہمین وحشت کیا طور ہی ہم اپنی سائی سی رسیدون کا
کیا کیا نہ گیا اوس بن صبر اور جائے دل رونق گئی بشری سی ہی پر نور بھی دیدون کا

کرتی ہین بسا اوسا دل شاد گئی تک کر
سو میر وہ ملنا بھی اب ترک ہی عیدون کا

سطح جو ہاتھون مین تہا اسکی رخ گلفام کا ہاتھہ ملنا کام ہی اب عاشق بدنام کا
کچھ نہین عنقا صفت پر شہرہ آفاق ہون سیر کی قابل ہی ہو نا ہین سیر ی نام کا
ہجر کی راتین بڑی ہی ہوئی جو تک ہو تین کہین اسمین کچھ نقصان ہونا تہا مگر اوسام کا
روخون پر زلف مین اسکی تو پھیر رو تا رہون صبح تک جاتا نہین ہی سینہہ آیا شام کا

ہمیشہ التفات اسکی کسوکے بخت سے ہوگا
نہین تیر ستمزدہ مین تو اسکی لطف گاہ ہے کا

ہر بزم کہ رہائی شمع اسکا رنگ جھلکی ہے
وداغ سیر اسکو ہے میری رنگ کا ہے کا

گر ہیں گے صدر کے درویش اسی اور کیا یارو
کیا ہے لڑکون مے دینا انہونکو تاج شاہی کا

خراب احوال کچھ بکتا پھری ہے دیر و کعبے مین
سخن کیا معتبر ہے میر سے واہی تباہی کا

دیکھون مین اپنی رات کو خون نابہا سوتہا
جی دل کے اضطراب سے بیتاب تہا سوتہا

آکر کہڑا ہوا تہا البصد حسن جلوہ ناک
اپنی نظر مین وہ دُر نایاب تہا سوتہا

ساون ہرے نہ بہادون مین کیونکر اول ورد
سبزہ ہماری پلکون کا سیراب تہا سوتہا

درویش کچھ گیا صفر ملک شاہ سے
خرقہ کلاہ پاس جو اسباب تہا سوتہا

کیا بہاری بہا فلے یان سے چلے گئے
تجکو وہی خیال گران خواب تہا سوتہا

برسون سے ہے تفاوت وسجادہ ونہا
ہر میل دل جو سوئی مئی ناب تہا سوتہا

ہم خشک لب جو روتی رہے جوئین بہ چلے
پر میر وسعت عشق کا جو آب تہا سوتہا

ردیف باہی

ماہ صیام آیا ہی کہ قصد اعتکاف اب
بابا بیٹہین مسکدی مین مسجد سے اوٹھا ہی

بجلی سی اک تجلی آئی تھی آسمان سے
آنکھین لگا رہے ہین لیل نظر اودھر سب

اس ماہ بن تو چین دکھہ مین بسر ہوئی تھی
کل رات آگیا تو وہ دکھہ گیا بسر سب

قطعہ

کیا فہم کیا فراست ذوق و بصر سماعت
تاب و توان و طاقت یہ کر گئی سفر سب

منزل کو مرگ کی تھا آخر مجھے پہنچنا
بھیجا ہے مین نے اپنا اسباب پیشتر سب

دنیا مین حسن و خوبی میر ایک عجیب شی ہے
رندان و پارسایان جس پر کھین نظر سب

شیشے مین مے کے توڑی زنجیر میر صاحب
اب کیا مری جنون کی تدبیر میر صاحب

ہمسر نہ پی سکے تو وہ تیغ پی نہ سکتے
اپنا گناہ اپنی تقصیر میر صاحب

کھینچے نہین کمان اب ہمسے ہوائے گل کے
باد سحر لگی ہے جون تیر میر صاحب

کب ہین جوانی کی سی اشعار شور آور
شاید کہ کچھ ہوئی ہین اب پیر میر صاحب

تم کس خیال مین ہو تصویر سی جو چپ ہو
کرتی ہین لوگ کیا کیا تقریر میر صاحب

سب آتش سوزندہ کا کسی ہے جگر اب
بجھ صرفہ کری صرف نہ کیون دیدۂ تر اب

بارق ہی ہوا دوری خاک بھی مشتاق کسو کی
سر مار کے کرتا ہے پیارے نہ بن بسر اب

جی سبب آتا نہین اب مبدم عاشق کو
در و کعبہ بیچ ہے نہایت رنج اور سایا ہے بہت

وادی و کہسار مین تو ماہون کو ڈہونڈہ مین مارا مارا
دلبران شہر نو مجکو ستایا ہے بہت

وانمین ہوچہا کسے سے دل گرفتہ عشق کا
ظاہر اغمگین اسی سے ہنسا خوش آیا ہے بہت

میر کم گشتہ کا ملنا اتفاقی امر ہے
جب کبہو پایا ہے خواہشمند پایا ہے بہت

عجب نہین ہو نجاتی جو میر چاہ کی ریت
سنا نہین ہے مگر یہ کہ جو ملے کسکی میت

مت ان نمازیون کو خانہ ساز دین جانو
کہ ایک اینٹ کے خاطر یہ ڈہاتی ہین مسجد میت

غم زمانہ سے خانع ہین مایہ باختگان
قمار خانہ آفاق مین ہے ہارے جیت

نہار شانہ و مسواک و غسل شیخ کرے
ہماری عندلی مین تو ہے وہ جیب پلیت

کسو کی بستر سنجاب و قصر سے کیا کام
ہماری گور کی بی ڈہیر مین مکان ہے بہت

ہوئی ہین سو کرے عاشق لہنو کے سی تا
ہر قصیب یکہو تو گانی ہین بیٹہے اوری میت

شغف سے ہین در و دیوار زرد شام و سحر
ہوا ہے لکنوا اس بگذر مین پیلی بہیت

کہا تہا ہمنے بہت بولنا نہین ہے خوب
ہماری یار کو سواب ہین سی بات پہبت

ملی تہی میر سے ہم کل کنار دریا پر
فتیلہ سودہ جگر سوختہ سی جیسے امیت

منہ دکھاتی ہے آرسی ہر صبح
تو بھی اپنی تو ٹک دکھا صورت

خوب ہے چہرہ پری لیکن
آگے اسکے ہی کیا بلا صورت

قطعہ

کب تلک کوئی ویسے صورت نا
آ مرے پیارے بنا بنا صورت

ایک دن تو یہہ کہہ کہ ملنے کے
تو بھی میرا کے کوئی لا صورت

حلقے آنکھونمین پڑ گئے منہ زرد
ہو گئی میر تیری کیا صورت

وصل و لبر نہ تک ہوا قسمت
مر چلے ہجر مین ہی یا قسمت

ایک بوسی پہ بھی نہ صلح ہوئے
ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت

شیخ جنت تجھے مجھے دیدار
وان بھی ہر ایک کی ہے جدا قسمت

پھول جن ہاتھونسے سبھونکو دیئے
زخم تیغ ادنسے اپنی تھا قسمت

کیا ازل مین ملا نہ لوگون کو
تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

زخم جیسے داغ بھی کہانی ہے بہت
دل لگا کد ہمتو پچتائی ہے بہت

جنت اب جاگہ سے تم جایا گئے
ہم تو اپنے اور سے آئے بہت

ردیف پنجم

کلیجہ نکو تو منہ چٹ پٹ ای ہائے جان حق الحاظ	بلبل کے دل جگر کو ظالم لگی ہے کیا چٹ
جی ہی ہی نہ میرا تو اسکو کیا کرونین	ہر چند بیٹھتا ہون مجلس مین اوسی اہٹ
دیتی ہے طون بلبل کیا نالہ و فغان کو	دیکھے اوجنسے ہے یہ عاشقونکی پھٹ
مردی نہ تھی ہم ایسے دریا پہ جب تہا تیمہ	اس گہاٹ گاہ و بیگہ نہی لگا تہا جمگھٹ
رک رک کے دل ہمارا بیتاب کیون نہو کہ	کثرت سے درد غم کی رہتا ہے اسپہ جہپٹ

شب میر سے ملے ہم اک وہم رہ گیا ہے
اسکے خیال مین ہی اتبو گیا بہت لٹ ✣

خدا جانے ہووی گی کیا نہایت	اجل تو ہے دلکی مرضکی ہدایت
سخن عنسی آغشتہ خون ہے ولیکن	نہین لب مری آشنای شکایت
نہین یہ گنہگار ملنے کے قابل	کرم کرینگے تو مہربانی عنایت
گیا آسمان پہ جو نالہ تو کیا ہے	نہین یار کی دلمین کرتا سرایت

ہمین عشق مین میر سب لگ گئی ہے
نہ شکر شکایت نہ حرف و حکایت

ردیف ثانی

تری جستجو یار کی ہے عبث	یہ کوشش گنہگار کی ہے عبث

فرہاد و قیس جسے مجھے چاہو پوچھ لو
مشہور ہے فقیر بھی اہل وفا کے بیچ

آخر تو مین نے طول دیا بحث عشق کو
کوتاہی تم ہی مت کرو جور و جفا کی بیچ

آئی جو لب پہ آہ تو مین اوٹھہ کھڑا ہوا
بیٹھا گیا نہ مجھسے تو ایسی ہوا کی بیچ

اقبال دیکھہ اس ستم و ظلم و جور پہ
دیکھون ہون جسکو ہے وہ اوسیکی دعا کے بیچ

دل اس چمن مین بتون سے میرا لگا دیے
پوجے وفا بنائی کسو آشنا کی بیچ

جوش و خروش میر کے جاتے رہے نہ سب
ہوتا ہے شور چاہنے کی ابتدا کے بیچ

ردیف ہای ہطی

یاد آگیا تو بہنے لگین آنکھین جو کی طرح
کچھہ آگئی تھی سرو چمن مین کسو کی طرح

چسپان قبا وہ شوخ سدا غصے ہی رہا
چیین جبین سے اوسکی اوٹھائی نہ کیطرح

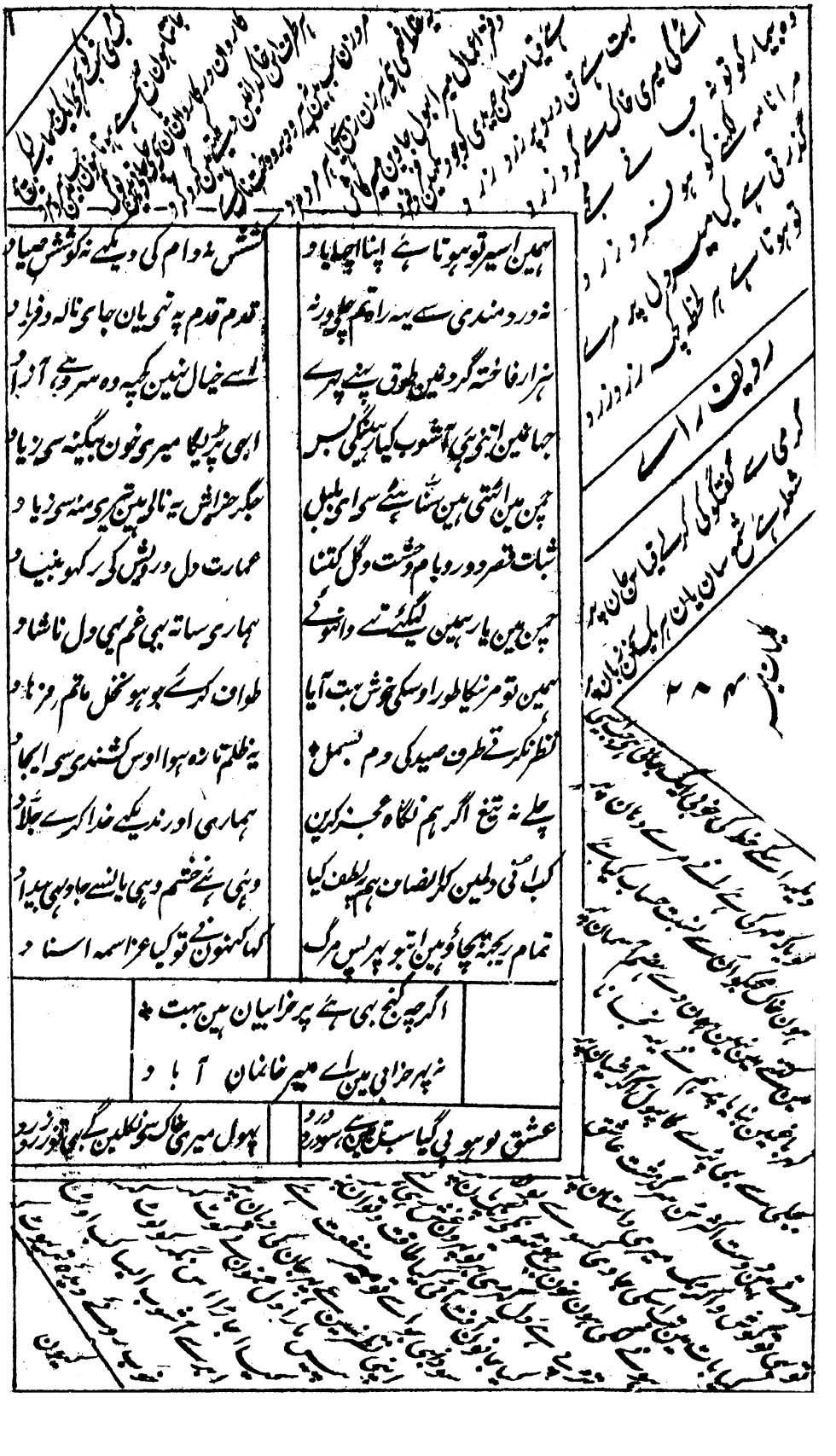
گالی لڑائی آگی تو تم جانتے نہ تھے
اب یہ نکالے تنے ہے گفتگو کی طرح

ہم جانتے تھے تازہ بنائی جہان کو لیک
یہ منزل خراب ہوئی ہے کسو کی طرح

سرسبز ہم ہوئے تھے جو زرد ہو چلے
اس کشت مین پڑی ہے ہماری نمو کیطرح

وہ دن کہان کہ مست سر اندر و خم مین تھے
سر اب تو جو جڑا ہی شکستہ سبو کی طرح

تسکین دل کی کب ہوئی سیر چمن سے یہ
گو بھول دلمین آگئی کچھہ اسکی رو کیطرح



کیون گریبان کو پروا ہے مری وحشت میں
دامن اب کے کیا ہے بہت مختصر

ای مرغ چمن جمع ہوئی زر مہ سر کر
ہم رہ گئی حیران اسی منہ پہ نظر کر

وہ آئینہ رو باغ کی ہو نین ہو دن تا
ہے رشک مری جان مجھے میری خبر کر

ہے بیخبری مجھکو تری دیکھ سراپا
جس جا ہی سراپا مین نظر جاتی ہے اٹکی

فرہاد سے تہر پہ ہر مین صفتین کیا کیا
دل ہا کو جگر کاوی ہے تیشہ تو بہی کر

پرتی نگہ دش شوخ کی ہوتا ہے ہر اک
معشوق کا کیا وصل ورے ایسا ہر اک

بالشب طرف اوس چہرہ تابان سے ہے
تیر ہوا نظر ہے نہ چہرہ ماہی سے اتر کر

کب اور کیا ہوتا عوض بوسے کے کاش
پچھتا ہے بہت میر ہم اس کام کو کر کر

جب ہمکلام ہوتا ہے وہ ہنسنا ہنسا کر
اس رنگ سے کرے ہے باتین چبا چبا کر

نی جملہ تن لطافت عالم مین جانکی ہمکو
شبنم ہوا مین اڑ گئی ہون خاکدان مین آکر

سعی و طلب بہت کی مطلب کے تئین پہنچے
اپنا ہی اب جہان سے ہم تو ہوا سفر کر

مبارک تمہین میر ہو عشق کرنا
بہت ہم تو پچتا ہی دل کو لگا کر

صاف غلطان خون مین ہے نخچیر یار
لی گیا رنگ اسکے دل سے تیر یار

گو تہی کے میرے طول عمر نے
جور مین تو کچہہ نتہے تقصیر یار

اگ کرون کے پانو مین بیڑی ہوئی
ہاتہہ مین سو نیکی وہ زنجیر یار

ہے کشیدہ جیسے تیغ آفتاب
میان مین رہتی نہین شمشیر یار

میر ہم تو نازہے کہینچا کیے
کیون کے کوئی کہینچے ہو تصویر یار

مذہب سے میری کیا تجہے میرا و یار اور
مین اور یار اور مرا کار بار اور

چلتا ہی کام مرگ کا خواب اسکی دور مین
ہوتا ہی گرد شہر کی روز اک مزار اور

سنتے ہی کوان فقیر نہین گئے نہ شہر کے
صاحب نے میری مجہکو دیا اعتبار اور

دلکو تو لاگ ہی ہی تکون راہ کب تلک
اس پر ہی یک عذاب شدید انتظار اور

لسمبل پسند کرکے ترا پنا دیکہنا
ہے میری صید پیشہ کا طور شکار اور

مین اسکی گرد رہ کا رہا منتظر بہت
سو آنکہین دونون لائین مری اک غبار اور

درد و سراب جو عشق کا ہی گو رتک سیاہ ہی
کچہہ نشا ہی اور ہی اسکا خمار اور

کاہیکو اس قرار سی تہا اضطراب و قلق
ہوتا ہی ہاتہہ رکہنی ہی دل بیقرار اور

سر کا نکر ہم اسکے قدم کے تلے رکھا — سیر ہی ہی او سکی طرف کا لا سطرف ہنوز

مدت سے مثل شب ہے مرا تیرہ روزگار — آتا نہین وہ غیرت ماہ اسطرف ہنوز

پتہر اگئین ہین آنکھین مری نقش پا کے طور — پڑتی نہین ہے یار کی راہ اسطرف ہنوز

مسکی جہت سے میر لیکے نزدیک پہنچی ہم — پہرتا نہین وہ آنکھ وہ اہ اسطرف ہنوز

آنکھین ہماری مند چلین ہین جس لغیر یان — وہ دیکھتا ہی تک نہین آہ اسطرف ہنوز

برسون سے میر ماتم مجنون ہے دشت مین
روتا ہی آکے ابر سیاہ اسطرف ہنوز

ردیف سین

گلامت تو رُ اپنا اے جرس بس — نہین اس راہ مین فریاد رس بس

کبھو دل کی نہ کہنے پائی اسسے — جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس

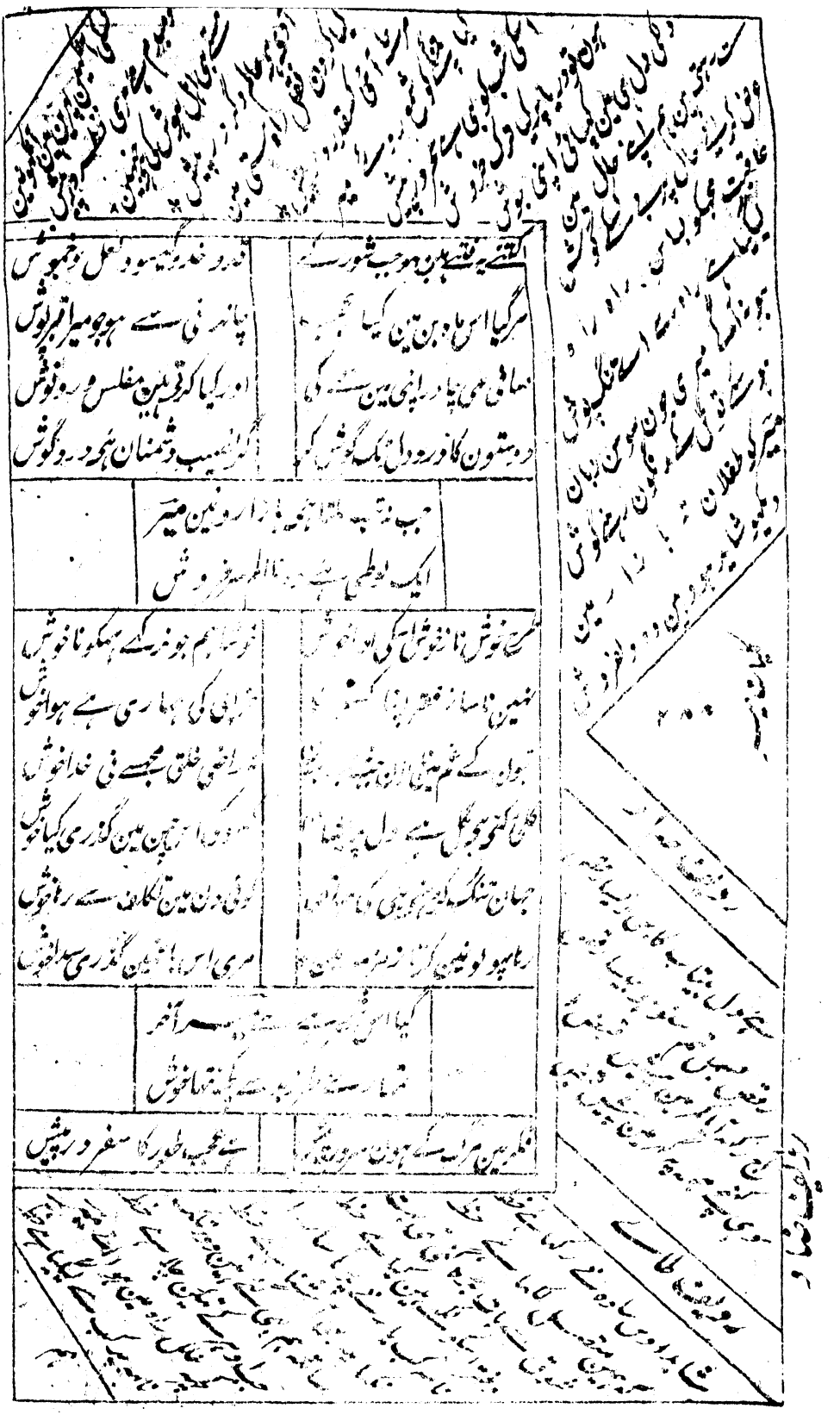
گل و گلزار سے کیا قیدیون کو — ہمین داغ دل و کنج قفس بس

نہ ترسا و یکایک مار ڈالو — کروگے کب ملک ہم پر ترس بس

بہت کم دیتے تھے باد دل کہا تُو — رہے ہم ہی تو روٹی اسکی برس بس

کسو محبوب کے ہو گور پر گل — ہمارے خاک کو ہی خار و خس بس

چمن کے غم مین سینہ داغ ہی میر — بہت نکلی ہماری بی ہوس بس



ہم نہ سمجھی رابطان خطوں سے ماجرا غلط | ہوتی ہین بر فور غلط یہ ہو گیا یہ کیا غلط

کتنے ہو گیا کیا لکھا ہے خط مین مجھکو میر نے
کب کہا کتنے یہ سب جھوٹ مہ افترا بیجا غلط

ردیف ظای معجمہ

جو وہ ہے تو ہے زندگانی سے حظ | مزا عمر کا ہے جوانی سے حظ

نہین وہ تو سب کچھ یہ بے لطف ہے | نہ کھانے مین لذت نہ پانی سے حظ

کہا در زدل رات کیا میر نے
اٹھایا بہت اس کہانی سے حظ

ردیف عین

آگی جب اس نازنین ہمسایہ کی آتی ہوئی | پانی پانی شرم سے مفرط ہی ہوتی جاتی ہوئی شمع

ہے مری ہر اک غزل پہ اجتماع | خانقہ مین کرتے ہین صوفی سماع

وجد مین رکھتا ہے اہل فہم کو | میرے شعر و شاعری کا استماع

نیم بسمل چھوڑ دنیا پر رحم کر | اس شکار افگن گاہی گاہ اختراع

کچھ خطر عاید ہوا میری ہے او | ورنہ اسے سب کو پہنچا انتفاع

یار دشمن ہو گیا اسکے سبب | ہے متاع دوستی بھی کیا متاع

پیش ترکان دھرے رہے خنجر — آگے زلفوں کے دام ہے موقوف
کہہ کے صاحب کبھو بلاتے تھے — سو وقار غلام ہے موقوف
اقتدا میر ہمسے کسکے ہوئے — اپنے اب ہان امام ہے موقوف

ردیف قاف

کیا حقیقت کہون کہ کیا ہے عشق — حق شناسون کا ہان خدا ہے عشق
دل لگا ہو تو جی جہان سے اٹھا — موت کا نام پیار کا ہے عشق
او تدبیر کو نہین کچھ دخل — عشق کے درد کی دوا ہے عشق
کیا ڈبایا محیط مین غم کے — ہمنے جانا تہا آشنا ہے عشق
عشق سے جا نہین کوئی خالی — دل سے لے عرش تک بھرا ہے عشق
کوہ کن کیا پہاڑ کاٹے گا — پردے مین زور آزما ہے عشق
عشق ہے عشق کرنے والون کو — کیسا کیسا بہم کیا ہے عشق
کون مقصد کو عشق بن پہنچا — آرزو عشق مدعا ہے عشق

میر مرنا پڑے ہے ہر آن پر
عشق مت کر کہ بد بلا ہے عشق

گر بادیے مین مجکو صبا لیکے جائیے — مجنون کو میرے اور سی کیسو دعا کرو

چاک دل ہے انار کے سے رنگ
چشم پر خون نگار کے سے رنگ

کام مین ہے ہوای گل کی موج
تیغ خونریز یار کے سے رنگ

تاب ہی مین رہے ہی اسکی زلف
انھی پیچدار کے سے رنگ

کیا ہوا فردگی کے ساتھ کملا
دل گل بے بہار کے سے رنگ

برق ابر بہار نے بے لیے
اب دل بیقرار کے سے رنگ

کنج تخچیر گہہ مین ہین ماہون
ہم بہے لاغر شکار کے سے رنگ

عمر کا بہے سو رنگ جاتا ہے
ابلق روزگار کے سے رنگ

برگ گل مین نہ ہو لکھے ہوگے
کف پاے نگار کے سے رنگ

اس بیابان مین میر محو ہوے +
ناتوان اک غبار کے سے رنگ +

ردیف لام

ابکی ہزار رنگ گلستان مین آے گل
پر اس بغیر اپنے تو جی کو نہ بھاے گل

بلبل کو ناز کیون نہ خیابان گل پہ ہو
کیا جانی جنے چہاتی پہ پہر کر کماے گل

کب تک ستائی پانو بن اسکے یہ بیکلی
لگ جاے تک چمن مین کہین آکہہ پاے گل

ناچار ہو چمن مین نہ رہیے کہون ہو جب
بلبل کہے ہے اور کوئی دن نہ ہاے گل

سکندر سہو کی مالک سات اقلیمون کا آخر کو
کیا دست تہی لیکر یان سے یہ کچھ کر کیا حاصل

بلا قحط مروت ہو کہ ہو محصول غلے پر
کہین سے چار دانی لاولیون جا بجا حاصل

نہ پہنچے کیونکی نقصان ہم تو قید تعین کرے
خودی سی کوئی نکلی تو اسی ہو خدا حاصل

عبارت خوب لکہی شاعری انشا طرازی کی
ولی مطلب ہو گم دیکہین تو کب ہو مدعا حاصل

بہت معروف کشت و کار تھی مزرعہ دنیا
انہا حسرت سے ماتہہ کو ہر ہین یہ کچہہ ہوا حاصل

پر است میسر اپنا گران گوشونی محلس مین
سنے کوئی تو کچہہ کہئے ہی ایسے کہنے کا حاصل

ردیف میم

جی کی تسکین چہپاتی نہین یون تو غم سے ہم
پر تنگ آگئی ہین تمہاری ستم سے ہم

اپنے خیال ہی مین گذرتی ہے اپنی عمر
پر کچہہ نہو چہوے نہین جاتی ہم سے ہم

زانو پہ سر ہے قامت خم گشتہ کی سبب
پیری مین اپنی آن لگی ہین قدم سے ہم

جون چکمہ پیر جاج کا ہی خوار جانماز
تنخا نی مین جو آئی ہین چل کر حرم سے ہم

روتے ہی ان نے دیکہہ کی ہم کو کیا ترحم
اک چشم داشت رکہتی نہ تر گان نم سے ہم

بد عہد یان ہو کر تو گئی اسکو سال ماہ
اب کب تسلی ہونی ہین قول و قسم سے ہم

زنار سا بندہا ہے گلے اپنے ہے تو کفر
بدنام ہین جہان مین عشق صنم سے ہم

جو کچھ آوے سالک کے آگے نظر — رکھا ہمنے اب گھر سے باہر قدم
ہمین سرکشی سر بلندی سے کیا — رہے ضعف مین ہم تو سر ور قدم

کہین کیا کف پا مین میرا ہے بلے
چلین ہم سر زن پر مکرر ہر قدم

میر آج وہ بدمست ہے ہشیار رہو تم — ہے بیخبری اسکو خبردار رہو تم
جی جانے کسیکا کہ رہو تم کو قسم ہے — مقدور تلک درپے آزار رہو تم
دو محو جمال اپنے ہے پروا نہین اسکو — خواہان رہو تم اب کہ طلبگار رہو تم
اس معنے کی ادراک سے حیرت ہے حاصل — آئینہ نمط صورت دیوار رہو تم
یکبار ہوا ولکے تسلے کا وہ باعث — یہ کیا کہ اسی طور پہ ہر بار رہو تم
ہو لطف اسی کا تو کوئی کام کو پہنچے — تسبیح گلے ڈالکے زنار رہو تم

کیا میر بری چال سے جینے کی چلی ہے
بہتیرا ہے اپنے تئین اب مار رہو تم

اٹک اٹک جاتی ہین ورنہ جہان سے ہم — کچھ ہو رہا ہے غم مین تیرے نیم جان سے ہم
ہر بات کے جواب مین گالی کہان تلک — اب جان لب پہ ہے ہین تمہارے زبان سے ہم
وعدہ کرو تو سوچ لو مدت کو دیکھ بھی — یہ حال ہے تو دیر رہینگے کہان سے ہم

نسبت تو ہمد گر بہ گو و دل کی ہو نسبت ہم ہین خوای بلبل ہو گل کی نگ بو تم

دیکھیہ اشک سرخ ہو لائے رنگ اور لائے
ہین میر منہ پر آنسو یار روتے ہو لہو تم

ردیف نون

مُندی سی آنکھین بہر بین ہین جلتی ہین کیلیجہ کباب ہین ہین — دلکے پھپھولے سے ہم آتش ہین ہین آب ہین ہین
ساتھہ اپنے ہین اسباب مساعد مطلق — ہم بھی کہیے کیا ہین عالم اسباب ہین ہین
غفلت دل سی ستم گذرین ہین سو مت پوچھو — قافلے چلنے کو تیار ہین ہم خواب ہین ہین
عشق کی ہینگے جو سر گشتہ پڑی ہین دل بی — کشتیان بگلا ہین ہین کیا انکی کہ گرداب ہین ہین
دور کیا اسی جو بیٹھی ہے اغیار اپنا دور — پاس اس طور کی بھی عشق کی آداب ہین ہین
ہے فراغ مہ تابان سی فراغ سے ملے + — دل جلے ہین تو رخ سی تری مہتاب ہین ہین

ہم بھی اس شہر مین ان لوگون سی ہین خانہ خراب
میر گر بار جنون کی رہو سیلاب ہین ہین

کہے تو ہمنشین نگ تصرف کچھہ کہا ہو ہین — الگ میٹھا خانبدون کو کہ ہین جا و ہین
نہین ہون بے ادب اتنا کہ گل سی منہ لگا و ہین — جگر ہو مکڑی مکڑی گر چمن کی اور جا و ہین
گیا ہے اضطراب دل ذکیا بھکو سبک آخر — کہان تک یار کی کوچہ سی جا جا کر پھر آو ہین

کہا گیا آمدہ مجھکو دوستان رفتہ کا
نہ ہونڈ ہتا ہی جی بہت پر اب نہین پر نکلتا ہی

تماوہ فتنہ ملنے کے گون کب کسی درویش کے
کیا کہین ہم میر صاحب سے ہوئی مفتون کہان

عشق نے ہوا رد لیل کیا ہمسر کو بکہیڑے ہی پہرتے ہین
سو درد و دل ہم سب نے کو گیر ہی پہرتے ہین

ہر شب ہین سر گشتہ و نالان اس بن کیون چہ بہ ہوئے
یا س نہین اب بہی یکسون کب ان سے پیر تے ہین

دل لشکر مین یک سپاہی دانے ہمے چین لیا
ہم درویش طلسب ہین اسکی ڈیرے ہی پہرتے ہین

بنجو اسکی زلف و رخ کی کا ہیکو آپین پہرے
ہم کہتی ہین تسلی دلکو سانجہ سویرے ہی پہرتے ہین

نقش کرکا در دل سینہ گرم طلب ہین ویسے رنگ
جیسے خیالی پاس لیکے تصویر چیرے ہی پہرتے ہین

بر ہی اگر شمشیر سر ون منہ پر سون نہین ہمارے نہین
سیدہے جانی والی ادہر کے کسکے پہیرے ہی پہرتے ہین

پانی نگار آمودہ کہین سانجہ کو میر نی دیکہے تے
صبح تلک اب ہے آنکہون مین اسکے پانون تیرے ہی پہرتے ہین

جمع ہوتے نہین حواس کہین
جائین یان سے جو ہم اودا س کہین

دل کے دو اشک سے نکلی ہر آس
اوسون بجہتی نہین ہے پیاس کہین

باد خوشبو ہی آتی ہین وان سے
کوئی چہپے ہے گل کے باس کہین

ہوئی جنو مین کہین ہے سر پہ خاک
ٹکڑی ہو کر گیا لباس کہین

۲۹۵

ہے سبک ہونا یہ میرا فرط شوق سے
وہ تو نہیں مشغول دیگر میں ہے باتیں بنا ہون

قتل میں میرے وہ صحبت ہے غم غصے سے محبت سے
یہ ہو پنا پیتا ہون تلمیح ارے اسکی کہا تا ہون

آنکی میری قسمت یکتنی دو دم دو پل ایکساعتی
بخشیں کیون کل ہیکو خشونت غصہ کیا میں ہمانا ہون

سر سون ہی ان اور ہو دھر و ملک جاتا ہون نکل
پاس نہیں پاتا جو مکو کہا کیا میں گھبرا تا ہون

پیار کی خط کو گلی میں نے الا شہر میں سب نشر کیا
سامنے ہون فی صاف کے کیونکر اسی شیر میں ملتا ہون

پہلے فریب لطف سے اسکے کچھ نہوا معلوم مجھے
اب جو چاہے بدلیں طین کہتا ہون پچتا تا ہون

مجرم اس خاطر رہتا ہون میں بعضے غصے سو مجھے کر
نہ گناہ میں چلکر اوسکی پانون کو ہاتھ لگاتا ہون

دیکھیے ان پلکون کے اکثر میر ہون بیخود تنگ آ
آپ کو پاتا ہون تو چہرہ اسوقت نہیں ہی تا ہون

کہو ملے ہے سو وہ یون کہ پھر ملا نہ کرین
کری ہے آپی شکایت کہ ہم گلا نہ کرین

ہوئی یہ چاہ میں مشکل کہ جی گیا ہوتا
نہ رہتے جیتے اگر ہم مسا ہلا نہ کرین

ہماری حرف پریشان میں لطف کہتے ہین
جنون ہے بحث جو وحشت میں عاقلانہ کرین

صفائے دل جو ہوئے تک تو دیکھیں ہین کیا کیا
ہم ایسے آئینہ کو اپنے کیون جلا نہ کرین

وہان میں نگہ فیار ہون کہین مہ و مہر
خدا کری یہ رخ سے مقابلہ نہ کرین

دل اتنو ہمسے ہے بدباز اگر رہے بیتیے
کسو سے ہم بھی دلے پھر معاملا نہ کرین

چلتی ہین یہ قیچی سو کر لگنے ہی میر دلکو
چالین ہین دلبر و نکی سب سے نرالیان ہین

رونے گان مین جہان کے ہم ہی ہین
ساتھہ اس کارواں کے ہم بھی ہین

شمع ہے سر نہ دیکھیے برباد
کشتہ اپنی زبان کے ہم ہی ہین

ہم کو مجنون کو عشق ہی سے پوچھہ
ننگ اس خاندان کے ہم ہی ہین

جس چمن زار کا ہے تو گل تر
بلبل اس گلستان کے ہم ہی ہین

نہین مجنون سے دل قوی لیکن
یار اوس نا توان کے ہم ہی ہین

بوسہ مت دے کسو کے در پہ نسیم
خاک اس آستان کے ہم ہی ہین

گو شب اس در سے دور پہر رہین
پاس تو پاسبان کے ہم ہی ہین

وجہ بیگانگی نہین معلوم
تم جہانکے ہو وان کے ہم ہی ہین

مر گئے مر گئے نہین تو نہین
خاک سے منہ کو ڈھانکے ہم ہی ہین

اپنا شیوہ نہین کجے یون تو
یار جی میرے بانکے ہم ہی ہین

اس سری کے ہے پارسائی میر
معتقد اس جوانکے ہم سے ہین

فلک گردش ہے اسکی ہر زمان مین
خلل سا ہے دماغ آسمان مین

دل و دلی دو تو اگر ہین خراب
یہ کچہ لطف اس اجڑی گہر مین ہے ہین

چلو میر کے تو تجسس کے بعد
کہ وے وحشی تو اپنے گہر مین ہے ہین

تکہ شوق کشتون سے جانی کی باتین
نہین آنین کیا تجہکو آنی کی باتین

سماجت جو کی بوس لب پہ تو بولا
نہین خوب یہ مار کہانی کی باتین

زبانین ہر لتی ہین ہر آن خوبان
یہ سب کچہ ہین بگڑی مانی کی باتین

نظر جب کرو زیر لب کچہ کہے ہے
کہو یار کے آستانی کی باتین

سہے جاے گالی اگہ دوستی ہو
بہری ہی بہلے ہین لگانی کی باتین

ہمین دیر و کعبے سے کیا گفتگو ہے
چلی جاتی ہین یہ سیانی کی باتین

بگڑ ہی چکے پار سے ہم تو یارو
کرو کچہ اب اس سے بنانی کی باتین

کیا سیر گل ہین نے دیوان مجنون
خوش آئین بہت اس دوانی کی باتین

بہت ہرزہ گوئی کی یان میر صاحب
کرو ہو ان کے کچہ منہ دکہانی کی باتین

کیا کرون سودا نے اسکی ذات کے تدبیر مین
کل تو مجہ سے ہو گیا تہا ایک لیک

کل تو مجہ سے ہو گیا تہا ایک لیک

صورت آئینہ مین ٹک دیکھ تو کیا صورت ہے
بدزبانی تجھے اس منہ پہ سزاوار نہین

دلکے الجھاؤ کو کیا تجھسے کہون اے ناصح
تو کسو زلف کے پھندے مین گرفتار نہین

اسکے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے میر
کیا سہے زنجیر نہین دام نہین مار نہین

چمکنا برق کا کرتا ہے کار تیغ ہجران مین
برسنا مینہ کا داخل ہے اس بن تیر باران مین

بہرے رہتے ہین سا کچھ ہی عیسے گریبان مین
وہ کیا جانے کہ کٹتی ہین جگر کی میرے واہان مین

کہین شام و سحر رویا تما مجنون عشق لیلی مین
ہنوز آشوب دونون وقت رہتا ہے بیابان مین

خیال یار مین تکے ہی یک پاره یان ہر مژه
اگر ہجران مین ندانی ہون پہ پھولون سنگستان مین

رکا عرصہ جنون پر تنگ مشتاقون کی وحشی سے
کسے مارا ہے اس کہٹی نے سنمکہ ہو کے میدان مین

جہان سے دیکھیے اک شعر شور انگیز نکلے ہے
قیامت کا سا ہنگامہ ہے ہر جا میر کے یون مین

جو دیکھو تو نہین ہر حال اپنا حسن سے خالی
دمک الماس کی سی ہے ہماری چشم حیرانمین

خرابی آگئی دین مین کئی ملت اوسی دیکھے
ملے سے اسکے رخنے پڑ گئی لوگون کی ایمانمین

نکل آتا ہے گر سر گرمی تنگی بدن باہر
برا یہہ آپڑا ہے عیب اک سا لشین جانمین

ستم کی تیرا سکی میر کسینے مین بہت تو نے
کیا جاتا ہے مشکل فرق ابرو اور پیشانی مین

ہوا ابر مین کیا میر ہنستا باغ مین وہ تما
کری پڑتی ہے بجلی آج چہ صحن گلستان مین

تن مین جب تک ہے جان تکلف ہے
ہم مین اسمین ابھی حجاب ہے میان

کونسین مین کسو شمار مین یان
عاقبت ایک دن حساب ہے میان

کو دماغ و جگہ کہان وہ قلب
یان عجب ایک انقلاب ہے میان

زلف بل کہا رہی ہے گو اُسکے
دل کو اپنی تو پیچ و تاب ہے میان

لطف و مہر و وفا وہ کیا جانے
ناز ہے خشم ہے عتاب ہے میان

لو ہوا اپنا پیون ہون چپکا ہون
کسکو اس بن سر شراب ہے میان

چشم و ایان کی چشم بسمل ہے
جاگنا یہ نہین ہے خواب ہے میان

منہ سے کچھ بولتا نہین قاصد
شاید اودہر سے جواب ہے میان

دل ہے اپنا نہین فقط بے چین
جی کو بھی سخت اضطراب ہے میان

چاہیے وہ کہے سو کہہ رکہین +
ہر سخن میر کا کتاب ہے میان

گرفتہ دل ہون سرار تباط مجھکو نہین
کسو سے شہر مین کچھ اختلاط مجھکو نہین

جہان ہو تیغ بکف کوئی سادہ جا لگتا
اب اپنی جان کا کچھ احتیاط مجھکو نہین

کریگا کون قیامت کو ربسمان بازی
دل و دماغ گذار صراط مجھکو نہین

جسے ہو مرگ سا پیش استخوا کیونکر ہے
اس اپنے جینے سے کچھ انبساط مجھکو نہین

سخن اس نازنیں کا کس زبان سے
تفاوت ہے مرے محبوب عمر و عقد ثریا مین

کوا دیکھا نہ کوئی غار مین نے شوق کے مارے
بعینہ راہ اندھا سا چلا اسکی تمنا مین

بہت تماشور وحشت مین ہے میر سوچ اے میر
لکھی تصویر تو نے بیچ کینچ لی بلبل

جدائی کی تعب کینچے نہین ہین میر راضی ہون
جلا دین آگ مین یا مجکو پھینکین بھر دریا مین

شہرون ملکون مین جو یہ میر کہتا ہے میان
دیدنی ہے یہ بہت کم نظر آتا ہے میان

عالم آئینہ ہے جسکا وہ معصور بے مثل
ہاے کیا صورتین پردے مین بناتا ہے میان

قسمت اس بزم مین لائی کہ جہان کا ساقی
دیدہ دیدہ سبکو ہین زہر پلاتا ہے میان

ہو کے عاشق تری جان دل و دین کھو بیٹھے
جیسا کرتا ہے کوئی ویسا ہی پاتا ہے میان

حسن یک چیز ہے ہم ہو دین کہ تو ہو ناصح
ایسی شے سی کوئی بھی ہاتھ اٹھاتا ہے میان

جبکہ اس جادے کا کوہ گران سنگ کو بھی
جون پرکاہ اڑا سی لیجاتا ہے میان

کیا پری خون سے جوگا تو فلک جگا دی ہے میر
شام سے دل و جگر و جان جلاتا ہے میان

جاے ہے جی نجات کے غم مین
ایسی جنت گئی جہنم مین

فرغ مین میری ایکدم ٹھہرو
دم ابھی ہین ہزار اک دم مین

خلق کا کیون وبال لیتے ہین
تیغ کینچے ہی جب پہ تو سر شام

ماہ خورشید مہ پہ ڈھال لیتے ہین
دلبران نقد دل کو قاشق سے

جان کر اپنے مال لیتے ہین
ہین گدا میر بھی دے دو جان

کر کے اک سوال لیتے ہین

اس بحر حسن پاس نہ تھا کل نہ تیغ
مین جان دی ہی حسرت بوس و کنار مین

چلتا ہی تنگ تو دیکھہ کہ چل بانو سی نفس
آنکھین ہی بچھ گئی ہین تیرے رہگذار مین

کس کس ادا سی رخصتی مین نی کہے وہ لے
سمجھا نہ کوئی میری زبان اس نگار مین

تڑپہی ہی دن تصل وہ کہان ایسی روز و شب
ہے فرق میر برق و دل بیقرار مین

کیسی وفا و الفت کہان کی عیش ہمنشین
مدت ہوئی اٹھا دین تمنا یہ ساری سمین

سادون تو ابکی ایسا برسانہین جو کبھی
رو تا رہا ہون مین ہی دنرات اس قدر سمین

گہرا کی یون لگی ہی سینے مین دل تڑپہی
جیسے اسیر تازہ بیتاب ہو قفس مین

جانکاہ ایسی نالہ لوہی سی تو نہو دین
بیتاب دل کسو کا رکھتا ہی کیا جرس مین

اب لاغری سی دی ہین سارے بدن دکھائی
پر عشق بہر رہا ہی ایک ایک میری نس مین

اکبار ہم بھی برسون روتے پھرا کئی ہین
دریا بہہ ہی پڑی ہین وادی کی خار و خس مین

کیا میر بس کری ہی اب اختیاری آہ شب کی
دل آگیا ہی اسکا ظالم کسو کی بس مین

روتی ہین نالہ کش مین یا رات دن جلی ہین
ہجران مین اسکے ہمکو بہتیری دشمنی ہین

جون دود عمر گذری سب پیچ و تاب ہی مین
اتنا سنا نہ ظالم ہم بھی جلے بلے ہین

کفن کیا عشق مین مین نے ہی پہنا
کہیے لوہو مین بہتیرون کے جامین

پیام اوس گل کو اسکی ہاتھ دیتے
سبکپائی نہوتی گر صبا مین

جیو خوش یا کوئی ناخوش ہمین کیا
ہم اپنے محو ہین ذوق فنا مین

ہمین فرہاد و مجنون جس سے چاہو
تم آکر پوچھ لو شہر وفا مین

سراپا ہے ادا و ناز ہے یار
قیامت آتی ہے اسکی ادا مین

بلا زلف سیاہ اسکی ہے پیچ
وطن دل کی کیا ہے کس بلا مین

ضعیف و زار تنگی سے ہین ہر چند
ولیکن میر اوڑتے ہین ہوا مین

۳۰۳

نچہین جبہہ عاشق اگر دست پائین
خدا نہ دے ان کو جو سر کجائین

جھکنے لگا خون تو جاے سر شک
ابھی دیکھین آنکھین ہمین کیا دکھائین

رہین کسکو سانسی کہ اب ضعف سے
مراجی ہی کرنے لگا سائین سائین

خدا ساز تہا آزریت تراش
ہم اپنے تئین آدمی تو بنائین

چلا یار کی اور جاتا ہے جی
جو ہو اختیاری تو اودہر نجائین

جگر سوز ہین اسکے لعل خموش
طلب کرئیے بوسہ تو باتین بنائین

ہمین بوریا زی نے ٹہلا دیا
کہان اتنی طاقت کہ منت اٹہائین

کہتے لگا کہ لب سے تری لعل خوب ہے
اس رنگ و ڈھنگ سے تو ہمارا سخن نہین

پہونچا نہوگا منزلِ مقصود کے تئین
خاک رہ اسکی جسکا عنبر کفن نہین

تجھکو حرام ناز سے ہست خاک مین ملا
ورنہ ہر جنکو راہ پہ اُنکا علین نہین

کل کام آوے ہی تری منہ کی شنا رکے
صحبت رکھی جو تجھسے یہ اوسکا دہن نہین

کل جا کے ہمنے میر کی ہان یہ سنا جواب
مدت ہوئی کہ یان تو وہ غربت وطن نہین

ہجر تا چند ہم اب وصل طلب کرتی ہین
لگ گیا ڈھب تو اسی شوخ سے ڈھب کرتی ہین

روز اک ظلم نیا کرتی ہین یہ دلبر اور
روز کہتے ہین ستم ترک ہم اب کرتی ہین

لاگ ہی جی کے تئین اپنی ہے سو یار سے یک
اور سب یاروں کا ہم لوگ تو سب کرتی ہین

تم کہو پر کو چاہو سو کہ چاہین ہین تمہین
اور ہم لوگ تو سب اُنکا ادب کرتی ہین

ہون بچال اس عجوبۂ عالم کے لیئے
حال سن سن کے مرا لوگ عجب کرتی ہین

میر سے بخت پہ تھی کچھ جو تہی حرف شناس
اب سخن کرتی ہین کوئی تو غضب کرتی ہین

مدت ہوئی کہ کوئی نہ آیا اُدھر سے یان
جاتی رہیگی جان اسی رہگذر سے یان

وہ آپ چلکے آوے ہی تو شاید کہ جی رہے
ہوتی نہین تسلی دل اب خبر سے یان

جب نام دل کا کوئی لیتا نہیں ہمارا
منہ دیکھہ ہمدگر کا ماتم کیا کرین ہین

مستونکی بات کیا ہی جو کوئی اوسپہ جاوے
ہم گفتگو نشے مین درہم کیا کرین ہین

حکم فسانہ سازی پیدا کرین ہین شبکو
افسون ہم اوسکے اوپر جو دم کیا کرین ہین

کچھ حال میرجی کی آتی نہین سمجھ مین
ہم بھی سلوک اون سے اب کم کیا کرین ہین

ردیف واو

قتل کرکے غصہ کیا ہی لاش مری ٹھوانی دو
جان سی بھی ہم جاتی رہین ہین تم بھی آؤ جانی دو

جان سلامت لیکے جاوی کعبہ تو سلام کہیو
ایک جراحت اُن ہاتھون کا صید حرم کو کہانی دو

اوسکی گلی کی خاک سبھونکی دامن دل کو کھینچی ہی
آیکے گرجی لی بھی گیا تو آتی ہین جانی دو

کرتی ہو تم مجھی نظرین یہ بھی کوئی مروت ہی
برسون سی پھرتی ہین جدا ہم آنکھہ سی آنکھہ ملانی دو

کیا گیا ہی جو پھر ہو پھینگے دم مین ہر ہر دم مین جینیکی
دل جو نہل مین رہ نہین سکتا اسکو سو سو بکانی دو

ابکی بہت ہی شور بہاران ہمکو ہوست نظیر کرو
دلکی ہوس تک ہم بھی نکالین مین بھی چمن ہو آنی دو

عرصہ کتنا سارے جہانکا وحشت پر جو آجاوے
پاتو تو ہم پھیلا دینگے پر فرصت ہمکو پانی دو

کیا جاتا ہی اسمین ہمارا جیکے پھر تو بیٹھین ہین
دل جو سمجھتا تہا سو سمجھا ناصح کو سمجھانی دو

ضعف بہت ہی میر نہین کچھ ابکی گلی مین مت جاؤ
صبر کرو تنکی دم بھی صاحب طاقت جین آنی دو

تم بن چمن کی گل نہین چڑھتے نظر کبھو
یہ کیا روش ہوا جو چلے تنگ اور کبھو

دریا سی آنکھ مین بہتی رہی رتی تہین سو کیان
ہوتی ہو کوئی گوہر یک آبدار تر کبھو

جی جانتی ہو جو اپنی یہ ہوتی ہو مار مار
جاتی ہین اس گلی مین کہان ہم مگر کبھو

آنکھین سفید ہو چلی ہین راہ دیکھتے
یارب انہون کا ہوگا ادہر بھی گذر کبھو

مدت ہوئی ہو نامہ کبوتر کو لے گئے
آجاتی ہو کچھ اڑتی سی ہم تک خبر کبھو

ہم جستجو مین انکی کیے دست و پا بہی گم
افسوس ہو کہ آئے نہ وہ راہ پر کبھو

غمگین تمہارے دل کی نہایت نہین ہے میر
اس قصے کو کروگے بہی تم مختصر کبھو

یہ سر اسو نکی جا گہہ نہین بیدار رہو
ہمنے کردی ہو خبر تم کو خبردار رہو

آپ تو ایسو ہی اب کہ چلے جی سبکا
ہمکو کہتے ہین کہ تم جی کی نہین مار رہو

لاگ اگر دل کو نہین لطف نہین جینے کا
الجہو سلجہے کسو کا کل کی گرفتار رہو

گرچہ یہ گوہر تر ہاتہہ نہین لگتا لیک
دم مین دم جب تئین ہو اسکی طلبگار رہو

سارے ہی بازار جہان کا ہی یہی مول اے میر
جان کو بیچ کے بہی دل کے خریدار رہو

کر ناشعار خوب ہی عجز و نیاز کو
بارو قرار جاتے ہین دل ہی گداز کو

نہ پہنچنا رنج و تعب کا دوستان عادت کرو
تب کسو نا آشنا کے مہر سے الفت کرو

روٹھ کر منتا نہیں وہ شوخ یوں کہیں کو جاؤ
عذر چاہو دیر تک مدت تلک منت کرو

کہتا ہے صورتگر ان پہروں بڑی ہے یہ
نقش پہ کا کھینچ رکھنے کی کوئی صورت کرو

انس اگر ان نوخطان شہر سے منظور ہے
اپنی پرچھائیں سی بھی جون خامہ تم وحشت کرو

کچھ نہ ہو چہ صحبت دیروزہ کی کم فرصتی
جون ہی جا بیٹھے لگا کہنے نہیں رخصت کرو

عشق میں کیا داخل ہے نازک مزاجی کو تمیں
کوہکن کی طور سے جی تو ذرا محنت کرو

سب پلے دیوانے ہوئے پر میر آخر ہو گئے
ہم نہ کہتے تھے کہ صاحب عاشقی تم مت کرو

سہر فروس ہوا آدم کو الم کا ہیکو
وقف اولاد ہے وہ باغ تو غم کا ہیکو

کہتے ہیں آویگا ایدھر وہ قیامت رفتار
چلتے سہر قدم رہینگے تب تئیں ہم کا ہیکو

یہ بھی اک ہے بے نہ ایذا نہ کسو کو راحت
رحم موقوف کیا ہے تو ستم کا ہیکو

کس اون آنکھوں کو جو لگ گئی نابینا تھے
اپنے نزدیک ہیں وے دست قلم کا ہیکو

دوسکی تلوار سے گر جان کو کرتے نہ عزیز
مرقوا اس خواری سے تو صید حرم کا ہیکو

جشم پوشی کا مری جان تمیں اپکا ہے
کہا قہر ہو دیدہ درائی سے قسم کا ہیکو

میر کے آنکھوں پہ رکھو پانو تو آؤ لیکن
رکھتے ہو ایسی جگہ تم تو قدم کا ہیکو

کیا انکھہ بند کر کی مراقب ہوئی ہو تم
جاتی ہین کیسی کیسی ہمین چشم وا کرو

موقوف ہر دہ گردی نہین کچھ قلندری
زنجیر سر اوتار کے زنجیر پا کرو

ہر چند اس متاع کی اب قدر کچھ نہین
پر جس کسو کی ساتھہ رہو تم وفا کرو

تدبیر کو مزاج محبت مین دخل کیا
جانکاہ اس مرض کی نہ کوئی دوا کرو

طفلی ہی سے تمنے لطف و غضب غلط کیا
اب میر کو جدا کرو غصہ جدا کرو

بیٹھے ہو میر ہو کی در کعبہ پر فقیر
اس روسیہ کی باب مین بھی کچھ دعا کرو

سر پہ عاشق کی نہ یہ روز سیہ لایا کرو
جی اُلجھتا ہی بہت مت بال سلجھایا کرو

تاب مہر کی تاب کب ہی ناز کی ہی یار کو
چاندنی مین آفتابی کا مگر سایا کرو

گرچہ شان کفر ارفع ہی ولی اسکی راہیان
ایک دو ہم سون کو بھی زنار بندہایا کرو

شوق سی دیدار کی بھی آنکھو نمین کھنچ آیا ہی
اس سمین مین دیکھنی ہمکو بہت آیا کرو

کوہکن کی ہی قدم گاہ آخر اہل وفاق
طوف کرنی بیستون کا بھی کبھی جایا کرو

فرق یار غیر مین بھی ہی تہان کچھ چاہیے
اتنی ہٹ دہرمی بھی کیا انصاف فرمایا کرو

کب میسر اوسکے منہ کا دیکھنا آتا ہی میسر
پھول گل سی ہنر دلکو تم بھی بہلایا کرو

رہتا نہ ہے پیش دیدۂ تر آہ کا سہارا ۔۔۔ جیسے مصاحب بر کی ہوتی ہے کوئی باڑھ

برسی گی برف عرصۂ محشر میں دشت دشت ۔۔۔ گر میری سرد آہوں کا واں ہو گیا جاڑھ

حاصل کوئی امید بر آتی ہوئی نہیں ۔۔۔ خون ہی ہو آگے ہیں مرے دل میں سے پچھاڑ

آنکھوں کی آگے روئی ہے میری محیط سب ۔۔۔ ابروں سے جا کہو کوئی پانی پیو تو آڑھ

رہتی تھی آنکھ خون میں ڈوبی سب آستین ۔۔۔ اس چشم تر خونکی کسو دیکھی ہیں چڑھ باڑھ

اظہار درد اگرچہ بہت باعث نمک ہے پر ۔۔۔ نمک بیٹھو تو دکھاوے تمہیں چھاتیوں نمکی گھاڑھ

اے عاشقوں کی آنکھوں میں مکھی ہے بدل قرب ۔۔۔ ان منتظروں سے ہی ہے بہت دور تک کھاڑھ

صحبت جو اسکی رہتی ہے کیا نقل کریے ہائے ۔۔۔ جب آگئے ہیں ہم تو کہا آتی یاں سے جاڑھ

صد چاک اپنے دل سے تو بگڑا ہی کی وہ لطف ۔۔۔ افسوں کیا ہے شانۂ زلف جواس سے ہے بناڑھ

اس ہی زمین میں میر غزل ایک اور لکھ
گو خوش نہ آوے سامعوں کی بات کا بڑا ہو

سب کہا کئے جگر تیرے بلکوں کی گاڑ گاڑ ۔۔۔ ہم سینہ خستہ لوگوں سے بس آنکھ مت لگاڑ

آنکھوں نکا جڑ بہنے سے ہستیا کی کم نہیں ۔۔۔ پل مارتی ہے پیش نظر ہاتھی کا ڈوباڑ

کشتی چشم ڈوبی سے رہی بحر اشک میں ۔۔۔ آئی نہ پار ہوتی نظر عاشقوں کی ناڑ

سینے کے اپنے زخم سے خاطر ہو جمع کیا ۔۔۔ دل ہی کی اور پاتی ہیں سب ہو کا باڑ

خون مسلم کو تو واجب یہ بتان جانی ہین
ہو جی کافر کہ امان یان نہین ایمانکے ساتھہ

ادمیت سے تمہین میر ہو کیون کر بہرہ
تمنے صحبت نہین رکہی کسو انسان کے ساتھہ

جانی دی مت سقدر اتنے لحظ خال دیکہہ
حال کچہہ بہی تجہہ مین ہو ہی میرا اپنا حال دیکہہ

کیا مری طول پریشانی کی حیرت ہمنفس
آنکہین قید در مین خود اوسکی لیتے بال دیکہہ

دامن صحرا مین کیا وسعت ہو جو دل مین نہین
موندکر آنکہین گریبان مین بہی تک سر خیال دیکہہ

چشم و دل کا اس سے لگ جانا تو تہا بس تم کرو
جی بہی ان بلون مین اولجہا او یہ منجال دیکہہ

گرچہ اوس مہ کی جدائی مین مجہی برسون ہوئے
لیکن ای اختر شناس اب کا بہی کیسا سال دیکہہ

کب نظر پیری پڑیگی اوسکی روی خوب پہ
ہمنشین مکتے بہی مصحف کہولکر تو فال دیکہہ

ٹہوکرین دلکو لگی ہین جب چلے سے راہ تو
یہ خرام ناز ہے ظالم ٹک اپنی چال دیکہہ

آنکہین جو ہون تو عین ہو مقصود ہر جگہہ
بالذات ہی جہان مین وہ موجود ہر جگہہ

واقف ہو شان بندگی سے قید قبلہ کیا
سر ہر کہین جہکا کہ ہی مسجود ہر جگہہ

موتن یہ ہم نہ سوختہ جانون کی ہی نمود
ہی سوزش درون سی برون دود ہر جگہہ

مین دلی لکہنؤ کی خوش اندام خوب لیک
راہ وفا و مہر ہی مسدود ہر جگہہ

ردیف یا

تقریب غزل کی بستی مین نہ ٹھہرا نی
جنگل مین نکل آیا چلو وان بھی جا نی
خواہش ہو جو دل کی تو اوون بھی بن آنی
مین نی تو آیا دل سے تصدیع بہت پانی
کیجیو زہ نہوتا تہا اسرار محبت کو
عاشق کشی ہی تجھ سے معشوق کی رسوائی

میر

اس جور سے شبو نکا ملنا گیا سو چپ ہون
جاتا نہین کہا کچھ جون گنگ خواب دیدہ
راز محبت اپنا رسوا نہ اسقدر تہا
گر ہو نہ اشک افشان خانہ خراب دیدہ
جب دیکہو لگ رہا ہی در کی طرف ٹکٹکی
ہی جیسے کنیے ویسی ذلت کا باب دیدہ

دوزخ مین میر ہون مین یار بہشت دوین
جان ہے ستم رسیدہ دل ہی عذاب دیدہ

ادہر مت کر نگاہ تیر جا بیٹہہ
یہ تیر روے ترکش یون چلا بیٹہہ
اثر ہوتا تو کب کا ہو بہی چکتا
دعائی صبح سے اب ہاتہہ اٹہا بیٹہہ
پہر لگا ہم سے کبتک دور ظالم
کبہو تو گہر سے اٹہہ کر پاس آ بیٹہہ
نکر دیوار کا مجلس مین تکیہ
ہمارے مونڈہی سے مونڈہا لگا بیٹہہ
بہت پہرتی ہین تیری ہی تیرے دشمن
انہین دو سید ہیان تو بہی سنا بیٹہہ
تلاش اپنی نہ کم تہی جو وہ ملتا
بہت مین دیکہکر آخر رہا بیٹہہ

مخالف سے نہ مل بیٹہا کر اتنا
کہین لے میر صاحب کو جدا بیٹہہ

کیا کرین نیچی نظر کرنی ہی غصہ کہاے وہ
اور مجلس مین جو رہیو دیکہہ تو شرمائی وہ
کسطرح تڑپی ہی کیا کیا گٹہا جاتا ہی ہاے
ساتہہ اوسکی دل لگا بہ جس کسو کا ہائے وہ

مہلت عمر دو روزہ کتنی کریں فضولی کاہی پر
آئے جو ہیں دنیا میں سو جیسے کہیں مہمان گئے

ہاتھ لگا وہ گوہر مقصد جیسا ہے معلوم نہیں
جو طلب ہوا اہل طلب سب خاک ہی یا کی جہان گئے

کہیے سلوک انہوں کے کیا کیا چھیڑ تجا بلکی ہی
نکلی تھی اس سے رسوا جانکی ہی انجان گئے

میر نظر کی دلکی طرف کو عرش کی جانب نگہ رہت
تھی جو طلب مطلوب کی ہمکو کیدھر کدھر ہی دھیان گئے

سوز درون سے آگ لگی ہی ساری بدن میں تب سے
طاقت دلکی تمام ہوئی ہی جبکی چال کہ سب سے ہی

سنیے کی زخم نمایاں رتبی چاک کیے سو پردہ در
مدت سے یہ خنجر تھی حیاتی بہتی میں ایسی ہی

پرسش حال کی بہو کرتی ہیں ناز و چشم اشارت سے
انکی عنایت حال پہ میرے کیا ہی جو ہو غضب سی ہی

گود میں میرے کہو دیتا ہی پانو خانی دیکر کو
یوں بامال جو ہیں عوتا ہوں محبکو وہی تو ذوق ہی

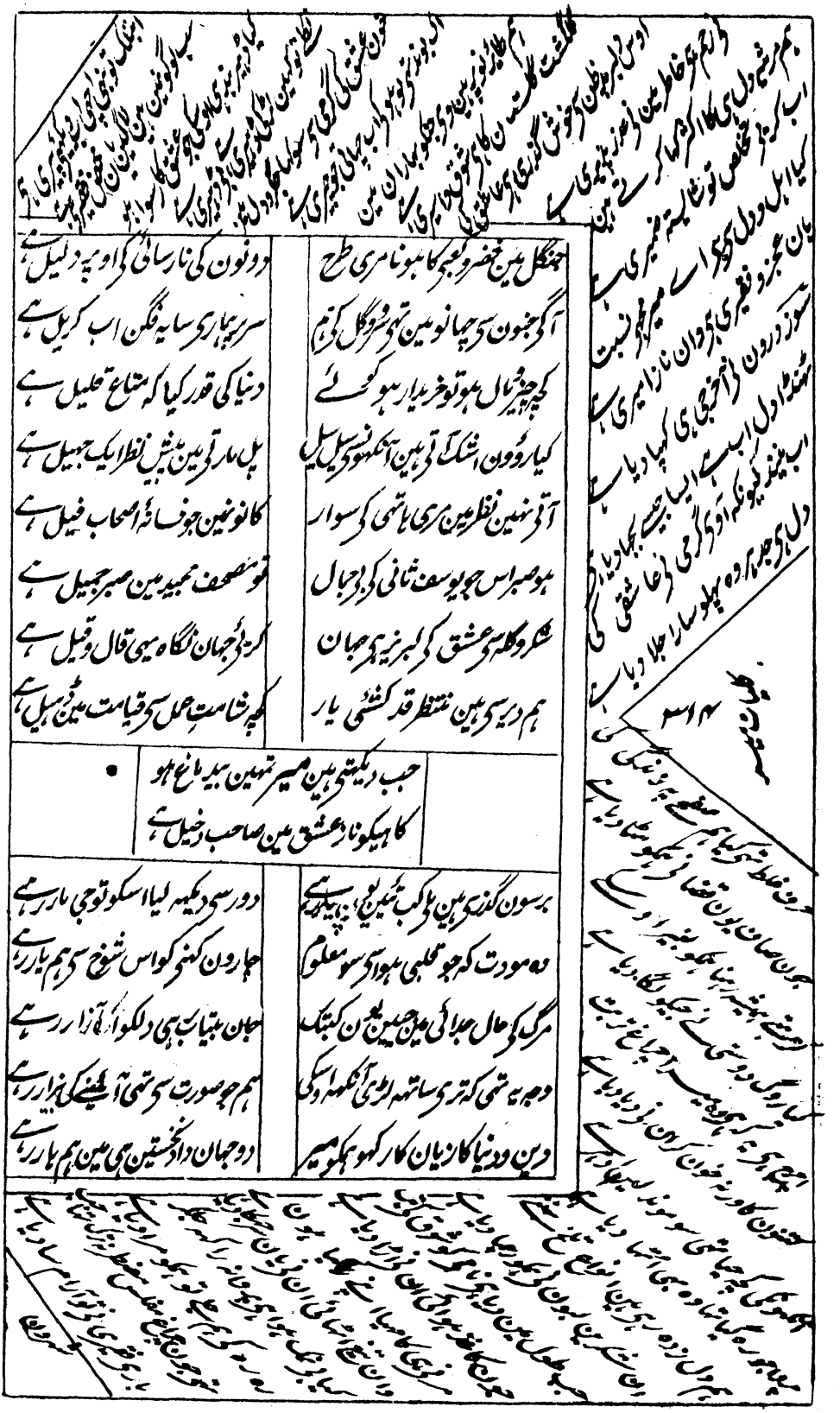
لطف کہاں وہ یا کہ پہر بوسے چپکر تو لگجاوے
سخ کلی ہی گل کی اگرچہ یار کی لعل لب سی ہی

خانہ خراب ہو خود ارش لکا آہ نہایت سکو نہیں
جان لبوں پر آئی ہی پر تو بھی گرم طلب سی ہی

تم کہتے ہو بوسہ طلب تھی شاید شوخی کر تم ہوں
میر تو جیب تصور کی تھی یہ بات انہوں سی عجب سی ہی

کیسے خس و خاشاک نہیں یارب یہ اس سے محبت کی
دھوم رہی ہی سر پہ میرے رنج و عتاب و کلفت کی

میں تو سرو و شاخ گلکی قطع ہی کا دیوانا تھا
یار نے قد قامت دکھلا کر سر پہ میرے قیامت کی



شہر دن کی تنگ کوچہ کا ہیکو گون ہین اپنے
ہم وحشیون کی قابل رہنہ کی باد یا ہے

ہا درد مند بلبل نالان ہی ورنہ تہی سے
دل ہمکو بہی خدا نے درد آشنا دیا ہے

کیا نامہ بر ہمارا ہی صاف بیمروت
خط نانوشتہ ہمکو اودہر ہی لا دیا ہے

عالم شکار ہی وہ اس سن مین میر اسکو
ڈہب جان مارنے کا کن نے بتا دیا ہے

ہم چمن مین گئے تہے واہ نہوئے
نکہت گل سے آشنا نہوئے

سر کسو سے فرو نہین آتا
حیف بندی ہوے خدا نہوئے

خوار و زار و ذلیل و بے رویت
عاشق اوسکی ہوئی سو کیا نہوئے

کیسا کیسا قفس سے سر مارا
موسم گل مین ہم رہا نہوئے

مین نہ گردن کٹائی جبتک میر
عشق کے حق ادا نہوئے

دیکہیے کیا ہو سانحہ تلک احوال ہمارا ابتر ہے
دل اپنا تو بجہا سا دیا ہی جان چراغ مضطر ہے

خاطر اپنی اتنی آنکہین آنکہین پہر رہن ہین اوس بن حیران
تجہے کہا دل چاہے تو بہو دل کیا جانے کیدہر ہے

مین جو لگا دیوانگی کرنے عالم عالم شور مچا
کیا کہیے رسوائی کا ہنگامہ میرے سر پر ہے

اوس شکار افگن کی ہم بھی صید ہین
خاک وخون مین لوٹتی چھاتی چھنے

ہم پہ رہتے ہو کیا کمر کستے
اچھے ہوتے نہین جگر خستے

ہنستے کہنچا نہ کھینچیے تلوار
ہم نہ مرجائین ہنستے ہی ہنستے

شوق لکھنے قلم جو ہاتھ آئے
لکھتے کاغذ کے دستے کے دستے

سیر قابل ہین تنگ پوش انکی
کہنبان پہنتی چولیان چستے

رنگ لیتے ہی سب ہوا اوسکا
اوس کی باغ وبہار ہین رستے

اک نگہہ کرکے ان نے مول لیا
بک گئے آہ ہم بھی کیا سستے

میر جگر کاوے ہین آج جہان
لوگ کیا کیا نہین ستے کل بستے

سب شرم جبین یار کے پانی ہے
ہر چند کہ گل شگفتہ پیشانی ہے

بچے نہ کوئی بازیچۂ اطفال ہوئے
لڑکون سے ملاقات ہی نادانی ہے

جون آئینہ سامنے کر اپنون کے
خوبی سے تری چہرہ کی حیرانی ہے

خط لکھتے جو خونفشان تھے ہم ان کہا
کاغذ جو لکھے ہی اب سرافشانی ہے

دوزخ مین ہون جلتے جو رہی ہی جہانی
مرنا سوختگی عذاب روحانی ہے

اپنا اپنا ہے ذایقہ ہم کو — بوسہ کنج لب ہی بھاتا ہے
آتش عشق جسکے دل کو لگی — شمع سان آپہی کو کھاتا ہے
دیکھتا ہے تو ہی بہم پردہ — ہمسے آنکھونکو کب ملاتا ہے
میری توہی پلک سے چھوٹی لگا — اور وہ اسپہ منہ چھپاتا ہے

میر صناع ہے ملو اوس سے
دیکھو تو باتین کیا بناتا ہے

شایستہ غم و ستم یار ہم ہوئے — عاشق کہان ہوئے کہ گنہگار ہم ہوئے
کی عرض جو متاع امانت ازل کی بیچ — سب اور لے گئے نہ خریدار ہم ہوئے
جی کھینچ گیا اسیہ قفس کی فغان کی اور — تھی چوٹ اپنے دلکو گرفتار ہم ہوئے
پامال یون کیا کہ برابر ہین خاک کی — کیا ظلم ہوگیا جو طلب گار ہم ہوئے
ہوتا نہین ہے پیچھے بری کا تو آں خوب — افسوس ہے کہ دیر خبردار ہم ہوئے
وصل و وس طبیب زادی کا جی چاہتا تھا — آخر اس آرزو مین بیمار ہم ہوئے

سہل ہے یہ میر عشق کا اس نو بہار کے
آخر بہ کشت و خون کے سزاوار ہم ہوئے

کہے مین ان لبون کی جان فزائی — یہ بات اک بیخودی مین منہ پر آئی

شب سنتے حال میرا بیتابی موند آنکھین
مجلس سے مین کہون کیلیو تا ہو تو جگا دیو سے

طاعت کا محو تب ہے ہر جنابہ نہین بلکون سے
چھوڑی نماز واجب گر میر وقت پا دیو سے

بہار آئی نکالو مت مجھ ابکی گلستان سے
مرا دامن بہ تو بانده تو گل کر گریبان سے

نہ ٹک ارشد ہوئی دلکو نہ جی کی لاگ کچھ پائے
رہے دس دن جوانی عمر کر یان ہم سو مان سے

غم ہجران نے شاید آگ دی اس ماہ بن دلکو
شرارے تب تو نکلے ہین ہمارے جسم بریان سے

سبب آشفتہ طبعی کا ہماری تیز ہین دونون
نہ الجھی ہے اسکی خط سے نہ زلف پریشان سے

ادھر زنجیر کی غل ہے ادھر ہنگامہ رگون کا
جنون اس دشت مین پہنچا ہے کیسے ساما ن سے

محبت مین کسو کی رنج و محنت سہ گئے دونون
رہی شرمندگی ہی عمر بھر محبوب و جان سے

خدا جانے کہ دل کس خانہ آباد ان کو دیوے
کہرے تھے میر صاحب گھر کے در ملنے پہ حیران سے

برسون تک جی کو مارا رہے
رات دن ہم امیدوار رہے

ہو سم گل تلک رہے گا کون
پھبتے ہی دلکو خار خار رہے

وصل یا ہجر کچھ ٹھہر جاوے
دلکو اپنے اگر قرار رہے

خوش نوا کیسے کیسے طایر قدس
اس جفا پیشہ کی شکار رہے

شعلوں کی زبانگ گویا لعلون تلے دبی ہین
چہرون کا رنگ ہنس دیکھی ہین کیا جھلکتے

یان بات راہ کی تو سنتا نہین ہی کوئی
جاتی ہین ہم جرس سی اس قافلہ مین سنتے

جاگہہ سی لیگئی ہین نازان جب آگئی ہین
نوبادہ گان خوبی جون شاخ گل لچکتے

اس حسن سی گمان ہین غلطانی موتیون کی
جس خوبصورتی سی میرا شک ہین ڈھلکتے

غم مرگ سے دل جگر ریش ہے
عجب مرحلہ ہمکو درپیش ہے

بلا ہے اوسے شوق تیر و کمان
ہمین سے یہ پیدا ستم کیش ہے

دلاؤ اوسکے ظاہر پہ مت جائیو
وہ خوشرو تو ہی پر بداندیش ہے

بہت خوب ہی لعل نوشین یار
ولیکن خط پشت لب نیش ہے

ہمین کیا جو ہی میر بیہوش سا
خدا جانے یہ کیا ہی درویش ہے

گوش ہر اک کا اسکی اور ہے
کیا قیامت کا قیامت شور ہے

پوچھنا اس ناتوان کا خوب تہا
پر نہ پوچھا ان نے وہ بھی زور ہے

صندل درد سر مہر و وفا
عاقبت دیکھا تو خاک گور ہے

رشتہ الفت تو نازک ہی بہت
کیا سمجھ کر خلق اسے توڑا کرے ہے

چلا ہٹ اسطح کی خرمیر کس کی ہو و
باور نہین تو دیکھو یہ ہو نہو وہی ہے

کل جوش غم مین آنسو ٹپکے جو چشم تر سے
افسوس ہر کہ آکر یون سینہ تک نہ برسے

کیا ہی نمود مردم جو کیجیو دیکھیو تم
مژگان بہم زدن مین جاتی رہی نظر سے

ہم سا شکستہ خاطر اس بستی مین نہو گا
برسر ہی عشق اپنے دیوار اور در سے

معلوم اگلی سی تو حیرات الم کشی مین
کیا کام نکلے گا اب ٹکڑی ہوئی جگر سے

آئینہ دار اوسکی پانی ہین شش جہت کو
دیکھین تو منہ دیکھا وی وہ کاہلان کدر سے

مت رنج کھینچ مل کر ہشیار مردمان سے
اوسکی خبر ہلے گی اک آدہ ہچکر سے

جب گوش زد ہوا او سکی تو بے بلاغ ہو و
بس ہو چکی توقع اب نالہ سحر سے

ای رشک مہ کبھو تو آ چاند سا نکل کر
منہ دیکھنے کو تیرا تا چند کوئی ترسے

چاہت بری بلا ہی کل میر نالہ کش ہی
ہمراہ تی سوارون دوڑی ہی پھر کے نفر سے

برق و شرار و شعلہ و پروانہ سب ہین لے
جیون ہم جلا کری ہین اسلا جلے کب ہین لے

لہوئی سرسے ناخن پا تک بہری ہی ہر کہ
جلتے ہین درد مند یہ جلتے کہ سب ہین لے

ہوتا ہی دل کا حال عجب غم ہی اوس گھڑی
کہتا ہی جب وہ ط ہی ہلکو شب ہین لے

ذلیل کیسی ہین اونکی ہر گوکہ ذات بڑی
وہ خیل ذات نہین عشق مین کہ میر کو دیکھہ

ہے تماشا حسن و خط حیرت بھی ہے
یعنی خط تو خوب ہر صورت بھی ہے

تا دم آخر نہین بولے ہین ہم
کچھہ کہین گے بارے اب رخصت بھی ہے

ہے وہ فتنہ ہم حریف و ہم ظریف
ماری گالی ہے پہر منت بھی ہے

تیغ زاد سکی ہین قسمت کیا
خوش نصیبی ہر تو پہر قسمت بھی ہے

وا نسیم صبح سے ہوتا ہے گل
تجھکو اے مرغ چمن عبرت بھی ہے

جی ہی دینے کا نہین کڑھنا فقط
اسکے در سے جانے کی حسرت بھی ہے

دور سے باتین کرے ہے یونہی یار
میر صاحب سے انہین صحبت بھی ہے

چلیے ہم اگر تمکو اکراہ ہے
فقیرون کی اللہ اللہ ہے

نہ افسر ہی نے درد سر نے گلہ
کہ یان جیسا سر ویسا سر واہ ہے

جہان لگ چلی گل سے ہم داغ ہین
اگرچہ ہوا بھی ہوا خواہ ہے

غم عشق ہے الہی نے بلا
جہان دل لگا کر ٹہنا جانکاہ ہے

چراغان گل سے ہے کیا روشنی
گلستان کسو کی قدم گاہ ہے

خورشید کی تو لاگو ہوتو نین یکایک
جوں خاک سبھی یکسان میر انسان تمامت
ہر لحظہ پہ لینا آنکھون کا ہمسے کیا ہے
منظور کسیے کچھ تو باری نباہ کو بھی

خواہش بہت جو ہو تو کاہش ہی جان و دل کی
کچھ کم گران و نو نہین ای میر چاہ کو بھی

سنا جاتا ہی ای کیمو تری مجلس نشینون سے
گئی گرمی اختلاطی کی ان سحر آفرینون سے
گلا لگ کر نہ یک شب کا شش و پہر سو گیا ہوتا
خدا جانی ہی اپنا تو جگر کانپا ہی کرتا ہے
بہت کوتاہ دامن خرقہ شیخون کی بیٹھی پایی
رہی محو خیال اسکی تو اک وقت سی ہاتھہ آئے
ہر نگہ برگ گل سا تھہ یک شادابی کی ہوتا ہے
بہت مین بخت دل رویا مجھی اک خلق نی جاتا

غزل ہی کی ردیف و قافیہ کا رفتہ رہتا ہی
لکلنا میر اب مشکل ہی میرا ان زمینون سے

منہ اوپر کرکے وہ نہین سوتا
خواب مین آوے تو لطف ہے
یان تو تکلیف سی کہنچی تکلیف
وان وہی اب تلک تکلف ہے
چیرہ اس شوخ نے رکہی ہیسے
عہد پر عہد ہے تحلف ہے

مر گیا منزل مراد ہے میر
یہ بھی اک راہ کا توقف ہے

تسکین دردمند کو یارب شتاب دے
دلکو ہمارے چین دے آنکہو کو خواب دے
اسکا غضب سے نامہ نہ لکھا تو سہل ہے
لوگو کہ پوچہنے کا کوئی کیا جواب دے
گل ہی بہار تب ہی جب آنکہو مین ہو نشہ
جاتی ہی فصل گل کہین ساقی شراب دے
وہ تیغ میری تشنہ خون ہو گئی ہی کند
کر رحم مجہہ پہ کاشکے یارا و سکو آب دے
دو چار الم جو ہو وین تو ہین ثابت شا بن
کیا درد بیشمار کا کوئی حساب دے
تار نگہہ کا سوت نہین بندہ تا ضعف سے
بیکاہی ہے یہ رشتہ دلا اسکو تاب دے

نظر گان تر کو یار کے چہرے پہ کہول میر
اس آب خستہ سبزہ کو تنگ آفتاب دے

نہ جراحت سے نہ جذبہ ہی نہ یاری بخت بد سے ہے
یہی بیطاقتی خون گشتہ دلکو کیر کدسی ہے
جہان شطرنج بازندہ فلک ہم تم ہین مہرے سے
بسان شاطر نو دوق ہے امرونکی زد سی ہے

ٹک ان پلکو تلکو ہی شور سر قتنہ کی جگا نیکی
طرح آتی ہی اس قد کو قیامت سر پہ لانیکی

کسو سی آنکھ کو ملتی ہی اپنی جان دی بیٹھے
نئی یہ رسم ہم جاتی ہین چھوڑی ہی دل لگانیکی

جہان ہم آئی چھیڑی پر بکھیری بال جا سوئے
ادا کرتی ہو تم کیا خوب ہی منہ چھپانیکی

مسین بیگی ہین اسکی سبزۂ خط کی ہدایت سی
مسیح و خضر کو پہونچی بشارت زہر کھانیکی

جہان اسکی لیی غربال کر نو سید ہو بیٹھے
مسیحا حرت ملی ہی کیا ہماری خاک چھانیکی

کہو نکیا ایک بوسہ لیکا دیکر خوب گڑ ایا
کہی برسون تلک منت کیہو نکی بات مانیکی

نگہ کوئی اٹھتا ہی کہ اندہی کوئی آتی ہی
نشان یادگاری ہی ہماری خاک اڑانیکی

کری ہی داغ اسکا عید کو سب سے گلے ملنا
اکٹ دیہی نئی یہ میری چھاتی تکے جلانیکی

لڑا آنکھین اسی دباش سی اک پلکین پر گذرا
حکایت بو العجب ہی میری کی مار ہو جانیکی

کریہ الشکل ہیئت تن کرا یسی نہین دیکھی
کہ صورت آسمانی دیکھکر ہین نے زمین دیکھی

کہو دیکھو گے تم جو وہ طرحدار اسطرف آیا
طرح ترکیب ایسی ہمنے اب تک تو نہین دیکھی

ہر یکہفتہ دلکش سقدر کا ہیکو ہوتا ہے
مہرون ہمنے فکر کر سمجھ کر کہ مین نے دیکھی

کہان وہ طرز کین اسکی کہان چین جبین اسکی
نگاہ کر بار ہا اس شوخ کی تصویر چین دیکھی

زبان پہاڑ مڑوالین دیکھکر دامن کشان اسکو
پہٹے خرقی بہت جو چاک کی وہ آستین دیکھی

آنکھین ہی لگی جاتی ہین اس جا زبہ کو میر
آتی ہے بہت دیر جو اس منہ پہ نظر جائے

تبھی کہ جرم الفت پر ہمین زجر و ملامت ہے
مسلمان بھی خدا لگتی نہین کہتے قیامت ہے

کھڑا ہوتا نہین ہے زیر بن دل پاس عاشق کے
موافق رسم کے اک دور کی صاحب سلامت ہے

جھکی ہے شاخ پر گل ناز سے کیا صحن گلشن مین
نہال قد کی اسکی عرعی تہی سو ندامت ہے

نکلتا ہے سحر خورشید ہر روز اسکی گھر پر سے
مقابل ہو گیا اس سے تو اس سادہ کی شامت ہے

پھیر دار و پڑی پہرتے تھے کل تک میر کو چو نہین
انہین کو مسجد جامع کی دیکھی آج خدمت ہے

خدا کرے مرے دل کو ٹک اک قرار آوے
کہ زندگی تو کروں جبتلک کہ یار آوے

کمانین اسکی بھوون کی چڑھی ہی رہتی ہین
نہ جبتلک سر تیر ستم شکار آوے

ہمین تو ایک گھڑی گل بغیر دو بھر ہے
خدا ہی جانے کہ اب کبتلک بہار آوے

اٹھی بھی گرد رہ اسکی کہین تو لطف ہے کیا
جب انتظار مین آنکھون ہی پر غبار آوے

ہر ایک شے کا ہے موسم نجانے تا منصور
کہ نخل دار مین حلق بریدہ بار آوے

تمہارے جھوروں سے حال جا عبرت ہے
کسو سے کہیے تو اوسکو نہ اعتبار آوے

نہین ہے چارہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر
کہ اب جو دیکھون اسے مین بہت پیار آوے

دم شماری سی ہی رنج قلب سے — اب حساب زندگی بیباق ہے
اپنی عزلت رکھتی ہی عالم ہی اور — یہ سیہ روشہرۂ آفاق ہے
فرط خجلت سی گرا جاتا ہے سرو — قد دلکش اسکا بالاچاق ہے
دل زدہ کو اوسکے دیکھا نزع مین — تہا نمودار آنکہہ سے مشتاق ہے
رنگ مین اوسکی جہلک ہی برق کی — سطح کیا رخسار کا براق ہے
گو خط اسکے پشت لب کا زہر ہو — بوسہ کنج دہن تریاق ہے
خشک کردیتی ہی گرمی عشق کی — بیدِ صحرائی سا مجنون قاق ہے

مت پڑا رہ در کے ٹکڑون پہ میر
اٹہکے کہیے چل خدا رزاق ہے

بات کیا آدمی کی بن آئی — آسمان سے زمین نیوائی
چرخ زن اوسکے واسطے ہر مدام — ہو گیا دن تمام رات آئی
ماہ و خورشید و ابر و بادہ سبہی — اوسکے خاطر ہوئے ہین سودائی
کیسے کیسے کیئے ترددد عجب — رنگ رنگ اوسکو چیز پہنچائی
اسکو ترجیح سب سکے اوپر دے — لطف حق نے کی عزت افزائی
حیرت آتی ہی اسکی باتین دیکہہ — خودسری خودستائی خودرائی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان چہارم

ردیف الف

کرتا ہون اللہ اللہ درویش ہون سدا کا — سرمایۂ توکل یان نام ہے خدا کا
مین نے تکل جنون سے مشق قلندری کی — زنجیر سر ہوا ہی تہا سلسلہ جو پا کا
یارب ہماری جانب یہ ننگ کیون ہے عائد — جی ہی سے مارتی ہین جو نام لین وفا کا
کیا فقر مین گذر ہو چشم طمع سی بن — ہے راہ تنگ ایسی جیسے سوئی کا نا کا
ابر اور جوش گل ہے چل خانقہ سے صوفی — ہے لطف میکدے مین وہ چندا اس ہوا کا

سازی طبیعت کیا ہی جوان ہوئی پر
او باش وہ لشکر لڑکا ہی تہا اڑا کا
گل پھول فصل گل مین صورنگ ہین شگفتہ
مین دل زدہ ہون اسکے رنگی ہوا کا
عاشق کی چشم تر مین لودے آوین لیکن
پانو تلک دلیم و سر پانی نہین چہپا کا
تہا یکہ وہ جنازہ اٹہا کس کی کان کھینچے
قصہ مین سو کیا کہین فلانی کی رات کا

واعظ کہو سو سچ ہو ولی میفروش سے
ہم ذکر بھی سنا نہین صوم و صلوات کا

بھولنکا کرین قریب پڑے کوئی یار مین
کسکے تئین دماغ عفف ہو سکان کا

ان ہونٹھونکا حریف ہو ظلمات مین گیا
پردے مین روسیاہ ہو آب حیات کا

عالم کسو حکیم کا باندھا طلسم ہے
کچھ ہو تو اعتبار بھی ہو کائنات کا

گر یار میرا اہل ہو تو کام سہل ہے
اندیشہ تجکو یو نہین ہو اپنی نجات کا

تجاہل تغافل تساہل کیا
ہوا کام مشکل توکل کیا

نہین تاب لاتا دل زار اب
بہت ہمنے صبر و تحمل کیا

زمین غزل ملک سی ہو گئی
یہ قطعہ تصرف مین بالکل کیا

جنون تہا نہ مجھکو نہ چپ رہ سکا
کہ زنجیر ٹوٹی تو مین غل کیا

نہ سوز درون فصل گل مین چھپا
سر و سینہ سی داغ نے گل کیا

ہمین شوق فی صاحبو کہو دیا
غلامون سی او سکے تو سل کیا

حقیقت نہ میرا اپنی سمجھی گئی
شب و روز ہمنے تامل کیا

رفتہ عشق کیا ہو نمین اب کا
جا چکا ہون جہان سی کب کا

اس شوق کی و لگی کبھی بات بڑھائی تھی
رقعہ اسے لکھتے تو طومار لکھا جاتا

یہ ہمدمی کا دعوی اہکی لب خندان سے
بس کچھ نہ چلا ورنہ بستر کو چبا جاتا

اب تو زبان وہ بھی طاقت گئی سب لگی
جو حال کہ ہوا پنہا میں تمکو سنا جاتا

وسواس کرتا تھا مرجانی سی ہجران میں
تھا میر تو ایسا ہی دل جی سے اوٹھا جاتا

مستانہ اگرچہ میں طاعت کو لگا جاتا
پر بعد نماز اٹھہ کر میخانے چلا جاتا

بازار میں ہو جانا اس مکاتا تھا
یوسف بھی جو وان ہوتا تو اسپہ بکا جاتا

دیکھا نہ اودھر نہ آتا نہ نظر بھر میں
جی مفت مرا جاتا اوس شوخ کا کیا جاتا

شب آہ و شر افشان ہوئیں سو پر مرے
سر کھینچتا یہ شعلہ تو مجکو جلا جاتا

کیا شوق کی تو نکی تحریر ہوئی مشکل
تھے جمع قلم کاغذ پر کچھ نہ لکھا جاتا

آنکھیں مری کھلتی تو اوس چہرے پہ مرتے
کیا ہوتا یکایک وہ سر پر مرے آجاتا

سبزے کا ہوا رکش خط رخ جانان کو
جو ہاتھ مری چھوتا تو پاؤں کو کہا جاتا

ہر شوق سیہ روسے بدنامی در سوائی
کیوں کام بگڑ جاتا جو صبر کیا جاتا

تھا میر بھی دیوانہ پر ساتھ ظرافت کے
ہم سلسلہ داروں کی زنجیر ہلا جاتا

ایک نگہہ کر فرمین مصالحت کر دیا اسی واسی مین
دل جو ساری عمر کا اپنا تھا سر بایا گیا

کیا تعجب ہی جو کوئی دل زدہ ناگہہ مرے
مضطراب عشق سی جی تن مین گہبرایا گیا

ماہ کہتے تو کہا اوس روے خوش کا ہی حریف
شہر مین یہ ہمسی منہ اپنا نہ دکہلایا گیا

جیسے پرچہائین دکہائی دیدی ہوجاتی ہی محو
میر بہی اوس کام جان کا دو مین تہا سایا گیا

ہم مست عشق جبکہ کہی دہ روٹہہ کر گیا
دیکہہ اوسکو بید باغ نشہ سب اتر گیا

جان بختنی ہاسکی ہنوٹہوں کی سن آب زندگی
ایسا چہپا کہین کہ کہا جاے مر گیا

کہتے ہین میر کہے گیا ترک عشق کر
راہ دل شکستہ کدہر وہ کدہر گیا

شاید جگر حرارت عشقی سے جل گیا
کل درد دل کہا سو مرا منہ اُبل گیا

لے یار حیف باغ مین دل تنگ بہل گیا
دیکہ گل کو آگ چار طرف مین نہ جل گیا

اس آہو رمیدہ کی شوخی کہین سو گیا
دکہلائی دی گیا تو چلا دا سا جہل گیا

دن رات خون کیا ہی کئی ہم جگر کو پہر
گر پہول گل سی کوئی گہڑی جی بہل گیا

تیور سیر بدلتی سی تو نہین اسکی بہوں اس
اندیشہ یہ ہی طور ہی اسکا بدل گیا

ہر چند مین نی شوق کو پنہان کیا ولے
ایک آہ درد ناک کا منہ سی نکل گیا

حال میر اوسکا کہو ہو نہ کہو سو تامل ہو اوسکو
محو ہو خود آرائی کا یا جو دہو خود رائی کا

ظاہر مین خورشید ہوا وہ نور مین اپنے پنہان ہے
خالی نہین ہر حسن سے چھپنا اسپہ بھی ہمائی کا

یاد مین اسکے قامت کی مین یون ہو رہا رو سو گیا
آخر یہ خمیازہ کھینچا اس خرچ بالائی کا

بعد مرگ چراغ نہ لاوے گور پہ وہ عاشق زار
جیتے جی بھی داغ ہی تھا مین اسکی روشنائی کا

چشم وفا اخوان زمان سے سادہ ہو سو کہی میر
قصہ ہے مشہور زمانہ پہلے دونون بھائی کا

سہی ہے وحشی سا گم گشتہ عشق کا تیرا
سبھون سے پاتی ہین بیگانہ آشنا تیرا

دریغ و درد تجھے کیون ہے یان تو جی ہی گیا
ہوا ہے ایک نگہ مین زیان کیا تیرا

جہان بھر ہے تیری شور حسن و خوبی سے
لبون پہ لوگون کی ہے ذکر جا بجا تیرا

نگاہ ایک ادھر اک تیغ تیز کی اور
ہمارا خون ہی کرتا ہے مدعا تیرا

نظر کنھون نے نہ کی حال میر پر افسوس
غریب شہر و فاتھا وہ خاکپا تیرا

صورت شیرین کی آگے کام اپنا کر گیا
عشق مین کس حسن سے فرہاد ظالم مر گیا

خانہ آبادی ہمین بھی دلکی یون ہے آرزو
جیسے جلوہ سحر کی گہر آرسی کا بھر گیا

میر سخت کش تہا غافل پر خرابی خیر کی
حادثے کا کیسا اوسکی سر پہ سے تہر گیا

منہ کہتا ہر سو ن وہ خوشر و نہین
کچھ نہ مین سمجھا جنون و عشق مین
داغ تھا جو سر پہ میرے شمع سان

جیا ہ کا یون کب تلک نا تا رہا
دیر ناصح مجھکو سمجھاتا رہا
تا فوتک مجھکو وہی کھاتا رہا

کیسے کیسے رک گئے ہین میر ہم
مدتون منہ تک جگر آتا رہا

اوصاف ہو کی شعر سی الجھاؤ پڑ گیا
جتیے جی یہ ملا نہ رہا سو رہا غریب
کیا اوسکے دل جلے کی تمامی مین دیر ہو
فرہاد پہلوان محبت پہاڑ تھا
گل رنگا رنگ شاخ سی نکلا بہار مین
یان جا دئی ڈبا دسی ہر یک شجر شجر

دانتو نکو سلک در جو کہا مین سو لڑ گیا
جو دل شکستہ ساتھہ سی اسکو بچھڑ گیا
جیسے چراغ صبح شتابی بجھ گیا
بیطاقتی جو دل نی بہت کی بچھڑ گیا
آنکھین سی کھل گئین ہین جی مرجھا کے جھڑ گیا
ایسا ہی بیدار تھا آخر اکھڑ گیا

شرما وی سرو ہوے اگر آدمی روش
وصف اسکے قد کا میر سے سنکرا کڑ گیا

جان اپنا جو ہمنے مارا تھا
لوگون لیتا تھا نام مجنون کا

کچھ ہمارا اسی مین وارا تھا
جب کہ عہد جنون ہمارا تھا

طایر کی نبھی رہتی ہمچو جان جہان ہی مین | گل کی جہان وہ بھی جون آب وان آیا

خلوت ہی رہا کی ہی مجلس مین تو یون اسکی
ہوتا جہان یکجا مین میر جہان آیا

خون ہوا دل جاہر جیسا گو اسکا سر جاویگا | کام اپنا وہ کیا آیا جو کام ہمارے آویگا

آنکھ مین لگی رہتی ہین اکثر جیا کی تعصب سے اسیرونکے | جبو کا باد بہاری کا گلبرگ کوئی یان لاویگا

غصے کتنے جمع ہوئے ہین زلف و خال و خد و قد | کوئی نکوئی عہدہ مین سے میر سران مین سے ہاوٹھاویگا

عشق مین تیرے کیا کیا سنکر یار گئی کر جاویگا | یعنی غم کہاتی ہین بہت ہم غم بھی ہمکو کہاویگا

ایک نگہ کی امید بھی اسکی ہمسے شوخی ہمکو نہین | ایدھر ادھر دیکھیگا پر ہمسے آنکھ چھپاویگا

ابتو جوانی کا یہ نشہ ہے خود بخود تجھکو رکہیگا | ہوش گیا پھر آویگا تو دیر تلک پچھتاویگا

دیر سے اس غنچہ نے نا کام رکہا ہی میر ہمین
پانو جہوٹ بنگے اسکے ہم تو وہ بھی ہاتھ لگاویگا

بہار آئی چلو چمن مین کہ ہوا اور ہی رنگ آیا | کہان تلک گل سے ہو غنچہ ہا مند بستہ تنگ آیا

جلی ہین سوختہ پڑی بدبو کیسی چپکے جوان ہی مری | قیامت اسکی ہر تنگ پوشی ہمارے تئین تنگ آیا

وہی ہر جزنا رہی ہر کڑہنا وہی ہی سورش جوانی کی سی
مرے پایا آیا ہی عشق ہی مین یہ میر ہمکو ننگ آیا

قرار است لیکن قرار آید

رکا کی شب و روز اب چھوڑ میر
نواح آنکھ تو نکلا تو ورم کر گیا

یاری کیے کسو کا ہمیکو نام نکلا
ناکام عشق تب تو عاشق کا نام نکلا

ہنگامے سی جہانمین ہمنے جنون کیا ہے
ہم جسطرف سی نکلے ساتھہ ازدحام نکلا

پامالی کے خطر سے نکلا نہ کبک اودھر
جیہہ ہر سی ناز کرتا وہ خوشخرام نکلا

جنگ زمانہ مین تو بہت ہی عشق ہی کا
بیجا ہوا دل اپنا جب وہ مقام نکلا

جانا تھا ہمنے تجھکو تو پختہ مغز ہوگا
دیکھا تو میر تیرا سودا بھی خام نکلا

سنے ہمسی کچھ نہ اوس ستم ایجاد سی ہوا
ظالم صریح عشق کی امداد سے ہوا

شیرین کا حسن ایسا تھا جو خسرو جہان دیر
جو کچھ ہوا سو خواہش فرہاد سی ہوا

خوش نزم مرمہ طیور ہی ہو قرین میر اسیر
ہم پر ستم یہ صبح کے فریاد سے ہوا

زار کیا بیمار کیا اس دل نے کیا آزار کیا
داغ سی تن گلزار کیا سب آنکھو نکو خونبار کیا

جرم ہی ہم الفت کشتون کا لگ پڑی کر شروع ہوا
اب کہتے ہین دلمین اپنے ہمنے او سے کیون پیار کیا

چاہا ہمنے کیا تمہارا اپنا چاہا بیکیف نہ ہوا
عزت کھوئی ذلت کھینچی عشق نے خوار و زار کیا

رہا افسوس آنکھین تر ہوین تو — نہ آنسو تھا جگر پارا ہمارا
نہ بارے یاوری طالع نے کچھ کی — گیا بے یار سب یارا ہمارا

گلہ لب تک نہ آیا میر ہرگز
کہا جی ہی مین غم سارا ہمارا

ردیف بای

ہوا جو خون دل خانہ خراب ہر یک عضا مین سے — حواس گم ہین دماغ گم ہی رہا سہا بھی گیا طعنوں
مرے ہی غایب ہزار یون تو نظر مین ہر گز نہ لاؤ لیکن — کہ تنگ ضایع ہمہ آہی کو تنگ ہو کر ترے حضور آب

وجود اب مکان مین کیا ہی نسبت کہ میر سے تنگ کا پیش صاحب
نہین ہی ہونا ضرور کچھ تو مجھی سی ہونا ہی کیا ضرور آب

کیا گئی جان و دل سے تاب شتاب — آ نسو آتی ہین اب شتاب شتاب
ہین گی وے پلکین اور کے رخنے — حال دل ہو گیا خراب شتاب
یون صبا بھی سبک نہین جاتی — جون گیا موسم شباب شتاب
پیر ہو کر ہوا ہون یون غافل — جیسے لڑکون کو آوے خواب شتاب
مرتی ہین ہو جواب نامہ وے — آوے خط کا اگر جواب شتاب
مہربانی تو دیر مین ہے کبھو — ہے دل آزاری و عتاب و شتاب

ردیف تای

میر شاید کعبے ہی مین رہ پڑے
دیر سے یان تو خدا لایا ہے اب

ہون بجز تو کوئی سو بچے مجھ تلک
بیخودی نے حال سو پہونچایا ہے اب

کاشکے ہو جاے سینہ چاک چاک
رکتے رکتے جی بھی گھبرایا ہے اب

راہ پر وہ کیونکہ آوے مست ناز
دشمنون نے اوسکو بہکایا ہے اب

کیا جنین گی داغ ہو کر خون ہوا
زندگی کا دل جو سرمایا ہے اب

کیا کرین تدبیر دل مقدور سے باہر ہے اب
نا امید اس زندگانی کر نے سے اکثر ہے اب

جن دنون ہم کافرون سے ربط تھا دیر ہو چکی
وہ بت بیمہر اپنی اور سے تیہر ہے اب

دور تک سناٹا ہوا ہون شہر و زن شہر و تلک
میر کا شعر و شاعری کا تذکرہ گھر گھر ہے اب

وہ طبیعت ہی نہین ہے میری اے شفق طبیب
کر دوا جو طبع مین آوے تری بہتر ہے اب

بیخود اوس مست ادا و ناز بن رہتی ہین ہم
عالم اپنا دیکھیو تو عالم دیگر ہے اب

وہ سپاہی پیشہ لوگون ہی مین رہتا ہے کھرا
گرد بیش اوس شوخ کے خیاب کی لشکر ہے اب

گفتگو انسان کی محشر مین ہے یعنی کہ میر
سارا ہنگامہ قیامت کا مری سر پر ہے اب

خلاف وعدہ بہت ہے ہو کوئی تو وعدہ وفا کرتی
ملا کرے آنکھ مین دروغ گو کہان تلک کیا کرتا

بعد مدت آنکھین کھلی پر یہ جانا گیا
دیکھنے کی اسکی میرے جی مین ہی حسرت بہت

سنکے ضائع روزگاری اسکی جی لایا تاب
آپ کو کر دیکھے ضائع ہمکو تھی غیرت بہت

آنکھین جاتی ہین مرے ضعف دلی سے دمبدم
ان دنون الکو بھی ایدہ ہری ہے غفلت بہت

دل گیر پر آج کل کی چپ نہین مجھکو لگی
گذری اس سے بھی بات کو ای ہمنفس مدت بہت

دل مین جاکر تا ہی طور میر شاید دوستان
ان نے صاحبدل کسو سے رکھی ہے صحبت بہت

چشم رہتی لگی پر آب بہت
شاید آوے گا خون ناب بہت

دیر و کعبے مین اوسکی خواہش مند
ہوتی ہے پر تی ہین ہم خراب بہت

دل کی دل ہی مین رہ گئی ارمان
کم رہا موسم شباب بہت

مارنا عاشقون کا گر ہے ثواب
تو ہوا ہے تمہین ثواب بہت

کیجے بے پردہ کیونکہ عاشق ہین
ہمکو لوگون سے ہے حجاب بہت

میر ہیچ وہین اس جناب سے اب
چاہیے سبکو اجتناب بہت

دل نے کام کیے ہین ضایع دلبر ہے دلخواہ بہت
قدر بہت کم ہے دلکی پر دلمین ہے چاہ بہت

راہ کی بات سنی ہی تو جانا رہت غریب اوسکو
خوبی پر اپنی حسن پر اپنے پھرتا ہے گمراہ بہت

ہم تو آگے ہی مر رہے ہین میر
تیغ کھینچے پھرے ہے یار عبث

ردیف جیم

حال ہمارا اسکو ہمیشہ اتنی غفلت کیا ہی آج
کوئی گھڑی تو پاس ہمارے یان پہرون وہ بیٹھا کیا ہی آج

سامنے ہی وہ آئینہ پر آنکھ نہین کہل سکتی ہے
دلتنگی سے رکی ہی دم کیا کہیے صورت کیا ہی آج

فرق تیغ جفا پہ تیرے ہین جیسے دل کی لاگ لگی
اس ظالم پہ ہم جو کی میری ایسی صحبت کیا ہی آج

شیشہ صراحی ساغر و مینا سب بکل تک بھی جاتے
کوی بادہ فروش نہین میری حرمت کیا ہی آج

میر گھڑی کسی ساعت ہی مین غش تم کرنے لگتے ہو
تاب نہین کیا ضعف ہی دل مین جی بطاقت کیا ہی آج

ہم تو لب خشک کو اسکی مانا لعل احمر آج
اور غرور سے ان نے ہمکو جانا کنکر تہر آج

عشق کی جو سر گشتہ ہوا ہم رفتہ رفتہ دوار ہوا
پانو مین چکر ہوتا ہی یان سر کو بھی ہی چکر آج

عرش پہ دھونی لگائی کوسون ودرد سے کب تک ہم
خاک پہ یانکی درویشانہ ہمنے بچھایا بستر آج

جنسے ہم غم کشتونکی خاطر تم بھی جمع کرو
کل تک کام نہین کہنچیگا غش آتا ہی اکثر آج

ملکون ملکون شہرون شہرون قریہ قصبہ دیہہ دیار
شعر و بیت و غزل پر اپنی ہنگامہ ہی گھر گھر آج

خط سے آگی مہر و وفا کا دعوی سب کچھ صادق تہا
جانا نہ مصحف گویا وہ کون کری ہی یاد ورق آج

صنعہ اسکا دیکھہ رہیے کہ رفتار ناز کو
سر تا قدم ہر لطف ہی اس خوش سیر کے بیچ

ہر دانہ سر شک مین تار نگاہ ہے
اس شوخی کی روش کہ جو ہووے گہر کے بیچ

کیا دلکو خون کیا کہ تڑپنے لگا جگر
یکتا ہی روزگار ہین ہم اس ہنر کے بیچ

ایسا ہوا ہے معتبر کہ اب ہی حساب پاک
کہیے جو کچھہ ہی باقی ہوا ہی جگر کے بیچ

ہے اپنی خانوادی مین اپنا ہی شور میر
بلبل بہی ایک ہی ہو تو ہووے گہر کے بیچ

رنج کیا کیا ہمنے کھینچے دوستی یاری کے بیچ
کیا ہوئی تقصیر اسکی نازبرداری کے بیچ

دوش و آغوش و گریبان دامن گلچین ہوئے
کلفشانی کر رہی ہی چشم خونباری کے بیچ

ایک کو اندیشۂ کار ایک کو ہے فکر یار
لگ رہی ہین لوگ سب چلنے کی طیاری کے بیچ

منتظر تو رہتے رہتے پھر گئین آنکھین ندان
وہ نہ آیا دیکھنے ہم کو تو بیماری کے بیچ

جان کو قید عناصر سے نہین ہی دار ہے
تنگ آئی ہین بہت اس چار دیواری کے بیچ

رونے ہی گذری ہین تو شب تشنی باغ کی
اوس سے پڑتی رہی ہی رات ہر کیاری کے بیچ

یاد پڑتا ہی جوانی مین کہ آئی رخصتی
ہو گیا ہون مین تو مست عشق ہشیاری کے بیچ

ایک ہو دین جو زبان و دل تو کچھہ نکلے بہی کام
یون اثر ای میر کیا ہو گریہ و زاری کے بیچ

عشق کی کہیے کس طرح کیا دق کرتا دقیس | بیکسانہ مر گئے وے لوگ سارے اسطرح

جو عرق تحریک مین اوس رشک مہ کی منہ پہ
میر کب ہووے ہین گرم جلوہ تاری اسطرح

ہووے نہ جے ہمکو عشق مین آزار ہر طرح | ہوتی ہین ہم ستمزدہ بیمار ہر طرح
ترکیب وطرح ناز وادا سب سے دل لگی | اوس طرحدار کی ہین گرفتار ہر طرح
یوسف کی اس نظیر سی دلکو نہ جمع رکھہ | ایسی متاع جاتی ہی بازار ہر طرح
جس طرح مین دکھائی دیا اوس سے لگ پڑے | ہم کشتہ وخونکی ہینگے سزاوار ہر طرح

چھپ لگ کے بام ودر سے گلی کوچہ مین سی میر
مین دیکھہ لون ہون یار کو اکبار ہر طرح

ردیف خای

ہے میری جو سر شک دمادم کا رنگ سرخ | ریزش سی اسکی تختہ ہی سنیر کا سنگ سرخ

ردیف دال

زردی عشق سی ہی تن زار بد نمود | اب مین ہون جیسے دیر کا بیمار بد نمود
بیرنگی و نوائی سے ہین عشق مین ہزار | چاہیز دیدہ جیسے ہون اشجار بد نمود
ہر چند خوب تجھکو بنایا خدا نے لیک | اے ناز بیشہ کہیے بسیار بد نمود

خوف کر عاشق کی کمر کی قطعی ہی دلیل
ہو جہان شمشیر برہنہ اسکی خم حد سی زیاد

کچھ بھی نزدیک اوسکے ٹھہرا ہو تو دیکھی ہر نظر
قدر ہی عاشق کی آن آنکھو مین کم حد سی زیاد

پاس اسکے دم بخود سہ رہن تھی سو طاقت کہان
بات کہتی میر اب کر تی ہین دم حد سی زیاد

شعر دیوان کی میر ہی کر کر یاد
مجنون کہنے لگا کہ ہان استاد

خود کو عشق بتا نہین بھول نجا
متوکل ہو کر خدا کو یاد

سب طرف کر تو ہین نکویان کی
کس سی جا کر ی کوئی فریاد

وحشی اب گرد باد سی ہم ہین
عمر افسوس کیا گئی برباد

چار دیواری عناصر میر
خوب جا گہری پر ہر بنیاد

ردیف ذال

درویشی کی جو سوختگی ہی سو ہی لذیذ
نان و نمک ہی داغ کا بھی ایک شہر لذیذ

ردیف رای

مست اس چمن مین غنچہ روش بود باش کر
مانند گل شگفتہ بہ جمعیان معاش کر

دل رکھہ قوی فلک کی زیر دستی پر نجا
گر کشتی لگ گئی ہی تو تو بھی تلاش کر

عشق محبت یاری مین کیا لطف کہون ہی کرنا ضبط
چھاتی پہ جو ہو کوہ الم کا تو بھی نالہ و آہ نکر

مانگ پناہ خدا سے بندہ دل لگنا ایک آفت ہے
عشق نکر زنہار نکر وا اللہ نکر یا للہ نکر

گیا اس ہی پنجہ فی کی بہتران شیخونکی مصلی سے
پانو نر کہہ سجادی پہ انکی اس جادے سے راہ نکر

میر نہ ہم کہتے تہے تجھ سے حال نہین کچھ رہنے کا
چاہ بلا ہی جان و دل ہی آجا فی دے چاہ نکر

کل سے دل کی کل بگڑی ہی جی مارا بیکل ہو کر
آج لہو آنکہون مین آیا درد و غم سے رو رو کر

ایک سجود خلوص دلسے آہ کیا نہ جوانی مین
سر مارے بین محراب و نین یعنی نہین وقت کو کب کھو کر

جیب دریدہ خاک ملونکا حالسے کیا آگاہی تمہین
راہ چلو ہو ناز کنان دامن کو اگا تم تھوکر

ایک تو ہم تو ہوتی نہین ہین سو تیر ہزار ہا چکے
اب تیری تیغ ستم کی جلد لگا کر تو دو کر

جی ہی ملا جاتا ہی اپنا میر سمان آج دیکھی سو کر
آنکہین ملتی اٹہتی ہین بستر سے دلبر جب سو کر

یہ لطف اور یہ چہا تجھسے خطاب کر کر
کای میر کچھ کہین ہم تجکو عتاب کر کر

چھاتی جلی ہی کیسی اڑتی جو یہ سنی ہے
وان مرغ نامہ بر کا کہایا کباب کر کر

خونریزی سے کچھ آگے تشہیر کر لیا تہا
اس نل زدیکوان نے مارا خراب کر کر

گنتی مین تو تہا مین کل مجمل ہوا وہ
کچھ دوستی کا میر ہی دلمین حساب کر کر

مست دیکھو ہم اسکے در پہ گئے
لوگ اسکو خبر کرین کیونکر

سر رہا ہاتھ منہ پہ کھول گئے وہ
ہم شب اپنی سحر کرین کیونکر

مہ فلک پہ ہے وہ زمین پر آہ
انکو زیر و زبر کرین کیونکر

دل نہین دردمند اپنا میر
آہ و نالے اثر کرین کیونکر

ردیف ز الف

ہر ذرہ خاک لاشۂ عاشق طپان ہنوز
پیدا ہی عشق کشتہ کا اوسکے نشان ہنوز

گردش سے اوسکی خاک برابر ہوئی ہی خلق
استادہ روی خاک پہ ہی آسمان ہنوز

اوس تک پہونچنے کا تو نہین حال کچھ ولے
جاتی ہین گرتے پڑتے تو ہی ہم ناتوان ہنوز

پروانہ جل کی خاک ہوا پھر اڑا گیا
ای شمع تیری ریتی نہین ہی زبان ہنوز

چندین ہزار جانین گئین اسکی راہ مین
ایک آدہ تو ہی مر رہی ہی نیم جان ہنوز

مدت ہوئی کہ خوار ہو گلیون مین مر گئے
قصہ ہمارے عشق کا ہی داستان ہنوز

لخت جگر کے غم مین کہ تھا لعل پارہ میر
رخسار زرد پر ہی مرے خون روان ہنوز

دیوانگی کی ہی وہی زور آوری ہنوز
ہر دم نئی ہی میری گریبان دری ہنوز

خاک ہو کر بھی زمین میں یار نہ ہوئے
دل کا بھی ٹھیکانہ نہیں غبار نہ ہوئے

نہ جگر میں ہے خوں نہ دل میں خوں
در پئے خوں ہے روزگار نہ ہوئے

دست بردل ہوں مدتوں سے میر
دل ہی ویسا ہے بیقرار نہ ہوئے

دوستاں حسن و خوبی ہے کیا چیز
ٹھہری ہے جان سو بھی کیا چیز

ردیف سین

مدت ہجر میں کیا کرئے بیان یار کے پاس
حال پر سی بھی نکلی آن کی بیمار کے پاس

حق یہ ہے خواہش دل تو ہے مری آجاتا
جبکہ خونریزی کو ٹھہلائیں مجھ زار کے پاس

در اسیر یکا کہلا منہ یہ ہمارے کیا تنگ
مری رہتی ہے گا قفس کی در و دیوار کے پاس

آنا اسکا تو دم قتل ضروری ہے ولے
کون آتا ہے کسو خون کی سزاوار کے پاس

پائے بیمار کیلا تو غم دل کہئے
سو تو بیٹھا ہے اسی پاتی ہیں دو چار کے پاس

منہ پہ ناخن کی خراشوں سے لگا دل بہنے
شبنم نکلی ہیں نئی چشم جگر یار کے پاس

میں تو تلوار سے اوسکے لیے بیٹھا میر
وہ کہ ابھی منہ آ اکی گنہگار کے پاس

کل ہاتھ جا رہا تھا دل بیقرار پاس
گویا کہ جا رہا کسو زندہ یار پاس

ردیف صاد

کیا چال ہیگی زہر سہری روزگار کی — سب اس کو گرزندگی ہے سیہ مار کی روش
وہ رفت و خیز گرم تو مدت سے ہو چکی — رہتی ہین اب سگری پھیکی بہار کی روش
جاتی ہین رنگ و بو ہی گل و آبجو چلے — آئی نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش
مائل ہوا ہو سرو گلستان کا دل بہت — کچھ آگئی تھی اسمین قد یار کی روش
زندان مین جہانکی بہت ہین خراب حال — کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر بکہیرے عشق مین پھرتے نہین ہین میر
اظہار ہی کرین ہین تو اظہار کی روش

ردیف طاء

رہتے ہین بہت دل کی ہم آزار ہی ناخوش — بستر پہ گرے رہتے ہین بیمار سی ناخوش
جانا جو مقرر ہی مرا دار فنا سے — اس بستی کی مین ہون در و دیوار سے ناخوش
ہموار ہی سی ہین نرم و خوش ایک سی دونون — خوش ہین نہ گل سی نہ ہم خار سی ناخوش
سر رشتۂ دل بند نہین زلف و کمر مین — کیا جانیے ہم کس سے ہین یار سی ناخوش
ہے عشق مین صحبت مری خوبانکی عجب طور — اقرار سی بیزار ہین انکار سی ناخوش
خوش رہتے ہین احباب ہم ربط کیے سے — رہتے ہو تمہین ایک مری یار سی ناخوش

اک بات کا سہی لوگون مین پھپٹ ہی کرنا
ہم ہنسکے بہت میر کے ستار سی ناخوش

ردیف ظاء

ردیف غین

احتیاط صراحی سے سے | ہمنے سجادہ کے دھلاب نے داغ

دیکھی دامن کی نیچے کیسی دی
میر نے گرتے چھپائی داغ

ردیف فا

آج ہمارا سر پہ تاہی باتین جتنی سب تھیں قوف | حرف و سخن جو بایکدیگر کرتے تھے سو اب تھے قوف
کسکو دماغ رہا ہی بیان آٹھ پہر کی سست کا | ربط اخلاص سے دن گذری خلطہ اسی سب تھے قوف
اسکی گلی مین آمد و شد کی گھات ہی [illegible] | اب جو شکستہ پا ہوئے ہی وہب کرینگی دہب قوف
[illegible] | وقفہ ہوگا تب علنی مین ہم بھی کرینگے حساب قوف

حلقے پڑی تھی چشم مین [illegible]
رونا کڑھنا عشق مین اوسکی میر کرد گی سب قوف

مین آگے تہا دیدہ پر آب سو واقف | پلکین نہوئی تہین مری خونناب سو واقف
تہا تو بہت لڑکو نکی کہائی ہین و لیکن | ہم اب بھی جنون کی نہین آداب سو واقف
ہم ننگ خلائق یہ عجب ہی کہ نہین [illegible] | اس عالم اسباب مین اسباب سو واقف
شب آنکہین کہلی رہتی ہین ہم منتظر نکی | جون دیدۂ انجم نہین ہین خواب سو واقف
بل کہاتی نہین بابونکی ہم جاتی ہین [illegible] | ہین پیچ و غم و رنج و تپ و تاب سو واقف

ردیف قاف

لگا ہین ہین میری نظر کی طرف
نہین کوئی آتا نظر کی طرف
نہین دیکھتے ہم جگر کی طرف
لیا پیچ کچھ جان مین میر نے

گھر کیسے کیسے ویسے کی بند گو نکی ہین خراب
القصہ ہی عزا بہ کنہ دیار عشق

تو ضبط کرتی ہو وہین جراحت جگر کی زخم
روتا نہین ہی کسو ل کی دل سا زار عشق

مارا پڑا ہی انس ہی کرنی مین مرزہ میر
ہی دور گردوادی و حشت شکار عشق

ردیف کاف

وحشت تھی ہمین بھی وہی گھر بار سے اتبک
سر ماری ہین اپنے در و دیوار سے اتبک

مرتے ہی سنا انکو جنہین دل لگی کچھ تھی
اچھا بھی ہوا کوئی اس آزار سے اتبک

جب سے لگی ہین آنکھین کھلی راہ تکی ہین
سوئی نہین ساتھہ اوسکی کسو یار سے اتبک

آیا تھا کبھو یار سو ما مول ہم اوسکے
بستر پہ گری رہتی ہین بیمار سے اتبک

بد عہد یو نہین وقت وفات آن بھی پہونچا
وعدہ نہوا ایک وفا یار سے اتبک

ہی قہر و غضب دیکھہ طرف کشتہ کے ظالم
کرتا ہی اشارت بھی تو تلوار سے اتبک

کچھ رنج دلی میر جوانی مین کھنچا تھا
زردی نہین جاتی مری رخسار سے اتبک

رہا پھول سا یار تربت سے اتبک
نہ ایسا کھلا گل نزاکت سے اتبک

لبالب ہی وہ حسن معنی سے سارا
نہ دیکھا کوئی ایسی صورت سے اتبک

کیا چلن جا ہین جہان سے لوگ
گرا تے ہے میہانسے لوگ

قہر ہی بات پر گالی
جان ہے جا ہین تری زبانسے لوگ

شہر ہین کہ خراب سے اپنا
آتے ہین یان اب اس نشانسے لوگ

ایک گرتے ہین پر برابر خاک
کیا ہگڑتے ہین آسمانسے لوگ

درد دل ان کی کب سے ہے میسر
مگر ہتے ہین اسکے کانسے لوگ

یار سے ہی لگ لگ ہے ہمین
ہم ہی سبزی دہان مانسے لوگ

شوق ہے ہمکو سیر صحرا اور
ہم خمیدہ قدان کمانسے لوگ

آدمی اب نہین جہان مین میر
اٹھ گئے اس ہی کارواںسے لوگ

ردیف لام

بلبل نا کل کہا کہ بہت ہم نے کہا کہ گل
لیکن نہ ایک حرف ٹھہری ہوا کہ گل

رعنا جوان شہر کے ہتے ہین گل بسر
سر پر ہمارے داغ جنون کا ہے جا کے گل

دل پر ہنسی ہے ہم نے جمین کی نہ کی نکل
بیدرد کا فروش ہمہ بے بہا کے گل

حیف آفتاب ہین پس دیوار باغ ہائے
جوبن سایہ دار کشیدہ ہوا ہم یا کے گل

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

ردیف میم

آزمیرا ہی بی نسبت من حلقہ حلقہ موسی
بتیاب کچھ ہے گا ہر پیچ ہر گیسوے دل

حال تو حال زار ہی تا حال — دل وہی بیقرار ہی تا حال
بڑہتی ہی حال کی خرابی روز — گرچہ کچھ روزگار ہی تا حال
خستہ جانی و تنگ خلق کیا — پر اوسی مجھسے عار ہی تا حال
حال فکر سخن مین کچھ نہ رہا — شعر میرا شعار ہی تا حال
حال مستی جوانی تھی سو گئی — میرا سکا خمار ہے تا حال
آنکھین بدحالی سی ٹھہرتی نہین — شوق دیدار یار ہی تا حال

خم سی حال آنکھ خون دل سو کہا
چشم تر اشکبار ہے تا حال

مبتلا ہی او ستمگر ہی کو بی اختیار دل — دیوانہ دل بلا زدہ دل بیقرار دل
سمجھا بھی تو کہ دل کسی کشتی ہین دل ہی کیا — آتا ہی جو زبان پہ تری بار بار دل
آزردہ خاطری کا ہماری نکر عجب — اک عمر ہم رہا کیے ہین مار مار دل
واشد فسردگی سی تری اس چمن مین ہے — دل جو کھلا تو جیسے گل بی بہار دل
میر و سکی اشتیاق ہم آغوشی مین نہ چھپ — جاتا ہی اتبوجی ہی رہا در کنار دل

کیا ظلم ہو کہ کھینچے شمشیر وہ کسی پر
آزردہ ہونگا پھر مین جا کہہ ہی جو ہٹے تم

کم پائی اسقدر ہے منزل سے دور اتنی
طے کسطرح کروگے یارو یہ مرحلے تم

اکثر نڈھال ہین ہم پر یون نہین وہ کہتا
کیا ہو کہ جاتی ہو گے کچھ اتنی ہی ڈھلے تم

یہ جانتے نہ تھے ہم ایسی رہی ہو گی ہو
ہونگے ہون یہ جان آ کر تم بن گئی بھلے تم

قربانی اوسکی مجھ سے تو ہو یہ طرح نہ چھوٹ سکی
تکتے ہو میر اودھر تلوار کے تلے تم

یار ب وہ محبوب کو پھر یک نظر دیکھین گے ہم
اپنی آنکھون سے اوسی یان جلوہ گر دیکھین گے ہم

مین کہان دیکھا اور ہر ٹک تم تو مین بھی جان دو
ہنسکے بولا یہ تری باتین ہین ہم دیکھین گے ہم

پاس ناموس ہر اک تو دیکھنا دشوار ہے
جا بجا مجلس مین تو اید ہر اک گھر دیکھین گے ہم

یون نہ تنگی دل کسو سے مین بدان نزدیک کو
ابتدا ئے عشق مین اپنا بھی گھر دیکھین گے ہم

کام کہتے ہین سماجت سے کبھو لیتے ہین لوگ
ایک دن اسکے کنے جا کر پھر دیکھین گے ہم

راہ تکتے تکتے اپنی آنکھین بھی تیر اچلین
یہ نہ جانا تھا کہ سختی اسقدر دیکھین گے ہم

شورش دل یوانگی اسکی نہین جاتی لیک
ایک دو دن میر کو زنجیر کر دیکھین گے ہم

صبر کیا جاتا نہین ہمسے رہ جدا نہ ستاؤ تم
پانو کا رکھنا گرچہ ادھر کو عار سی ہے آؤ تم

کہہ سکے کون کہ تو نا ہوا ر
کو فت سی کو فت ہے اپنے دل پر نے

اتو ہین خاک سے برابر ہم
چھاتی کوٹا کیے ہین اکثر ہم

ابر کرتا ہے اب کمی سے میر
دیکھین ہین سوئے دیدۂ تر ہم

تجا ہل حیرت عشق سے گفتگو کو ہم
خموش دیکھتے رہتے ہین اوسکے رو کو ہم

اگرچہ وصل ہی پہ ہین طلب مین سرگردان
پہ وہم کا رہی جاتی ہین جستجو کو ہم

اب اپنی جان سے ہین تنگ دم رکی ہے بہت
ملا ہی دینگے تری تیغ سے گلو کو ہم

چلا کی خاک کر ہی کوئی داغ کرے
لگاوین آگ سی کیا اپنے گرم خو کو ہم

سر یہ پیر خرابات یون نہوتے میر
سمجھتے عارف اگر اور ہی کسو کو ہم

عشق تو نے سکے نبکر عہدہ کیا ہے خدا سی ہم
آجاوین جو یہ ہر جائی تو بھی نجا وین جلا سی ہم

گریہ خونین تک بھی ہے سو منہ پر اڑتی ہے
شام و سحر رہتے ہین یعنی اپنے لہو کی پیاسی ہم

اسکی نیو چہ دور ہین ہو ش حال ہی ہے
ہمکو دیکھو مار ہو گئے ہین آکر پاس فنا سی ہم

چسکے کیا انواع اذیت عشق مین کھینچی جاتی ہی
دل تو بھرا ہی اپنا تو بھی کچھ نہین کہتے حیا سی ہم

کیا کیا عجز کرین ہین لیکن ہیہات نہین کچھ جاتا میر
سر گڑی ہین آنکھین ملے ہین اسکی حنائی پا سی ہم

دل تو تمہین ہیں پس نہین جاتا ہی جی دوبدا ہو دیکھہ اور
کیا چاہہ رنج گو چاہہ نہین ہی بال اسکی گو جال نہین

کہتا تھا دل کہ ٹکڑی جوڑون میر جگر کی مختون سے
کسب نہین ہی پارہ دوزی مین کوئی وصال نہین

ہی وضع کشیدہ کا جو تورا سکی جہان مین
نکلی ہی مگر تازہ کوئی شاخ کمان مین

ہر طور مین ہم حرف و سخن لاگ سی دلکی
کیا کیا کہین ہین مرغ چمن اپنی زبان مین

کیا بادنی ہی دست تطاول کو دیا طول
پہیلے پڑی ہین پہول ہی سب بخیہ خزان مین

خوشرنگ ہو کس مرتبہ انسان رکا پانی
خونناب مری چشم کا ہی آب روان مین

رودو مری احوال پہ جون ابر بہت میر
بیطاقتی بجلی کی سی ہی آہ و فغان مین

دلکی گئی ہیدل کہلائی آگی دیکھیر کیا کیا ہون
محزون ہو رہین مفتون ہو رہین مجنون ہو رہین کیا کیا ہون

عشقکی رہ مین پانو کہا سو ہر گہر لگی کچھہ رفتہ سے
آگی چلکر دیکھین ہم اب گم ہو رہین یا پیدا ہون

خار و خس الجھین ہین آپہی بیخبط ہو نہسی کیا میر
موج زن اپنی طبع روان سی جیسے ہم جیسے دریا ہون

ہم بہی گئی جاگہہ سی اپنی شوقمین اس ہر جائی کی
عشق کا جذبہ کام کری تو پہر ہم رزنون ہی چاہون

کوئی طرف یان ایسی نہین جو خالی ہو سودا سی میر
یہ طرفہ ہی شور جرس سی چار طرف ہم تنہا ہون

قطعہ

اس شوخ سے کہ اس کی طرف اہل شوق سے
جاتا ہے جی ہی جی میں ولے منہ سے کچھ نہیں

ہم جس کے واسطے ہوئے رسوا شہر میں
وہ شخص ہم سے بولتا بھی اب تو کچھ نہیں

ہم کو تو اس کی یاد ہی کرنی ہے صبح و شام
اس کو ہمارے نام سے مطلب کچھ نہیں

ہم سے بھی ہو سکے ہے ادائی حق وفا
پر وہ ستم شعار طلب کچھ نہیں

ہم سے ہ

دیوان میر

دیار حسن مین دلکی نہین حزیداری
نوا شناع ہی اچھی یہ بیان کی بات نہین

حساب پاک ہو روز شمار مین تو عجب
گناہ اتنے ہین میرے کہ کچھ حساب نہین

گذر ہی عشق کی بیطاقتی کی مشکل آہ
دنونکو چین نہین ہی شبونکو خواب نہین

جہان کی باغ کا عیش ہی گل کی رنگ
ہماری جام مین لو ہو ہی سب شراب نہین

تلاش میر کی اب بیکرو نہین کاش کرین
کہ مسجد و نہین تو وہ خانمان خراب نہین

ہنکو کہنے کی تئین بزم مین جا دیتے ہین
شیشے پانی نہین ہم کہ اٹھا دیتے ہین

ان طیور و نسی ہو نہین بھی گرانی ہی مبا
باغ کی چار طرف آگ لگا دیتے ہین

گریہ ملتی ہین تک حیرت سہر لڑکی
دل جگر دونو نکو یک لخت جلا دیتے ہین

دیر رہتا ہی ہمالاش پہ غم کشتونکی
اشخوان انکی جلا کچھ تو مزا دیتے ہین

اس شہ حسن کا اقبال کہ ظالم کے تئین
ہر طرف سیکڑون درویش دعا دیتے ہین

دل جگر ہو گئے بیتاب غم عشق جہان
جی بھی ہم شوق کی مارونکی دعا دیتے ہین

کیونکی اس راہ مین پاویگے کہ صاحب نظران
یان سی لوان تئین آنکھین ہی بچھا دیتے ہین

سلتے ہی آنکھ ملی اسکی تو برہم ہو تہ
خاکمین آپ کو فی الفور ملا دیتے ہین

طرفہ صناع ہین ای میر یہ مرزون طبعان
بات جاتی ہی بگڑ بھی تو بنا دیتے ہین

نہین زنگار مرغان گلشن سے کیا
یہ بے حوصلہ ہمکو رسوا کرین

لہپا عشق کا جوش دل مین بہلا
کہ بدنام ہوین جو سودا کرین

بری حال اوسکے گلی مین ہے میر
جو اٹھہ جائین وان سے تو اچہا کرین

ہجر مین روتا ہون ہر شب مین تو اس صورت سے یان
وے اندہیری منیہ ہے جسکو شدت سے بیان

کسقدر بیگانہ خو ہین مردمان شہر حسن
بات کرنا رسم عادت ہے نہین الفت سے یان

اٹھہ گئے ہین جیسے ہم سو ناپڑا ہے باغ سب
شور ہنگام سحر کا مہر ہے مدت سے یان

سر کوئی سپوڑے محبت مین تو ہارے کس طرح
مر گیا ہے عشقین فرہاد جس قدرت سے یان

دلکشی اس بزم کی ظاہر ہے تم دیکہو تو ہو
لوگ جی دیتے ہی جاتے ہین کس حسرت سے یان

صورتون سے خاکدان یہ عالم تصویر ہے
بولین کیا اہل نظر خاموش ہین حیرت سے یان

فہم حرفونکی تناقر کا بہی یارون کو نہین
اسپر کہتے ہین تنفر سب ہے صحبت سے یان

پانچ روز عمر کرے عاشقی یا زاہدی
کام کچہ چلتا نہین اس تہور بیثباتی کے ساتہ

کیا سر جنگ و جدل ہو بید باغ عشق کو
صلح کی ہے میر نے ہفتاد و دو ملت سے یان

داغ فرقت سے کیا ہو چہپو ہوا گل لگائی سینے مین
چہاتی سے وہ منہ نہ لگانا کہ اس بہی مہینے مین

ردیف واو

دیتی ہے طعل بیل کیا شورش فغان کو
اک نالہ جو صدا سے پس ہے وداع جان کو

Marked by Google

کہا تم نے کہ حرف پر ہے بوسۂ لب
ہو باتین کمین ہین تو اب قرض کا حساب کرو

قطعہ

ہوا ہی اہل مساجد پہ کام از بس تنگ
نہ شب کو جاگتی رہنے کا اضطراب کرو
خدا کریم ہی او سکو کرم سے رکھکر چشم
دراز کیہنچو کسو سیکدے مین خواب کرو

جہانمین دیر نہین لگتی آنکھین مندتی میر
تمہین تو چاہیے ہر کام مین شتاب کرو

وہ گل ستارہ سر اہون یا چیدار ہو کو
زمی ہی کاش دنیا خالق مکا دسکی خو کو
ان گیسوؤن کے حلقے ہین چشم شوق عاشق
وی آنکھین دیکھتی ہین حسرت سے او سکی رو کو
دم کی کشش سی کو کشش معلوم تو ہی لیکن
باتی نہین ہم اسکی کچھ طرز جستجو کو
آلودہ خون دل سی صد حرف منہ پر آئے
مرغ چمن نہ سمجھا انداز گفتگو کو

دل میر دلبرون سی جا ہا کرے ہے کیا کیا
کچھ انتہا نہین ہے عاشق کی آرزو کو

عجب گریزی صورت کا نہ کوئی یار عاشق ہو
جو صحن خانہ مین تو ہو در و دیوار عاشق ہو
تجھے اک بار اگر دیکھے کوئی بیجا ہو دل اسکا
خرام ناز پر تیری فدا گھر بار عاشق ہو
تری چپاتی سی لگنا ہار کا اچھا نہین لگتا
سبا دا اس وجہ سی گلرو گلے کا ہار عاشق ہو

کہتے دونون کہا تہا دل ضبط نالہ کر
پھر شب کو نا شکیبی سے نالان ہوا نہ تو

ہوتا ہے میر روے سخن دیکھی اور
افسوس ای ستمزدہ انسان ہوا نہ تو

کیا کرون مین صبر کم کو اور رنج بیش کو
زہر دیو رین کا شکر احباب اس درویش کو

کھول آنکھین صبح سے آگے کہ شیر ابلد کی
دیکھتے رہتے ہین غافل وقت گرگ و میش کو

عشق کی بیتاب کی آزار مین مشکل شتاب
جان دیتے دیر لگتی ہی نہین درویش کو

دشمن اپنا مین تو فکر دوستی ہی مین رہا
اب کہون کیونکر سلامت جان عشق اندیش کو

مختلط ترسا بچون سے شیر خانہ مین رہا
کون نے دیکہا مسجد و نہین میر کافر کیش کو

نازکی کوئی بھی تمسک ہے جی کا ہیکو کرتا ہی ہو
آتی ہو تمکین سے ایسی جیسی کمین کو جاتی ہو

غیر کی ہمراہی کی عزت جی مارے ہی عاشق کا
پاس کہو جہاتی ہو تو ساتھ اک تحفہ لاتی ہو

مست نہین بال ہین یکہری بیچ گلیمین بگوئی
ساختہ ایسی بگڑی رہو ہو تم جیسے مرہ ماتی ہو

پردہ ہی کر لیتے ہو جب آتی ہو مجلس مین
آنکھین سب سے ملاتی ہو کچہ ہم ہی سے شرماتی ہو

سوچ نہین نقیر ہی اپنا جیب یدہ دیوانا
سہو کر لگتی دامن کو کس نالے تم یان آتی ہو

رفتہ عشق کسو کا بار و راہ چلی ہی کسی کے
کون ہی ہی آپ مین یان تم کسی کے نہین سمجہاتی ہو

کوہ کن و مجنوں و وامق میر آئی تو محبت میں
منہ نہ لگایا ہم نے کسو نے ایسے ہر زہ کار و نکو

جی رکا رکتے سے پر ہی کچھ تو
آسمان آگیا وری کچھ تو

جو نہ دے ناز کوئے نیاز
آدمی چاہیے کری کچھ تو

طالع و جذب و زاری و زور
عشق میں چاہیے اری کچھ تو

جینا کیا ہے جہان فانی کا
مرتے جاتے ہیں کچھ مری کچھ تو

سمجھے سمجھے نظر پڑیں ہیں میر
اسکے اطوار سے ڈرے کچھ تو

رشک رنگین گلرویان سے کیا ہے بھرا ہو
ساتھ انکے جل تماشا کر اسی کو چاؤ ہو

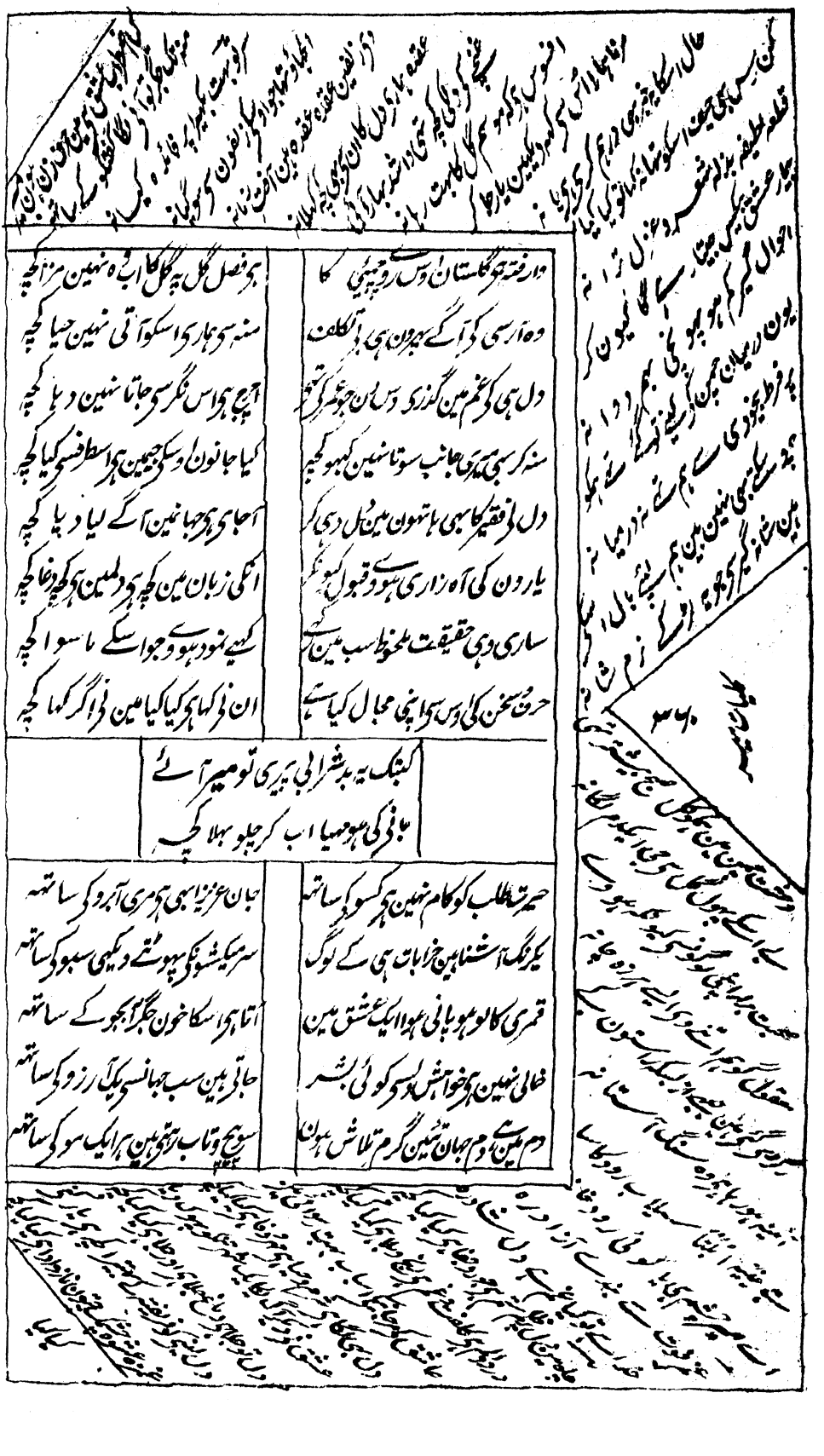
قد جو خم پیری سے ہو تو سر کا دھنا ہے
ہو چکا ہونا جو کچھ تھا اب عبث پچھتاؤ ہو

خون کے سیلاب میں ڈوبے ہوؤں کا کیا شمار
ملک بھی ہے وہ جدول شمشیر تو ستھراؤ ہو

تھی وفا مہر تو بابت دیار عشق کے
دیکھیں شہر حسن میں اس جنس کا کیا بھاؤ ہو

گریۂ خونیں ہے میں خسار میرے لعل تر
دیدۂ خونبار یوں نہیں جیسے منہ پر گھاؤ ہو

جیسی لگ بھاگ کوئی دل صنعی سے اٹھا بیٹھو
عبث کی تعمیر گلیمیں کسو کے بیچ اٹھاؤ جا بیٹھو



کیا کیا دیدہ درائی ہی ہم کرتے رہے اس عالم میں
تجھ سے آگے سنو ہو صاحب نہیں دیکھا ہوا کیا کیا کچھ

حسرت وصل اندوہ جدائی خواہش کامش ذوق و شوق
یوں تو جلا ہوں کیا لیکن ساتھ جلا ہے کیا کیا کچھ

کیا کہیئے جب میں نے کہا ہی میر ہی مغرور اس پر تو
اپنی زبان سے کہوں تو الی اور کہا ہی کیا کیا کچھ

ردیف یای

میں تو شنگ صبری ہی اتنا ہی نہیں سکتا اکدم بھی
ناز و غرور بہت ہے اوسکا لطف نہیں ہے کم کم بھی

جامہ احرام احرمہ کردل کی اور توجہ کی
در پہ حرم کی اس لئے تجھ سے ہم کو بھی ملیگا محرم بھی

دیکھیہ ہوا کو طائر گلشن کس حسرت سے کہتے تھے
گل ہی چلے جاتی نہیں ہنسے یا چنکر کو بیٹھ رہیں ہم بھی

کیا کیا میں بتاؤں ہوں رنج و الم سے محبت کی
ہر عالم کچھ اور ہی میری دلکی مرض کا عالم بھی

عینہ وداغ کیا ہی کیا کیا اچھے ہو فرمائی نہ تھی
زخموں چھاتی کی میری دیکھ دیکھو نہ مرہم بھی

گرم ہوا ہی ہوگا جو ہر سر چمن کی کریجے
پھول بکھر تے جاتی ہیں کچھ آخر ہی اب موسم بھی

نعل جڑے سینے کو کوہ ماہ چہری نجی پر خاک ملی
میر کیا ہی میں نے نہایت دل جانیکا ماتم بھی

نقد دل غفلت سے کھویا راہ کھوٹی کر گئے
کاروان جاتا رہا ہم خواب ہی میں مر گئے

کیا کہیں ان نے جو پھیرا ایڑ در پہ سے ہمیں
مر گئی غیرت تسی ہم بھی پہ نہ اوسکے گھر گئے

ہی بلا در ہوم دل تڑپ نی کی
ایسا ہوتا نہین ہی اور ہم بھی

کچھ نہین اور دیکھین ہین کیا کیا
خوابکا سا ہی جہان کا عالم بھی

حیف دل جانی پڑ گئی جی کی
ورنہ غم کرتے لیتے ماتم بھی

حرم کعبہ کا نیا یا بھیر
نہ ملا وان کا ایک محرم بھی

خشک نی ساتھ شیخ حیف ہوا
یون تو یا را وسکو دیتی تھی دم بھی

کہتے ہی جاتا ہے آدمی اے میر
آفت جان ہی عشق کا غم بھی

لطف ہی کیا انواع ستم جو اوسکی کوئی بیان کرے
گو شنوا اکدن ہو وین تو لطفی ذرا زبان کرے

ہم تو چاہ کر اس تہر کو سخت ندامت کھینچی ہے
چاہ کرے اب وہ کوئی جو چاہت کا ارمان کرے

سود ہین دل کی نفع جو چاہے خاطع سودائی ہے
ہمارا سا رہ عشق مین کیا جی کا بھی نقصان کرے

حشر کی ہنگامہ مین چاہین تو عشق تو حسن نہین
کاشکی یان عالم انبوہ دل ہی ہین ویران کرے

آتش غرور سے وسی عہدہ برا کیا عاشق ہو
دلکو جلاوے منت کرے جی مارے احسان کرے

یہ نہین عشق غم افزا سی کام نہایت مشکل ہے
اب نہین نومیدی دلکو شاد عشق آسان کرے

کہنے مین یہ بات آتی نہین ہو میر خدا کی قدرت سے
موند کر آنکھین میر اگر تو دلکی طرف ٹک دھیان کرے

نسبت کیا ان لوگون سے ہمکو شہری دیوانے ہین
ہر فریاد اگر دم کو ہی مجنون کل صحرائی ہے

ہے تپہ سا چھاتی مین میری کثرت غم کی میر سے
کیا کہیے پہلو سے دلکی سخت اذیت پائی ہے

باغ مین جا کر ہم جو رہے سو اور دماغ آشفتہ ہوا
کیا کیا سر پہ ہمارے آکر بلبل شب چلائی ہے

کیسا کیسا عجز ہوا اپنا کیسے خاکمین ملتے ہین
کیا کیا ناز و ادا اوسکو ہے کیا کیا پروائی ہے

قصہ ہم غربت زدگان کا کسنے سنا ایسا نہین
بیصبری کم پائی ہے پر دور اوسی تنہائی ہے

خشمگین چتون نیچی نگاہین جا بہ جا تیری مژہ پر
میر عبث بگڑی ہے تجھسے آنکھہ کہین تو لگائی ہے

دنیا کی قدر کیا ہو طلب گار ہو کوئی
کچھ چیز یان ہو تو خریدار ہو کوئی

کیا ابر رحمت ابکی برستا ہے لطف سے
طاعت گزین جو ہو سو گنہگار ہو کوئی

کیا ضعف تنین ہے جگر و دل دماغ بن
پوچھہ جو اس قشون مین سردار ہو کوئی

ہم عاشقان زرد و زبون و نزار سے
مت کر ادائین ایسی کہ بیزار ہو کوئی

جسکے ہین ہم تو حیرت حالات عشق سے
کر دے بیان جو واقف اسرار ہو کوئی

یکسان ہوے ہین خاک سے پامال ہو کے ہم
کیا اور اوسکی راہ مین ہموار ہو کوئی

وہ رہ سکی ہے دل زدہ کچھ منتظر کہڑا
حیرت سی اوسکی در پہ جو دیوار ہو کوئی

یک نسخہ عجیب ہے لڑکا طبیب کا
کچھ غم نہین ہے اوسکو جو بیمار ہو کوئی

امید ہر نہین آمادہ آوے تو تصدق کر
جی جامہ اوڑھاوینگے گھر بار لٹا دینگے

معشوقون کی گرمی بھی اے میر قیامت ہے
چھاتی مین گلے لگ کر تنگ آگ لگا دینگے

جنگل مین چشم کسنے نبستی کی رہبری کی
صاحب ہی نے ہماری یہ بندہ پروری کی

شب سنگ شور میرا کچھ کی نہ بیدماغی
اسکی گلی کی سگ نے کیا آدمی گری کی

کرتی نہین ہین دل خون اس رنگ سے ہوگا
ہم دل شدون کی ان نے کیا خوب دلبری کی

اندر ہی کیا نمک ہے آدم کی حسن مین بھی
اچھی لگی نہ ہمکو خوش صورتی پری کی

ہر اپنی مہربانی جانکاہ و دل گدازان
اس رنج مین نہین ہے امید بہتری کی

رفتار ناز کا ہے پامال ایک عالم
اس خود نمائی کیسی خود رائی خود سری کی

ایکاش اب نخچیر کی صیاد قید یون کو
جی ہی سی مارتی ہے آزادی بے پری کی

اس رشک مہ سے ہر شب ہے غیر سے لڑائی
بخت سیہ نے یاری ان روزون یاوری کی

کہتے ہین بحر طیان ہی کی ہین صراحی کی نے ہمسے
پیسی دی سیروئی کی سہر لیکنی کمری کی

گذری بسان صرصر عالم سے بے تامل
افسوس میر تمنی کیا سیر سرسری کی

اکثر کی بیدماغی ہر دم کی سرگرانی
اب کب گئی اٹھائی ہے زور ناتوانی

کرین ضبط گریہ سو دل کی عمارت
ہوئی چشم تر اس خرابی کی بانی
ملا دیں ہے خاک ہی آدمی کو
محبت ہے کوئی بلا آسمانی

گرامی گہر میر جی تھا ہمارا
ولی عشق مین قدر ہمنے نجانی

چلتی ہو تو چمن کو چلیے کہتے ہین کہ بہاران ہے
پات ہری ہین پھول کھلے ہین کم کم باد و باراں ہے
رنگھوا سی یون پھرے ہے جیسے شراب جوانی مین
آگی ہو مینخانے کی نکلو عہد بادہ گساران ہے
عشق کی میدان ماروں مین ہی نکلا ہو مدت سے
یعنی مصیبت جھیلی اٹھانا کار کارگذاران ہے
دل ہی داغ جگر ہی ٹکڑے آنسو ساری خون ہوئے
لوہو پانی ایک کرے یہ عشق لالہ عذاران ہے

کوہکن مجنون کی خاطر دشت و کوہ مین ہم نگئی
عشق مین ہمکو میر نہایت پاس عزت داران ہے

ہم اس مرتبہ پھر بھی لشکر گئے
تعب ایسی گذری کہ مر مر گئے
نظر اک سپاہی پسر سی لڑی
قریب اسکی تلوار کر کر گئے
بہم مہر و رزی کی سرگرم تھی
خدا جانے وہ لوگ کیدھر گئے
لہو میری آنکھو مین آتا نہین
جگر کے مگر زخم سب بھر گئے
رہا طرف کمن مین نہین میر جی
ہوا جو لگی وہ بھی باہر گئے

نگاہ غور سی کر میر سارے عالم مین
کہ ہو دی عین حقیقت وہی تو ساری ہر

نہ خاطر پر الم تیری نہ دل پر کچھ ستم تیرے
محل رحم ہو دین کس طرح مظلوم ہم تیرے

جو تک بھی سایہ گستر ہوگا تو اس خشک شاخ پر کے
بہت ہم ہونگے احسان مند ای ابر کرم تیرے

انہین دیکھی جنہون نے گیسو و پیچ و خم تیرے
نہین دیکھی جنہون نے گیسو و پیچ و خم تیرے

عشق مین کہو گے جاؤ گے تو ہاتھی نہ ہی پاؤ گے
قدر ہماری کچھ جانو گے دل کو کہین لگاؤ گے

صبر کہان بیتابی سی چین کہان بیخوابی سے
سو سو بار گلیمین تکیے گھر سے باہر آؤ گے

شوق کمال کو پہونچا تو ہین خط و کتابت حرف و سخن
قاصد کی محتاج نہو گی آپہی دوڑے جاؤ گے

صنعت گریان صاحب شیوہ دلگی کی ہے پیر
ایک نہین سی کاتم باتین بہت بناؤ گے

چاہ گئی درویشی ہوئے تو اب ہو خورش کی فکر نہین
لوہو پیو گے اپنا ہم غم غصہ ہی کہاؤ گے

چہرہ رنگ محبت کا ہین کیتے کوئی تمہین خوش آئیگا
خون کرو گے یا دل کا و یا داغ جگر پہ جماؤ گے

رہتے ہین ہمیشہ اہل الفت ہین غم گشتہ کلفت ہین
بھولے ہو اگر آپہی پھروگے کسکو راہ بتاؤ گے

اشک تو پانی سی ہین لیکن جلتے جگر آنکی
دل کی لگی حیران ہو صاحب کس سب ملکی بجھاؤ گے

چاہت میر سبھی کرتی ہین رنج و تعب ہین تجھ پر
تم جو آپہی بیتاب ہوئے ایسی جی سی باتہم اٹھاؤ گے

میر اسمہ بتکدے سے کہے گیا
کیا کرے جو خدا خراب کرے

افسانہ خوان کا لڑکا کیا کیجئے دیدنی ہے
قصہ ہمارا اسکا یاروں شنیدنی ہے

اپنا تو دست کوتہ زنہ تک سبھی مگس ہے پہونچا
نقاش سے کہیں ہو دامن کشیدنی ہے

پروانہ مر مٹا ہے جل کر نہ کچھ کہا تو
اے شمع یہ زبان تو ظالم بریدنی ہے

حسرت سے عاشقی کی پیری میں کیا کیجئے ہم
دندان نہیں ہیں منہ میں وہ لب گزیدنی ہے

ہے راست میر صاحب کس کا حیف کریئے
سر ہی فگندنی ہے قد ہی خمیدنی ہے

حال رہا ہو ہم میں کچھ تو حال کسو سے کہا جاوے
آن رہی ہیں آج دمیں کل تک کیونکر رہا جاوے

اسکی گلی وہ ظالم کردہ ہی آنکھ جو کوئی دیکھ پاوے
گزرہ عشق آسودہ تو لوہو میں نہ نہا جاوے

آنسو کی خونناب فشانی دیکھیں میر کہاں تک یہ
زرد ہمارے رخسارون پر ہر دم خون بہا جاوے

عشق چھپا کر چھپتا کوئی ہم سو کہہ گئے رنجور ہوئے
یعنی آنسو پی پی گئے سوزخم جگر ناسور ہوئے

ہم جو گئے سر مست محبت دنیا باش کہ چیتے ہوئے
کھائیں کہڑی تلوارین اسکی جمی نشستہ جو گھوئے

کوئی نہ ہمکو جانی تھا ہم بھی تھے گمنام آگے
یہن عشق سر سوا ہو کر شہر و نہین ہے شہور ہوئے

روز وداع لگا چھاتی سے وہ جو خوش پکا گیا — دل تڑپا ہی جان کہی ہی سینہ سارا جلتا ہی

گور بضیر آرا کہہ وسکو دنیا مین پھر کوئی نہین — عشق کا مارا آوارہ جو گھر سے اپنے نکلتا ہی

ضعف و ناعمی جسکو ہو وسکے عشق کے رنج و محنت سے — جی بھی سنبھلتا ہی پر بعد از زور سنبھلتا ہے

شور جرس شبگیر کا غافل طیاری کا نکیہ ہے — یعنی آنکھہ نہ لگنے پاوی قافلہ صبح کو چلتا ہے

بال نہین عاشق کی بدن پر ہر بن مو سے نکلا دود — بل کر اسکو جلا تی کیا ہوا سی جلتا بلتا ہے

میر ستم کشتہ کی سماجت ہی مشہور زمانے کی
جان دیتے بن آگی سی اسکے کب وہ ظالم ملتا ہے

جب سے ستارا صبح کا نکلا تب سے آنسو جھمکا — دل تڑپا اس مہ روبن کو ہمارا دمکا ہے

آمد و رفت دم کی اوپر ہمنے بنا کر لیست کی — دم سو ہوا ہے آوی نہ آوی کسکو بھروسا دمکا ہے

کہہ صوفی چل میخانے مین رطل گران لنڈھائین مسجد مین — ابر ہی باران بادہ ہی تر رنگ بدن جھمکا ہے

کیا امید رہائی رکہی ہمسا رفتہ وارفتہ — دل اپنا تو زنجیر مین اس زلف خم در خم کا ہے

دلگی نہین ہماری ایسی جس مین ہو امید بہی
کیا سنبھلے گا میر ستمکش وہ تو مارا غم کا ہے

خواہش دلکی کس سے کہیے محرم تو نا پیدا ہے — چپ ہین کچہ کہہ سکتے نہین پر جیبن ہمارے کیا کیا ہے

ہین متوجہ پر سش اسکی ہم جو گر ہین بستر پر — رہنا اسن حالی ہی سی اپنے حق مین ایسا ہے

ہمارے جان لبوں پر سے سوئے گوش گئی
کہ اسکے آنے کی سن گن کچھ اب بھی یاں پاوے

ہمارا روٹھنا ہین میر ابکی طائر آزاد
نسیم کیا ہی دو گلبرگ اگر ادھر لاوے

مین اسکی جدائی مین تصدیع بہت پائی
درویشی کم و پائی بر صبری و تنہائی

اس رفتہ کی جان بخشی ٹک آتی ہو کر اوسکے
رکھتے ہی قدم مجھ مین پھر جان گئی آئی

تھا صبر و سکون جینتک رہنا تھا مجھ غش سا
بتیابی دل سر پر ایک اور بلا لائی

اس پیر جراحت پر کل دادر محشر بھی
ڈرتا ہون کہو رکیا کیا تیغ و ستم کہائی

اے میر کسی دین ہین جبتک نہ تصیبہ ہو
کر شکر ہی ہی جو اس در کی جبین سائی

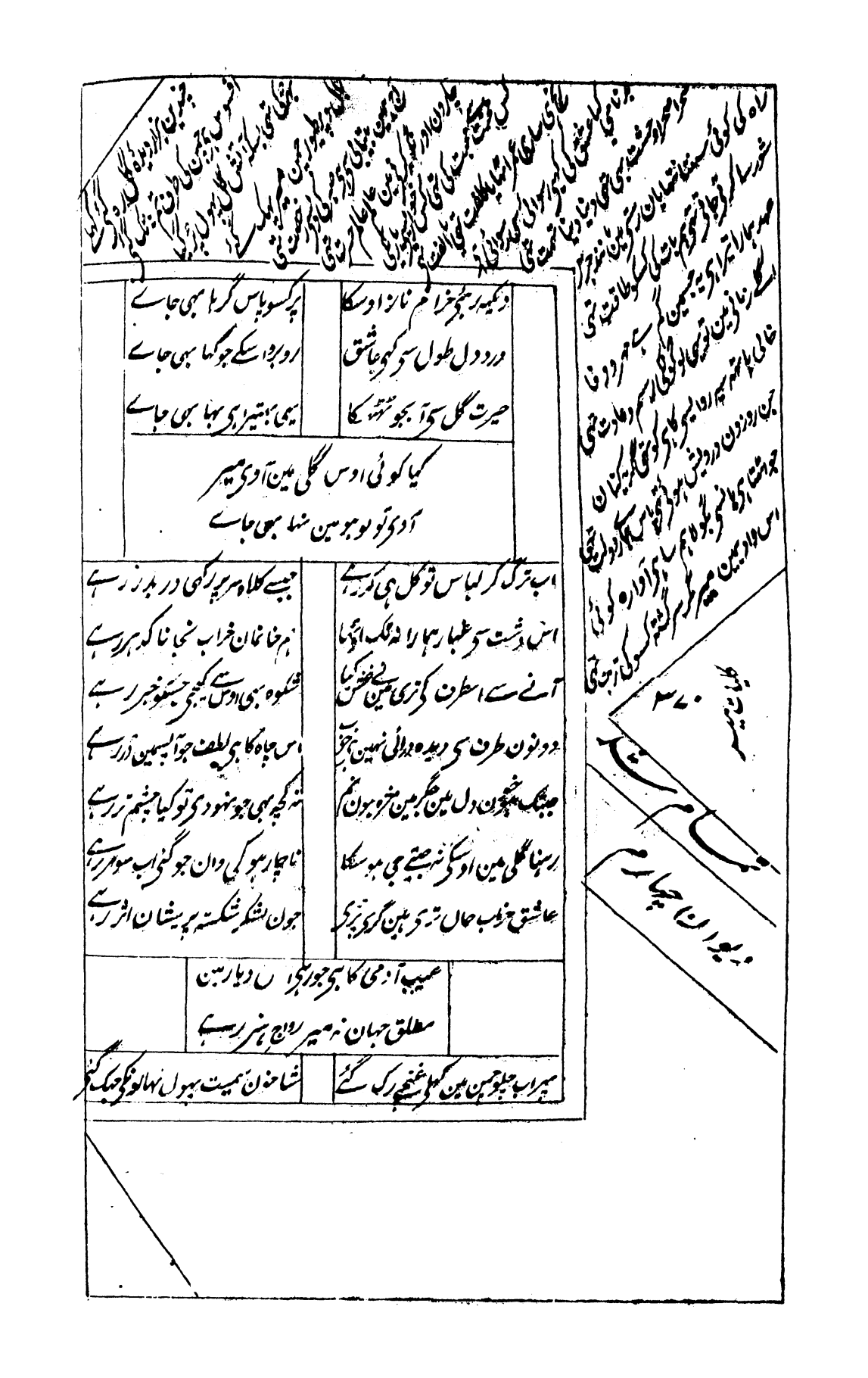
کیا کیا ہمنے رنج اٹھائے کیا کیا ہم بھی شکیبا تھے
دو دن جو ان چشمون جیتے ہر سو مرنی ہی سکی مہیا تھی

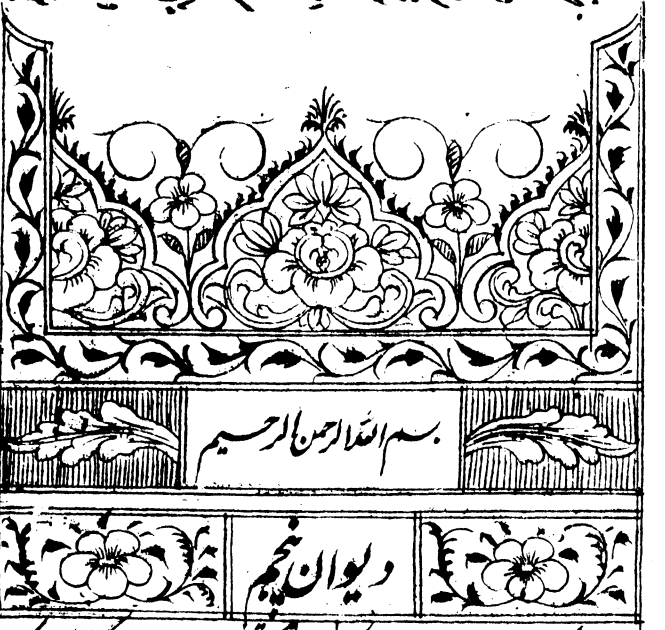
عشق کیا سو باتین بنائین یعنی شعر شعار ہوا
بتیین جو ہے مشہور ہمین تو شہر شہر رسوا تھے

کیا پکڑی کو پیر کہتے کیا سر نیچے رہتا تھا
لطف نہین اب کیا کہیے کچھ آگی ہم بھی کیا کیا تھے

ابکی وصال قرار دیا ہی ہجر زدی کی کسی حالت ہے
ایک سمین ہین ان بیچا تھا تو بھی ہم مر مر کے بچا تھے

کیا ہوتا جو پاس ادب سے اے میر کبھو آہ جا تے
عاشق تھے درویش تھے آخر بیکس بھی تھے تنہا تھے





بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان نجم

دل رفتہ جمال ہی اوس ذوالجلال کا
مستجمع جمیع صفات و کمال کا

ادراک کو ہی ذات مقدس مین دخل کیا
اودہر نہین گذار گمان و خیال کا

حیرت سی عارفون کو نہین راہ معرفت
حال درجہ ہی بیان اونہونکی حال قال کا

ہی قسمت زمین و فلک سے غرض نمود
جلوہ وگرنہ سب مین ہی اوسکی جمال کا

مرنے کا بھی خیال رہے میر اگر تجھے
ہی اشتیاق جان جہانکی وصال کا

ہی حرف خامہ دل رزدہ حسن قبول کا
یعنی خیال سر مین ہی نعت رسول کا

سنے تھا رکھ کچھ ہوتا تو نفع بھی ہوتا سو تو میر
کام ہی آخر عشق مین اسکی بیمارون بدحالون کا

اگر بہشتا اسکو سیر چمن مین ابکی پاؤن گا
تو بلبل آشیان تیرا ہی مین پھونسی چھاؤنگا

مجھے گل اسکی آگی خوش نہین آتا کچھ اسیر بھی
جو تو آزردہ ہوتی ہی گلستان مین نہ آؤنگا

بشارت ای صبا دیجو اسیران قفس کو بھی
تسلی کو تمہاری سر پر کھدو پھول لاؤنگا

دماغ ناز برداری نہین ہی کم دماغی سے
کہانتک ہر گھڑی روٹھی کو پھرون مناؤنگا

خشونت بدسلوکی خشمگینی کس لیے آہی
نہ منہ کو پھیرو پھر یان نہ آؤنگا جاؤنگا

ابھی ہون منتظر جاتی ہی چشم شوق ہر جانب
بلند اس تیغ کو ہونی تو دو سر بھی جھکاؤنگا

بلا مین پر سر ہون کاش افتادہ رہون یونہین
اوٹھا کر خاک سے تو میر ہنگامے اٹھاؤنگا

رسوائی شہر ہی بیان حرف و سخن ہمارا
کیا خاک مین ملا ہی افسوس فن ہمارا

دل خون ہو گیا تھا غم لکھتے سو رہی ہے
ششدنگ کی قلم سا پر خون دہن ہمارا

ظل ریاض مین ہی شب مہتاب کی نہین گل
انگارون سی بھرا ہے اس بن چمن ہمارا

میدان عشق مین تو قمیہ بدن ہوا ہے
تہ کر کی خاک ہی مین رکھدین کفن ہمارا

میر اسکی آنکھین دیکھین ہمنے سفر کو جاتے
عین بلا ہوا ہے سواب وطن ہمارا

میر جوان نے منہ کو اور ہر کر ہمسے کوئی بات کہی
لطف کیا احسان کیا انعام کیا اکرام کیا

عشق ہو حیوان کا یا اُنس ہو انسان کا
لاگ جبکی جس سی ہو دشمن ہی اپنی جان کا

عاشق و معشوق کی مین طرفہ صحبت میر کی
ایک جی ماری ہی مرہون ایک ہی احسان کا

مین خرد گم عشق مین اس لڑکی کی آخر ہوا
یہ ثمر لایا نہ یکہا چاہنا نادان کا

مرنا اسکی عشق مین خالی نہین ہی حسن سے
رشک کی قاتل ہی جو کشتہ ہو اس میدان کا

گر پڑے ٹوٹکر ثوابت کر اگر ستارے جرح سے
ہل گیا جو صبح کو گوہر کسیکے کان کا

ہر ورق ہر صفحے مین اک شعر شور انگیز ہے
عرصۂ محشر کا عرصہ میرے بھی دیوان کا

کیا ملاوی آنکھہ نرگس اسکی چشم سرخ سی
زرد اس غمدیدہ کو آزار ہے یرقان کا

بات کرتی جاتی ہے منہ تک مخاطب کی جھلک
اس کا لعل لب نہین محتاج رنگ پان کا

کیا کہون سارا زمانہ کشتۂ و مردہ ہے میر
اسکے اک نداز کا اک ناز کا اک آن کا

عشق ہمارے خیال پڑا ہو خواب گئی آرام گیا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہی صبح گیا یا شام گیا

عشق گیا سر دین گیا ایمان گیا اسلام گیا
دل نے ایسا کام کیا کچہ جس سی مین ناکام گیا

کسکس اپنے کال کو روے وہ ہجر مین بیکل اسکا
خواب گئی ہی تاب گئی ہی چین گیا آرام گیا

۳۷۳

کیسا کیا جگر خون آزار کیسے کھینچے
آسان نہین ہوا دل اندوہگین ہمارا

حرف و سخن تے اپنے یاد استان جانا
مذکور بھی نہین ہے یا اب کہین ہمارا

کیسا رائیگان تھون کو دیکھ ہوئے ہین کافر
ارث پدر جواب تھا یہ کہنہ دین ہمارا

لخت جگر بھی اپنا یا قوت ناب سا ہے
قطرہ سرشک کا ہے در ثمین ہمارا

کیا خاک مین ملایا ہمکو سپہر دون نے
ڈھونڈھا نشان تربت پائی نہین ہمارا

حالت ہے نزع کی یان آؤ کہ جاتی ہین ہم
انکو نہین منتظر ہے دم واپسین ہمارا

اک عمر مہر و رزمی جنکے سبب سے کی تھی
پاتے ہین میر انکو سرگرم کین ہمارا

آج ہمارا دل تڑپتا ہی کوئی دہر سے آویگا
یا کہ نوشتہ ان ہاتھون کا قاصد ہم تک لاویگا

ہم نہین لکھتے اسلئے اسکو شوق بہت ہے وہ لکھا
خط کا کاغذ باد کبھی یگا یا وہ کاغذ بن بلاویگا

رنج بہت کھینچے تھے ہمنے طاقت یکی تمام گئی
اپنے گئے پر یاد ہی یہ وہ ہے بہت پچھتاویگا

آندھی سی ہم چاہ مین اے گھر ناصح پر مت جائیو
سوجھتا ہے کچھ کہ کر آئینگے کیا تو ہمکو سمجھاویگا

عاشق ہو دی وہ بھی رتا چھپکے کسی سے کھا جائے
یعنے حال سنی گا دلسی کوئی کسے لگاوی گا

عاشق کے دلجوئی کی بھی راہ و رسم سے واقف ہو
ہو جو ایسا گم شدہ پنا اسکو نہ تو پاویگا

انکمین مین مدتی ہے دل بھر جو سو رہین سو بہتر ہے
چشمک کرنا ایک انہون کا سو فتنہ جگاویگا

ایسا پلید الوجود دنیا خلق ناگوار ہوا ہوگا
شیخ شہر ہوا کہتے ہین شہر اندھیر کیا

قدرت حق مین کیا قدرت ہو دخل کسو کے حضور کرے
اسکو کیا پگالہ آتش محبوب خس و خاشاک کیا

آہ سے ہی رخنے جہانی مین پہلنا انکا یہ سہل نتہا
دود دو ہاتہہ تر پہہ کر دل تو سینہ عاشق صاف کیا

غور کرو ہو ناظرین و بکاسے میر ہمارا یون نہین
برسون روتے کرتے رہے ہم تب لوگون نے مذاق کیا

بعد ہمارے اس فن کا جو کوئی ماہر ہوویگا
درد انگین انداز کی باتین اکثر تڑپے دویگا

چشم تماشا وا ہو ہے تو دیکہا بہا غنیمت ہے
مت موندے آنکہون کو غافل دیدہ تلک پہر ویگا

حسرت و جو بہلی سکی کرتی جسکا نشان کچہہ پیدا ہو
پاؤ اسکا میر پہ مشکل جی تو یونہین کہو دیگا

رکہے تماشا مین سر رشتہ بہت سیتی کا
رہ گیا دیکہہ رفو چاک مرے سینہ کا

اے طپش لوہو ہوئے میرا جو تو جوہر کے
کس سے یہ قاعدہ سیکہا ہے پسینہ کا

میر کی نبض پہ رکہہ ہاتہہ لگا کہنے طبیب
آج کی رات یہہ بیمار نہین جینے کا

عید آئندہ تک رہیگا گلا
ہو گئی عید تو گلے نہ ملا

وہ بے لوہو مین دیکہتے سر خاک
حیف کوئی بہی آبلہ نہ چلا

مطلب کا سر رشتہ کم ہو کوشش کو تا ہی نہین
جو طالب اس راہ مین آیا خاک ہے مانگی جہان کیا

خاک سے آدم کو کملایا یہ نعمت کیا تھوڑی ہے
اب سے خاک ہے ہو جاوے تو سر کیا احسان کیا

ترک بچے سے عشق کیا تھا تب سے کیا کیا مین نے کیے
رفتہ رفتہ ہندوستان سے شعر مرا ایران گیا

کیونکہ جہت ہو دلکو اسے میر مقام حیرت ہے
چارون اور زمین ہے کوئی یان وان نہین نہان گیا

دل جو پڑے ہے جان کبھی ہے حال جگر کا کیا ہوگا
مجنون مجنون لوگ کہین ہین مجنون کیا ہوگا

دیدۂ تر کو سمجھ کے اپنا ہمنے کیا کیا حفاظت کے
آہ نجانا تھا روتے روتے یہ چشمہ دریا ہوگا

کیا جانین آشفتہ دلان کچھ اپس سے ہمکو بحث نہین
وہ جانیگا حال ہمارا جسکا دل بیجا ہوگا

پاؤن جنائی اسکے لئے آنکھون پہ اپنے ہمنے رکھے
یہ دیکھا رہ رنگ کنکھ پہ ہنگا یہ کلیجہ پایا ہوگا

جاگہ سے بیتہ جاتی ہین دیکھو ہی ہی کرتی ہین
انکو غرور ناز نہوگا جنکو کچھ آتا ہوگا

رو رو بہی لالہی چکی ہین ہمسے قطع امید کرو
روگ لگا ہے عشق کا جسکو وہ اب کیا اچھا ہوگا

دلکی لاگ کہین ہو ہو تو میر چھپاوے اسکو کہہ
یعنے عشق ہوا ظاہر تو لوگون مین رسوا ہوگا

جاذبہ میرا تہا کامل سو بیکل وہ گہر آیا
شکر خدا کا کریے کہان تک عمد فراق بسر آیا

بجلی سا وہ چمک گیا آنکھون سے ہوئین نو لگین
ابر نمط غمکے سن جی بی ندا دل بہر آیا

دل رہے وصل جو مدام رہے
مل گئے اوس سے گاہ گاہ تو کیا

ایک اللہ کا بہت ہے نام
جمع باطل ہوں تو سو آہ تو کیا

میر کیا ہے فقیر مستغنی
آوے اوس پاس بادشاہ تو کیا

بیا بیونکے جورسے میں جب کہ مر گیا
ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا

اے آہ سرد عرصۂ محشر میں بج جما
جلتا ہوں میں سنوں کہ جہنم ٹھہر گیا

مفلس سو مر گیا نہ ہوا وصل یار کا
ہجراں میں اسکے جی ہی گیا اور زر گیا

تیرے ہی رہگذر میں جی جا رہا ہی شوخ
سنیو کہ میر آج ہے کل میں گذر گیا

دل گیا مفت اور دکھ پایا
ہو کے عاشق بہت میں پچھتایا

مر گئے پر بھی سنگسار کیا
نخل ماتم مرا یہ پھل لایا

صحن میں میرے اے گل مہتاب
کیوں شگوفہ لے کھلنے کا آیا

یہ شب ہجر ہے کہ مری نہ رہے
ہو سفیدی کا جس جگہ سایا

جیسے بیخود ہوا ہے اسکو دیکھ
آپ میں میر پھر نہیں آیا

بیدلی مین ہے میر غوش اوسی سے
دلکے جانیکا حیف غم نہوا

کل تلک داغ خونسی خونکی دامن مین پاک تہا
آج تو گشتہ کوئی کیا زینت مترا ک تہا

کیا جنون کو رو دون دستی سو اسکے گل مٹا
اگر بیان ہے نہ دامن تک ایکمی چاک تہا

رو جو آئی رونیکی مژگان پہر ہی ایک پل
رات بہر ود کی گویا جس و خاشاک تہا

ایکے شمع شعلہ خو کی لالے مین جل بجہا
جب تلک پہنچے کوئی پروانہ عاشق خاک تہا

بادشاہ وقت تہا مین تخت تہا میر دماغ
جبکے چار دان ورا ک جوش گل تریاک تہا

ڈال تلوار اس جوان کے ساتہ اب ہستی نہین
وہ جفا آئین شلا ئین لڑکا ہی بیباک تہا

تنگ پوشی تنگ رزمی اسکی ہمین کہپ گئی
کیا ہی وہ محبوب خوش ترکیب خوش پوشاک تہا

بات ہے جی مارنا بازیچہ قتل عام ہے
اتبو ہے صد چند اگر وہ چند وہ سفاک تہا

غنچہ دل وا ہوا نہ باغبان مین پہرا
اب ہے ہی ویسا ہی جیسا پیشتر غمناک تہا

درک کیا اس درس گہہ مین میر عقل و فہم کو
کسکے تئین ان صورتون مین معنی کا ادراک تہا

جدا اس سیمتن سے کیسا سونا
کہ مٹی کو رسے کا اب ہے بچھونا

بہت کے جستجو اسکے نپایا
ہمین درپیش ہے اب جی کا کھونا

بیدل ہوئے پہ کرتے مدارک ہنوز رہتا ہوں
ہم آپ ہی میں ائے نہیں جب سے دل گیا

دیکھا نہیں پہاڑ گران سنگ یا سبک
زور روں چڑھا تھا عشق میں میرا دل گیا

شبنم کی سی سمو تھا میں عرق عرق
یعنے کہ ہستی تنگ عدم تھے نجل گیا

غم کہنے کے ملا نہیں جا گہ سے کیا کروں
دل جا لگا ہے دم بدم اور دہر ہی مل گیا

صورت نہ دیکھی ویسی کشادہ جبین کہیں
میں میر اس تلاش میں چین و چگل گیا

ایک نہ خواہش ہے آئی تا جیکا غبار نکل جاتا
کاشکے آ ہو چشم اپنا آنکھوں کو پاؤں سے مل جاتا

آتش دل کی لپٹوں کا ہے یار دیکھ عالم ہے جدا
لا یحہ کوئی کہتا سر تو سارا عالم جل جاتا

نعرہ کرنا عاشق کا ہے ساتھ ایک ہیبت کی یعنے
سن آواز اس شیر نر کی سیل بلا سو ہل جاتا

اہل زمین قصد کیا ہیں انکا سہل تمارے کہ لیجا
چرخ پہ ہوتا وہ جو چہلا واخیل ملک کو چہل جاتا

کشتے زبردستوں کی اسی پاک ہوئی تو کیا ہے عجب
رستم سامنے ہو جاتا تو راہ بچا کر نکل جاتا

غم سے ہو کر زرد سراسر صورت سیر خزاں کی ہے
آن نکلتی سو کہیں تو رنگ ہوا کا بدل جاتا

دہانے دہلتی ضعف سے آئی میر سو اسنے منہ پھیرا
یا قوتی سے بوسہ لب کی جی شاید کہ سنبھل جاتا

کیا کیا عشق میں رنج اٹھائے دل نا سبھی جی سے گیا
کیسے کہتے تھے خفگی سے آخر کار جنوں ہوا

کب مزمہ کرتی ہے صدف چھپے ہے دل مین
بلبل سے کوئی سیکھے لے انداز سخن کا

کب مشت نمک سے ہوئی تسکین جی راحت
لب چشم ہے ہمکسار مرے زخم کہن کا

جو چاک گریبان کہ دامن کی ہو زہ تک
قربان کیا میر اسے چاک کفن کا +

یہ توسن اجون تھین کتنی تاخ کا تو کیئے گا
پاس ہمارا کونکر و تم پاس ہمارے رہیگا

ردیف بای

کب ہے صحبت گرمی سے کیونکر کوئی تاب لاے
ناز و نیاز کا جہگڑا ایسا کسکے کنی لیجاے و اب

سوتے آفتابی مین پہ پکڑی مے گل رکھی سے
اسکو دماغ رہا ہے اسکی ہی عرق نشان اتہاے و اب

تیغ بلند ہوئی ہے اسکی حسرت ہونگی زخم رسا
مرد اگر ہے صید حرم تو کوئی جراحت کہاوے و اب

داغ سرو سینے کی میر جی حسرت اگین چشم ہوے
دیکھین کیا کیا عشق تم کش ہم لوگون کو رد کہاے و اب

دم دو دم گہبراہٹ ہو تو ہو سکتا ہے اندازہ کی
جیکے چال سے پیدا ہے ہین گہڑی مین جا ہے و اب

کلکے داغ بھی گل ہین لیکن دل لگی تسلی ہوے نہین
کاشکے دو گلبرگ ادہر سے باد اوڑا کے لاوے و اب

اسکی کفک کی پامالی مین دل جو گیا تہا شاید میر
یار ادہر ہو مائل تو وہ رفتہ ہاتہہ آوے اب

دل خون ہوا تہا یکسر پانی ہوا نکر سب
خون بستہ بنیان تہین بلکین سین اب پین تر سب

پاؤن چھ سر رکھنی کی مجھکو رخصت دے تھی میر نے
کیا پوچھو ہو سر پر ہے منت سے منت ہی اب

سا دیکھنے نظر آتی ہین دیکھو تو عیار ہین سب
زرد و زار و زبون جو ہم ہین جہت کے بیمار ہین سب

مبتلے عاشق ہون تو جوش و خروش ہین آور ہین
تہ پائی نہین جاتی انکی دریا سے دار ہین سب

ایک سے پیشان طرفہ جماعت دیکھی ہے دانونکی
جینے کی خوا مان نہین ہین مرنیکو طیار ہین سب

کیا کیا خواہش سکین نے بس مشتاق بلا سے کر دین
لیکن دیکھیے کی رہجاتی ہین جسکے پیچھے جا ہین سب

عشق جنہونکا پیشہ ہوے سیکڑون ہون تو ایک ہی ہین
کوہکن و مجنون و واسق میر ہمارے یار ہین سب

۳۸۱

کاوش سے ان پلکونکی رہتی ہے خلش سو جگر مین اب
سیدہی نظر جو اسکی نہین ہے ہاتھ سے اپنے نشتر مین اب

موسم گل کا شاید آیا داغ جنونکی شاد ہوے
دل کہنچتا ہے جانب صحرا جی نہین لگتا گھر مین اب

نقش نہین پانی مین اہر تا یہ تو کوئی اہنا ہے
صورت حبابکی ہے پھر اکثر چشم تر مین اب

ایک جگہ پر جیسے ہنوز ہین لیکن چکر پر رہتا ہے
یعنے وطن ریا ہے سمین چلتے پھرتے ہین سفر مین اب

حسرت تو ملنی کی آیا میر تمہارا خون پیا
تیغ و تبر اس ترک بچے ظالم کی نہین ہے کمر مین اب

باہم ہوئی ہے ترک ملاقات کیا سبب
اب کم بہت ہی ہم پہ عنایات کیا سبب

رات سے شہرت اس بستی مین میر آہ جانکنی کی ہے
جنگل مین جو جلد بسا جا شاید معما بیا رہت

باد صبا نے اہل چمن مین جہر یکی چلائی بات
اس لب و لعبی پر بلبل کو اسکی آگہ نہ آئی بات

وہ تلک قاصد کی نیچے کچھ کہتا مین جانا تھا
شوق ستم کش نے مالم کی کیا رفتہ رفتہ بڑہائی بات

آگ ہوا آتی ہے میر کے لال آنکھین کر گھورا
کیا جانو سرگوشی مین کیا غیر فلک سے لگائی بات

اعل کو نسبت ان لعل لبون سے بنا سب کا تصنع تہا
کچھ بن آئی جب سوچ سوچ ایک بنائی بات

غیر سے کچھ کچھ کہتا تہا سو سامنے سے میر آیا مین
پھیر لیا منہ میری طرف سے یعنی مجھ سے چھپائی بات

زرد ہین جس پر سرخ لکیر یعنے ہیں ہمارا بہت
عشق کی گرمی لکو پہنچی کہتی ہین بیمار ابہت

نالہ و زاری سے عاشق کی کیا ابہا ہے طرف ہوگا
دل ہے ہمارا ان حد سے زیادہ آنکھین ہین خونبار بہت

برسون تک آپس مین ہاہی اپنے جنہون کی پیار بہت
برسون بعد ہوئے اب ہم لوگون سے آنکہ انکی نہین ملتی

ارض و سما کی پستی بلندی ہم کو برابر ہے
یعنے شب و فراز مجو دیکہے طبع ہوئے ہمو ابہت

سونے دو مین ہو عاشق تو ایکدم ایسی سحر شرمائین
اس مستی مین آنکہین اسکی رتنی ہین شبا رہت

کم ہے ہمین امید سو اتنی تمنا ہی پر اسکے
پچھلے دنون وہ یکہا تہا ہونے عاشق تمنا رہت

میر نہ ایسا ہو کہ کہین یہ بھی پڑہ مارے
ڈر لگتا ہے اس سے ہمکو ہی ظاہر ابہت

رہا تمہارے دیوار اسکے بیچ میں سات ہیں جا کہ
گرہ کا رشتہ ہیں سر پر سے قرض دیوار یا قسمت

موی ہم تشنہ لب میدار کو حال آنکہ گریاں ہے
نصیب اپنے ہے سو کوئی شیم دریا یا قسمت

در مسجد پہ ہو کر منوا بیٹھے ہیں یا ہادی
ہمیں تھے ورنہ میخانی میں نکیہ یا قسمت

نصیبوں میں ہے سب کے عیش وہ ہی میر جیتے ہیں
جیے ہیں ہم بھی جو مر نیکو تے تیا قسمت

ردیف ثانی مشلثہ

دلکو اس ہیر سی ہنے لگایا ہے عبث
مہر کی رکہہ کر توقع جی کھپایا ہے عبث

دیکہکر اسکو کھڑی سو صبیہ ہم عاشق ہوئے
بیٹے بیٹھے ناگہان یہ رنج اوٹہایا ہے عبث

اپنی تو گبڑی ہے کوئی کام کی صورت نہیں
انی دی لطفی سی منہ اچہا بنایا ہے عبث

جیکے جاتی وہ جو نوحظ آتا تو بابت ہی تہے
لطف کہ مردی پہ عاشق کی آپ آیا ہے عبث

تب تو خانہ باغ سے اپنے پوچہی بات ہی
کیا ہو تربت پر مری اب پہول لایا ہے عبث

رات دن سنتا ہے نالی یوں نہیں کہتا کبھو
میر دل آزردہ کو کسنے ستایا ہے عبث

ردیف جیم

کس تازہ مقتل پہ کشندی تیر ہوا گذار آج
زہ دامن کے بھری ہے لہو کسکو تو نے مارا آج

رنگ یہ ہے دیدۂ گریان سے آج
لہو ٹپکتا ہے گریبان سے آج

سر بفلک ہونے کو ہے کسکی خاک
گرد یک اٹھتی ہے بیابان سے آج

کہون سو کیا کہون نے صبر نے قرار
کچھ ہے عجب حال مری جان سے آج

سر اپنا عشق مین مینے ہی یون نہین پھوڑا تھا
پیر اسکو کیا کرین اور ونکا اعتبار ہے آج

گیا ہے جانب ادی سوار ہو کر یار
غبار گرد پھرے ہے بت سوار ہے آج

جہان کے لوگو مین جسکے تئی کل تھی عزت
اسے عزیز کو دیکھا ذلیل و خوار ہے آج

سحر سواد مین چل زور پھوٹ ہے سر سون
ہوا ہے عشق ہی کل سر کیا ہوا ہے آج

سوا رے اوسکی ہے سرگرم گشت دشت مگر
کہ خیرہ تیرہ نمود ار یک غبار ہے آج

سپہر چپڑیون مین کل تک پھرے تھا اتھلا تا
عجب ہے سبکا اسی سفلی پہ مدار ہے آج

نجار دل کا نکالا تھا درد دل کہہ کر
سو درد سر ہے بدن گرم ہی بخار ہے آج

کسو کے آنے سے کیا اب کہ غش ہے کل دلسے
ہمین تو اپنا ہی اے میر انتظار ہے آج

ردیف جیم فارسی

آج ہمین بد حالی سے ہے حال مین مجکی بیچ
کیا عاشق ہونیکا نتیجہ یہ ہوتا ہے جہانکی بیچ

پایہ اسکی شہادت کا ہے عرش عظیم سے بالاتر
جو مظلوم عشق ہوا ہے ابر مکہ مک سید انکی بیچ

چشمک غمزۂ عشوہ کرشمہ آن انداز و ناز و ادا
حسن سو اے حسن ظاہر میر ہمت ہین یار کے بیچ

اے بو ی گل سمجھ کے مہکیو پونکی بیچ
زخمی پڑے ہین مرغ ہزار اس چمن کے بیچ

یہہ بھی کیا ہین اندر ہی اندر گداز ہو
وہ ہو کہا ہی جون حباب مرکے پیرہن کے بیچ

ردیف ہای حطی

گھر سے لئے نکلتا ہے تلوار بیطرح
اب نئی سج بنائی ہے خونخوار بیطرح

جی بچنے کی طرح نظر آتی نہین کوئی
کرتا ہے میرے خون پہ اصرار بیطرح

چہرہ تو اپنا بنا یا ہی خوب لیک
بگڑا پھرے ہے اب بطرح عدار بیطرح

کسطرح جامی بگہ نہ بان سکی چشم مین
کہتا ہی بیٹھا متصل اب یار بیطرح

لوہو مین مت دبے دیکھیو دامان وجیب میر
پھرا ہے آج دیدۂ خونبار بیطرح

وہ نو بادہ گلشن خوبی سے کی ہے بہار بیطرح
شاخ گل سا جای ہے لہکا ہوا بیطرح

مونڈے چلے ہین جو بی اسیسے ہی مہ سے بند کے
اس دلربا نے پہنا ہے کی تسبیح اس گلے کے بیطرح

جبہہ نوچا منہ نوچا سب سینہ نوچا ناخن سے
میر نے کی ہے غم غصے مین اپنے پیدہ چالی طرح

ردیف الف دال مہملہ

ردیف الف واو

ردیف الف ہای ہوز

کیا کام اوسکو یانکی نشیب و فراز سے
رکھتا ہی پانون یکیہ کی ہموار و درد مند
اس کارواں سرائی کی ہیہوں گے رفتنی
حسرت سے انکا کرتی ہین نظارہ درد مند

سو بار حوصلے سے اگر سیر کش ہو میر
پھر فرط غم سے مر رہیگا یکیارہ درد مند

ہے عشق کا فسانہ میرا نہ یان زبان زد
ہر شہر مین ہوئی ہی یہہ داستان زبان زد
حسرت ہے حسن گل کی چیکا ہوا ہون ورنہ
طیران باغ مین ہون مین خوش زبان زبان زد
مذکور عاشقی کا ہر چار سو ہے یا ہم
یعنے ہین کہانی میری کہان زبان زد
فرہاد و قیس و وامق ہر یک سے پوچہہ لو تم
شہر و نمین عشق کی ہون مین تو ان زبان زد

کیا جانو میر کسکے غمسے ہے چپ و گرنہ
حرف و سخن مین کیا ہی یہہ ہوا ان زبان زد

کیا کہئے ہوئی مملکت مستی مین وارد
بے یار و دیار اتبو ہین اس بستی مین وارد
کچہہ ہوش نہ تہا منبر و محراب کا مہکو
صد شکر کہ مسجد مین ہوا مستے مین وارد

ایضا

کچہہ بہہ گیا تو ہمکو دل اپنا ہے درد آلود
خاک اڑاتی کہان تک پھرے گی یہہ بے گرد آلود

ردیف رائی مہملہ

بھری تھے مگر اگ دلمین حد و مین — ہوئی اشک شورش سے اوسکی شہر پر
گیا لی جو اون آنسوونکے تئین مین — سراسر ہین اب داغ سطح جگہ پر
سر مجمر ہر شام تماشاک پر ہے — تہ دل تھے کیسے ہے آہ سحر پر
پلک اٹھے آثار اچھے ندیکھے — پڑی آنکھہ ہرگز نہ روے اثر پر
طرف شاخ گل کے لچک کے نہ یکھا — نظر میر کی تھے کسو کے کمر پر

غزل در غزل صاحبو یہہ بھی دیکھو
نہین عیب کرنا نظر یک ہنر پر

بہروسا اسیرے مین تہا بال و پر پر — سو پر وا ہوے نہ قفس کے بھی در پر
سوار ان شبا یستہ کشتے ہین تیرے — نہ تیغ ستم کر علم ہر نفر پر
کہلا پیش دندان نہ اوسکا گریبہ — کنہون نے بھی تہوکا نہ سلک گہر پر
جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظر سے — کسو شوخ پر کار رعنا پسر پر
نہ محشر مین چونکا مرا خون خفتہ — وہی تہا یہ خوابیدہ اس شور و شر پر
کیے زخم کہا کر تہ پہتا رہا دل — تسلی تھی موقوف زخم جگر پر
سنا تہا اوسی پاس لیکن نپایا — چلے دور تک ہم گئے اس خبر پر
سر شب کہے تہا بہانہ طلب وہ — گہر سے ایک رات آئی ہوگی پہر پر

گل کیا تو نے بلبل نے شور قیامت کا سنا
دیکھ چمن میں اس بن میرے جی پہ آئے پر

سینچے کر لیتا تھا تلوار چلانی ہم پہ روے
یہ نہ جانا کہ خونریزی میں اوسکی ہے شرمائے پر

گالی مار کے غم پہ میں نے صبر کیا خاموش رہا
رحم نہ آیا ظالم کو اس میرے غم کھانے پر

نادیدہ ہیں نام خدا کی ایسے جیسے قحط زدہ کا
دور قمی ہیں کیا آنکھیں اپنی سبھی کے ڈالوانے پر

حال پریشان سن محبوب کا کیا جلتا ہے جی اپنا
عاشق ہم بھی میر رہے ہیں اس مہ کے دیوانے پر

روز جدائی رہ سکینگے ہم تو شراب کیونکر
گذریگا اتقا میں عمد شباب کیونکر

تھوڑی سی پانی میں بھی چل نکلی ہے بیتابی
بے تہ ہے سر کھینچے یکدم حباب کیونکر

چشمے بحیری اب تک ہیں یادگار اوسکے
وہ سو کہہ سب گئے ہے چشم پر آب کیونکر

دل کے طرف کا پہلو سب متصل چلا ہے
مخمل ہو فرش کیوں آوے گی خواب کیونکر

اول سحور کھانا آخر صبوحی کرنا
آوے نہ اس عمل سے شرم و حجاب کیونکر

اجڑی نگر کو دل کے دیکھا ہوں جب سے میں ہوں
اب پھر بسے گی ایسی بستی خراب کیونکر

جرم و ذنوب تو ہیں بیحد و حصر یارب
روز حساب لیوے گے مجھسے حساب کیونکر

پیش از سحر اٹھے ہے آج اوسکی منہ کا پردا
نکلے گا اسطرف سے واں آفتاب کیونکر

خط میر آوے جاوے جھونکے راہ ادھر کی
رستا نہیں ہے قاصد لاوے جواب کیونکر

کیا ہی عشق عالم کش نے کیا ستمزدہ لوگونکا
نکل چل شہر سے باہر نظر کر ٹک ہزارون پر

تڑپ کر گر مرے ٹک جون تو کیا تجھ پر ہی جاتے ہین
بسان ابر رحمت رو بہت ہم بیقرارون پر

بڑی دولت ہی درویشی جو ہو ہمرہ قناعت کے
کہ عرصہ تنگ ہی حرص و ہوا کے تاجدارون پر

سیاحت خوب مجھکو یاد ہی پر کی ہی وحشت کے
پر اٹھا پاؤن پہلے دشت کی ستر خارون پر

گئے فرہاد و مجنون ہو کوئی تو بات بھی پوچھے
لگا ایک کیا بلا آئی ہماری غمگسارون پر

گئے اس نا توان عشق کی آگے سے پیرے محل
سبکروحی مری ای میر بہاری ہی ہزارون پر

۳۸۹

ایک آدہ دن نکل مت اے ابر دوہر سی ہو کر
بیٹھا ہو نین ابھی تک سارا جہان ڈبو کر

اب کل نہین ہے تجھکو ای قتل غم کشونکے
کہتے تو تھی کہ ظالم خونریزی سی نہ خو کر

کہتے ہین راہ پائی زاہد نے اس گلی کی
رونا کہین آوی ایمان و دین کو کھو کر

ہے نظم کا سلیقہ ہر چند سب کو لیکن
جب جانین کوئی لاوی یون موتی سی پرو کر

کیا خوب بندگی کی دنیا مین شیخ جی نے
تعمیر کر تو ہین سب اب اونکو مردہ شو کر

گو تیرہ ہو نشہ ظالم آب حیات ہون اب
کیا ہمکو چکی بیٹھی ہم جی سی ہاتھ دہو کر

کس کس ادا سی قتل کرتی ہین قصد اوسکا
جب بید مانگ سی تم اٹھہ بیٹھتے ہو سو کر

تیرے ہی جگر کی میر ہی مست چشم کم سے دیکھو
کاڑھی ہین ای جوا ہر دریا کو مین ہو کر

دل کیا مکان اوسکا کیا صحن میر لیکن
غالب ہی تو سعی مین میدان لامکان پر

آیا نہ پھر ادھر وہ مست شراب ہوکر
کیا پھول مرگئے ہین اس بن خراب ہوکر

صید زبون مین میری یکقطرہ خون نہ نکلا
خنجر تلے بہا مین خجلت سے آب ہوکر

وعدہ وصال کا ہی کہتے ہین حشر کے دن
جاتا ہوا ولیکن وان سی شتاب ہوکر

دارو پیے نہ سامنہ آخیر دنگے پیشتر یان
خیرت سی رہ گئے ہین عاشق کباب ہوکر

یک قطرہ آب اس بن مین نی اگر بہا ہے
نکلا ہی میر پانی وہ خون ناب ہوکر

ابر سیہ قبلہ سی اوٹھکر آیا ہی میخانے پر
بادہ کشو نکا جھرمٹ ہی کچھ شیشے پر پیمانے پر

رنگ ہوا سی چمکے نگاہی ہے سبزے مین کوئی پھول کھلا
یعنی چشمک گل کرتا ہی فصل بہار کی آنے پر

شور جنون ہی جو انو کی سر مین بالو نمین زنجیرین ہین
سنگ زدون لڑکے پھرتے ہین ہی سر سودا نی پر

بیتابانہ شمع پر آیا گر پھر اسپر جل ہی گیا
اپنا جی بھی حد سی زیادہ رات جلا پروانے پر

قدر جان جو کچھ ہووی تو صرفہ ہی ہم میر کرین
منہ موڑین کیا آنی سی اسکی اپنی جان کی جانے پر

راتون پاس گلے لگ سوئے ننگی ہو کر وہ عجب — انکو پردہ نہین تھا مجھسے شرماتے ہین ہنوز
ساتھہ کی پڑہنے والی فارغ تحصیل علمی سی ہوئے — چہل سی مکتب کے لڑکون مین ہم دل ملاتے ہین ہنوز

گل صد رنگ چمن مین ہے ابا د خزان سی بیکہری کی کر
عشق جنونکی بہار عاشق مے میر گل کھلاتے ہین ہنوز

کب سی قیدی ہین پہ نالش بسیار ہنوز — دل بہاران ہمین کا ہے گرفتار ہنوز
وہ ہر چار وہ اس شہر سے کبکا نکلا — ہر گلی جہانکے پہرتے ہین طلبگار ہنوز
بالا بالا ہی بہت عشق نے مارا ہی گئے یار — وہ تہ دلسے کسو کا نہوا یار ہنوز
سال مین ابر بہاری کہین آکر برسا — لوہو برسا ہی کیا مین دیدۂ خونبار ہنوز

ابکی بالیدن گلہا تھا بہت دیکھو نہ میر
ہمسر لالہ ہے خار سر دیوار ہنوز

سرکش ہی تند خو ہی عجب ہی زبان دراز — آتش کا ایسا لچہ کب ہی زبان دراز
پروانہ تیری چرب لسان سی ہوا ہلاک — ہی شمع تو تو کوئی غضب ہی زبان دراز

ردیف سین

یار ہمسے جدا ہوا افسوس — نہ جدا ہو کے مہر لا افسوس
جب تلک آن کر رہی مجھ پاس — مجھین تب تک نہ کچھ رہا افسوس

کیا میر اسیر و نکو در باغ جو وا ہو
ہے رنگ ہوا دیکھنے کو چہکا قفس مبر،

آنکھ کھلتے گئی بہار افسوس
گل کو دیکھا ہے نہ ہزار افسوس

جسکی خاطر ہوئے کنارہ گزین
نہوے اوس سے ہمکنار افسوس

نہ معرف نہ آشنا کوئے
ہم ہین بیکار و بے دیار افسوس

بیقراری نے یونہین جی مارا
اُسی نے عہد نے قرار افسوس

خون ہوئی دل ہی مین امید وصال
مر رہے جی کو بار بار افسوس

چارۂ اشتیاق کچھہ نہ ہوا
وہ نہ ہمسے ہوا دوچار افسوس

اک ہی گردش مین اوسکی آنکھونکے
پھر گیا ہمسے روزگار افسوس

کوچۂ یار سے گذر گہہ مین
نہوا یار کا گذار افسوس

منتظر ہی ہم اوسکے میر گئے
یان تک آیا کبھو نہ یار افسوس

کیا کیا تمنا ہمسے کہا تہا کچھ نکیا افسوس
کیا کیا کہڑیا جی ہی ہی بار لو ہو یا افسوس

نور چشم جان مین تہا کچھہ یونہین نہ آیا لیکن وہ
گل سو ہی گیا آخر کو یہ پھٹتا سا دیا افسوس

رخصت ہیں ہاتھ بوس کی بسکی جی جاتا تہا سو اون نے
ہاتھہ ہین عاشق دامن ہی دل نہ لیا افسوس

ردیف ضاد

کیسا خود گم کردہ کہیے میر ہی بازار مین
ایسا اب پیدا نہین ہنگامہ آرا و لفرش

ادہر آتا بھی وہ سوار ای کاش
اوسکا ہو جاتا دل شکار ای کاش

زیر دیوار خانہ باغ اوسکے
ہمکو جا ملتی خانہ وار ای کاش

کب تلک بیقرار رہیے گا
کچھہ تو ملنے کا ہو قرار ای کاش

راہ تکتے تو پھٹ گئین آنکھین
اوسکا کرتے نہ انتظار ای کاش

اوسکی پامالی سرفرازی ہے
راہ مین ہو مرا مزار ای کاش

پھول گل کچھہ نہ تھے کملی جب چشم
اور بھی رہتے اک بہار ای کاش

اب وہی میر جی کہپانا ہے
ہمکو ہوتا نہ اس سے پیار ای کاش

غصے مین ناخنون نے مری کی ہے کیا تلاش
تلوار کا سا گھاو ہے برچھی کا ہے خراش

صحبت مین اوسکی کیونکہ رہے مرد آدمی
وہ شوخ شنگ و بذلہ و دا باش بدمعاش

یہ رحم تجکو ایک نظر کرنے تھی اِدہر
لشتی کی تیری عمر ہوئی لیکے بھی لاش

آباد اجڑا لکھنو جیہون ہے اب ہوا
مشکل ہے اس خراب مین آدم کی ہو باش

عمر عزیز یاس ہی مین جاتی ہے چلی
امید وار اسکے نہ ہم ہوتے میر کاش

ردیف طاء

جسکو خدا ہوا ہے تو ہے پیار سے ربط
اوسکو خدا ہوا ہے تو ہے پیار سے ربط

۳۹۳

گل ہو سا کوئی برگ ہو پھول ہو ہوا ہو تے
رکھتے ہین اس چمن سے کچھ چشم حیا سے ربط

زنہار پشت پا سے نہین اوسکی آنکھہ
اوس چشم مرنگین کو بہت ہے حیا سے ربط

شاید اوسکا ہاتھہ مین دامن ہو یار کا
ہو جس کے آبلہ کو دست دعا سے ربط

کرتی ہے آدمی کو ولی صحبت فقیر
اچھا نہین ہے میر بد یا گدا سے ربط

غیبت یاروں کا کر فسانو نمین | عیب کرنیکو بھی ہنر ہے شرط

لعل پارے ہین میر لخت جگر
دیکھکر خون رو نظر ہے شرط

رکھتا ہی میر ہی دلسے تمہارا غم اختلاط | ہر لحظہ آن وزبان ہر دم اختلاط
ہم وہی ہی رہتے ہین مردم کی شکل کیا | ان صورتو نہین ہوتا نہین باہم اختلاط

شیرین لبان جہان کی نہین جھوٹ جانتے
ہون گو کہ میر صاحب و قبلہ کم اختلاط

ردیف ظای

لطف جوانی کے ساتھہ پیری ذی کیا ہی کیا محظوظ | کیونکہ جیئن یارب حیرت ہی وہ مزہ ایسی نامحظوظ
رونی اگر ہو کوئی عیش کہو ہو تمہارے دعا گو ہین | یونہین ہمیشہ عشق مین اسکی کہی ایسا خدا محظوظ

زردی منہ کی اشک کی سرخی دونون تو رنگ پہین
شاید میر بہت رہتے ہوئے ہو کو جدا محظوظ

ردیف عین

لگے داغ سر پہ جو آئی تھی شمع | سحر تک سب اپنی ہی کہائی تھی شمع
پتنگے کے حق مین تو بہتر ہوئے | اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع

تب کھلے آنکھ میر اپنی جب
جا چکا کاروان دریغ دریغ

ہمکو شہر سے اس تمنا ہے عزم راہ دور و دراز دروغ
یہ حرکت تو ہم نہ کرینگے خانہ سیاہ دروغ دروغ
الفت کلفت کون کہے ہے جاہ گناہ لکھا کر لائے
ہیر رانجھے ور رکھتے ہین یہی گناہ دروغ دروغ

شیخ کو وہ تو جھوٹھ کہے ہے جھوٹھ کو کیونکر جھوٹھ کہین
اہل درد جو ہو کوئی تو کہئے آہ دروغ دروغ

عشق کی مارے غمزدگان سے انس کرے ہے بتان دوبدو
اس بے مہر کی ہم لوگونسی الفت چاہ دروغ دروغ

کس دلبر کو شوق سے دیکھا میر غلط ہے ہمت ہے
منہ پہ کسو کے پڑے ہے نہین گاہ نگاہ دروغ دروغ

کیا کہیے میان اپکی جنون مین سینہ اپنا یکسر داغ
ہاتھہ گلون گلدستے ہین شمع نمط ہے سر پر داغ
داغ جلائے فلک نے بدن پر سرو چراغان ہمکو کیا
گلستان اب ہر ہم کہین چشم ہوے ہے سراسر داغ
صحبت درگیر آتی اسکی پھر گھڑی ساعت نہوئے
جب آتی ہین گھر سے اوسکی تب آتی ہین اکثر داغ
غیر کو دیکھی اس مجلس مین غم عشق کی آگ لگی
اچھا کودی سینہ نمط ہم ہو گئی آخر جلکر داغ

جلتی چھاتی پر سنگ زنی کی سختی ایام سے میر
گرمی سے میری آتش دلکی ساری ہوئی وے تہیر داغ

ہرگز طرف نہو سکے رخسار یار کے | پہنچے ہے اوسکے سامنے گلزار کی طرف

کچھ گل صبا کا لا گو نہین اس چمن مین میر
کرتی ہین سب ہی اپنی طرفدار کی طرف

نظر کیون گی رو و مو کی طرف | کھنچا جا ہی ہر دل کسو کی طرف
ند یکھو کمبھوتیون کی لڑی | جو دیکھو مری گفتگو کی طرف
اگر آرسی مین صفائی ہی لیک | نہین کرتی منہ اوسکی رخ کی طرف
جڑ ہے نہ کہین کو دسیہ مغز مین | نکر شانہ تو گل کی بو کی طرف

اوسے ڈہونڈتے ہین میر کھوئی گئے
کوئی دیکھیے اس جستجو کی طرف

ہنستے ہنستے مار رکھا تھی جو ہم ظریف | ہے یار بھی ہزار قیامت ستم ظریف

ایضاً

بہار و باغ و گل و لالہ دلربا ہین حیف | بہرین ہین پہلوون سے جیب و کنار لیکن حیف

ایضاً

اے کچھہ بغیر لالہ و باغ و بہار حیف | محفل سی حسن بہرین ہیون نہو تو ہزار حیف

ردیف قاف

رونا جہان جہان تو عین آرزو ہی لیکن
رؤنا ہون رو یا جاؤن میر کے گھر جہان تک

اکثر صلاح مجکو رہتا ہی عاشقی مین
تصدیع درد و غم سے کھینچے کوئی کہان تک

آوارہ ہی ہوی ہم سر مار مار یعنے
تو پر نکل گئے ہین پہنچے سب آشیان تک

ای وای بے نصیبی سر سے بھی گذری لیکن
پیشانی تک نہ پہونچی اس خاک آستان تک

نفع کثیر اٹھایا کر عشق کی تجارت
رائج ہین میر اتبو ہم جانکے زیان تک

دلکی تڑپ نے ہلاک کیا ہی دہر مین مجھکو اور اسکی اوڑھائی خاک
خشک ہوا خون اشک کی بدلی رنگ رو نے سے آئی خاک

صورت تکی ہم آئینہ کی سی ظاہر فقر نہین کرتے
ہوتی ستاتی روتی یا تی اونکے منہ کو لگائی خاک

پیچ و تاب سے خاک ہی میری جیسے بگولا پہر نے لگی
سر پہ ہوا اوسکی بہت تھی تب تو ہوئے بگولے خاک

اور غبار کسو کی دلکا کس انداز سے نکلے آہ
روی فلک پر بدلی سی تو سارے ہی چھائی خاک

نعمت نگار نگ حق سی مہر بخت سیہ کو نہیں
سانپ ہا گونج کی اوپر کہائی کو تو کہائی خاک

ابتر تیئی کم جیسا کیا تہا یان سر کھینچ کی لوگون نے
عالم خاکمین و یسی ہی اب ہو گذری ہی اون نے پائی خاک

انس نہین انسان سی اچہا عشق و جنون کی آفت ہے
فرق ہوئی کیا چھوڑے ہر آدم مین اوسکی جدائی خاک

ہوکی خفیہ گلی مین اوسکی چین بہت سا پایا ہم
لیکے سرہانی تہیر رکہا جاوی فرش بچھائی خاک

طعنہ گیا زہین جسکی وی بہی مٹی سونا کرتی ہے
میر اکثیر بنائی انسون نے جنکی جہانسی اتہائی خاک

جی میرنے دیا نہوا لیک وصل یار
افسوس ہی کہ مفت ہوا یہ جوان ہلاک

جب کہی تو بت تمنی تو گوش ہوش نکھو ہلک
چپکے چپکے کسو کو چاہا پو جہنی آئی نبو لی تک

اب جو چہاتی جلی فی الواقع لطف نہیں کی شکایت
صبر و کیا ہوتا ہی یون ہو ڑین دبہپو لے تک

آنکہین کہو لین حال کی کتہ در ہوئی ہی بس بیخبر
ساری رات کہانی کہی ہی میر اب چلکسو لی تک

ردیف کاف فارسی

راتکی بات کہین ہم کس سی پر تہ یان اکثر ہین لوگ
سر گرم سیر راہ کی ہین خود گم کردہ رہین لوگ

بد تر آپ سی پاؤن کسو کو تو مین اسکا عیب کیون
خوب تا مل کرتا ہون تو سب مجہ سی بہتر ہین لوگ

دیوانی ہین شہر وفا کی راہ و رسم کی ہمتو میر
دلکی کہی جی دینیوالی قاطبتاً گہر ہین لوگ

رہتے ہین اسی لاگ پہ ہم بیقرار الگ
کرتی ہین دور صنعت ہی تماشائی یار الگ

تہا گرد بوئی گل سی بہی دامن ہوا کا پاک
کیا ابکی اس چمن سی کوئی ہے بہار الگ

پاس اسکا بعد مرگ ہی آداب عشق سی
بیٹہا ہی میر ی خاک سی اٹہکر غبار الگ

ناگاہ اس نگاہ سی مین بہی ہوا نہان
جاتا ہی جون نکلکی کسو کا شکار الگ

ردیف لام

۳۹۰

بسترسے اوسکے پھول تر و تازہ کر گئے دور — سو کچھ ہی دیر رہکے تو ہوتا ہی خار گل

دیکھا کبھو نہ ہمنے سنا ہی فگندہ میر
داغ جنوں ہے سر پہ ہمیشہ بہار گل

صد ہزار افسوس اگر خالی پائی جائی گل — ہی خزانہ مین دل سی لب تک ہاری گل ایواری گل

بد نصیبی سی ہوئی ہم موسم گل مین اسیر — تھی نہ پیشانی مین اپنی سجدہ ہای پای گل

دعوی حسن سراپا تہا یہ نازان تجھکو دیکھیہ — شاخین گل جھک گئین یعنی بہت شرماکے گل

کیا گل مہتاب و شبو کیا سمن کیا نسترن — اس حدیقے مین نہ نقش پا سی اوسکی پائی گل

جیتے جی تو داغ ہی رکھا موئی پر کیا حصول — گور پر دلسوز یسی جون شمع سر کہلای گل

بیدلی بلبل نکرتا شیر مین گو توہی داغ — خوش زبان عشقی جب ہمنے بھر کہا ہی گل

اس چمن مین جلوہ گر جس حسن سی خوبان ہین میر
موسم گل مین کہان اس خوبی سی کب آئی گل

رنگا رنگ چمن مین یکسو ہمسو گل مین آئی گل — ہمتو اس بن داغ تہے سو اور بہی جلکر کہائی گل

ہار گلو کی ہو کر جیسے یاد رکہا تب عرصی مین — طرفہ تو یہ ہی اب منت سی گور پہ میری لائے گل

آتی شب گل میر ہمن کیا صبح بہار سے کیا حاصل
داغ جنون ہی سر پہ ہمارے شمع کی رنگون جہائے گل

عشق ہمارے ور پے جان ہے آگی گھر سے نکلکر ہم
باہر پہ دیکھا یہی فلک ہے جا وہین جلکر کیدھر ہم

بل کہا ئوان بالونسے کب عہدہ برا ہوے آہین زار
نکلے گا سائل نکلا ہے تنگ جو جلے تنہی بل کر ہم

مست پوچھو کہ پیتا ہے کیا کہیے گہرا تی ہے کیا
جی تو لیا ہے پاس بغل مین وان بیٹھی ہین ڈلکر ہم

بہ تنگ و دو کیا سہر قرار و یار کی ہم ہی نشستونکو
پانی بھی پی سکے نہین ٹک اپنی جگہہ سے جلکر ہم

عشق جو تا واقع مین تو سیدھا جاتی تیغ تلے
راہ ہوس کی پہر لی ہم نے یعنی پڑ جا ہین ٹلکر ہم

ہوا ہی جوانی شور کنان پابوس کو اسکی پہر تی ہے
اب چپ بیٹھہ رہے ہین یکسو باتھہ بہت سے ملکر ہم

آگی تو کچھہ اس کی آہین گرم شعلہ فشانی تہین
اتہو ہوئی ہین میر ایک ڈہیری خاکستر کی جلکر ہم

دل لگائی ہمتیری پر ڈہب یہ کہنو ہین آتی ہم
آنا یکسو کب یکہو ہوا ید ہر آتی جاتے تم

ہر صورت کو دیکہہ رہو ہو ہر چہرہ کو جہانکو ہو
آگی عشق کیا ہوتا تو پہر یہ جی نہ کہپاتے تم

چاہت اُفت کلفت کلفت مہر و فا و رنج و بلا
عشق ہی کی سب نام ہین یہ دل کاش نہ کہتے لگاتے تم

شایق ہو مرغان قفس کی آئی گہر صیاد و نکی
پہول اکی دو سکین کو انکی کاش نہ جا سے لاتے تم

دونون طرف کشش رہتی تہی نیا نیا تہا عشق بنا
وہ چپ مین بے دماغ ہوئی تو گرمی سے گل کہاتے تم

کیدہر ہر بہ کرینگی جو دیکہہ نسکتے دلتنگی
کہتے پاتی تک جو ہمین تو دیر تلک گہبراتے تم

کیا کیا شکلین مجبونکی پردہ غیب سے نکلی ہین
منصف ہو تو اے نقاشان ایسی چیز بناتے تم

سر نہ بالین پر اور نہ ہاتھ مین کاسہ ہے بیمار عشق
ہوگا کیا ایک ہنگامہ برپا فتنہ زیر سر ہین ہم

سو طرف لیجاتی ہے ہمکو پریشان خاطری
یان کسی کو دیکھ ہوتے ہم کیا جانیے کیا ہین ہم

گر نہ رہین کیا کرین ہر چار سو ہے بیکسی
بیدل و بیطاقت و بیدین و بیدل بر ہین ہم

وہ جو رشک مہ کبھی اس راہ سے نکلا نہ میر
ہم نہ رکھتے تھے ستارہ یعنی بیدختر ہین ہم

کہا سنتے تو کاہے کو کسو سے دل لگاتے تم
نجاتا اسطرف تو ہاتھ سے اپنے نہ جاتے تم

شکیبائی کہان جواب رہی جاتی ہوئی عزت
کہ ہر روہ ناز جس سے سر فرو ہرگز نہ لاتے تم

یہ حسن خلق تم مین عشق سے پیدا ہوا ورنہ
کھڑکیان رو تھی کو دو دو پہر تک کب منا تے تم

نظر زدیدہ کرتی ہو جھکی رکھتے ہو پلکو نکو
لگین ہو تین نہ آنکھین تو یہ نکھو کو چھپاتے تم

یہ ساری خوبیان دل لگنے کی ہین مت بانو
کسو کا بار منت بے علاقہ کب اوٹھاتے تم

پھرا کرتے تھے جب مغرور اپنے حسن پر آتے
کسو سے دل لگا جو پوچھتے ہو آتے جاتے تم

جو ہوتی میر سو سر کی نکرتی اک سخن اسسے
بہت تو پان کھاتی ہو تھے غصے سے چباتے تم

اسکی گلی مین غش جو کیا آسکے نہ ہم
پھر ہو چکے وہین کمین گہر جا سکے نہ ہم

سوئی تو غنچہ ہو کسو گلشن کی آس پاس
اس تنگ نا مین پاؤن بھی پھیلا سکے نہ ہم

روتا رہون شمار کا مجکو تھا بھی اب نہیں
یعنی سیر گنا ہونکو کچھہ حد حساب نہین

رنگ شکستہ دل ہی شکستہ سے ہی شکستہ میستی مین
حال کسیکا اپنا سا اس میخانے مین خراب نہین

ٹھہرین میر کسیکا جا گہہ ہم دلکو قرار جو تک آوے
ہوکی فقیر اس در پہ ہمین اوسکی بھی ہم تاب نہین

آنکھین سفید دل بھی جلا انتظار مین
کیا کچھہ نہ ہم بھی دیکھہ چکے ہجر یار مین

دنیا مین ایک دو نہین کرتا کوئی مقام
جو ہی روا روی ہی مین ہر اس دیار مین

دیکھی تمہین اکیر وز تری مست انکھڑیان
انگڑائیان ہین لیتے ہین اب تک خمار مین

اخگر تہا دل نہ تہا مرا جسی تہ زمین
لگ لگ اوٹھی ہو آگ کفن کو مزار مین

بیدم ہین زامگاہ مین یکدم تو چلکی دیکہہ
سنتے ہین دم نہین کسی تیری شکار مین

محمل کی تیری گرد ہین محمل کہے ہزار
ناقہ ہی ایک لیلی کا سو کس قطار مین

شور اب جہان مین میری غزلخوانی کا ہی میر
ایک عندلیب کیا ہی کہون مین ہزار مین

طلب ہی کام دلکی اوسکی بالونکی اسیر ہین
گدائی شب کردن ہو نہین خجالت سے فقیر ہین

نغمہ غزلت مین اوسکی بروکمانکی ہی ادہر یعنی
لگا تیر اوسکا چہاتی مین ہماری گوشہ گیر ہین

نظر اوسکی نظر آئی نہ سیاحان عالم کو
سیاحت دور تک کی ایک ہی دورہ بے نظیر ہین

گل خوبان مین میر مہر نہین
ہمکو غیرون مین سان دیتے ہین

یکلخت بھی ہمین کبھی سیر ہین ہین تیکھی نگاہین ہین
اوس ادا بانکی سادگی پر تو ہی سو ہم جان دیتے ہین

کیا پہناوا خوش آتا ہی ان لڑکون کو پیچان شوخی کا
مونہہ پر جیسی ہین چوٹی ہی ویسی ہی ٹیڑھی کلاہین ہین

ضبط گریہ سے ہو تو کوزی مین دریا کرتا ہی
حوصلہ داری جنکی ہو ایسی عشقین اونکو سراہین ہین

جب سے جدا ہین انسے ہوا ہون حال عجب سے روز و شب
چشم سے ہیں آنسو خشک لب پر آہین ہین

دل ہی داغ جگر ہی ٹکڑے ہی رہا تے ہین چہکے سے
چھاتی سر آبلے اون بوگونکی جو چاہت کو نباہین ہین

دل الجھے ان بالون مین تو آخر سودا ہوتا ہی
کوہی کو زنجیر کے دیوے زلفون سے دور اہین ہین

یہ بھی سمان خوش ترکیبون کا میر نہ انپے دل سے گیا
سوتی سے اٹھکر آنکھین ملین ہین بے انگڑائی جماہین ہین

صبر کیا ہی برسون ہمنے رات سے کچھ بیطاقت سے ہین
اور گذارا کب تک ہوگا کچھ اب ہم رخصت سے ہین

رسمین لطف نہین ہے مطلق شہر خوش محبوبان نمین
دیکھیے کم جو کرے تو کسو پر ہم عاشق مدتسے ہین

عشق کو دین اور مذہب مین مرجانا واجب آیا ہے
کوہکن و مجنون نہ ہوے اب ہم بھی اوسی سے ہین

ملنا نفرو نسے ویسا چہوتا اگر میری صحبت مین
پر متنفر بھی ہوتی ہے مجھسے کی صحبت سے ہین

فرصت اونکو کم ہی اگرچہ پر ملتے ہین قابو پر
برسون میر سے مل دیکھا ہی کچھ ہی کم فرصت سے ہین

روتا رہونگا شمع کا مجھکو آنکھ بھر آب رہتا ہے
یعنی سیر گنا ہونکو کچھ حد حساب نہین

رنگ شکستہ دل ہر شکستہ سے ہر شکستہ ہے
حال کسوکا اپنا سا اس بیخراب نہین

ٹھہرین میر کسو جا گہہ ہم دلکو قرار جو تک آوے
ہوکی فقیر اس در پہ ہمین اوسکی بھی ہم تاب نہین

آنکھین سفید دل بھی جلا انتظار مین
کیا کچھہ نہ ہم بھی دیکھہ چکے ہجر یار مین

دنیا مین ایک دو نہین کرتا کوئی مقام
جو ہی روا روی ہی مین ہی اس دیار مین

دیکھی تہین ایکروز تری مست انکھڑیان
انگڑائیان ہین لیتے ہین اب تک خمار مین

اخگر تہا دل نہ تہا مرا جسی تہ زمین
لگ لگ اوٹھی ہی آگ کفن کو مزار مین

بیدم ہین ذرا مگاہ مین یکدم تو چلکی دیکہیے
سنتے ہین دم نہین کسی تیری شکار مین

محمل کی تیری گرد ہین محمل کہے ہزار
ناقہ ہی ایک لیلی کا سو کس قطار مین

شور اب چمن مین میری غزلخوانی کا ہی میر
ایک عندلیب کیا ہی کہون مین ہزار مین

طلب ہی کام دلکی اوسکی بالو لکی اسیر مین
گدائی شب کرون ہو نہ خجالت سے فقیر مین

نگہہ عزلت مین وسل برو کمانکی ہی ادہر یعنی
لگا تیر اوسکا چہاتی مین ہماری گوشہ گیر مین

نظر اوسکی نظر آئی نہ سیاحان عالم کو
سیاحت دور تک کی ایک ہی وہ بے نظیر میر

منہ کو آوے ہر زرد رہے جاوے مین در بکسار ان
کیونکی منگی اس رستے مین مسیحا آہ گر انبار ان

جی تو پہنچا دیکھیے آئینہ بر روے مزار کا جامہ
پہاڑ گریبان تنگدلی سے ترک لباس کیا یار ان

کی ہے عمارت دل کی جنہون نے انکی بنا کچھ رہی ہے
اور تو خانہ خراب ہی یکلی سن بستی کے معمار ان

میخانے مین اس عالم کے نغرش پر مستونکی بخا
سکر مین اکثر دیکھی ہمنے پڑے ہر ہر جا بیان بیشمار ان

کیا ستراد شفا خانے مین عشق کے جا کر دیکھین ہیر
ایدہ ہر اور ہر سیکڑون ہین بر لب بام تہ بیمار ان

بعد صبوحی گنگیا تی گنگیا تی آہین پیٹ بھی گنہین
یارب مجھ گی قبول کہو بھی دعائی صبح گنہگار ان

عشق مین تمسے کہین تو کہتے جا دین عم کسکو ہے
مار کہین اس میدا نہین کیا دل دالی جگر داران

حاکم شہر حسن کی ظالم کیونکہ ستم ایجاد نہین
خون کسو کا کوئی کرے وان داد نہین فریاد نہین

یار سی ہماری بیکاری خاطر سے ذرا سوش نہ آوے
ذکر ہمارا اوس سے کیا سو کیشے لگا کچھ یاد نہین

کیا کیا مردم خوش ظاہر ہین عالم حسن مین نام خدا
عالم عشق خرابہ ہے وان کوئی گھر آباد نہین

عشق کوئی ہمدرد کہین ہین تین پیدا کرتا ہے
کوہ رہین گو نالان پر سون لیکن اب فریاد نہین

لرزنا کاوا کی سی فلک کا پیش پا افتادہ ہے
میر طلسم غبار جو یہ ہے کچھ اوسکی بنیاد نہین

تدبیر کوئی بناوے جو آپکو سنبھالین
جینے کی اپنے ہم بھی کوئی طرح نکالین

ان اجڑی ہوئی بستیون مین دل نہین لگتا
ہے جی مین وہین جا بسین ویرانہ جہان ہو

وحشت ہے خردمندون کی صحبت سے مجھے میر
اب جا رہونگا وان کوئی دیوانہ جہان ہو

از بہر حسن رفتنی پر آج مت مغرور ہو
پاس تو ہے جسکی وہی کل کہین کی دور ہو

دیکھیے کرووہ راہ چلتا ہے نہین ٹک رنہ ہم
پاؤن اسکی انکھون پر رکھہ لیوین جو منظور ہو

شہر دل کی کیا خرابی کا بیان ہا ہم کرین
اسکو ویرانہ نہ کہیے جو کہو معمور ہو

ہم بغل اس سنگدل سے کاشکی اسدم ہو جب
شیشۂ می پاس ہووے اور وہ مخمور ہو

عشق دلکش نرخ ہے پر کیمیل قدرت کا ہے میر
صرف کر دل اسمین اپنا جسقدر مقدور ہو

عاشق ہو تو اپنے تئین دیوانہ سب مین جانتی رہو
چکر یار و جیسے بگولا خاک اڑاتی آتی رہو

دوستی جسکو لوگ کہین ہین جانیے اسکو خصومت ہے
ہو جاوے جو تمکو کسی سے تا مقدور چھپاتی رہو

دل لگنے کی چوٹ بری ہے اس مدعی سے خدا حافظ
بارہی کوشش کوشش سے جیکو انپر بچاتے رہو

آئی بہار چون ہین مبارک عشق اللہ ہمارے لیے
نعل جرد سے سنیو ہی پر تم داغ سرون پر جلاتے رہو

شاعر ہو مت چپکے رہو اچھے جہین جانتی ہین
بات کرو ابیات پڑہو کچھ تہین ہمکو بناتی رہو

ابر سیہ قبلی سے آیا تم بہی شیخو پاس کرو
تحقیقی ٹک لپٹی باندہو ساختہ ہی یہ باتی رہو

رنگ صحبت کسکو دکھاوین خوبی اپنی قسمت کی
ساغر مے دشمن کو ہو ہمکو زہر منگا دو ہو

بند نہین جو کرتے ہو تم سینہ کے سوراخ تو نکو
جیکر کرکن مین ان خنون سے شاید رو لکو ہوا دو ہو

آنکھہ جھپک جاتی نہین تنہا آگے پھرہ روشن کی
ماہ ہی بیٹھا جاتا ہے جب منہ سے نقاب اٹھا دو ہو

غیر سے غیریت ہر آسان لیکن یہ کچھہ ہمکو نہین
بات بتا دین کیا ہم تمکو تم ہمکو تو بتا دو ہو

میر حقارت سے ہم اپنی چپ ہو جاتے ہین جان کے
طول ہمارے گفتنے کو دیکر جیسے چراغ بڑھا دو ہو

کہتے نہ تھے ہم تمسے دل ہاتھہ سے مت دیجو
مت کہا یو غم اتنا اپنا نہ لہو پیجو

اُن پلکونکی کاوش سے زخمی ہے جگر سارا
لے تار نگاہ ہونکی نازک سا رفو کیجو

کیا جان لیے جسکے جانا ہے چھپاتا منہ
جینا تو کوئی دن ہے تم میر بہت جیجو

دل خستہ شکستہ دل دل بستہ گرفتہ دل
ہو اُن مین کوئی اوسکا دل تم تہہ مین لیجو

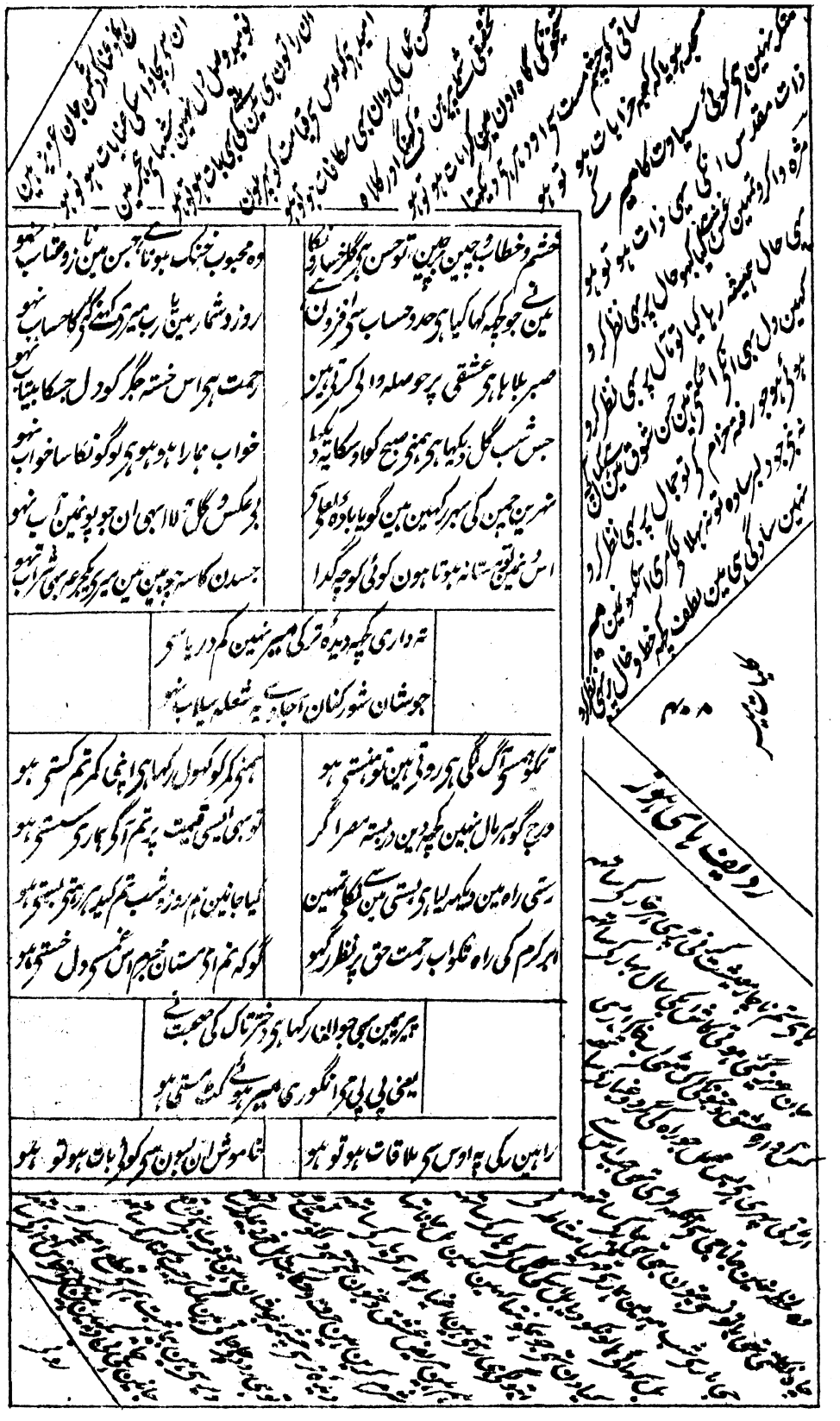
اس راہ سے تر تا ہے دل کسب ہوا کا ہے
میر اس پہ سنبھلکے سینے کو زنہار نہ تم سیجو

بات کہون کیا چپکے جیکر دیکھو ہو آئینے کو
دیکھتے ہو تو دیکھو ہمارے جلتے تو یسے سینے کو

کیا جانو تم قدر ہماری مہر و وفا کی لڑکے ہو
لو ہوا پنا دین ہین تمہارے گرتی دیکھے سینے کو

پہر ایام نحس کا مجھکو بہت کرکے سہمے آتا ہے نظر
تم ہی غنیمت جانو میان دس دنکی میر ہنسی کو

وہ جو غیرت مہ ملتا ہے غیر سے ہم مین غیرت کش
سال ہمارے جیکا ہو گا ظاہر کوئی مہینے کو



روئی ہے سب سر پر آئی خاک ہمارے سر پہ میر
مدت میں ہم تک لگ بیٹھی تھی اسکی دیوار کے سایہ

اب جگہ مرنے پہ آیا شاید وہ شوخ دزدیدہ
اب اسکی پوست میں ہے جون میوۂ رسیدہ

آنکھیں ملا کبھو تو کب تک کیا کروں میں
دنبالہ گرد تیری اک آہوئے رمیدہ

پانی بھر آیا منہ میں دیکھے جنوں کی یارب
وے کس مزے کے ہونگے لہو کے ناکمیدہ

سائے کو اس پری کے لگتا نہ تھا چمن میں
مغرور کاہے پر ہے شمشاد قد کشیدہ

آنکھیں میں بجھ رہی ہیں اہل نظر کی یکسر
جلتی ہوئی زمیں پر رکھے پاؤں دیدہ ورید

چل سیر کرتی تو بھی تا صبح آنکھیں کھولیں
منہ پر تری چمن میں گلہائے نو دمیدہ

محراب میں رہو نہ سجدہ کیا کرو نہ
بیوقت کیا ہے طاعت قدراب ہے خمیدہ

پروانہ گرد پھر کر جل ہی بجھا و لیکن
خاموش رانکو تم ہی شمع زبان بریدہ

دیکھا مجھے شب گل بلبل نے جو چمن میں
بولا کہ میر ہے منہ پر کیا کیا دہن دریدہ

قلب کبد تو دو فون تیرے نہیں ہے ہیں
وے اس ستم کشی پر ہمسے ہوئے کبیدہ

اشعار میر سب نے چن چن کے لکھ لیئے ہیں
رکھیں گے یاد ہم بھی بعضے چیدہ چیدہ

ہم جانتے تو عشق نہ کرتے کسو کے ساتھ
لیجاتی دل کو خاک میں اس آرزو کے ساتھ

خواہش مہو سے دلکی جو حاصل تو سوت ہی
احوال میر دیکھہ نہین جی تو مار دیکھہ

پیدا ہے یا خدا نہین اس مہ لقا کے ساتھہ
دیر و حرم مین ہو کہین ہو خدا کے ساتھہ

ملتا رہا کشادہ جبین خوب رشت سے
کیا آئینہ کرے ہے بسر یان حیا کے ساتھہ

گو دست لطف سر پہ ہمارے کوئی شفیق
دلکا لگا ہوا نہیا ہے دست دعا کے ساتھہ

تدبیر درد ستان سے ہے برعکس فائدہ
ہے درد عاشقی کو خصومت دوا کے ساتھہ

کی کشتی اوسکی پاک زہے ہمت عشق نے
جن نے ملائی ہاتھہ ٹک ایک اس بلا کے ساتھہ

او باش لڑکونسے تو بہت کر چکے معاش
اب عمر کاٹینگا کسو میرزا کے ساتھہ

کیا جانون مین جہین کو و لیکن قفس پہ میر
آتا ہے برگ گل کبھو کوئی صبا کے ساتھہ

عزو وقار کیا ہے کسو خود نما کے ہاتھہ
ہے آبرو فقیر کی شاہ و گدا کے ہاتھہ

ٹہلا دیا خلل نے ہمین نقش پا کے رنگ
اٹھنا ہمارا خاک سے ہے اب خدا کے ہاتھہ

آنکھون نہین آشنا تہا مگر دیکھا تہا کہین
نو گل کل ایک دیکھا ہے مین نے صبا کے ہاتھہ

دیکھہ وسکو مجھکو یارون نے حیران سو کیا
کشتی سب کے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کے ہاتھہ

دلکی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کہلے
عقدہ کہلے گا میر یہ مشکل کشا کے ہاتھہ

وہ جو رکھتا تھا تو ہے کر یو قتل
میر کا سو کہا کیا تو نے

آنکھونکی طرف گوش کی در پردہ نظر ہے
کچھ یار کی آہٹ کی مگر گرم خبر ہے

یہ راہ و روش سرو گلستان مین نہو گی
اس قامت دلچسپ کا انداز دگر ہے

یہ بادیۂ عشق ہے البتہ ادھر سے
بچکر نکل اے سیل کہ یان شیر کا در ہے

وہ ناوک دل دوز ہر لاگو مرے جی کا
تو سامنے ہو ہمدم اگر مجھکو جگر ہے

کیا پھیل پڑے مدت ہجران کہ نہ پوچھو
مہ سال ہوا ہمکو گھڑی ایک پہر ہے

کیا جان کہ جسکے لئے منہ موڑے ہے تمسے
تم آو چلے واعیہ کچھ تمکو اگر ہے

تجھسا تو سوار ایک بھی محبوب نہ نکلا
جس دل بر خود کام کو دیکھا سو نفر ہے

شب شور و فغان کرتے گئے مجکو تو اتو
دلکش ہو ہمکو مرغ چمن وقت سحر ہے

سو چوتھے کہ سودا محبت مین ہے کچھ سود
اب دیکھتے ہین اسمین تو جی ہی کا ضرر ہے

شاخ پہ رکھا ہار جو پھولونکا تو لچکے
کیا ساتھہ نزاکت کے رگ گل سے کمر ہے

کر کام کسو دلمین گئے عرش پہ تو کیا
اے آہ سحرگاہ اگر تجھ مین اثر ہے

پیغام بھی کیا کرئے کہ او باش ہے ظالم
ہر حرف میان دار پہ شمشیر و سپر ہے

ہر بیت مین کیا میر تری باتین گہتی ہین
کچھ اور سخن کر کہ غزل سلک گہر ہے

مجبور رہ اسکی دیکھا کرے ہے اکثر
محفوظ رکھ الٰہی اسکو نظر گذر سے

وحشی وطیر آنکھین ہر سو لگا رہی ہین
گر دور اسکی دیکھین اٹھ چلتی ہے کدھر سے

شاید کہ وصل اوسکا ہووے توجی بھی ٹھہرے
ہوتی نہین ہے اتو تسکین دل خبر سے

مدت سے چشم بستہ بیٹھا رہا ہون لیکن
وہ روی خوب ہرگز جاتا نہین نظر سے

گو ہاتھ وہ نہ آوے دل غم سے خون کرتا
ہے لاگ میر ہی جیکو اوس شوخ کی کمر سے

یہ گل نیا کھلا ہے بلبل تو قفس مین
کوئی کلی نہ نکلی مرغ چمن کی پر سے

دیکھو نہ چشم کم سے یہ آنکھ ڈبڈبا ہے
سیراب ابر ہوتی دیکھین ہین چشم تر سے

گلشن کی دل قفس تک آواز ایک سی ہے
کیا طائر گلستان ہین نالہ کش اثر سے

ہر ایک خراش ناخن مجھی کی صد تک ہے
رہبر رہو تو پوچھے کوئی ہین ہنر سے

یہ عاشقی ہے کیسی ایسے جیوگے کب تک
ترک وفا کرو ہو مرنے کے میر ڈر سے

بسکہ ہے گردون دون پر درد نے
ہووے ہے پیوند زمین یہ رقتنی

بزم مین ہے اتو چل اے رشک صبح
شمع کی اوپر پھری ہے مردنی

مین چراغ صبح گاہے ہون نسیم
مجھسے اکدم کے لئے کیا دشمنی

مجھسا محنت کش محبت مین نہین
ہر زمان کرتا رہا ہون جانکنی

ادھر مطرب کا عود ی تنگ کب طناز آتا ہے
عجب ہین لوگ جو کہتے ہین میں ناساز آتا ہے

خبر ہو شرط استماعت برس اے اہل زمزمہ
ہمین بھی آج رونا در دل پرواز آتا ہے

اودھی ہو گر دمعشوقانہ اس مہ پر ہے عاشق کے
بھبھوکا جسکے اوپر پردہ سر اپا ناز آتا ہے

عجب رنگ حنا طالع ہے دست آموز فرصا کا
اڑے ہے تو بھی ہاتھون سے ہمیں گہ پرواز آتا ہے

وہی نازان خرامان کبک سا آیا مری جانب
کوئی معزور وہ شوخی سو اپنے باز آتا ہے

رہائی اپنی ہے دشوار کب صیاد چھوڑے ہے
اسیر دام ہو طائر جو خوش آواز آتا ہے

اگر مسجد سے اون میر تو بھی لوگ کہتے ہین
کہ میخانے سے پھر وہ دیکھو شاہد باز آتا ہے

اسکے رنگ چمن ہین شاید اور کہلائے پھول کوئی
شور طیور اٹھتا ہی ایسا جسمین ہو وے بول کوئی

یون پھرتا ہون دشت و چمن مین اسکے بن گشتہ
غم کا مارا آوارہ ہون آہ گیا ہو بھول کوئی

ایک کہین مین دیکھنے ہی ایسا جسکے کریں ہے بو سے
ہو ہر اک کو قبول ولیکن یکہ یگانہ قبول کوئی

کس امید کا تجھکو ای دل چاہ مین اسکے حصول ہے
شوخ و شلا مین شہر و یان سے رہتا ہے نامول کوئی

لینے اسکے بانو کا مین وصف لکھا ہی دور تلک
طرف مار تو طول اتھا پہر بھی دیکھے طول کوئی

مستے حسن پرستی نہ جی عمل ہے مدت سے
پیر کبیر ہوے تو کیا ہے چھوٹی بھی معمول کوئی

حرف حکایت شکر و شکایت تنے اک وضع دو تہ پر
میر کو جا کر دیکھا ہمنے ہی مرد معقول کوئی

آنا اور ہر اس بت کا کیا میر بھی عشق بھی ہے ہو موم جو پتھر تو تائید خدا کی ہے

دامان دراز اسکا جو صبح نہین کھینچا
اے میر یہ کوتاہی شب دست دعا کی ہے

ملوان دنون ہمسے اک رات جانے
کہان ہم کہان تم کہان پھر جوانی

شکایت کرون ہون تو رونے لگے ہے
مری سرگذشت اب ہوئی ہے کہانی

ادا کھینچ سکتا ہے بہزاد اسکے
کبھی صورت ایسی تو یہہ ہمنے مانی

ملاقات ہوتی ہے تو کشمکش سے
یہی ہنسے ہے جب تب انیچا تانی

بستی تھا پر ترے مر گیا ہے
کفن میر کو بھیجو زعفرانی

جی اسکے تیرہ مضمین کوئی کیا دعا کرے
عاشق کہین شتاب تو ہو وے خدا کرے

اے سرد مہر کوئی مری رہ تو گرم نا
پرسش کسے ہے حال کی تیری بلا کرے

دامن بہت وسیع ہے آنکھون کا اسی سبب
لازم ہے تمکو ان ہی کا پانی بہا کرے

آکر بکھیرے پھول مری مشت خاک پر
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے

تجھ سے کی چاہی چاہی ہے میر عشق مین
جی جانتا ہے اوسکا جو کوئی وفا کرے

صورتین مگر بھی کتنی کیون اسکو تو جب ہی دیکھا ہے
سامنے رکھی آئینہ مصروف طرحداری مین ہے

میر کوئی اس صورتین امید بھی کیا رکھے
ایک جراحت مینے کی میری ہر نخم کاری مین ہے

دل ہے بھرا رہتا ہے میرا جی ہی نہ دا کچھ جاتا ہے
کیا جانون مین رونگا کیا دریا چڑھتا آتا ہے

سچ ہے وہ جو کہا کرتا ہے کون ہے تو کیا سمجھے ہین
نہ بیگانی قوم ہین ہم وہ نہ آلو کا چاہ کانا ہے

قول مبل آزردہ نو گل ہون اسے باغ ہمارا نین
رنج کش الفت ہے ہمارا شوق جی اپنا بلاتا ہے

عشق و محبت کیا ہمارا نون سکین آزار ہمارا نون ہون
اندر ہی سینے مین سیے دلکو کوئی کہا تا ہے

عاشق اپنا جان لیا ہے اونے شاید میر ہمین
دیکھیہ بھری مجلس مین اپنے ہم ہی سے شرماتا ہے

اس معزور کو کیا ہوتا ہی حال شکستہ دکھاتی ہے
جسکو تبہ ہو ہے وہ ہرگز نیکی ہمارے چلے سے

کیسا کیسا ہو کے بد اپہلو اس بن تڑپا ہے
کیا پوچھو ہو آئی قیامت سر پر دلکی لگاوٹ سے

ہمن تجربہ کر دیکھا ہے اپنی نور جہانسی گذرتا ہون
وحشت ہے خورشید نمط اپنی بھی محبکو ساتھی سے

ہر کوئی در ہر زن مین یا پیر پر وہ جو یان تھا
یا اب تنگ اسی آنا ہی پاس ہمارے آئے سے

ایک جراحت کیا تسکین ہی موتکی ہو کہ میدین
شاید دل ہو تسلی اسکا زخم و گر کی کہا دے

رنج و عنا پہ درد و بلا پہ صبر کیی ہم بیٹھے ہین
کلفت الفت باقی رہی کہی جور و ستم کی اودہا ہے

دلکی لاگ بری ہی عجب روگ ہی جسکو جی جانتا ہے
اے بتیاب اوسے بھی کہیو بتیابی جو کوئی پہر آئی ہے

آنکھہ تک میلی ہوتی نہیں مطلق تل ہیجا نہیں
دلکی مصیبت کیکیئے ہی کیا کیا رنج اٹھائی ہے

محشر ہے ہو فتنہ یکی ہر گز ویسی ہی چلتی ہے
ملوی ہے اسکے ہنسے آنکھوں سے سہلائی ہے

رنگ نہیں ہے منہ کسکی بادخزاں گلستان میں
ہر گز بار گرہ ہے یکہ ہی میں گل غنچہ مرجھائی ہے

نفع کہو کیا نہیں ہے ایسے پر دکاندار پہ
دلکی گداز سی لو ہو رہے داغ جگر پہ جلائی ہے

عشقیں اسکے جہان ہی مشتاق پہ گئی ہے
شوق اگر ہی ایسا ہے تو چین کہاں جائی ہے

تا جر ترک فقیر ہوئے اب شاعر عالم کامل ہین
پیش گئی کچھ میر نہ اپنی سونگ بہت سی لائی ہے

کوئی نام انکا نہ موجب ہے
کہ بتیاب دل کی بنا صبر ہے

نہ سوز جگر خاک مین ہے گڑا
ہوئے پر پر آتش رہے قبر ہے

گلستان سکین ونون پاک ہے
بہار اسطرف اوسطرف ابر ہے

ہو زرد شیش پنجہ ہے بہی لباس
تو پھر چیتہ شیر ہے ببر ہے

در کعبہ پر کفر بکتا ہے میر
مسلمان نہین ہے کہین گبر ہے

ظاہر ہے داغ ہوئے ہین جو ادہی ہین پر رہنے
اب وہ دلمین تاب نہین ہے لب تک آہ سرد کہنے

چلتے ہوئے تسلی کو کچھ پہ یار کہہ گئے
اس قافلے مین ہم بھی تہے افسوس رہ گئے

کیا کیا مکان شاہ نشین تہے وزیر کے
وہ ائمہ گیا تو یہی گھری بیٹھے رہ گئے

اس کجرو وش سے ملنا خرابات مین تہا
ببطور ہم بھی جا کے ملے بے جگہ گئے

وے زور و زر جوان جنہین کہئے پہاڑ تھے
جب آئے موج حادثہ تنکی سے بہ گئے

وہ یار تو تہا تہا دل سے کسو کا میر
ناچار اسکے ہجر رستم ہم بھی سہہ گئے

ہائے جو آنے وصل مین اسکے کیا کیا لذت پاتی تھے
بوسہ کنج لب سے پہر بھی الٹے اپنے بناتی تھے

کیا کیا تمنے فریب کئے ہین سادگی مین اس لینے کو
میر ہی کہہ کر کوکلاہ آتی تہی مے ناخوردہ مانتے تہے

ہائے جدائی ایکہی جگہ مار کے ہمکو تو رکھا
وہی دن یاد آتی ہین اب جب انکے آتے جاتی تہے

غیر وفکی تم سنتے رہے سو غیر سے ہم سنتے رہے
وہی تو ہمکو لگا جاتی تہی تم آہمکو جلا جاتی تہے

رنج و الم غم عشق ہی کا اعجاز ہے کینچے تہے ورنہ
حوصلہ کتنا اپنا جسمین بے آزار سماتی تہے

وہ دن کیسے سالتے ہین جو اکثر سوتے تو کبھو
آنکھون سے ہم سہلا سہلا سلوے اسکو جگاتی تہی

چاہت وگ ہرا ہے جیکا میر اسی پر سبز سلا
اگلے لوگ سنا ہے ہمنے دل کسو سے لگاتی تہے

بات ہماری یاد رہے جی بہولا بہولا جاتا ہے
وحشت پر جب آتا ہے تو جیسے بگولا جاتا ہے

تہوڑے سے پانو مین بنے سر کہیں کہیں جو کھوپری جناب
کہتے ہین لینا مجھکو کیا اپہرا بہولا جاتا ہے

برسوں میں پہچان ہوئی تھی سو تم صورت ہو گئے
یہ بھی شرارت ہے یار رہیگی ہمکو بجا نا جانی سے

سنی سنائی بات سے واعظ کی تم نہ سنیو یہ ہم غافل
دونو نکالا بہر ہیں اپنے تم بے تحاشا کو منافی سے

میر کی تیزی کیا سلجھیگی حرف و سخن میں کٹتا ہے
کوئی عاقل ٹکڑہ پڑیگا ایسے ناصح دیوانی سے

کئی روز اب دید و ادید ہے
گلی سے ہماری لگو عید ہے

گریزان ہوں سائی سے نور شید سان
جہان جیسے ہے مجھکو تجرید ہے

تصرف میں جب آلہ دستے ہیں بات
خدا رس کہیں ہیں یہ توحید ہے

ہوا وہیں بتان مذہب ہے یاں تو یہ
خدا کے طرف ہی کی تائید ہے

لپیٹا ہے میں بوریائے نماز
یہی میر جانے کی تمہید ہے

ہجر میں خون ہوا تھا سب غمسے
دل نے پہلو تہی کیا ہم سے

عالم حسن ہے عجب عالم
چاہئے عشق اس بھی عالم سے

طرح چہریوں کی پلکوں سے ڈالے
نکلے نو ارا برو کے خم سے

نسبت اون بالونکی درست ہوئے
دیر میں میرے حال درہم سے

در پے خون میر کے ورنہ
ہو بے جاتا ہے جرم آدم سے

آنکھیلو سے چلے لطفی میں جان ہاری
نام خدا ہوا ہے اب وہ جوان ہارے

ہے یہ صحبت	گالیان کہائے دعا کریے
کہ کہین تو کہے یہہ نہ کہو	کیونکر اظہار مدعا کریے
اتفاق انکا مارڈالے ہے	ناز و انداز کو جدا کریے
عیادہی کا شکے رہے ہر روز	صبح اسکے گلے لگا کریے
رات تکنے کو بھے نہایت ہے	منتظر کب تلک رہا کریے
ہستی موہوم و یک سر و گردن	سیکڑون کیونکہ حق ادا کریے
ہوہین سرگذشت سنتا میر	یون کہانی سی کیا کہا کریے
تب ہو نفع جو کچھ بھے	دلکے بیماری کی دوا کریے

سو تو ہر روز ہے بتر احوال
متحیر ہین آہ کیا کریے

دو چار آگے چھاتی گئی تھی کوٹے
ہجران کا غم تھا تہ ہین سینچتی سی جان گھوٹی

گلیان بہری ہین کی بکھری ہین پھول سارے
پائیز فی چمن ہین کیا کیا بہار لوٹی

سیر چمن کی کچھہ تو جیسے ہوس نکلتے
موسم ہین گل کے بلبل افسوس ہے نہ چہوٹے

کب عشق کی اٹھی نہ لڑائی ہو کونسی
آخر اوس اوباش ذرا کب تہی رہی کونسی ہے

وآہ وہ طائر بوبال ہوس ناک جسے — شوق گلگشت گلستان نہین کرفتاری ہے
جرم بے جرم لیچلے رستہی ہے جسکی شمشیر — اوس ستمگار جفا جو سے ہمین یاری ہے
آنکہ مستی مین کسو پر نہین پیتی اوسکی — یہہ بھی اوس سادہ و پرکار کی ہشیاری ہے

واں سے جز ناز و تنحر نہین کچھہ یانسے میر
عجز ہے دوستی ہے عشق ہے غمخواری ہے

درد و غم سے دل بہو فرصت نپائے — یہہ صعوبت کب ملک کوئی اوٹھائے
طفل تہ بازار کا عاشق ہون مین — دل فروشی کوئی مجہہ سے سیکہہ جائے
زار رو تا چشم کاکب دیکھتے — دیکھے ہین لیکن خدا جو کچھہ دکہائے
کب تلک چاک کفن سے جہانکیے — برگ گل یان ہی صبا کوئی تو لائے
کب سے ہمکو ہے تلاش دست غیب — تا کمر بیچ اسکا اپنے ہاتہہ آئے
اسکی اپنی بنتی ہے ہرگز نہین — بگڑی صحبت ایسی کیا کوئی بنائے
جو لکہی قسمت مین ذلت ہو سو ہو — خط پیشانی کوئے کیونکر مٹائے
داغ ہے مرغ چمن پائیز سے — دل نہو جلتا جو اسکا گل نہ کہائے
رشک سینہ میرا اسکے ہاتہہ کا — ہو کوئی رہوار تو اسکو جبائے
میر اکثر عمر کے افسوس ہین — زیر لب بالا ہی لب ہے ہای وائے

صاحب عشق تم ہمارے نہیں ہم تمہارے — موقوف رحم پر ہیں دشوار کام سارے
ہو ملتفت کہ ہم بھی جمعیتوں میں آوین چند — یہ عشق بے محابا تا چند جان مارے
آشوب بحر ہستی کیا جائیے ہے کب سے — موج و حباب ٹھہرا لگ جا تہیں کنارے
کوئی تو تمہا طرف پر آواز دی نہ ہمکو — ہم بیقرار ہو کر چار ون طرف پکارے
بیطاقتی سے کیونکر سر مارتی رہے نہ — صبر و قرار دونوں یکبارگی سدھارے
کوئی تو ماہ پارہ اس بھی روا قمین ہے — چشمک کرین ہیں ہر شب اسکی طرف ستارے

دنیا میں میر آکر کھولا ہے بار ہمنے
اس رہگذر میں دیکھیں کیا پیش آوے بارے

عشق ہمارا در پے جان ہر کیسی خصومت کرتا ہے — چین نہیں دیتا ہے ظالم جب تک عاشق مرتا ہے
شاید لیتو بال اوس مہ کی بکھر گئی تھے بادچلی — دل تو پریشان تھا ہی میرا رات بھی جی بیکل بھرتا ہے
صورت اسکی دیدۂ تر میں پھرتی ہے ہر ہر رنگ و شبیہ — ہے نہ اچنبھا یہ بھی کہیں پانی میں نقش ٹھہرتا ہے
کیا دشوار گذر ہے طریق عشق مسافر کشتیاروں — جی ہی ہے اپنا گذر جاتا ہے جو اس راہ گذرتا ہے
حال کسو بیتہ کا یاں مانا ہے حباب دریا سے — ٹک جو ہوا دنیا کی لگی تو یہ کدھر طرف ابھرتا ہے
یا رب خدا کو کر کے کہوں ٹک پاس ہمارے ہو جاوے — صد سالہ غم دیکھے اس خوش چشم و رو کی بسرتا ہے
دامن دیدۂ تر کی وسعت دیکھی ہے جن آوے — ابر سیاہ سفید ہو سو پانی انکا بھرتا ہے

سچ ہی راحت تو بعد مرنیکے
پر بڑا واقعہ یہ ہایل ہے

تیغ اگر درمیان رہی تو رہی
یار میرا جوان جاہل ہے

رونہین چشم تر سو اب کہیے
سیل اسی در کا کب سے سایل ہے

حال ہم ڈوبتونکا کیا جانے
جسکو دریا پہ سیر ساحل ہے

میر کب تک بحال مرگ جئین
کچھ بھی اس زندگی کا حاصل ہے

بیکسان عشق تم ہم غم مین کہپ سا رہی گئے
بار خواہ خون نتہا ماری گئے ماری گئے

بار گل تک ناتوانونکو نتہا اس بزم مین
گرد آپر تم ہی عاجز آج وان باری گئے

چھاتی میری سرد آہونسے ہوئی تہی سب کخت
استخوان اب اسکا اشک گرم سے دہاری گئے

سخت جاگی ہے نمک جو ہو خبر گہر مین اسے
صبح تک ہم رات دیوارونسے سر ماری گئے

میر قیس و کوہ کن ناچار گذری جان سے
دو جہان حسرت لیے ہمراہ بیچاری گئے

بے یار ہون بیکس ہون آگاہ نہین کوئی
غمخوار کرد خونریزی خونخواہ نہین کوئی

کیا تنگ مخوف ہے اس نیستی کا رستہ
تنہا پڑا ہی جانا ہمراہ نہین کوئی

موہوم ہے ہستی تو کیا معتبری اسکی
ہے گاہ اگر کوئی بیگاہ نہین کوئی

کیا شکایت کریں اوس خورشید چہرہ یار کی
مہر وہ برسوں نہیں کرتا ستم فی الفور ہے

وصل کی دولت گئی ہے جون ننگ فقر ہجر مین
یا الٰہی فضل کر یہ جور بعد الکور ہے

اوسکی دیوانی کی سر پر داغ سودا ہی جو میر
وہ محیط عاشقون کا اس سبب سر مور ہے

گردن کش زمانہ تو تیرا اسیر ہے
سلطان عصر تیری گلی کا فقیر ہے

چشمک کرے ہے سیر یطرف کو نگاہ کر
وہ طفل شوخ چشم قیامت شریر ہے

تڑکا سا ہو رہا ہے تن آگی ہی سو کہہ کر
اب ننگ کیا فقیر جو سب مین حقیر ہے

جھڑ باندہ دی ہر روز جو لگتا ہی صبح کو
ہی چشم تر کہ غیرت ابر مطیر ہے

اک دو اجل رسیدہ جو صید آ کر کب گیا
پر پنچ جال گیسوؤن کا جرگہ گیر ہے

جون جون بڑہا جاتی ہین اینٹھتے
کس مٹی کا نجانے کہ اپنا خمیر ہے

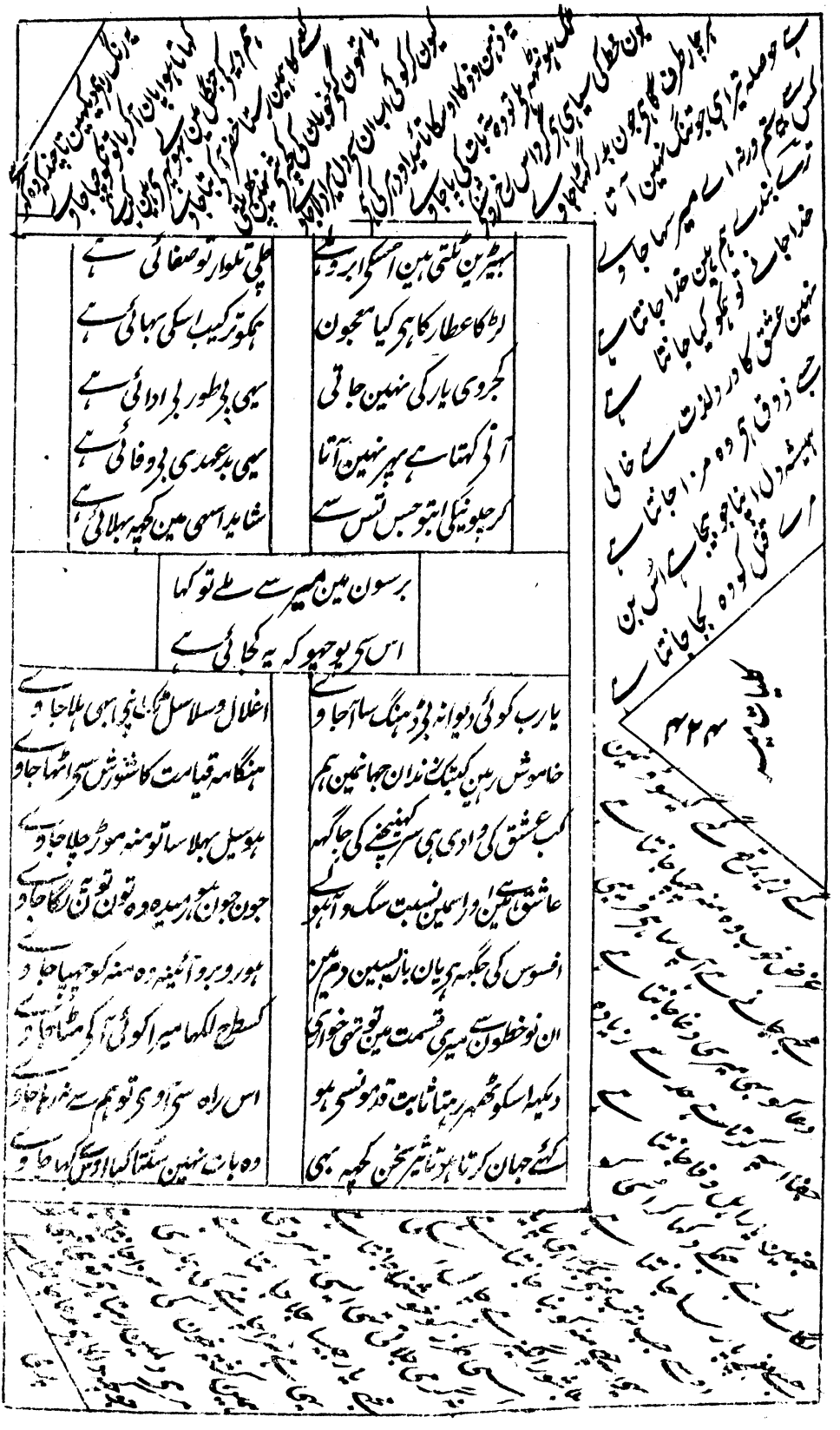
اس خوبصورتی سے نہ صورت نظر پڑی
صورت تلک تو سیر کی وہ بے نظیر ہے

پر جوہر اسکی تیغ ہی نامہ برائے قتل
پیغام مرگ عاشقون کو اسکا تیر ہے

پوچھو اسی سے مضطرب الحال دل کی کچھ
وہ آفتاب چہرہ روشن ضمیر ہے

جو طفل شوخ و شنگ و جوان بلند طبع
شایستہ فلک ہی اگرچہ خ پیر ہے

فریاد و شب کی سنکے کہا بید باغ ہو
دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ میر ہے



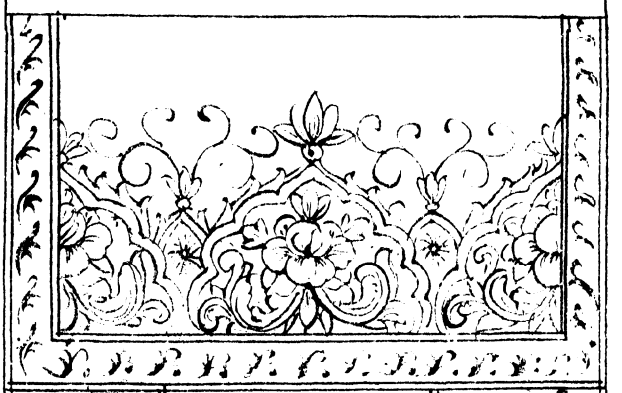
پری اسکے سائے کو بھی لگ سکے نہ | وہ اس جنس کو کیا بلا جانتا ہے

جہان میر عاشق ہوا خوار ہی تہا
یہ سودائی کب دل لگا جانتا ہے

یہی عشق ہی جی کہا جانتا ہے | کہ جانان سے بھی جی ملا جانتا ہے
بدی میں بھی کچھ خوبی ہووے گی تب تو | برا کرنے کو وہ بھلا جانتا ہے
مرا شعر جیا بھی دانستہ ضد سے | کسو اور ہی کا کہا جانتا ہے
زمانے کے اکثر ستمگار دیکھے | وہی خوب طرز جفا جانتا ہے
نہیں جانتا حرف خط کیا ہیں لکھے | لکھے کو ہمارے مٹا جانتا ہے
نجانے جو بیگانہ تو بات پوچھے | سو معزور کب آشنا جانتا ہے

نہیں اتحاد تن و جان سے واقف
ہمیں یار سے جو جدا جانتا ہے

تمام شد دیوان پنجم میر تقی میر



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوان ششم

فلک نے پیس کر سرمہ بنایا — نظر مین اسکی مین تو بھی نہ آیا
زمانے مین مرے شور جنون نے — قیامت کا سا ہنگامہ اوٹھایا
بلا تھی کوفت کچھہ سوز جگر سے — ہمین تو کوٹ کوٹ اون نے جلایا
تمامی عمر جسکی جستجو کے — اوسے پاس اپنے اکدم بھی نہ پایا
نہ تھی بیگانگی معلوم اوسکی — نہ سمجھے ہم اوسی سے دل لگایا
قریب دیر خضر آیا تھا لیکن — ہمین رستا نہ کعبے کا بتایا

دان رات اسکو ڈہونڈہی ہی دل شوقنی مجھے
ناياب کس گہر کا طلب گار کر دیا

دور اس سی زار زار جو روتا رہا ہون مین
لوگونکو میری زاری سے بیزار کر دیا

خوبی سے بخت بد کی اوسی عشق کی مرے
یارون نے رفتہ رفتہ خبردار کر دیا

جسکے لگائی جیمین نہ اوسکی ہوس رہی
یعنی کہ ایک وار ہی مین پار کر دیا

پہلو مین دل نی لوگر آتش سی شوق کے
پایان کار آنکھونکو خون بار کر دیا

کیا جانون عشق جان سی کیا چاہتا ہی میر
خونریز کا مجھے تو سزاوار کر دیا

ہوئے ہم جسکی خاطر بیوفا تہا
نجانا اون نی تیون بہی کہ کیا تہا

معالج کی نہین تقصیر ہرگز
مرض ہی عاشقی کا لاد وا تہا

نہ خودسر کیون کہ ہون ہم یار اپنا
خودآرا خودپسند و خودشنا تہا

رکہا تہا منہ کبہو اس کنج لب پر
ہمارے ذوق مین اتنک مزا تہا

نہ ملیو چاہنے والونسے اپنے
نجانا تجربہ سے یہ کن نی کہا تہا

پریشان کر گئی فریاد بلبل
کسو سے دل ہمارا پہر لگا تہا

ملے برسون وہی بیگانگی سے
ہمارے زعم مین وہ آشنا تہا

نہ دیوانے تہے ہم سے قیس و فرہاد
ہمارا طور عشق انسے جدا تہا

کیا نماز میر اس اوقات سے ؛
جب کہ قد محراب ساخم ہو گیا

وہ دیکھنے ہمین ٹک بیماری مین نہ آیا
سو بار آنکھین کھولین یا لین سر سراہٹھایا

گلشن کی طایرون نے کیا بیمروتی کی
یک برگ گل قفس مین ہم تک نکوئی لایا

بیرحم اسکا غصہ یار و بلای جان ہے
ہرگز منانہ ہمسے بہتیرا ہی منایا

قد بلند اگرچہ بر لطف بھی نہین ہے
سرو چمن مین لیکن انداز وہ بنایا

انگڑائی خوبرویان جسکو پیش و پس ہین
انیڈا پھری ہے جسپر جسکو اوس پر یکا سایا

نقشہ عجب ہے اوسکا نقاش ازل کے
مطبوع ایسا چہرہ کوئی نہ پھر بنایا

شب کو نشے مین باہم تھی گفتگوی درہم
اس مست نے بھکایا یعنی بہت جیکایا

دل بستگی مین کہلنا اوسکا نہ اس سے دیکھا
بخت نگون کو ہمنے سو بار آزمایا

عاشق جہان ہوا ہے اوسکی ہی نکتہ چینان ہی کہین ہین
اس میر سے تو خرقی کب مذہب سے دل لگایا

باتین ہماری یاد رہین پھر باتین ایسی نہ سنیگا
پڑھتے کسو کو سنیگا تو دیر تلک سر دھنیگا

سعی و تلاش بہت سی لیکن اس انداز کی کہنی کی
صحبت مین علما فضلا کی جا کر پڑھیگی گنیگا

دلکی تسلی جبکہ ہوگی گفت و شنود سے لوگونکے
آگ بجھیگی غم کی بدن کی اس جلیگی بہنیگا

جب رقمنی کو عشق کا آزار ہو گیا
دو چار دن مین برسونکا بیمار ہو گیا

نسبت بہت گناہونکی میری طرف ہوے
ناکردہ جرم مین تو گنہگار ہو گیا

حیرت زدہ مین عشق کی کامونکا یار کے
دروازی پر کھڑے کھڑے دیوار ہو گیا

پہلے فگار سینہ تھے اطراف درد سے
کوچہ ہر ایک زخم کا بازار ہو گیا

بازار مین جہانکی ہی حسن کیا متاع
سو جیسے جیسے دیکھے خریدار ہو گیا

دل لیکے میری جان کا دشمن ہوا مدان
جس ہو فا سے اپنے تئین پیار ہو گیا

عاشق کو اسکی تیغ سے ہی لاگ کھینچی ہے
یہ کشتنی بھی مرنے کو تیار ہو گیا

مرنے سے وار ہا نہوا تنگ ہی رہا
پھندے مین عشق کی جو گرفتار ہو گیا

کیا جرم تھا کسو پہ نہ معلوم کچھ ہوا
جو میر کشت و خون کا سزاوار ہو گیا

دشمن ہو جیکا گاہک ہوتا ہی جسکو چاہا
کی دوستی کہ یار وا کل روگ مین بسا ہا

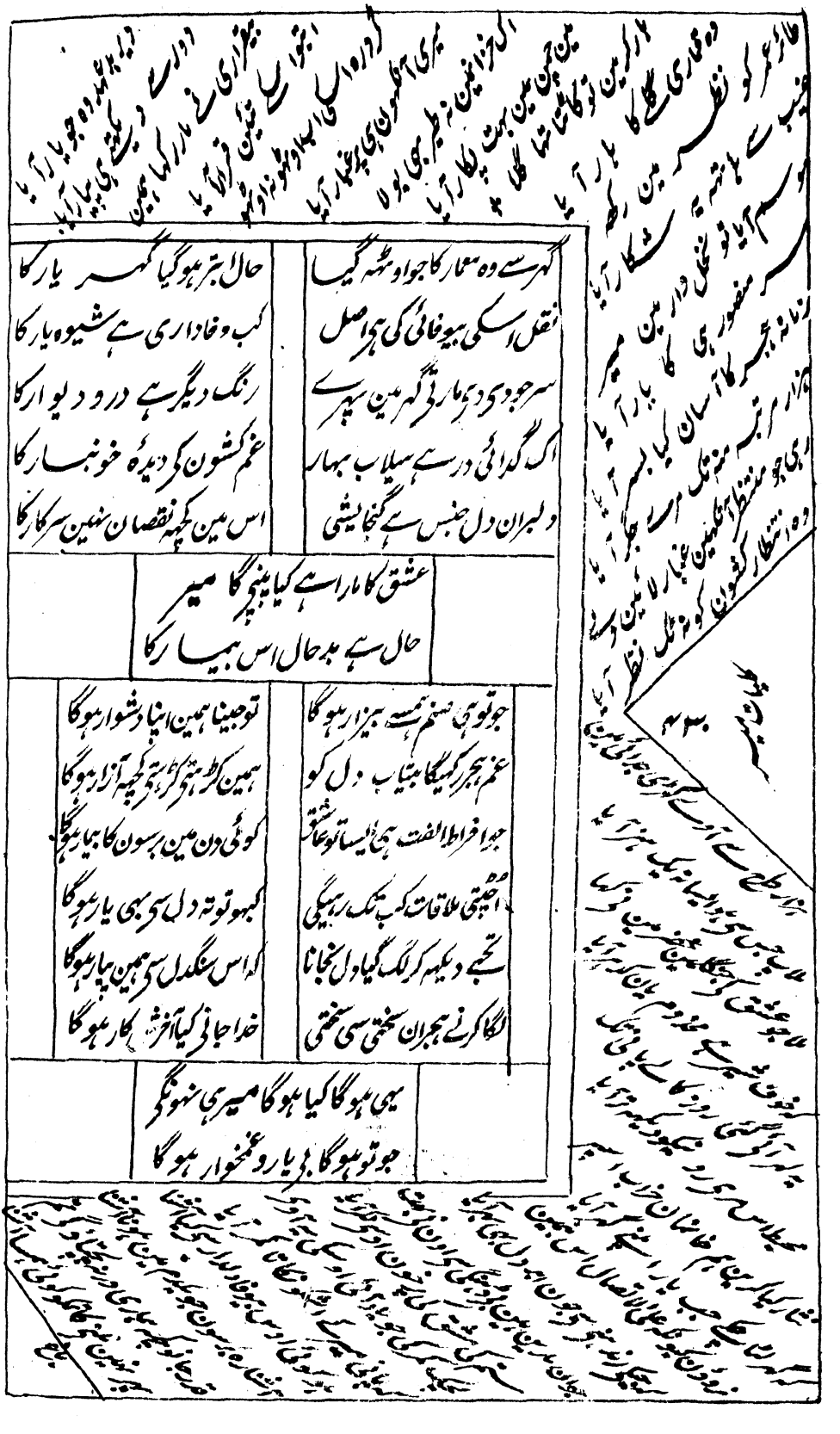
جی ہی جہان قیامت درد و الم رہا وان
بیمار عاشقی مین شب صبح تک کرا ہا

تازہ جھمک تھی شب کو تارونمین آسمانکی
اس آسیا کو شاید پھر کر کنون فرا ہا

خمیازہ کش ہون اسکی مدتسلی اس ادا کا
لگ کر گلے سے میرے انگڑائی لے جا ہا

جانا کہ منہ کہلا ہی آتشکدے کا شاید
سینے کے زخم جو سر کا ہی تک بھی پہا ہا

۴۲۶



باغ کو بی لالہ و گل دیکھہ کہتے تھے طیور
جب گیا پت جھڑ مین بلبل ہا کیا کیا آشنا

اتبو تو ترکا نہین عشق و ہوس مین کچھ تمیز
آشنا سے فرق ہوتا ہی بہت نا آشنا

ملتے ملتے منہ چھپانا بھی لطیفہ ہے نیا
آشنائی یا لڑائی ہو جیے یا آشنا

تھا جنون کا لطف مجنون سے سو دنیا سے گیا
مغفرت ہوا سکو وحشی سبھی تھا آشنا

اب جہان مین ہم مست غفلت کہو دیکھیو مین
پھر نہو گا تمکو ایسا کوئی پیدا آشنا

کیسا ہی پانی ہوا سکو پیر مین جاتا ہے پیر
تھا جوانی مین مگر تو میر دانا آشنا

گئی تھی سیر چمن کو وہ شوخ گلرو مین لگ بھی لگا نہ اپنا
تلاش جوشن بہار مین کی نگار گلشن مدتہا نہ اپنا

ملا تو تمہارہ بخواہش دل مزا بھی پایا ولے کسی پر
پہر جو مستی مین اسکی آنکھین سے ہو ش سبھو پہر اپنا

جہان کا روبار ہے یکسر ان تو سراب پایان کار نکلا
جو لوگ تہے سو کچھ آشنا تھے او نسون نے تب کیا نہ اپنا

نکالی سرکش نے چال ایسی کہ دیکھہ پیر حرم سے بگڑی ہم
دلون مین کیا کیا ہمارے آیا کہین سو کیا بس حلا نہ اپنا

کہے بھی تو اسی حسین سخن کسو کا اثر کرے کچھ
بکا گیا ہم ہمیشہ مانا سو دن انے کہا نہ اپنا

نہ ہوش ہمکو نہ صبر دلکو نہ شور سر مین نہ زور پا مین
جو رو دین کس کسکو رو دین ایسے ہم وفا مین کیا کیا نہ اپنا

جہان مین رہنے کو سبھی بہت تھا نکر سکے میر کچھہ توقف
بنا تھی نا پایدار اسکی اسی سے رہنا بنا نہ اپنا

دھوپ مین آگر کھڑا اسکی جلا کرتا ہون — چاہ کر اسکی تئین مین تو گنہگار ہوا

ہوش کچھ جبکہ سر و تن مین تھا شتابی چاہیے — حیف صد حیف کہ مین دیر خبردار ہوا

ہو بخود تو کسو کو دیہو نڈھونکا کوئی — وہی خود گم ہوا جو اوسکا طلبگار ہوا

مرغ دلکی ہی رہائی سے مرا دل اب جمع — پر شکستہ بالو نہین وہ اسکی گرفتار ہوا

پیار کی دیکھی جو چتون کسو کی مین جانا — کہ یہ اب سادہ و پرکار مرا یار ہوا

تکیہ اسپر جو کیا تھا سو اگر ابستہ یہ — یعنی مین شوق کی افراط سے بیمار ہوا

کیونکہ سب عمر صعوبت مین کٹی تیری میر
اپنا جینا تو کوئی دن ہمین دشوار ہوا

آج اوس خوش پرکار جوان مطلوب حسین نے لطف کیا — یہ فقیر سنکے مندان کو اوس نے دندان مزد دیا

آنسو کی بوند آنکھ سے دونون اتبو کلمہ ایک نہین — دلکی طپیدن روز و شب نے خوب جگر کا لہو پیا

مرنے مین جیسے صبر کیا تھا ویسی ہی بیصبری کی — ہاے دریغ افسوس کوئی دن اور نہ یہ بیمار جیا

ہاتھ رکھے رہتا ہون اوپر برسون گذری ہجر مین
ایکدن اونے گاہ سے ملکر ہاتھ مین میرا دل نہ لیا

اب یار دیہر کو کھڑا تک جویان رہا — حیرت سے آفتاب جہانتکا تہان رہا

جو قافلے گئے تھے اونہونکا اوٹھی بھی گرد — کیا جانیے غبار ہمارا کہان رہا

نعرش ملک سے ہو ہے لچک اس کمر کی دیکھ — عاشق ہی جو بند ہو نہ کمر تو ہی کیا عجب

ترک وطن کیا ہے عزیزون نے جا بجا — کر جا بجا کوئی رفتہ سفر تو ہی کیا عجب

برسون سے ناتمامہ ازدہین ہر یہ اس نعیر — ہو وے ہے ہمسے دست بسر تو ہی کیا عجب

معلوم سود مندی عشاق عشق مین — پہنچے ہی اوسسے ہمکو ضرر تو ہی کیا عجب

گھر یار مین لگا کی گیا گھر سے بھی نکل — اب آ وی وہ کہو مرے گھر تو ہی کیا عجب

ملتی نہین ہے آنکھ اوس آئینہ رو کی میر
وہ دل جو لیکے جلا وے مگر تو ہے کیا عجب +

آیا ہے شیب سر پہ کیا ہی شباب اب — کرنا جو کچھ ہو تمکو سو کر تو شتاب اب

بگڑا بنا ہون عشق ہی سو بار عاقبت — پایا قرار یہ کہ رہو نہین خراب اب

خونریز ہی معاشقون کی ہے ظالم اگر ہوا — تو تو ہوے ہے تجکو بہت سا ثواب اب

بھڑکی دل و جگر مین آتش سوزندہ عشق کی — دل رہگیا ہے پہلو مین ہو کر کباب اب

ہون اس بہشتی رو سے جدا مین جحیم مین — رہتا ہو میری خاک کو ہر دم عذاب اب

تا صبح ہو آیا پہ نشان خط کا نہ پہ مین — دیکھیے جھوٹا وعدہ کوئی کیا جواب اب

کیا رنج و غم کو آگی ترے مین کہ روز شمار — یان خود صبا ہی سیر کو ہے ہے بیحساب اب

سونے کے ہین آنکھین اور جھکی آتی ہین بہت — نزدیک شاید آیا ہے ہنگام خواب اب

ردیف تاے فوقانی

تک تحیر ہی رہے کتنے تمہا کسو بجلی کی تاب — یا کہ نکہت گل کی تمہا آیا گیا عہد شباب

کی نماز صبح کو کہو کر نماز عاشقان کے — ہو گیا مجھپر ستم اچھا شک مستے مین خواب

دیکھنا منہ یار کا اس وجہ سے ہوتا نہین — یا الٰہی دی زمانی سے اٹھا رسم نقاب

ضعف ہوا اسکے مرض اور اسکی غم سے اے عمر — دل بدن مین آدمی کی ایک ہے خانہ خراب

یار مین ہم مین پڑا پردہ جو ہے ہستی ہی آہ — بیچ سے ائے ہمتی تو ہو وے الٰہی رفع حجاب

صورت دیوار حیرت کر رہے — پر کہو صحبت مین اسکے ہم بہ نہ بار یا

می سے توبہ کرتے ہی معقول اگر ہم جانتے — ہم پہ شیخ شہر ہر سو ہی کرے ہے اجتناب

جمع تھے خوبان بہت لیکن پسند اوسکو کیا
کیا غلط مین نے کیا اے میر وقت انتخاب

اس مغل زادے سے تنہی ہر بات مین تکمار خوب — بدزبانی کی بھی اوزی تو کیا بسیار خوب

لگ رہین پڑتی ہین لیکر ماتھ پر مین شمشیر تیز — سب کسیونکے قتل مین ایسا نہین ہے سر ار خوب

آخر ان خوبان سے عاشق جان کر مارا مجھے — چاہ کا اپنے مگر یا اسنے تھا اظہار خوب

آج کل سے مجھکو بیتابی وہ بیحالی ہے کیا — مجھہ مریض عشق کی کب ہے تنہی تیمار خوب

کیا کہ یہی اوسکی کیفیت درستہ دے — ورنہ مفلس غمزدونکی کچھہ تنہی کرو ار خوب

مخترع جو ستم مین ہے سو وہ نوجوان — ظلم تب کہتے ہی جب ہو کوئی منت دار خوب

توبہ مے سے بہار مین نہ کرون
گو کرے شیخ احتساب بہت

اس عضیلی سے کیا کسو کے نبہی
مہربانی ہے کم عتاب بہت

کشتن مرد مان اگر ہے ثواب
تو ہوا ہے اسے ثواب بہت

دیر تک کعبے مین تے شب بیہوش
پی گئے میر جی شراب بہت

کیا کہین ہے حال دل درہم بہت
کہ رہے ہین من رات اسپر ہم بہت

رہتا ہے ہجر انین غم عصی سے کام
آو روی بے سنکے ہین برہم بہت

اضطراب اسکا نین ہوتا ہے کم
ہاتہہ بہی رکہتی ہین دلپر ہم بہت

اس گلی سے جی اچٹتا تک نہین
دل جگر کرتے ہین تہہ ہر ہم بہت

میر کی بدحالے شب مذکور تہے
کہڑ ہے گئے یہہ حال سنکر ہم بہت

باہر جانے مین یاد بسی کر نہ تغافل یار بہت
دشتے وحشت طور آئی ہے ہمنے تیری کار بہت

دعوی عاشق بیچارے کا کون سنیگا محشر مین
خیل ملا ایک واں بہی ہوگی اسکی خاطر دار بہت

خشکے لب کے زرد رنگ کی نمناکی دونکمونکی
جو دیکہی ہے کہہ گئی ہے ان کمینون بیحد آزار بہت

جسم کی حالت جیسی تہی طاقت نہ رہی ہے کہ معلوم
کہنے لگا جانے کیا ہوگا یہ تو ہے بیمار بہت

جو جفا عاشق پہ ہو سو ور لوگوں پر نہیں
اسمیں سید کچھ کہ میں ہی ہوں تنہا گرونکی بیچ

مر گئی بہتیری صاحبدل ہوس کسکو ہوئی
ایسے مرنے جینے کی ان عشق کی مارونکی بیچ

رونا کڑھنا عشق میں کیا میر اچھے کچھا
کیا جیی گا یہ ستمدیدہ ان آزارونکی بیچ

منتظر ہر سو ہیں افسوس آخر مر گئے
دیدنی تھی لوگ اس ظالم کی بیمارونکی بیچ

خاک تربت کیوں نہ اپنی دلیرانہ اڑ کر چلے
ہم بھی تھے اس نازنیں کے نازبرداروں کی بیچ

صاف میدان اگر مکاں سا ہو تو ہے دل کیلے
تنگ ہو مموئہ دنیا کی دیوارونکی بیچ

باغ میں تھے شب گل مہتاب میر سے آس پاس
یار بن یعنے رہا میں میر انگارونکی بیچ

دل ہی ہے جسکو دل کہتے ہیں اس عالم کے بیچ
کاشہ یہ آفت موقوف قالب آدم کے بیچ

چھاتی کٹتی سنگ ہی سے دل کو جانے دیں نہیں
نعل سینوں پر جڑی جاتی ہیں اس ماتم کے بیچ

نقشہ اسکا مردم دیدہ میں میر کھینچا نقش ہے
یعنے صورت اسمی کی تھے پر چشم نم کے بیچ

شاد و خوش اب ان تا زہ ہوئے ہیں شہر میں
دلزدہ ہم شب بیٹھے ہیں اپنے غم کے بیچ

دل ہے ایسا شیشہ کہ کہ پشت وہ نازک کہ سے
سو بلا ئیں ہیں یہاں ان ابرونکی خم کے بیچ

حد سے افزوں دس گلی ہیں شیوہ رعنا شتاق کا
کون سنتا ہو کسو کی بات اوسرا وہم کے بیچ

رونق ابادی ملک سخن ہے اس تلک
ہیں ہزار اسود نوم آلی میر کی اقدم کے بیچ

بے سدھ پڑا رہوں ہوں بستر پہ رات دن میں
کیا آفت آگئی ہے اس نیم جان کے اوپر

عشق و ہوس میں کچھ تو آخر تمیز ہوتے
آئی طبیعت اسکی گر امتحان کے اوپر

الفت کی کلفتوں میں معلوم ہی ہوئے تھے
تنہا اعتماد کلی تاب و توان کے اوپر

محو دعا تھا اکثر غیرت سے لیک گاہے
آیا نہ نام اوسکا میری زبان کے اوپر

وہ جانِ دل کی خواہش آتا نہیں جہان میں
ائی ہے اک قیامت اہل جہان کے اوپر

کیا لوگ ہیں محبان سودائے عاشقی میں
اعماض کر تو ہیں سب چپکے زبان کے اوپر

میر اسکے روبرو چپ لگ گئے ہے ایسے
گویا کہ مہر کی ہے میرے دہان کے اوپر

جو راہ دوستی میں اے میر مر گئے ہیں +
سر دینگے لوگ ان کے پاسے نشان کے اوپر

آیا جو اپنے گھر سے وہ شوخ پان کھا کر
کی بات اوس نے کوئی سو کیا چبا چبا کر

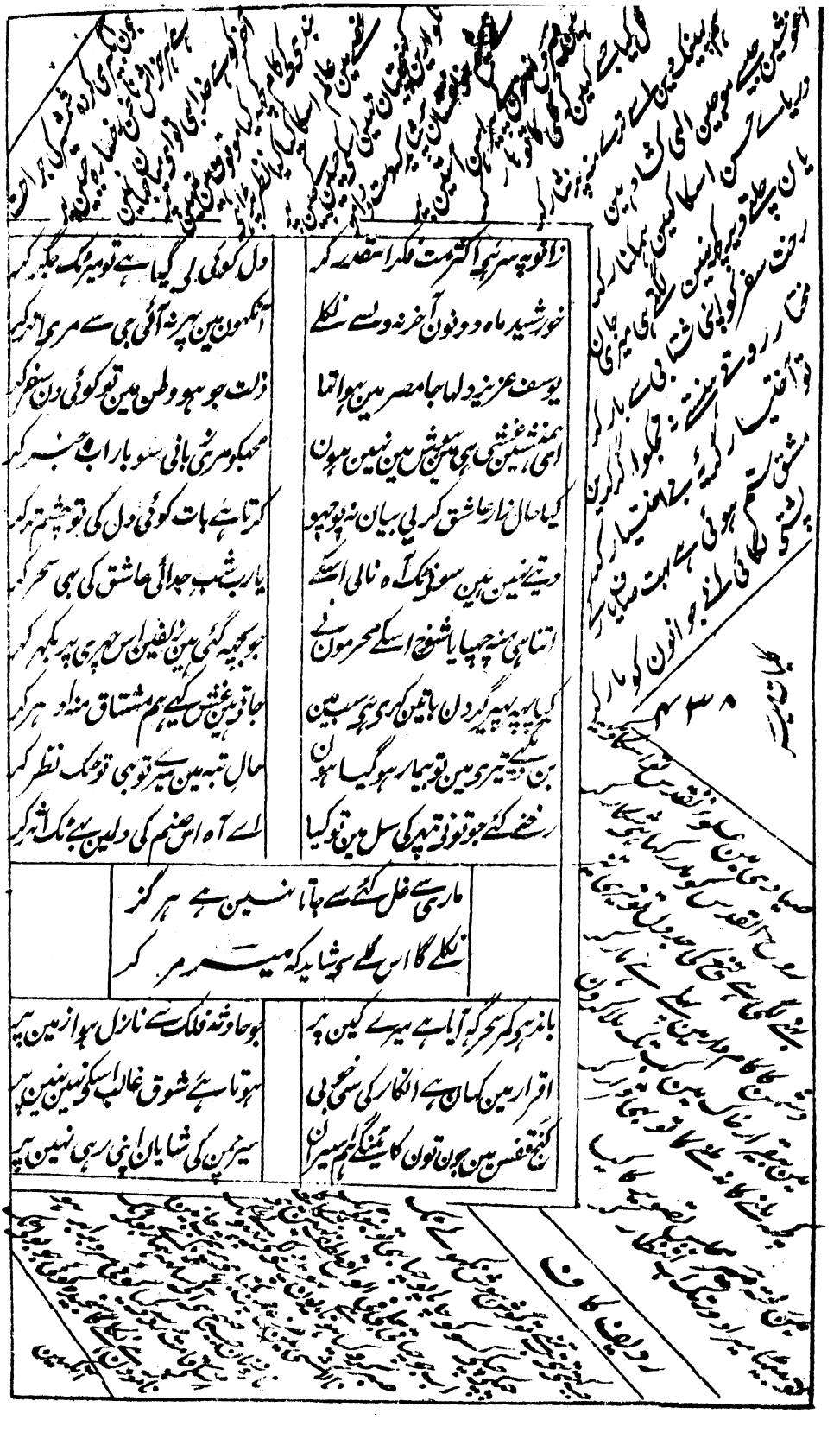
شاید کہ منہ پھرا ہے نبد و نسے کچھ خدا کا
نکلے ہے کام اپنا کوئی خدا خدا کر

کہاں وسطرف نرکے اس حرف ناشنو نے
کہتے رہے بہت ہم اسکو سنا سنا کر

کہتے تھے ہم کسو کو دیکھا کرو نہ اتنا
دل خون کیا نہ اپنا آنکھیں لڑا لڑا کر

آگے ہی مر رہے ہیں ہم عشق میں تمہارے
تلوار کھینچتے ہو ہمکو دکھا دکھا کر

وہ بیوفا نہ آیا یاں یہ وقت رفتن
سو بار رہنے دیکھا سر کو اوٹھا اوٹھا کر



آنکھین جو کھولین سو تو ہی تو ہو مین تو ہی تو ہو مجکو کیا سارہی ہے کہانی کہی ہی تو بھی تو ہو مین تو ہو سوتے تک

مشکل ہو جہ دلکا ارسی عاشق برسون سے بیتاب ہے میطاقت اسکو دیکھو میہ ہی ہے مین نے تو ہی تو ہی تک

ایسے درد دل کا کہنا سنکو میر کہانسے جگر آوے گرم سخن لوگون مین ہو کوئی بات کرے تو رو لے تک

رہے ہی عشق و درد و دو و دو پہر تک سر زخم پہنچا ہے شاید جگر تک

ہوتے ہین حواس اور ہوش و خرد گم خبر کچھہ تو آئی ہے اس بیخبر تک

زمین گرد اس مہ کی میرے ہین عاشق ستارے فلک کے رہے ہین ادہر تک

قیامت ہے مشتاق لوگون کی کثرت پہنچنا ہو مشکل ہین اسکے گھر تک

کہان تک اسے سر سے مارا کرون مین نہ پہنچا مرا ہاتھہ اسکے کمر تک

بہار آئی پر ایک پتے ہی گل کے نہ آئے اسیران بے بال و پر تک

بہت میر بر ہم جہان مین رہین گے
اگر رہ گئے آج کی شب سحر تک

وہ تو نہین کہ اودہم رہتا تہا آشیان تک آشوب نالہ اتبو پہنچا ہے آسمان تک

لبریز جلوہ اسکا سارا جہان ہے یعنے سارہی ہے وہ حقیقت جادی نظر جہان تک

ہیران اسکے سختیون سے تہہ دل و جگر ہین صبر اسکے عاشقی مین کوئی کرے کہان تک

سودا ہے عاشقی مین نقصان ہے جیکا لیکن ہم راضی ہو سے ہی جانی زیان جہان تک

یک توجہ مین ہی ہوئی سیہ اسکے عرش پر
عقل مین آتی نہین ہے طرفہ کارِ دل

باغ سے لے دشت تک کہتے ہین ایک شورِ عجب
ہم اسیرانِ قفس کے نالہائے زار دل

اس سبکروحی پہ جون بادِ سحر درپے ہے میر
زندگی اب یار بن اپنی ہوئی ہے بار دل

تنگیِ و وسعت سے اسکی ای عبارت ساز فہم
میر کچھ سمجھے گئے نہ معنیِ اسرار دل

زنہار گلستان مین نکر منہ کو سوے گل
چڑھ جا کے مغز مین نہ کہین گرد بوی گل

موسم گئے نشان ہے کہین تیے کا نہ تھا
کی شوق نے شگفتگان نے جستجوی گل

تڑپے خزان مین اتنے کہ مر گئے طیور
جاوے گی ساتھ جی کے مگر آرزوے گل

آئی نظر بہار مین پائیر مین گئے
ہے بیوفائی کرنیکے ہر سال خوے گل

مدت ہوئی کہ دیکھا تھا سیر چمن مین میر
پھرتا ہے اب تلک مری آنکھون مین روی گل

طریق عشق مین ہے ہمارا دل
پیمبر دل ہے قبلہ دل خدا دل

قیامت تھا مروت آشنا دل
موئے پر بھی مرا اسمین رہا دل

رکا اتنا غضب اتنا ہوا تھا
کہ آخر خون ہو ہو کر بہا دل

جسے مارا اوسے پھر کر نہ دیکھا
ہمارا طرفہ ظالم ہے لگا دل

عشق کیا ہے اوس گل کا یا آفت آئی ہم پر
جہانگیر اسکو ساتھ صبا کی صبح ہیں ہیں گھر گھر ہم

روز و شب کو اپنی یار کیونکہ کرینگے روز و شب
ہاتھ کبھی رہتے ہیں دل بیتابی میں اکثر ہم

پوچھیو راہ شگفتہ دل کی جانکلا تھی کعبہ میں
سوچ وہاں تو گذرا جی میں آ کر کدھر سے کعبہ پر ہم

شام سے کرتا منزل آ کر گھر کو ہمارے صدر نشین
رکھتی ستارہ اوس مہوش کی چاہ میں بدلتے ہم

برسوں خس و خاشاک پہ سو گذرے گلخن تابی کی
بخت نجاگی جو اوس سے ہوں ایک شب بھی بستر ہم

روز بتر ہے حالت عشقی جیسے ہوں بیمار اجل
ہے نہ دوائی کوئی معالج کیونکر ہونگے بہتر ہم

اسکی جناب سے رحمت ہو تو جی بچتا ہے ورنہ میں
اس جانب سے تو بیٹھے ہیں مرنا کر کے مقرر ہم

اب تو ہماری طرف سے اشاد دلکو تہ پر سرت کر لیو
سختی سے ایام کی اب تک جیتے ہی ہیں مر مر ہم

آہ معیشت روز و شب کی ساتھ اندوہ کے ٹھہری ہے
رو کر کڑھتے رہا کرتے ہیں غمسے ہوئے ہیں خون جگر ہم

شعلہ ایک اوٹھا تھا دلسے آہ عالم سوز کا میر
ڈھیری ہوئی ہے خاکستر کی جیسے شب میں جلکر ہم

کڑھتے ہی جو رہے ہجر میں بیمار ہوئے ہم
بستہ پہ گرہ رہتے ہیں ناچار ہوئے ہم

بہلانیکو دل باغ میں آئی تھی سو بلبل
چلانے لگی ایسی کہ ہزار ہوئے ہم

جلتے ہیں کھڑے دھوپ میں سب جا کے ہیں اوجھل
عشق نہوئی اسکے گنہگار ہوئے ہم

اک عمر دعا کرتے رہے یار کو دن رات
دشنام کہ اب اسکے سزاوار ہوئے ہم

دھوپ مین جلتے ہین میر پون آگے اسکی میر جی
زندگی سے دل کی ٹھہری ہین گنہگار و نہین ہم

ردیف نون

سر سے ایسی ہی لگی اب کہ چلے جاتے ہین
متصل شمع سے رو تو ہین کھلے جاتی ہین

اس گلستان مین نمود اپنی ہی جون ابر رواں
دم بدم مژہ سے اپنے چلے جاتے ہین

تن بدن ہجر مین کیا کہئے کہ کیسا سوکھا
ہلکی بھی پاؤ نہین تنگی سے ہلے جاتے ہین

رہتہو دکھلائی نہین دیتی بلا کش اسکی
جی کہیچا تی ہین دل کھنچ دیے جاتے ہین

پھر نجو دا ئی نہ یہ حال مین بیخود جو ہوئی
آپ سے جاتی ہین ہم بھی تو بہلے جاتی ہین

خاکپا اسکی ہی شاید کسو کا سرمۂ چشم
خاک مین اہل نظر اس سے رلے جاتے ہین

گرم ہین اسکی طرف جانیکو ہم لیکن میر
ہر قدم ضعف محبت سے ڈہے جاتی ہین

ایسے دیکھے ہین اندھی لوگ کہین
پھوٹی ستھی ہین آنکھی سہتی ہین

مر گئے نا امید ہم مہجور
خواہشین جیکی اپنی جیتی ہین

دیر و دریا کنارا کر تا رہا
عشق مین آنکھین اپنی روتی ہین

مرتے تہے اوس گلی مین لاکھو جان
ہم بھی ماری گئے ندان وہین

یک بیابان ہمدمی بیکسی و بیتابی
مثل آوازِ جرس سب سے جدا جاتا ہون

تنگ و بیگانہ کہان تک نہ میرا قلب سلیم
بگڑی صحبت کی تئین روز بنا جاتا ہون

گرچہ عشق ہی ہلکی ایہی ہمدم دل مین
روز شب شام و سحر مین تو جلا جاتا ہون

تری راہ مین گرچہ ای ماہ ہون
یہ یہ غم ہی مین ہی سر راہ ہون

مری در پی خون ناحق ہی تیغ
نہ خون خوار ہو نہین تو خونخواہ ہون

تری دوستی سے جو دشمن ہین سب
انہونکی ہی خون تک مین ہمراہ ہون

نہ سمجھو مجھے بے خبر اسقدر
تہ دل سے لوگونکی آگاہ ہون

مری گودڑی سادگی سے ہے میر
بہت اس روئی پہ گمراہ ہون

بہا آئی مزاجونکی سبھی تدبیر کرتی ہین
جوانونکو انہین ایام مین زنجیر کرتی ہین

برہمن زادگان ہند کیا پرکار سادے ہین
مسلمانونکی یارانی ہی مین تکفیر کرتی ہین

موئی پر اور بہی کچھ بڑہگئی رسوائی عاشق کی
کہ اسکی نعش کو اب شہر مین تشہیر کرتی ہین

ہماری حیرت عشقی سے چپ رہ جائیگا اس سے
مخالف مدعی کسطرح تقریر کرتی ہین

تماشا دیکھنا منظور ہو تو مل فقیرون سے
کہ جنکی خاک کو یہ ہاتھہ مین اکثیر کرتی ہین

۴۴۳

اظہار فرخی ہے دم کی بید ماغی
ان روزون میر صاحب کچھ میرزا ہوئی ہین

بیکار مجھکو مت کہہ مین کارآمدہ ہون
بیگانہ وضع تو ہون پر آشنا زدہ ہون

مین منہ نہین لگایا بدمت العنب کو گاہی
تب تم جوان صالح اب پیر میکدہ ہون

اسرار دل کے کہتے ہین پیر و جوان مین
مدت نہین ہی بند ہماری زبان مین

رنگینی زمانہ سے خاطر نہ جمع رکھہ
سو رنگ بدلا جاتی ہین یان ایک آن مین

شاید بہار آئی ہی دیوانہ ہین جوان
زنجیر کی سی آتی ہی جھنکار کان مین

بد وقفہ اس ضعیف پہ جور و ستم نکر
طاقت تعب کی کم ہے بہت میر جان مین

اسکے لبونکی آگی کنہون نے نبات کی
آئی ہی کتر شہد مصفا کی شان مین

چہرہ ہی یار کا ہی چت چڑہا سدا
خورشید و ماہ آتی ہین کب میر سے سیامین

اب میر ہی اسکے عہد مین شاید کہ اوٹھہ گیو
آگی جو رسم دوستی کی تھی جہان مین

تارے تو یہ نہین مری آہو نے سی رات کے
سو راخ پڑ گئے ہین تمام آسمان مین

ابرو کی طرح اسکی چڑہی ہی رہی ہی میر
نکلی ہی شاخ تازہ کوئی کیا کمان مین

شوخ چشمی تری پر دیہین ہی جبتک تب جمک ۔۔۔ ہم نظر باز بہی آنکہونکی حیا کرتے ہین

نفع بیماری عشقی کو کری سو معلوم ۔۔۔ یار مقدور تلک اپنی دوا کرتے ہین

آگ کالاکھ ظاہر نہین کچہہ لیکن ہم ۔۔۔ شمع تصویر سی دن رات جلا کرتے ہین

اوسکی قربانیونکی سب سی جدا ہی رہ و سم ۔۔۔ اول وعدہ دل وجان فدا کرتے ہین

رشک ایک آہ ہیکا جی مارتا ہی عاشق کا ۔۔۔ ہر طرف اسکو تو وو چار دعا کرتے ہین

نبد نبد آنکی جدا دیکہون آلہی مین بہی ۔۔۔ میری صاحب کو جو بندی سی جدا کرتی ہین

دلکو جاناتہا گیارہ گیا ہے افسانا ۔۔۔ روز و شب ہم بہی کہانی سی کہا کرتے ہین

دانسی بیکیف و حکایت بہی نہین لایا کوئی ۔۔۔ یا نسی طومار کی طومار چلا کرتے ہین

بود و باش ایسی زمانی مین کوئی کیونکر کرے ۔۔۔ اپنی بدخواہی جو کرتی ہین سہلا کرتی ہین

حوصلہ چاہیے جو عشق کی آزار کھینچین ۔۔۔ ہر ستم ظلم پہ ہم صبر کیا کرتے ہین

میر کیا جانی کسے کہتے ہین واشد دی تو
غنچہ خاطر سے گلستان مین رہا کرتی ہین

ناآشنا کی انجر جیسے ہم آشنا ہین ۔۔۔ اس طور اسطرح کی ایسی کم آشنا ہین

باہم جو یاریان ہین اور آشنائیان ہین ۔۔۔ سب ہین نظر مین اپنی ہم عالم آشنا ہین

ماتمکدہ ہی تکیہ کیا تازہ یکسہ ہمارا ۔۔۔ یکجا فقیر کب سی ہم سب غم آشنا ہین

منہ چاہتی ہی جو کوئی نسو سی حساب کی
تا کس سی گفتگو نہین روز شمار مین

گنتی کی لوگونکی وہان صف ہووے گی کھڑی
تو میر کس شمار مین ہی کس قطار مین

گو کہ تنہا نی جا رہا ہون مین
بخدا با خدا رہا ہون مین

سب گئی دل دماغ و تاب و توان
مین رہا ہون سو کیا رہا ہونمین

برق تو مین نتہا کہ جل بجھتا
ابر تر ہون کہ چھا رہا ہونمین

اسکی بیگانہ وضع ہی معلوم
برسون تک آشنا رہا ہونمین

دیکھون کب تیغ اوسکی آ بیٹھے
دیر سی سر اوٹھا رہا ہونمین

اوسکی گرد سمند کا مشتاق
آنکھین ہر سو لگا رہا ہونمین

دور کی لوگ جن نی ماری قریب
اوسکی ہمسائی آ رہا ہونمین

مجھکو بد حال رہنے دین الٰہی
بود و اچھہ بھلا رہا ہونمین

دلجلونکو خدا جہان مین رکھے
باشقایق ہی بار رہا ہونمین

کچھہ رہا ہی نہین ہی مجھہ مین میر
جب سی اونسی جدا رہا ہونمین

ردیف واو

کیونکہ تجھے باشہ کی رکھا دل بیتاب کو
وہ جوڑ بالی گیا آسودگی و خواب کو

کم نہین ہی سحر سی یہ بھی تصرف عشق کا
پانی کر آنکھون نہین لایا دلکی خون ناب کو

تہا یہی سرمایہ بحر بلا پہلے دلون
چشم کم سے دیکھو مت اس دیدۂ پرآب کو

تو کہو تھی برق خاطف ناگہان آکر کوئی
اک نگہہ سی مار رکھا اون نے شیخ و شاب کو

کیا سفیدی دیکھی اسکی آستین کی چاک سی
سب جسکے آگے رونا تہا کچھ پرتو مہتاب کو

چاہتا ہی جب مسبب آپہی ہوتا ہی سبب
دخل اس عالم مین کیا ہی عالم اسباب کو

دم بخود رہتا ہون اگر سر کہاز انو پہ میر
حال کہکر کیا کرون آزردہ اور احباب کو

چھوڑا جنونکی دور مین رسم و رہ اسلام کو
تہ کر صنم خانے چلا ہون جامۂ احرام کو

مرتا مرد جبتا جیوا ؤ کوئی جا ؤ کوئی
ہی کام ہم لوگونسے کیا اس بیخود کام کو

جس خود فناتک جاؤن ہون اس سے شئون دور دور
کیا منہ لگاوی کوئی ایسی روسیہ بدنام کو

بی چین بستر پر رہا بیخواب خاکستر پہ ہون
صبر و سکون جیسی گئی پایا نہین آرام کو

آسایش و راحت سی جو پوچہو کوئی تو کیا کہون
مین عمر بہر کھینچا کیا رنج و غم و آلام کو

میر اب بہلا کیا ابتدای عشق کو روتا ہی تو
کر فکر جو پاوے و بہی اس آغاز کے انجام کو

فرصت بود باش یان کم ہی — کام جو کچھ کرو شتاب کرو
محو صورت نہ آرسی مین رہو — اہل معنی ہی تک حجاب کرو
جھوٹھ اسکا نشان ندو یارو — ہم خرابو تکو مت خراب کرو
منہ کہلے او سکی چاندنی چٹکے — دو دستو سیر ماہتاب کرو

میر جی راز عشق ہوگا فاش
چشم ہر لحظہ مت پر آب کرو

لیس اسب بن ہنکر رود موی سمن بو — گری ہو کی بہوش مشاطہ یکسو
نہ سمجھا گیا کہیں قدرت کا ہم سے — کیا او سکو بدخو بنا کر نکو رو
نہ در گیر کینو نکر ہو آپسمین صحبت — کہ مین بو ریا پوش وہ آتشین جو
ہوا ابر و سبزی مین چشمک ہر گل کی — کرین ساز ہم برگ عیش لب جو
بہار آئی گل پھول سر جوڑ ہی نکلے — رہین باغمین کاش اس رنگ ہم تو

رہے آبرو میر تو ہے غنیمت
کہ غارت مین دلکی ہے ایما کی ابرو

لکھی ہے کچھ تو کج کر چشم و ابرو — برات عاشقان ہر شاخ آہو
گیا وہ سانہہ سوتی لیکے کروٹ — لگا بستر سے پہرا پنا نہ پہلو

عاشق کا کتنا حوصلہ یہ معجزہ ہی عشق کا
جو خستہ جان پارہ جگر سو داغ دل پر کہائے وہ

مشکل عجائب میر ہی دیدار جوئی یار کی
دیکھیے کوئی کیا اوسکو جو آنکھین لڑی شرمائے وہ

ابر بہار خوانمین رہتا ہی جیکی رکن کے ساتھہ
جانا ہی تمہا ہمین بھی بہار چمن کے ساتھہ

کب تک خراب شہر مین اسکے پھرا کرین
اب جاوہی یان سے کوئی غریب الوطن کے ساتھہ

ہم باغ کے عزا نمین گئے پر ہزار حیف
جانا بنا نہ اپنا گل و یاسمن کے ساتھہ

لکنت سے کیا نکلتی ہی اسکی نہ ہے بات
چپکا ہی صرف یار کی شیرین دہن کے ساتھہ

جی خواب مرگ لیگیا حسرت ہی مین اندان
اک شب نہ سوئے ہم کسو گل پیرہن کے ساتھہ

جی پھٹ گیا ہی رشک سے چسپان لباس کے
کیا تنگ جامہ لپٹا ہی اسکے بدن کے ساتھہ

کیا جانمین لوگ عشق کا راز و نیاز میر
اک بات اُس سے ہوگئی دو دو برس کے ساتھہ

مرتے ہین ہم تو اس صنم خود نما کے ساتھہ
جیتے ہین یہ وہی لوگ جو تھے کچھ خدا کے ساتھہ

دیکھین تو کار بستہ کی کب تک کھلے گرہ
دل بستگی ہی یار کی بند قبا کے ساتھہ

ایکاش تصل گلمین گئی ہوتی اپنی جان
مل جاتی یہ ہوا کوئی دن اوس ہوا کے ساتھہ

مدت ہوئی گرہ ہوئے ہمکو پہ اب تلک
اڑتی پھری ہی خاک ہماری صبا کے ساتھہ

ردیف یا ی

لگتے ہین رہنے والے یارنے رہے گا
سب یہین رہ جائے گا گمان رہے گا
دم مین دم جب تلک تہا سچ رہا
سانس کے ساتھ ساری شان رہے گا

میر

حالات عشق کیا کہون کچہ کہا نہ جائے
دل دادہ میر جائے کیا جائے کوئی نہ وادہ

اب بیٹہے ہی جانا میرا ہو پیش پا نہ وادہ

کیا خال سے اٹہین مین نقش قدم سے تیرے
جون نقش پا نہ وادہ

جو شہر نامور تہے اب کہان کی وہ نہ وادہ

آباد کہ رہے ہین کوئی نہ وادہ

تھا دو خوبان کی آنکہین ہی ہمارا دشمن
ہم نے تو کیا نہ وادہ

ہم سے کشی کرائی ظالم نے بیل
نہ وادہ

پہلی تین ہی ساکنین ہی ہمارا دشمن
ہم نے تو کیا نہ وادہ

چمن مین کل نے جو کہا کہ یہ سب دن رہے گا
نہ وادہ

بلبل نے آنکہ کہولی پھر یہ کہا کہ یہ بہی
نہ وادہ

بہار ہے چمن مین کل کہ دن رہے گا
نہ وادہ

بلبل نے کیا سنا ہے ہمدم کسو سے یہ بہی
نہ وادہ

ملنا نہ ملنا مہر تو دل بہی مہر ہمارا اپنا	اقرار ہے ہمیشہ انکار ہے ہمیشہ
آمادۂ فنا کچہ کیا میر اب ہوا ہے جی مفت دینے کو وہ تیار ہے ہمیشہ	
دل ہے میری بغل مین صد پارہ	اور ہر پارہ اسکا آوارہ
عرق شرم رو سے دلبر کے	رفتہ ثابت گذشتہ سیپارہ
خوارئ عشق اپنی غربت ہے	کی ہے ہموار ہمنے ہموارہ
کام اس سے پکڑ کر نہ لیا	ہیچ کارہ بہی ہے یہ ناکارہ
ٹوٹتے ہیں ٹین نہ کاش آنکہین	کرتے ان زخمون سے ہی نظارہ
گو مسیحا مزاج آوے طبیب	عشق مین مرگ بن نہین چارہ
کیا نبی اس سے میر مین مسکین وہ جفا پیشہ و ستم کارہ	
مکتوب دیر پہونچا ہر دو طرف سے سادہ	کیا شوخ طبع ہے وہ پرکار سادہ سادہ
جب سیکدی گئی ہین یوسف ہی کیا ہے	ہے منچہ ہمارا گویا کہ پیر زادہ
سائی مین تا کی ہم خوش بیٹہے ہین سب اپنا	اس سلسلے مین ہیہات کرنی کا ہے ارادہ
دل اسقدر نہ رکتا گہبراتا جی نہ اپنا	چہاتی لگا جو رہتا وہ سینۂ کشادہ

اس پریشان کو نشانہ کر
یار نے جمع اکٹھی کی ہے

کر دیا خاک آسمان نے ہمیں
یہ بھی ہمت اسی دنی کی ہے

تکیہ ویران فقیر کا بھی ہو
یہ خرابی بہت غنی کی ہے

قافلہ لٹ گیا جو آنسو کا
عشق نے میر رہزنی کی ہے

ہمیں ہوں تو ہو درمیان شمشیر ہے
سفک دم میں میرے اب کیا دیر ہے

خضر دشت عشق میں مت جا کہ واں
ہر قدم خود خون شیر ہے

رات تک کر ہوئی ہیں جان بلب
پر وہی اب تک بھی یاں اوسیر ہے

جو گرسنہ دل تھا اس دیدار کا
اب جی نہی سو وہ اب سیر ہے

کچھ نہیں جان انکی پیش نثار ہو
گھر میں شمعی رنگو نکی اندھیر ہے

پاک ہی ہوتی رہے کشتی خلق
ہر زبردست اوس جوان کا دیر ہے

طائرون نے گل فشان کی میری گور
سامنے پھولونکا گویا ڈھیر ہے

آشنا ڈوبی بہت اس دور میں
گرچہ جامہ یار کا کم گھیر ہے

انچل اوس دامن کا ہاتھ آتا نہیں
میر دریا کا سا اسکا پھیر ہے

اب صبر میسر ہو نہین سکتا فراق مین
یک عمر جان و دل کی فریبندگی ہوئی

یار نے ہمسے بے ادائی کی
وصل کی رات مین لڑائی کی

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کی

کلفت رنج عشق کم نہ ہوئی
مین دوا کی بہت شفائی کی

طرفہ رفتار کی ہین رفتہ سب
وہم ہے اسکی رہگرائی کی

خدۂ یار سے طرف ہو کر
برق نے اپنی جگہ بنائی کی

کچھ مروت نہ تھی اُن آنکھون مین
دیکھکر کیا یہ آشنائی کی

وصل کی دن کو کا جان نہ کہنیا
شب نہ آخر ہوئی جدائی کی

منہ لگایا نہ دختر رز کو
مین جوانی مین پارسائی کی

جو اس سنگدل کی سب نے کہنیا
عمر نے سخت بیوفائی کی

کوہکن کیا پہاڑ توڑیگا
عشق نے زور آزمائی کی

چپکے اسکی گلی مین پہر دن رہے
دیروان ہمنے بینوائی کی

اکی نگہہ مین ہزار رجی مارے
ساحر کی کہ دلربائی کی

نسبت اوس آستانسے کچھ نہ ہوئی
برسون تک ہمنے جبہہ سائی کی

جس آنکھ سے دیا تھا اون نے دل مجھ کو
اس آنکھ کو جو دیکھو اب آشنا نہین ہے

جب دیکھو آئینے کو تب رو برو ہے اسکے
بیچشم و رو اوس سے کچھ شرم و حیا نہین ہے

مین برگ بید اگرچہ زیر شجر رہا ہون
فقر و تعب سے لیکن برگ و نوا نہین ہے

شیرین تر لبون بن اسکی نہین حلاوت
اس تلخ زندگی مین اب کچھ مزا نہین ہے

اعضا گداز ہو کر سب بہگئے ہین میرے
ہجر انمین اسکی مجھ مین اب کچھ رہا نہین ہے

سن سالحات عشقی ہنس کیون نہ دو پیارے
کیا جانو تم کسو سے دل تنگ لگا نہین ہے

دل خون جگر کی ٹکڑے جب میر دیکھتا ہون
ابتک زبان سے اپنی مین کچھ کہا نہین ہے

۵۳

لاکھون فلک کی آنکھین سب منکر گئین اودھر سے
نکلی نہ نا امیدی کیونکر مری نظر سے

برسے ہے عشق یان تو دیوار اور در سے
روتا گیا ہے ہر ایک جون ابر میرے گھر سے

جو لوگ چلتے پھرتے یان چھوڑ کر گئے تھے
دیکھا نہ انکو ابکی آئے جو ہم سفر سے

قاصد کسو نے مارا خط راہ مین سے پایا
جب سے سنا ہے ہمنے وحشت ہے اس خبر سے

سو بار ہم تو تم بن گھر چھوڑ چھوڑ نکلے
تم ایکبار یان تک آؤ نہ اپنے گھر سے

چھاتی کے جلنے کی ہے شاید کہ آگ شعلے
اٹھنے لگا دھوان اب میری دل و جگر سے

نکلا سو سب چلا ہے نومیدی ہی چلا ہے
اپنا نہال خواہش برگ و گل و ثمر سے

یارب نسیم لطف سے تیری کہین کھلے
دل اس چمن مین غنچہ سا کب تک رہا کرے

مین ذکر کیا کہ آتش غم مین جلے ہے دل
وہ سرد مہر گرم ہو بولا جلا کرے

رکنے سے میرے رات کی سارا جہان رکا
آئے نسیم صبح کہ اک دم ہوا کرے

برسون کیا کرے مری تربت کو گلفشان
مرغ چمن اگر حق صحبت ادا کرے

عارف ہے میر اوس سے ملا بیشتر کرو
شاید کہ وقت خاص مین تمکو دعا کرے

مدت سے تو دلونکی ملاقات ہی گئی
ظاہر کا پاس تھا سو مدارات ہی گئی

کتنے دنونمین آئی تھی اوسکی شب وصال
باہم رہی لڑائی سو وہ رات ہی گئی

کچھ کہتی آکے ہمتو سنا کرتے دے خموش
اب ہر سخن پہ بحث ہے وہ بات ہی گئی

نکلے جو تھی تو نبت عنب عاصمہ ہی تھی
اب تو خراب ہو کے خرابات ہی گئی

عمامہ جانماز گئے لیکے مصحفے
واعظ کی اب لباس کرامات ہی گئی

پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین
اس عاشقی مین عزت سادات ہی گئی

کل نے بہت کہا کہ چمن سے نجائیے
گلگشت کو جو آئیے آنکھون پہ آئیے

مین بیدماغ کر کے تغافل چلا کیا
وہ دل کہان کہ ناز کسو کی اٹھائیے

گر بیا کرین ہمین ہوا امور دجہان حسبِ مدعا جسے اپنا
غم جدائی جہان انکا ہمارے دلمین جا جہان ہے
نہمین جو دیکھا ہے ہمنے اسکو ہوا ہے نقصان جان اپنا
اور ہر نہ یکی ہے وہ کہو تو نگہہ کا اسکے گر زیان ہے
بجا بھی ہے جو نہو وے مائل نگار سیر چمن کا ہرگز
گلو نہمین ہمدم ہے کوئی اسکا سو کسکا ایسا گلبدان ہے
کسے ہے رنج و غم و الم سے دماغ سر کے اٹھانیکا اب
مصیبت اسکی زبانی مین تو ہمارے اوپر زمان ہے

نہین ہے اب میر کچھ تمنا جو ذکر حق سے تو منہ پھیرا وے
پگاہ نوحہ زنے کیا کرا بھی تمام خدا جوان ہے

سر راہ چند انتظاری رہے — بھلا کب تلک بیقراری رہے
رہا ہے کئی آنسو پلکون پہ شب — کہان تک ستارہ شماری رہے
کہا بوسہ دیکر سفر جب چلا — کہ میری بھی یہ یادگاری رہے
کہین خشک ہو چشمہ چشم بھی — لہو منہ پہ تا چند جاری رہے
بس اب رہ چکی جان غمناک بھی — جو ایسی ہی تن کی نزاری رہے
تسلی نہو دل اگر یار سے — ہمین سالہا ہمکناری رہے
تری ہی دعا گو سنا خوب ہی — فقیرون کی گر گوشہ داری رہے
شب وصل تھی یا شب تیغ تھی — کہ لڑتی ہی وے رات ساری رہے
کرین خواب ہمسائے کیونکر کہ یان — بلا شور و فریاد و زاری رہے

پیام اوس گل کو پہونچا پھر نہ آئے
نہ خوش آئی میان گیری صبا کی

سبب حیرت کا ہے اسکا توقف
سبکپاوان یہ ابتک کیا کیا کی

جفائین سہیگا کہتے تھے اکثر
ہماری عمر نے مہر گردخا کی

جوان ہونے کی اسکی آرزو تھی
سواب باری ہین سہی یہ جفا کی

گیا تمہارات دروازی پر اسکے
ق فقیرانہ دعا کر جو صدا کی

لگا کہنے کہ یہ تو ہمنشینا ن
صدا ہی دل خراش اسہی گدا کی

رہا تھا دیکھہ پہلے جو نگہہ کر
ہمارے میر دلمین اونے جا کی

ملا ابتو نہ وہ ملنا تھا اوسکا
نہ ہمسے دیر آنکھہ اوسکی ملا کی

ہم رو رو کی در و دل دیوانہ کہینگے
جی مین ہی کہون حال غریبانہ کہینگے

سودائی در سواو شکستہ دل و خستہ
اب لوگ ہمین عشق مین کیا کیا نہ کہینگے

دیکہی سو کہی کوئی نہین جرم کسو کا
کہتے ہین بجا لوگ بہی بیجا نہ کہینگے

ہون در بدر و خاک بسر چاک گریبان
اسطور سے کیونکر مجہے رسوا نہ کہینگے

ویرانی کو مدت کی کوئی کیا کریگا تعمیر
اجڑی ہوئی آبادی کو ویرانہ کہینگے

مین رو دیا گڑہا کرتا ہون منزلت جو رونش
من بعد مرے تکیہ کو غم خانہ کہینگے

نہوے ہم نظیری سے یون تو
شعر کے فن مین بے نظیر ہوے

بات کا ہم سے انکو کب ہے دماغ
میر درویشے مین امیر ہوے

آؤ کبھو تو پاس ہمارے بھی نماز سے
کرنا سلوک خوب ہے اہل نیاز سے

پہرے تو ہو کیا درختون کی سائے مین ورد کے
کر لو موافقت کسو بید برگ و ساز سے

ہجر انمین اسکی زندگی کرنا بھلا نہ تھا
کوتاہی جو نہووے یہ عمر دراز سے

مانند سبحہ عقدہ ہی نہ دل کے کبھو کھلے
جی اپنا کیونکہ اٹھے ہ روزی نماز سے

کرتا ہی چیدہ چیدہ ہمارا جگر تمام
وہ دیکھنا ترا مژہ نیم باز سے

دل پر ہوا ختیار تو ہر گز نکرے عشق
پرہیز کرئیے اس مرض جانگداز سے

آگے بچا کی قطع کو لاتی تھی تیغ دشت
کرتے تھے یعنی خون تو اک امتیاز سے

مانع ہون کیونکہ گریہ خونین کے عشق مین
ہی ربط خاص چشم کو افشای راز سے

شاید شراب خانے مین شب کو رہی تھی میر
کھیلے تھا ایک پنجہ مہر نماز سے

رشک شمشیر ابرو کا خم ہے
تیر و نشتر سے کیا پلک کم ہے

تم کرو شاد زندگی کہ مجھے
دل کے خون ہونیکا بہت غم ہے

شعر کے فن مین بے نظیر ہوے

بات کا ہم سے انکو کب ہے دماغ
میر درویشے مین امیر ہوے

آؤ کبھو تو پاس ہمارے بھی نماز سے
کرنا سلوک خوب ہی اہل نیاز سے

پہرے تو ہو کیا درختون کی سائے مین ورد کے
کر لو موافقت کسو بید برگ و ساز سے

ہجر انمین اسکی زندگی کرنا بھلا نہ تھا
کوتاہی جو نہووے یہ عمر دراز سے

مانند سبحہ عقدہ ہی نہ دل کے کبھو کھلے
جی اپنا کیونکہ اٹھے ہ روزی نماز سے

کرتا ہی چیدہ چیدہ ہمارا جگر تمام
وہ دیکھنا ترا مژہ نیم باز سے

دل پر ہوا ختیار تو ہر گز نکرے عشق
پرہیز کرئیے اس مرض جانگداز سے

آگے بچا کی قطع کو لاتی تھی تیغ دشت
کرتے تھے یعنی خون تو اک امتیاز سے

مانع ہون کیونکہ گریہ خونین کے عشق مین
ہی ربط خاص چشم کو افشای راز سے

شاید شراب خانے مین شب کو رہی تھی میر
کھیلے تھا ایک پنجہ مہر نماز سے

رشک شمشیر ابرو کا خم ہے
تیر و نشتر سے کیا پلک کم ہے

تم کرو شاد زندگی کہ مجھے
دل کے خون ہونیکا بہت غم ہے

میر

کیا زمانہ تھا جو گذرا ہر گروہ چاہ کرتے تھے

دے سیہ موئی و گرفتاری — دزد غمزونکی و یسی عیاری
ابکی دل انسے بچ گیا تو گیا — چور جاتی رہی کہ اندھیاری
اچھا ہوتا نہین مریض عشق — ساتھ جیکے ہر دلکی بیماری
کیون نہ ابر بہار پھور رنگ — برسون دیکھی ہی میری خونباری
شور و فریاد و زاری شب سے — شہر یونکی ہر مجھسے بیزاری
چلے جاؤ ہین رات دن آنسو — دیدۂ تر کی خیر ہے جاری
مر رہین اسمین یار ہین جیتے — شیوہ اپنا تو ہی وفاداری
کیونکہ راہ فنا مین بیٹھے گا — جرم بیچہ سی ہی گران باری
دانسے خشم خطاب و ناز و عتاب — یان سی اخلاص و دوستی یاری

میر چلنے سے کیون ہو غافل تم
سب کی ہان ہو رہی ہی تیاری

جمع اگنی سی اون فی ترکش کیہ رہین خالی — کس مرتبہ مین ہو گئی سینونکی خستہ حالی
در کیہ کیونکہ ہو گیا اس سفلہ خو سی صحبت — دیوانگی یہ اتنی وہ اتنا لاؤ بالی

فخر سے جمتو کلہ اپنی فلک پر پھینکیں
اسکے سگ سے جو ملاقات مساوات رہے

مغبچے لیگئے سجادہ و عمامہ او چپک
شیخ کی میکدہ مین کیونکہ کرامات رہے

دہ جہیان جامہ کی کردونگا جنونمین ایکی
گر گریبان در یکا کام مرے ہاتھ رہے

خاک کا پتلا ہی آدم جو کوئی اچھی کہے
عالم خاک مین ہی سون تبکین وہ بات رہے

بات واعظ کی مؤثر ہو دلون مین کیونکر
دن کو طامات رہی شب کو مناجات رہے

تنگ ہون میر جی یہ قحط دل سی بہت
کیونکہ یہ ہاتھ سے تلے قبلۂ حاجات رہے

کیا عشق ہی معما ستمراؤ کر رہا ہے
میدان بزن گہو کی کشتو نسی بہر رہا ہے

غیرت سی دلبری کی در جاندنی نہ دیکھو
ہمتالی ہر رخ اسکا پیش نظر رہا ہے

خوزیز ناتوان مین اتنا نکوئے بولا
کیا مارتا ہی اسکو یہ آپہی مر رہا ہے

پا بیز کب کری ہی افسردہ خستہ اتنا
تو بہی جدا کسو سے اوی گل نگر رہا ہے

خجلت سی آج کل کیا اون نی کیا کنارا
دریا ہمیشہ میری گریہ سے تر رہا ہے

مین اک نگاہ گاہی خوشتر دکوئی نہ دیکھا
الفت رہی ہی جس سی اسی کا در رہا ہے

رہتا نہین ہی کہی تمتا نہین شہائے
دل اب تڑپہ تڑپہ کر اب ظلم کر رہا ہے

یہ کاروان سرا تو رہنے کی گون نہ نکلے
ہر صبح یا نسی ہمکو عزم سفر رہا ہے

گیسو و رخسار یار اگلخن ہی مین پھر ہین
میر یہ لیل و نہار دیکھیے کب تک رہے

فلک گردش کی قابل آسمان ہے
کہ یہ پیرانہ سر جاہل جوان ہے

گئے ان قافلون سے بھی اٹھی گرد
ہماری خاک کیا جانین کہان ہے

بہت نامہربان رہتا ہے لیکن
ہمارے حال پر کچھ مہربان ہے

اسیکا دم بھرا کرتے رہینگے
بدن مین اپنے جب تک نیم جان ہے

ہمین جس جا کو کل غش آگیا تھا
وہین شاید کہ اوسکا آستان ہے

مژہ ہر اک ہی اسکے تیر نا وک
خمیدہ سہون جو ہی زورین کمان ہے

اسے جب تک ہے تیر انداز یکا شوق
زبونی پر مری خاطر نشان ہے

چلی جاتی ہی دھڑکون ہی مین جان میری
ہمین سو کہتے ہین جان کو روان ہے

پڑا ہی پھول گھر مین کا ہیکو میر
جمک ہی گل کی برق آشیان ہے

ہم رہین بادہ جامۂ احرام کر چکے
مستی کی دیر مین قسم اقسام کر چکے

جامہ ہی وجہ حرمین ہمارا نہین گیا
دستار و رخت سب گرو جام کر چکے

زنار پینا سبحہ کو رشتے کے تار توڑ
ترک نماز و روزہ و اسلام کر چکے

یہ راہ دور عشق نہین ہوتی میر طے
ہم صبح ہی چلے گئے ہین شام ہی چلے

اب دشت عشق مین ہین تنگ آ کے جا بسی
آنکھین ہماری لگ رہی ہین آسمان سے

پڑتا ہی پھول برق سی گلزار کی طرف
دھڑکی ہی جی قفس مین غم آشیان سے

یکدست جون صدا جرس بیکسی کی ساتھ
مین ہر طرف گیا ہون جدا کارون سے

تمکو تو التفات نہین حال زار پہ
اب ہم ملینگے اور کسو مہربان سے

تم ہم سی صرفہ ایک نگہہ کا کیا کیے
اغماض ہمکو اپنہی جی کا زیان سے

جاتی ہین اسکی اور تو عشاق تیر سے
قامت خمیدہ انکی اگر ہین گمان سے

دلکش قد اسکا آنکھون تلے ہی پھرا کیا
صورت گئی نہ اسکی ہمارے دھیان سے

آتا نہین خیال مین خوشرو کوئی کبھو
تو مار ڈالیو نہ مجھے اس گمان سے

آنکھو نہین آگے دلسے نہ پھرا تو ایک دم
جاتا ہی کوئی دیدہ کی ایسے مکان سے

دین گالیان انہین تو دہی بیدماغ ہی
مین میر کچھ کہا نہین اپنی زبان سے

گلبرگ سی زبان سے بلبل نے کیا فغان کی
سب جیسے اڑ گئی ہی رنگینی گلستان کی

مطلوب گم کیا ہی تب اور بھی بہر ہر طرف
بیوجہ کچھ نہین ہی گردش یہ آسمان کی



کیا کہیے عشق حسن کی آپہی طرف ہوا — ولہ — دل نام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا

مے گلگون کو بوسے بسکہ میخانہ مہکتا تھا — ولہ — لب ساغر پہ منہ رکھکہ کہہ کہ ہر شیشہ بہکتا تھا

جب کہ تابوت مرا جاے شہادت سے اُٹھا — ولہ — شعلۂ آہ دل گرم محبت سے اٹھا

گرچہ امید اسیری پہ نا شاد آیا — ولہ — دام صیاد کا ہوتے ہی خدا یاد آیا

یکپارہ جیب کا بھی بچا مین نہین سیا — ولہ — وحشت مین جو سیا سو کہین کا کہین سیا

خاک سی میر کیون نہ یکسان ہو — ولہ — عجب یہ تو آسمان ٹوٹا ہے

سوای سنگدلی اور کچھ ہنر بھی ہے — ولہ — بتان دلونمین تمہاری خدا کا ڈر بھی ہے

تری فراق مین کچھ کہا کی سور ہونگا مین — ولہ — تو کس خیال مین ہی تجھکو کچھ خبر بھی ہے

ہنس دی ہی دیکھتے ہی کیا خوب آدمی ہے — ولہ — معشون بھی ہمارا کیا خوب آدمی ہے

انسان ہو جو کچھ ہی ادراک سر لاک — ولہ — نادان زمین زمان سی مطلوب آدمی ہے

ہم رو رو کی درد دل دیوانہ کہینگے — ولہ — جی مین ہی کبھو حال غریبانہ کہینگے

موقوف غم میر کہ شب ہو چکے ہمدم
کل رات کو پھر باقی یہ افسانہ کہینگے

وصل کی جب سی گئی ہی چھوٹ دلداری مجھ — ولہ — جبر کی کرنی پڑی ہی ہر نا زبرداری مجھ

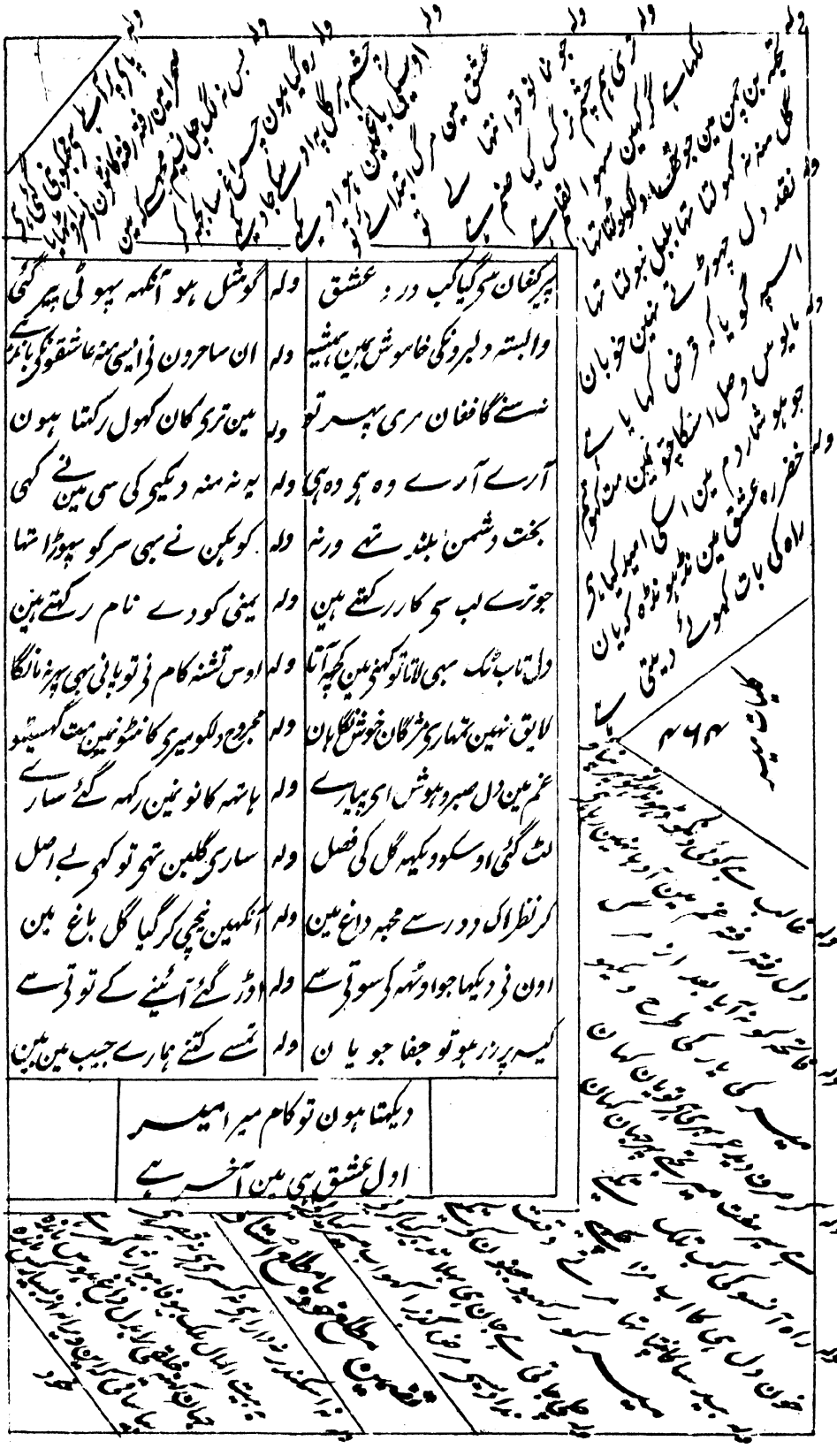
مین گریبان سیا کرتا ہون وہ سلا دیتا ہی میر
خوش نہین آتی فصیحت گو کی غمخواری مجھے

حیران اوس سی ہوکی سب دوش ہو گئے — ولہ — شمع و چراغ بزم مین خاموش ہو گئے

عمر گذری کہ تری کوچہ کی آنے سی گئے — ولہ — دور سی ایک نظر دیکھکی جانے سی گئے

کیون گرون ہلال ابھی سی ڈلک چلی — ولہ — ابرو تو ایک طرف پلک اوسکی نہین ہلے

ہمت دی یاد تند کو ایسی کہ بعد مرگ — ولہ — مشت غبار میر الجھ سہو نچی یا علی



خود بخود کہو یا گیا ہے کتنے روز سے فقیر — وہ نہیں ہے اب جو تھے پیشتر ازین کیا کہا ہے میر

دوستان ظلمی بحال نامرادم رفتہ است — دامنم چیزی کہ من بودم زیادم رفتہ است

نہ اپنے درد سے مجھے دور کر شتابی سے — کہ آہ یاں نہیں پہنچا ہوں کس خرابی سے

ز ضعف دست بدیوار دادہ آمدہ ام — بہر دو گام زمانے ستادہ آمدہ ام

مشہور ہیں عالم میں تو کیا ہیں ہے کمین ہم — القصہ ڈبے ہو ہماری کہ نہیں ہم

عنقا سر و برگیم مپرس از فقر ہیچ — عالم ہمہ افسانۂ ما و شما و ہیچ

میں رہ گیا تنہا لاجرم شکوہ سے جب ایمیر — تب کے بلا جواب ہے گئے ہنگامہ تنہا ہیر پیر

اکنوں کہ تنہا دیدمت لطف آید ز آزار کمن — تلخی مگو شکے بزن تیغی بکش کاری بکن

چمن میں دیکھ ہر ہنستا زہ برنگ گل — کہ صبح شام یہ بیت پڑھتے تھے بلبل

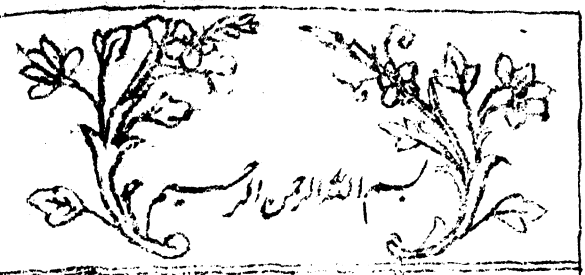
زمانہ جام بدست و جنازہ ہر دو خوش است — کہ پھر پانی نہ مانگا ہم لگائی ایک بے اسی

بامید کسی نگذاشت بیداد شوخ دل مارا — خدا اجری دہد در کشتن ما قاتل مارا

رو رکھنو میں رات ملاقات کے آخر — زہر غم ہجر تو بجان کار گر افتاد

امید وصال تو بعمر و گر افتاد — آشنائے کفر و دین عاشق نہیں ہوتے ہیں میر

جانتے ہیں طور میر سب جنا نچہ خود ہیں میر



رباعیات

دامن عزلت کا اب لیا ہے مین نے
دل مرگ سے آشنا کیا ہے مین نے
تنا چشمۂ آب زندگانی نزدیک
پر خاک سے اوسکو بہر دیا ہے مین نے

رباعی

اے تازہ نہال عاشق پامالے
یہ تو نے طرح ناز کی کیسے ڈالے
سب تجھسے جہان بھرا ہے تسکے اوپر
دیکھین ہین جاہے گی تیری خالے
افسوس ہے عمر ہم نے یونہین کھوئے
دل اسکو دیا آنے نہ کی دلجوئے
جھنجھلا سے گلا پھر ہی کاٹا آخر
جہل ایسی ہی عشق مین کرے ہے کوئے
طاعت مین جہان ہوئے تو کرتے تقصیر
وہ سر مین نشہ نہین ہوئے ہین اب پیر
ایکی روز دن مین یون سنا ہے ہمنے
میخانی مین بیٹھے معتکف ہو کر میر

آزار محبت کیجے پیدا ہیں بن دل نے
ہجراں ہے شاید کہ وصال اپنا ہے

دل جان جگر آہ بلاوے کیا کیا
ولہ
درد و غم و آزار کہنچا وے کیا کیا

ان آنکھوں نے کی ہو تر کہ دوم دا ے
دیکھیں تو ہمیں عشق دکھائے کیا کیا

چپکا چپکا پھرا نہ کر تو غم سے
ولہ
کیا حرف و سخن عیب ہے کچھ محرم سے

آخر کو رکے رہتی جنون ہوتا ہے
اے میر کوئی بات کیا کر ہے

کیا کہئے ادا تیون سے کیا ہوتی ہے
ولہ
جو دل نزدگان پہ یہ جفا ہوتی ہے

یہہ کیا کہ سجود ہیں ند یکیا بگڑی ہے
اک وقت نماز ہی قضا ہوتی ہے

اب وقت عزیز کو تو یون کہو گے
ولہ
پر سو چ کی غفلت کی تیمین رو گے

کیا جواب گران پہ میل رو زو شب ہے
جا گو ٹک میر پہر بہت سو گے

پر پیچ بہت ہے شکن زلف سیاہ
ولہ
وا رفتہ نہ رہ او سکا دلا بیگہ و گاہ

دیو انگی کرنے کی جگہہ ہی ٹک دیکھ
جا ملتے ہی یہ کوچہ زنجیر میں راہ

جانان نے ہمیں کہو بجانا افسوس
ولہ
جو ہمنے کہا سو وہ نمانا افسوس

تب آنے میں دیر کی قیامت اب سو
آیا نزدیک جے کا جانا افسوس

ہر لحظہ رلاتا ہے کڑھاتا ہے مجھے
ولہ
ہر آن ستاتا ہے کپاتا ہے مجھے

چپ ایسے ہین گویا کہ نہین منہین مین زبان — اب نام ترا لین کو زبان اپنی ہیرے

شب ابر کہ پیش رو ہی خورشید کا — ولہ — آیا دل داغ کو گیا جس سکا
اوس سے ناگاہ ایک بجلی چمکی — کیا جانیے اوس نے گھر جلایا کسکا

ہم میر سے کہتے ہین نہ تو رویا کر — ولہ — سنس کیل کی تک چین سے بھی سویا کر
پایا نہین جانے کا وہ در نایاب — کڑھ کڑھ کے عبث جان کو مت کھویا کر

ابرو سے مہ تو نے کہان جسم مارا — ولہ — ہونہوں نے ترے معل نے کب دم مارا
زلفون کو ترے ہم ہی پریشان نہ کہیں — اک جمع کو ان دو نے برہم مارا

جان ہے بدن لطیف درد ہے نازک — ولہ — پاکیزہ ہے تر طبع و خو ہے نازک
بلبل نے سمجھ کے کیا تجھی نسبت دے — گل سے تو ہزار پر دو تو ہے نازک

پوچھو نہ کچھ اس بے سر و پا کی خواہش — ولہ — رکھتے نہین صدا اہل وفا کے خواہش
جاتی ہین چلے جی ہی تبو کی خاطر — معلوم نہین کیا ہے خدا کی خواہش

دل نجم سو ہو اگر از سارا اللہ — ولہ — غیرت نے ہمین عشق کے مارا اللہ
ہر نسبت خاص تجھ سے ہر ایک کے تئین — کہتے ہین چنانچہ سب ہمارا اللہ

وصف اپنی دلونکی کسے کہئے سارہی — ولہ — اوس شوخ کی تمکین نے تو جی ہی مارا
بالون نہین چہپا منہ نہ کیہو یون پوچھا — کہہ میر گئی ہے رات کیونکر بارے

چکہ خواب سے ہے میر بہ محبت واری
اٹھہ جائینگے یہ بیٹھے ہوئے کیا رہی

کیا آنکھونکو کہولاہے تنک گوش کو کہا
افسانہ ہے پل مار تو مجلس سہاری

دل خون ہوا ضبط ہی کرتے کرتے ۔ ولہ
ہم ہو ہی چکے دکھونگے بہتیری بہرتے

ای مایۂ زندگی ستم ہے یہ اگر ۔ ولہ
بھر آنکہ تجھے دیکھین نہ مرتے مرتے

مستی نکر ای میر اگر ہے ادراک
دامان بلند ابر بہار کہ تو پاک

ہے عار تیے جامہ ہستی تیرا
ہشیار کہ اوسپر نہ پڑے گرد خاک

کیا تمسے کہون میر کہانتک دوڑون ۔ ولہ
سو دون تو زمین سے آسمانتک دوڑن

جون ابر جہان جہان بہرا ہون غم سے
شایستہ ہون دنی کا جہانتک دوڑن

میر اس سے ملے گر جو ملا ہے نہ کبھو
جی یون سے کیا وہ آہ پھر ایسے نہ کبھو

چپ جسکے لئے لگ گئی ایسے انکو
ان نے تو کہہ زیر لب کہا ہے نہ کبھو

کیا کوفت ہے لخت دل کہ کوئی نکلے ۔ ولہ
تکڑے جو ہوئے جگر کی ٹوٹی نکلے

چھاتی جو بہتے دان جلتے جلتے
اوس مین پہپولے ہمارے پھوٹی نکلے

ہر عشق مین میر پانو دھرتا ہے گا
جے اور منغص اپنا کرتا ہے گا

سب ملکے چلو بلا سے سمجھا وین
افسوس کہ وہ جوان مرتا ہی گا

دل تجھہ پہ جلے نہ کیونکر میر ابتاب
ولہ
یان تجھکو توقع ہے کہ لاتا ہی جواب

وان اون نے شراب پیکی مستی مین میر
کر کہائے بہی نامہ بر کبوتر کے کباب

کہتا ہے یہہ اپنی آنکھون دیکھینگے فقیر ولہ
پیغمبر شش نہدین کہتی کیا جوان ہون کیا پیر

آندہی ہین جہان کے لوگ سارے اے میر
سبھو جیے نہ جیسے وے یہہ کہتے ہین بصیر

پیغمبر حق کہ حق کہا یا اسکا
ولہ
اسرا ج ہے کمترین پایا اسکا

سایہ اوسکے تہا یا بعث ہے گا
کل حشر کو سب یہ ہوگا سایہ اسکا

ولہ
چپکے رہنا نہ میر دلمین ٹہا نو
بولو چالو کہا ہمارا مانو

اک حرف نہ کہہ سکوگے وقت رفتن
چلنے کو زبان کے غنیمت جانو
ولہ
کی حسن نے تجھسے بیوفائی آخر
خوبی نرہی نہ میرزائی آخر

رباعی از غزل
از غزل مربع

مستزاد ہندی

دلی مین بہت سخت کی ابکی گذران — دلکو کرے سنگ
غیرت نرہی عاقبت کار نہ شان — کھینچا یہ تنگ
یار و نمین نہ تہا کوئی مروت جو کرے — اجڑے تے گھر
نامد نظر صاف پڑی تے میدان — عرصہ تہا تنگ
مستزاد
ٹک نیر جہانے سے نکر قال مقال — بس اب چپ رہ
ہر چند خموشی ہے سخن گو کو وبال — ایذا ہی سہہ
ایسا نہین یہ قصہ کا ہش افزا — جو ہوا آخر
اگمہ سوئی ہو چکا ہے پہمانکا حال — آگے مت کہہ
مستزاد
ہستی کا یہ ہنگامہ تمام او سکا ہے — اب تو ہی وبال
شہرت کی جو اب جہان جہان برجا ہے — سو وہم و خیال
جہو کی مین اوڑہی بہد فنا کی جب اب — تب ہیچ ہی سب
پہر نام سوا جہا نمین رہتا کیا ہے — عنقا کی مثال
مستزاد
منعم جو بہی ترے بہاتے گر در — تہا عمد شباب
پیرہین بنا دہم پہ رکہتا اکثر — ہی کچہہ یہی شباب

ہے علیؑ مدعا علیؑ مقصود — وہی مشہود ہے وہی موجود
ہے علیؑ وہ کہ سارے صاحبدل — لیتے نام اوسکا بھیجتے ہین درود
کیا زمین کیا سپہر کیا مہ و مہر — کی علیؑ کے لیے سبھوں نے نمود
جمع رکھہ دل علیؑ سبب ہوگا — کیا ہے اسباب اگر ہوئے مفقود
بندگی کے مقام مین معلوم — ہے یہ صاحب ہمارا تو معبود
مصطفےٰ مرتضیٰ خدا ہے ایک — لیک آگاہ راز ہین معدود
جھک ہی جاتے ہین سر سُن اسکا نام — یعنی سب اوسکو جانتے ہین مسجود
حشر ہوگا علیؑ کے ساتھہ اپنا — کیا ہے وانکا ہمین غم بیہود
عمدہ یہ اپنا اپنا ہے اے شیخ — گوش کر اوسکو تو اچھل یا کود

ہم علیؑ کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

گاہ بیگاہ کر علیؑ خوانی — ہے علی دانی ہے خداوانی
میر کا اوسکے رہ سر آشفتہ — ہے ولائے علیؑ مسلمانی
فرش راہ علیؑ کر آنکھون کو — یون بچھا تو بساط ایمانی
مور بے زور ہو علیؑ کا تو — کہ جہان مین کرے سلیمانی

خاک در ہوشہ ولایت کا | شاہیان لیگئی ہین یا نسے فقیر
یونسی در زیرہ دست جو داد سکا | جیسے برسے ہی کوئی ابر مطیر
صاحب ایسا ہی ہو تو صاحب ہے | گنہ آمرز اور عذر پذیر
ہمسے بندون کی ورنہ کیونکی نبے | دمبدم جسسے ہوتی ہے تقصیر
کچھ محبون کا مقتدمت پوچھہ | ہے علیؑ ہی ہوا ملے کبیر
شان سے کہتے ہین محیط کل | قدر سی قادر و خدائے قدیر
تو موالے علی پرست نصیر | چاہے سو ہمکو کہہ لے اب ہی میر

ہم علیؑ کو خدا نہین جانا
پر خدا سے جدا نہین جانا

مخمس در منقبت

ہادی علیؑ رفیق علیؑ رہنما علیؑ | یاور علیؑ محمد علیؑ آشنا علی
مرشد علیؑ کفیل علیؑ پیشوا علیؑ | مقصد علیؑ مراد علیؑ مدعا علیؑ

چو کچھہ کہو سوا نبی تو ہان مرتضی علیؑ

نور یقین علی سے ہمین اقتباس ہے | ایمان کی علیؑ کی ولا پر اساس ہے
یوم التناد مین بھی علی ہی کی آس ہے | مبغلہ گاہ نادعلیؑ اپنے پاس ہے

۴۷۵

شہا بزم لامکان مین ہی رونق فزا علیؑ

خواہش مرد کی غیر سے ہی یہ خیال خام
کرتا ہی کب قبول اوسے عاقل تمام
کافی ہی ہر دو جہانمین ہمولی کا سیر ہونام
لاریب ہی سپہ آتش دوزخ ہوئی حرام

یکبار ہی زبان سے جن نے کہا علیؑ

سرتا قدم ثبات دل جلکے ادب
صورت پکڑکے سامنے آیا تہا لطف سب
ظاہر ہوئی کظہور جہانمین عجب عجب
محراب مین نہ گرم ہوا تہا کدام شب

ہنسنا رہا نہ کون سے روز غزا علیؑ

عنتر کو نار خشم سے اوسکے جلا دیا
اژدر کو جبر ایک ہی دم مین کہپا دیا
خورشید کو نکال دوبارہ دکہا دیا
ہنگامہ کفر و شرک کا آکر مٹا دیا

تنہا جا نشین ختم رسل کا بجا علیؑ

گو چشم دل کہلے نہ کسی روسیاہ کی
اوس تک مجال کب ہی کسو کی نگاہ کی
اللہ ری بلندی تری قدر و جاہ کی
مر مر کے جبر ئیل نے دربان سے راہ کی

شاہا ملک سپاہ جہان صفا علیؑ

دشمن کو آگہی ہی کیا بیشے کہان
قدرت سے اوسکی قدر حق ہوتی ہی عیان
زور آوری مزاج مین آوے تو الامان
کچہہ بہی نہین ہی پیر ہی جو سب کچہہ ہی در میان

بہت ہے گرچہ ہنگامہ سرِ راہِ زمین العبا بس ہے

دلا باقر کی فرض عین ہی حیدر پرستی ہین
جبھی کرنام کو اوسکے تو ہشیاری و سستی ہین

غرض اوسکو ہو سکا دشت مین ہو تو کہ بستی ہین
عجب ہے نونہالی اک سایہ اوس باغ ہستی ہے

کرم اسکا پر ہر شخص پر برگ و نوا بس ہے

محبت چاہیے صادق جناب پاک جعفر مین
اسی کا شوق دل مین ہو اسکا شوق ہو سر مین

وہی بان بھی نشہ ہے تمباکو چہ ساقی کوثر مین
عنایت کی نظر ہے کی چشم رکھنہ شور محشر مین

بلا صد رنگ ہے دیکھو ان آنکھون کا اسکی دلا بس ہے

رکھی کاظم کو جو سر پر غم و محصور نے کیا اوسکو
مدینہ ہے امام دین بلا مین مبتلا اوسکو

بیک چشمک ہزون حاصل ہوا یسا ترا اوسکو
کہ رکھی کفش جسکی سر پہ دیکھو بادشاہ اوسکو

نوچہ کو نہ ہو ہے ذکر ہر مدعا بس ہے

جسے اک مجلس آرایان دین ہر جا ستایا ہے
اوسے اک بندگی خاص ہر شاہ خراسان سے

نگہ سان چشم ہر آتی ہر خلق ایران و توران سے
گذر جاوے مدینہ اوسکا نام پر جنبش خوشی جان سے

جو سودا اس سے بن جاوے تو ہو رشک رضا بس ہے

جو وہ دن ہو کہ نکلا آفتاب اوس روز پھیکے ہے
موکل دوزخ پر ہون لاوین سخن جنت جہنم سے

کرین پرسش بد و نیک عمل کی خلق عالم کی
مخاطب ہم کسی سے ہون نہ یارب کوئی ہم سے

یکتا ہی عرصہ دو جہان مرتضے علیؑ

ہرچند کام ایسی جگہہ کیا کرے سمجھہ
اس راز کو سمجھہ جو سکے تو ای سمجھہ
یعنی نہ ذات پاک سی اتنا دری سمجھہ
عقل نخست سی بھی اسے کچھہ پری سمجھہ

ہے آنسوئی خیال و گمان مرتضی علیؑ

موجود اوسکی ہونے سے روشن جہان ہوا
اس پردی مین جو تہا پس پردہ عیان ہوا
فرمان شاہ بحر و براو نہر روان ہوا
پیر زمانہ دیدۂ عالم جوان ہوا

چشم و چراغ کون و مکان مرتضی علیؑ

شخصیت ایسی کسکی تہی کسو تہا یہ شرف
اسقدر ساتہہ کون بغیر از شہ نجف
اللہ ری زور کونی نہ او سکا ہوا حریف
دریای موج خیز تہا او سکی کرم کا کف

ابن عم رسول زمان مرتضی علیؑ

ہرچند ہی یہ عرصہ ہمیشہ سے پر غبار
یاران رفتہ کی بھی تردد مین یادگار
لیکن کہان یہ حرب کی کہان ایسی مرد کار
نکلی نہ ویسی تیغ کہ جیسی تہی ذوالفقار

دیکہا نہ تہا وہ جیسا جوان مرتضی علیؑ

پامال راہ اسکی ہین سر ہای پر غرور
نزدیک اہل عقل کی رتبہ ہی اسکا دور
شایستہ سجود سمجہتے ہین ذی شعور
ہی جملہ تن منہ وہ سر تا قدم ہے نور

اس زمانی مین آہ کچھ ہے عظیم
ہے مری جان پر عذاب الیم

مستحق کرم ہون مین تو کریم
ملتفت ہو بہت ہی حال سقیم

میرے ہر درد کی دوا ہے تو

فرصت وقت بن حباب ہے کم
حال مانند موج ہے درہم

ڈوب جاتا ہے جی مرا ہر دم
جوش زن گو کہ ہو محیط غم

غم نہین کچھ جو آشنا ہے تو

تجھسے ظاہر ہوئی ہے سب بہبود
جلوہ تیری ظہور کا جاوید

ذرہ ذرہ کو تجھسے ہے امید
دن ہی طالع ہوا جہان خورشید

سب پہ روشن ہے کیا چھپا ہے تو

میر کو کب تلک یہ رنج و غم
اس بھی اندوہگین کو کر خرم

منبسط ہے ترا سحاب کرم
یعنی سائے مین ہے ترے عالم

سارے عالم مین چھا رہا ہے تو

مخمس در منقبت

ہے حقیقت سے تو اگر آگہہ
یاد مین روز و شب علیؑ کی رہ

کعبہ اوسکا ہے در ہے اے ابلہ
میر سولی کی ذات پاک ستودہ

ہے وہ امید گاہ خلق خدا | روز محشر اوسی سے سبکو رجا
وہ مروت شعار و جملہ حیا | بحر و غار جود و کان عطا

اوس سے نفع گدا تتبع شہ

مرتبہ کچھ نہو جو اس گھر کا | بندگی بانکی فخر قیصر کا
شاہ چین ہیں پیش دست قنبر کا | آسمان ہے گدا اسی در کا

دیکھتے ہین ادہر ہی مہر و مہ

اوسکے بہت اوسیکو بن آوے | دولت اوسکی جہان سب کہاوے
بار اس در پہ جو گدا پاوے | ایک آواز کر کے لیجاوے

مال و اسباب و ملک و تاج و کلہ

میر عازم ہوئے ہو کید ہر کے | جو تلاشی ہو یا رویا در کے
رہگرا دوستی حیدر کے | نہین محتاج ہوتے رہبر کے

اے اسے راہ مین خدا ہمرہ

مخمس در منقبت

قدر کو میری بہت ہے برتری | کب مری خورشید سے ہو ہمسری
حکم بزرگے ہے بیان شیری تری | گر مخالف سو چ کرتک از دری

اے مخالف بحث مت کر نابکار | بات ایسی سی ہے مجھکو ننگ و عار
بس کہا اس آستان کا ہون غبار | کیا کہا تجھسے کرون مین بار بار

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

شیخ کو نسبت نہین کمتر ید سے | ہے یہ خر جکبڑا ہوا تقلید سے
بے عقائد ہوتی ہین تائید سے | گو کہا ان نے مرے تقلید سے

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اس عقیدی ہی پہ اپنے مین رہون | گو خوار رج کے ستم اسمین سہون
بے ولا حیدر کے ہون مین تو نہون | لب ہین جنبش مین جبتک کہون

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اب ہوا پیری سے تک مین مضمحل | ورنہ تھا یہہ شور تا چین و چگل
شوق میرا گچھہ نہ تھا بے صدق دل | رات دن رہتا تھا کہتا متصل

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

اے میرے سرمایۂ ہر دو جہان | عشق تیرا ہے مرے ہمراہ جان
ہو اگر تن پر مرے ہر مو زبان | بیگمان ہر مو سے ہووے یہ ہر زمان

حیدری ہون حیدری ہون حیدری

جو رانواع دشمنونکے سہ | پر نکر یار گفتگو بے تہ
دوستے مین علے کے بیخود رہ | بات یہہ ہے گی اور کچہہ مت کہہ

یا علے یا علے کہا کر تو

اسم یہہ ایک جو مکرم ہے | سب کے نزدیک اسم اعظم ہے
یہہ سب اور اوپر مقدم ہے | غرض اے ہمنشین جو آدم ہے

یا علی یا علی کہا کر تو

رہ ولاے علی کا خواہش مند | ہے یہہ شیوہ خدا رسول پسند
وب کے ہرگز نہ کہہ زبان کو بند | پست کرنے کو مدعی کے بلند

یا علی یا علی کہا کر تو

بدر آسا علے تمام ہے نور | ذات پاک اوسکی ہے علیم و صدور
بھول مت اوسکو گر تجھے ہے شعور | یاد خاطر رہے ضرور ضرور

یا علے یا علے کہا کر تو

سونپ رکہہ اوسکو اپنی موت و حیات | سمت صرف ہے علے کی ذات
بس ہے اوسکے ولا برای نجات | باتین یون سو ہین پہ یہی ہے بات

یا علے یا علے کہا کر تو

تصویر ہے بوالہوس کی اور معشوق
مارا جاتا ہون درمیان مین

آسا بھی نہ تیغ کسا کے بارے
فارغ ہوا دیکھے امتحان مین

ای طفل کہے گا بعد میرے
مارا کاہیکو یہہ جوان مین

ہون مین تو چراغ اخیر شب کا
کوئی دم کا ہون میہمان مین

دل سوزی میری کرای صبا تک
ہونے نہ تئین صبح کے گمان مین

رونے ہی کو رونا ہے گا ناصح
پھرتا ہون دبائے خانمان مین

کوئی نہین شہر غم مین میرا
بیچارہ غریب ہونگا یان مین

غم کہہ کے رلاتا ہون مین سبکو
تجھہ غم مین ہوا ہون رخصہ خون مین

پائے نہ وفا کسی مین دیکھا
غربال تمام کر جہان مین

بارے مین یہہ سب دیار دیکھا
ہر کوچے کو بار بار دیکھا

شب ہی عالم مین ہو گئے تھے
اپنے دلکا غبار دیکھا

آنکھین گئین روتے روتے لیکن
تو نے نہ ادہر کو یار دیکھا

اب وعدہ نہ کر زیادہ بس ہم
جانا ترا اعتبار دیکھا

کہتے تھے یہہ ہم نکر تمنا
اے جان امیدوار دیکھا

ہے بندہ نواز ظلم مجھ پر ہم نالہ نکر تو مجھ کو نے سے
گو موسم وے خنک ہو مجھ سے دل گرمی ہے مجھ کو ور سے
تک دیکھ فلک نے شاہ خوباں کیا کچھ کیے خاندان کیسے
سر پیچے سو عشق مین رکھے پا واقف نہین دل تو یا نکی رہی سے
ہاتھون مین مرے ہین داغ خوبان کہتے ہین کہ اس کے ہین پیسے
کیا تجھسے کہون معاش اپنی بارے گذرے ہے جیسے تیسے

رہتا ہے غرض ہمیشہ سودا
کوچہ کوچہ سو ہوا ہون سودا

وہ تشنہ دہن ہون دل جلا مین لب جس جسکا نہو وے دریا
کہتے ہو جسے فلک ہوا ہے میرے ہے غبار دل سے پیدا
کہلتا تو سہے کبھی بلا سے دل میرا ایسے کاش غنچہ ہوتا
اب جان سے جانا آرہا ہے موقوف اشارۂ تقاضا
سو جسکی حزاب عاقبت ہے وہ مین ہون کہ مین اور دنیا
مین ہون کہ سر آمد جنون ہون مجنون کو خلیفہ مین کیا تھا
وہ تشنہ ہون مین ہے جسکو کیسے رونق افزاے کوہ و صحرا

یکروز نہ بچا نہ ہول دل سے | اندوہ تنک مجھے ہوا تھا
لوہو دیا اپنا دوستون نے | جس جاگہ مرا عرق گرا تھا
ہون اب جو بلا مین مبتلا مین | بیگانہ ہے جو کہ آشنا تھا

یہہ رنج و بلا یہ درد و محنت
ایوائے حواس و صبر طاقت

ایدہر ہے کبھو تک ایک چشمک | ہمسے بھی ضرور ہے مروت
مت فرصت وقت سے ہو غافل | آخر کو نہ کینچے تا مجالت
ہر آن مین اپنے تربیت کر | دیتا ہے زمانہ کسکو فرصت
غیرون کے رہوگے دیر تک تم | ہمکو تو سویرے کر دی رخصت
کیا تمسے کہین سلوک ہجران | دل مین نرکھے ہماری حسرت
قطرہ تو ہے پر نہ ہاتھ اوٹھاؤ | دریا کو کرے ہے یہہ کفایت
خالی دل پر کو ہم بہے کرتے | افسوس ندی اجل نے فرصت
بس میرا ہو تو کردون منا وے | کوئی نکرے کہین محبت +
گردون مارین شتابی اوسکو | رکھے جو کسی سے میہ الفت
عمر کذری ہو چکا آسودگی کا روزگار | رنج و محنت کی نہین آرام سے کچھ تنگ جا

وصل خاطر خواہ تو معلوم تھا میرے تئین
آس مر لگو لگ ہی تھی جتبلک تم سا میں جدا

گاہ باشد رحم کو بھی تم فرماؤ زہ شوخ
دیکھہ مجھہ ناکام کو یکدم کرو ترک جفا

ایک ساعت پاس بیٹھے درد دل میرا سنے
کر کے غمخوار کہی تیہ تمنا تئین کیا ہو گیا

سو تو یہہ سب ہو چکا ہو کاشکے ملتا نہ تو
ایسے آجانی کا تیرے کون ہا اشتاق تہا

آمدی و حسرت وصل از دلم برداشتے
حسرتی بود از وصال آن ہم بمن نگذاشتے

ہین خرابی آجتنے محل یہ تہی یو گونکے گہر
مت بناؤ خانہ مین منعم رہا کر اسقدر

طاق کسری تو سنا ہو گا کہ کیسا تہا محل
اب کہین اس طاق کا کسری کے پیدا ہی اثر

گہر کا صاحب تو اڑ ایا کہ کیسا ان خانے سے
اینٹ ماریں اینٹ سی یہ کیہہ ہوا اس گہر پر

خط باطل سے لکہا ہی صفحہ کون و مکان
کیون دماغ آتنا جلاتا ہی رہی تو کدہر

کیسے کیسے خان و خانی خاک مین مل گئے
جای عبرت ہی یہہ سو رہ جہانکا بی خبر

ہر کجا افتادہ بینے خشت و ویرانہ
مسبت فرزند فقر احوال صاحب خانہ

کم بہت سننے مین آتا ہے کوئی رنجور شے
یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے

روشنے آنکہون کی ہی منظور سا کہ ہے کہ
قوت دل کا جدہر ہو دیکہو تو مدہر ہو رہے

تجھے مین دیکھنے تماشی کا کیا مہیا ہون — خدا نے دین ہی پہ آنکھین کیا مدین اندھا ہون
نصیب لطف ہو باقر کا مجھکو چھوٹا ہون — دو چار شعر مین گفت سے ہون جیسا ہون

امام ہشتمین اس اپنے پیشوا کے قسم

جو رود موسوم نظر مین تو صبح و شام کی سون — پڑا ہو پانو کسین تو تڑپ و ضرام کے سون
کلام ہو کسی سے تو مجھے کلام کی سون — جو سات پانچ ہو جو مین تیرے امام کی سون

غبار رہ ہون تیرا اوسکے خاک پا کی قسم

کری ہے لطف جو مک تو بحال آتا ہون — وگرنہ آپ سے مین لحہ لحہ جاتا ہون
تری ہی واسطے یہ غم یہ غصہ کہاتا ہون — گواہ دعوی کا فاطم کو اپنے لاتا ہون

سچ اوسکو مان تجھے اوسکی ہنی لا کے قسم

جو تجھکو خوش نہین پاتی تو جان کھوتی ہین — ہلاک ہونی یہ تجھہی سے راضی ہوتی ہین
کہو ہے آئمہ پہر مین تک ایک سوتی ہین — ہمیشہ راقون کو آئمہ آنسو روتی ہین

امام ضامن ثامن علے رضا کی قسم

گدا ہی رہسون تقی کا تقی کا ہون مملوک — رکھون ہون عسکری کی لطف سے امید ملوک
طریق مہدی دین کی رکھتا ہون مسلوک — جہانکی لوگ ہین مغلوک سارے ہین ملوک

قسم جو کہائی ان چار بادشا کی قسم

لے جو کچھ اوس سے ایسا ویسا ہو | ورنہ کیا دخل کوئی کیسا ہو
کہتا ہے دون جو پاس بیٹھا ہو | ہوتی جو دیر نہ ایسا میتا ہو

خلق ناحق ہے میرے جی کا وبال

ایک عمدہ کی ہان ہے اہل کار | فوج کے لوگون کا سب اسپہ مدار
سو یہ بڑبچو دالیسا خوش اقرار | کہے ہر اک کو دینے سو سو بار

پھر نہ دے جز فریب تا دہ سال

یا مہینون تلک رہے روپوش | یا طلبے ہے تو بیحواس و ہوش
لوگون کہتے پھرو نہ جوش و خروش | یہ کچہری مین بیٹھا ہے خاموش

زر و زر بیچا ہے گویا لال

جبسے یہ ہے محرر دفتر | تب سے ہنگامہ ہے رہا اکثر
ہووے پرچا جو وے کسو کو زر | سو یہ پی پڑا نہین ہے کچہر

سب سے اوسکو ہے ایک جنگ و جدال

لات ملکی ہے کہ رہیلون سے | دہول چھکڑے ہے گاہ چیلون سے
کم نہین ہے کچہری میلون سے | آتے جاتے مین لوگ ریلون سے

نکلے ہے تیغ کہڑکی ہے وان ڈہال

یہہ کمر باندہ کر گئے دربار
وہ ہوئے گرم جستجوئے یار

آئے دروازے پر لگے سونپنے
سر پہ رکھہ بانکے پگڑی کھڑکی دار

پھر ہوئے پیروہ جوان فی الحال

کچھہ حیا نہ رنجاب کے تئین
سانہیلے جاے گہر مین سب کے تئین

نہر ہے پاس جو روشب کے تئین
نہ تو پانے ہین اوسکے ڈھب کے تئین

نہ سمجھتے ہین اوسکی چال کی چال

قصہ کوتاہ بعد چندین ماہ
مری اس بہروے پر ہوئی تنخواہ

جانی دم لگا گہہ و بیگا
یہہ تو معزور بے تہ و گمراہ

مفتری کاذب و سفیہ و ضلال

سہل سا مجکو بہی سمجہہ کے فقیر
رکہنے وعدون ہی مین لگا مجہہ پر

یہہ نجانا نہین ہے اوسکے نظیر
اوسکو جانی ہے بادشاہ و وزیر

دور تک پہینکے یہہ قیل و قال

اوسکی خاطر کہین گے خورد و کلان
سے اس مین کرینگے عمدے بجان

دوست اوسکو کہین ہین پیر و جوان
لے گا منت علی محمد خان

رکہنا ان پیسون کا ہے کسکے مجال

بازآنا نہین ہے نفس شوم | ورنہ کسنے اٹھے ہے ایسے وہوم
ہر سحر روز وا لونگا ہے ہجوم | ہے تہین حال پہان کا کیا معلوم
تم تو سونٹا لیے کرو ہو سوال

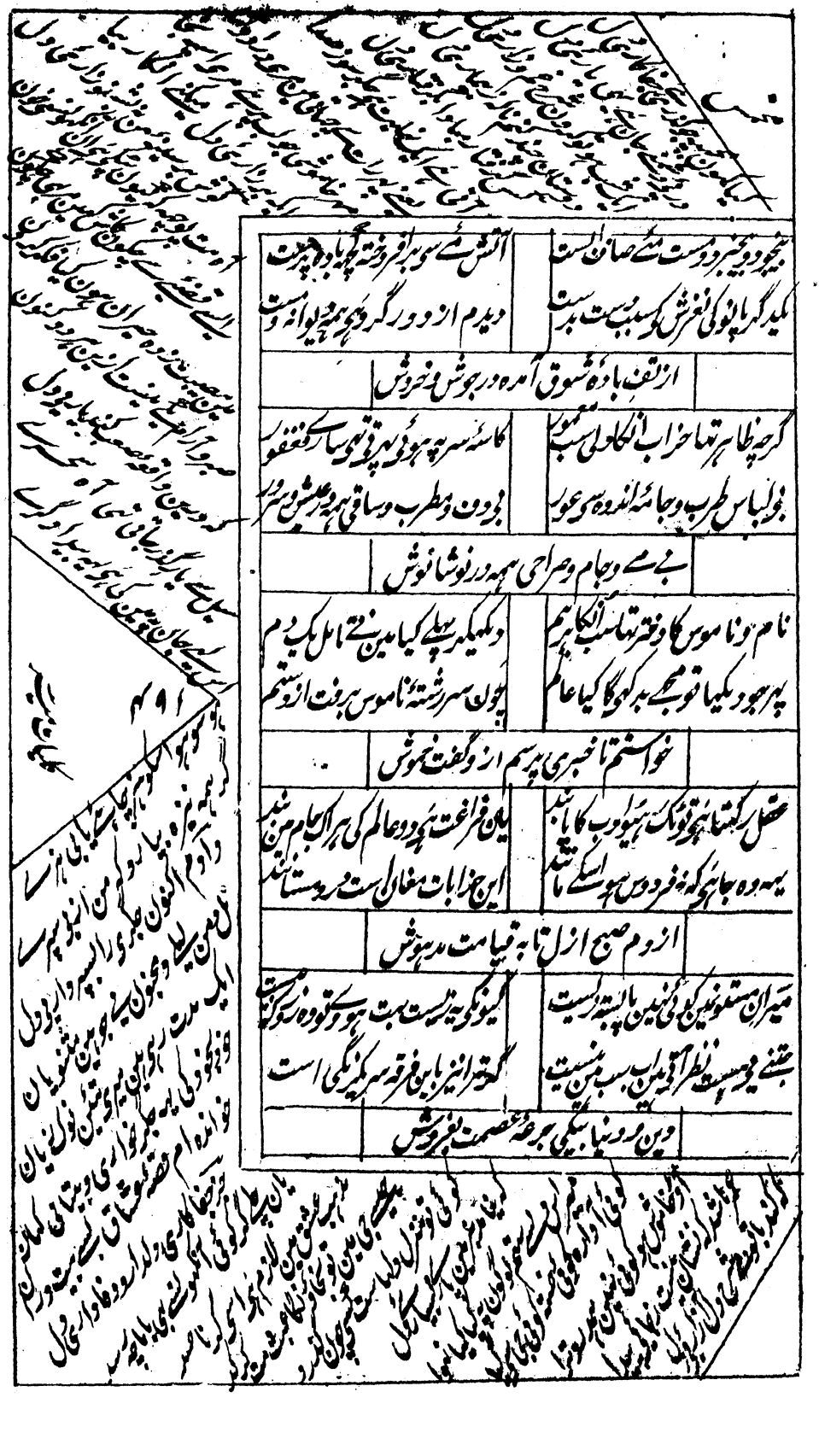
ایک دن جا کیا نفر نے شور | اُن نے دیکہا نہ مطلق اسکے اور
ہے غرض صحبت اپنی اسکے زور | وہ تو مچہر کی جھول کا ہے چور
مین ہے کینچونگا خوب اسکی کمال

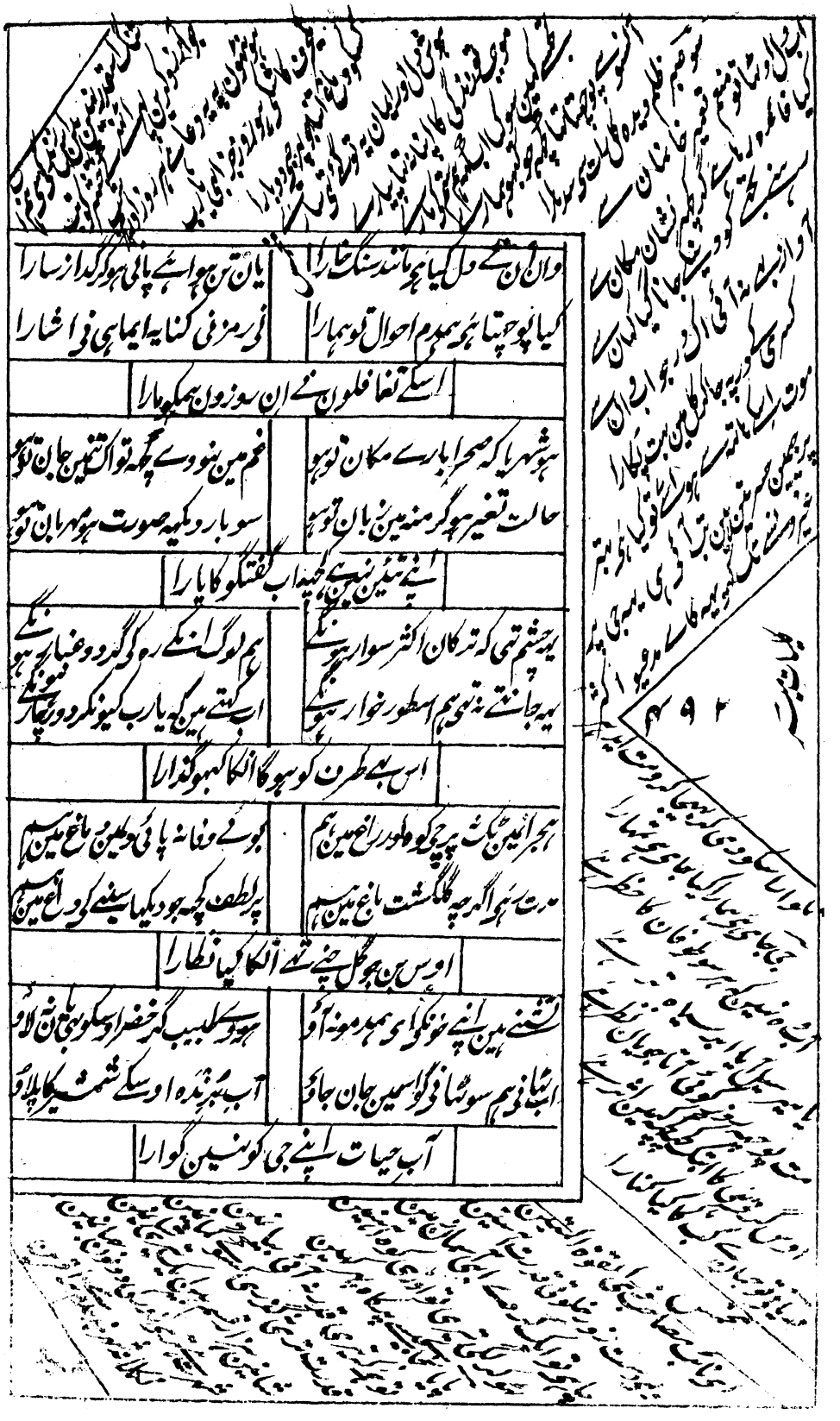
اسپہ تنخواہ جو کہ کر لاوے | سو وہ اپنا کیا ہے بہر پاوے
پاشکستونکو بر سون دوڑاوے | ایسے سے ہاتہہ خاک کیا آوے
جسنے دل ہون تہ غبار ملال +

بدزبانی نہین ہے اتنی خوب | بات اچہی نہین ہے بے اسلوب
گفتگو اسطرحکی ہے معیوب | مل رہے گا جو کچہہ کہ ہے مطلوب
بس قلم اب زبان اپنی سنبہال

نیچو دانہ مین کیے حرف زبان | ہر گرگوش | آج کہتا ہون کہ ہے خمکدہ دلمین جوش
پاس رفتن تو نتہے لیک مجہے تہا کچہہ ہوش | سر خوش از کوئی خرابات گذر کردم
بہ طلبگار تر سا بچہ بادہ فروش

بجواب





عیب و شہود و نونہین مشہود ہی تو تو | ہستے ہماری وہم ہی موجود ہی تو تو
حاصل کے دو جہانکا مقصود ہی تو تو | مسجود تجکو جانی ہین معبود ہے تو تو

ناجی ہین وہی ہی لوگ نمبونکا ہی یہ یقین

احوال خوش انہونکا جنہین تجسے ربط ہی | آعدا تو آسمان زمین خاک مین ملا
آئینہ ہی کہ دین کو تجسے ہوے جلا | برپا وہی رہیگا جو تجتہ تک ہے سلسلا

یارون نے جتنے رسمین بنائین تہین اٹہا چلین

کتنے کو تیرے عہد مین سو تو گذر گئے | آشوب تیرے خطرے ترے سدہ بسر گئے
آفت کہان کہ کب کے کنارا ہی کر گئے | آوازہ تیرا سنکے بلا جیسے مر گئے

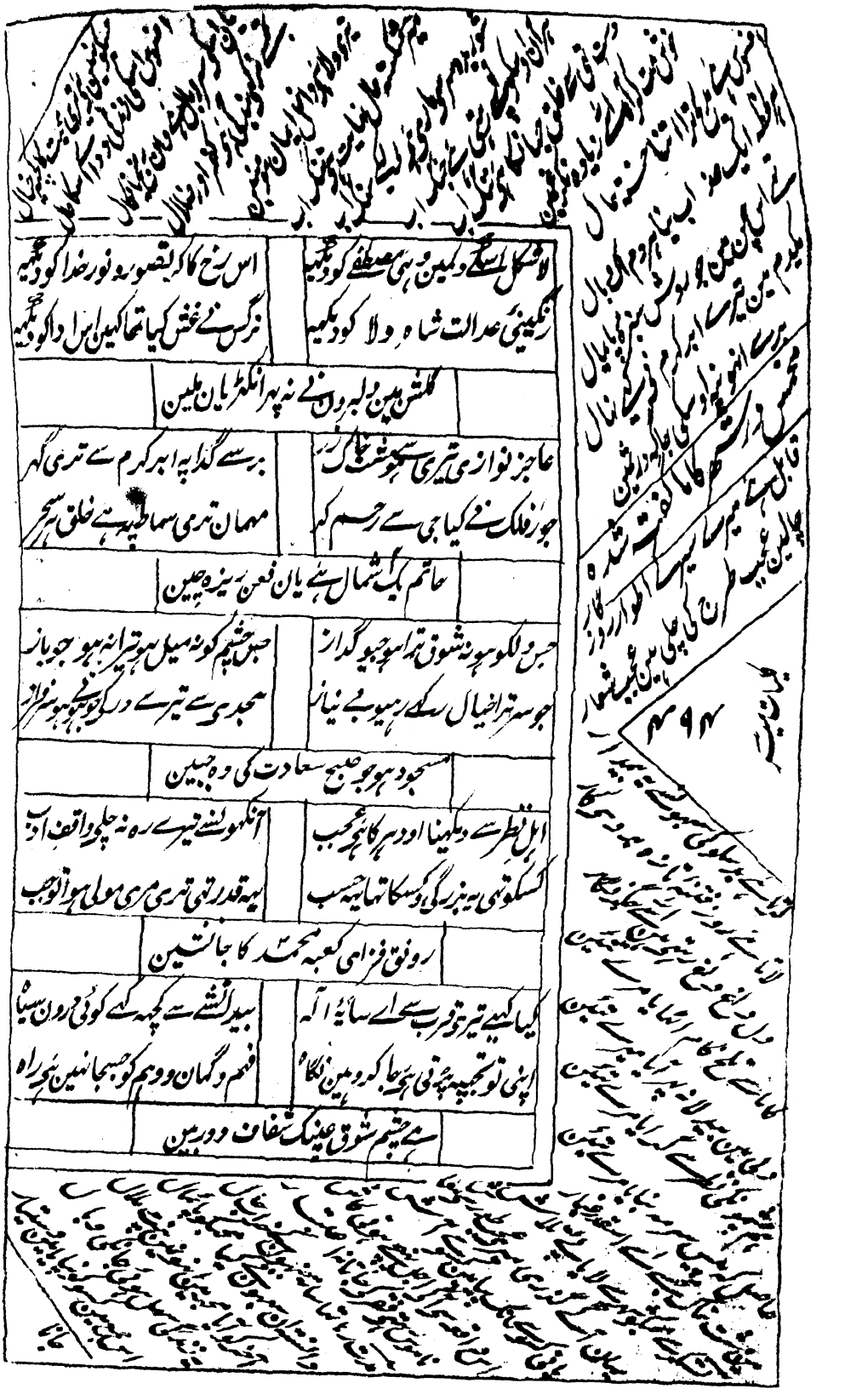
یون مٹ گئے فساد کہ مذکور بہی نہین

داور ہوا جو تو ملے بیکسون کے داد | تلوار مارنی سو ترے مٹگئے فساد
آئے نہ گرد زندقہ و کفر پہ عناد | زنار ٹوٹی مہر ترے جلے بت گئی بباد

برہم ہوئی گبری مین ہزارون برس کے دین

مٹنگا ہی گرم بازار کی سب سرد ہو گئے | چہرے منافقون کے دو مین زرد ہو گئے
سر در نقاب خاک ہزے مرد ہو گئے | جیسے تہا پہ غبار جہان گرد ہو گئے

کلمون مین بکبریون کی چہٹی شیر خشمگین



جانا جہان تہا مجھے سو بار واں گیا — ضعف قوی سو دست بدیوار رہ گیا
محتاج ہو کے نان کا طلبگار واں گیا — چارہ نہ دیکھا مضطر و ناچار رہ گیا

اس جان ناتوان پہ کیا صبر اختیار

در پہ ہر یک وفی کی سماجت مری گئی — نالا لیقوں سے ملتے لیاقت مری گئی
کیا مفت ہائے شان شرافت مری گئی — ایسا پھرایا آن کہ طاقت مری گئی

مشہور شہر اب ہوں سبکسار و بیوقار

عرصہ تہا بجہ پہ تنگ اٹہا ہو کے نیم جان — پوچہا نہ مجھکو یک لب نان سے کہ ہوں جانتے جہان
کم پائی پر بہی سیر کیا میں نے سب جہان — آشفتہ خاطری نے پھرایا کہاں کہاں

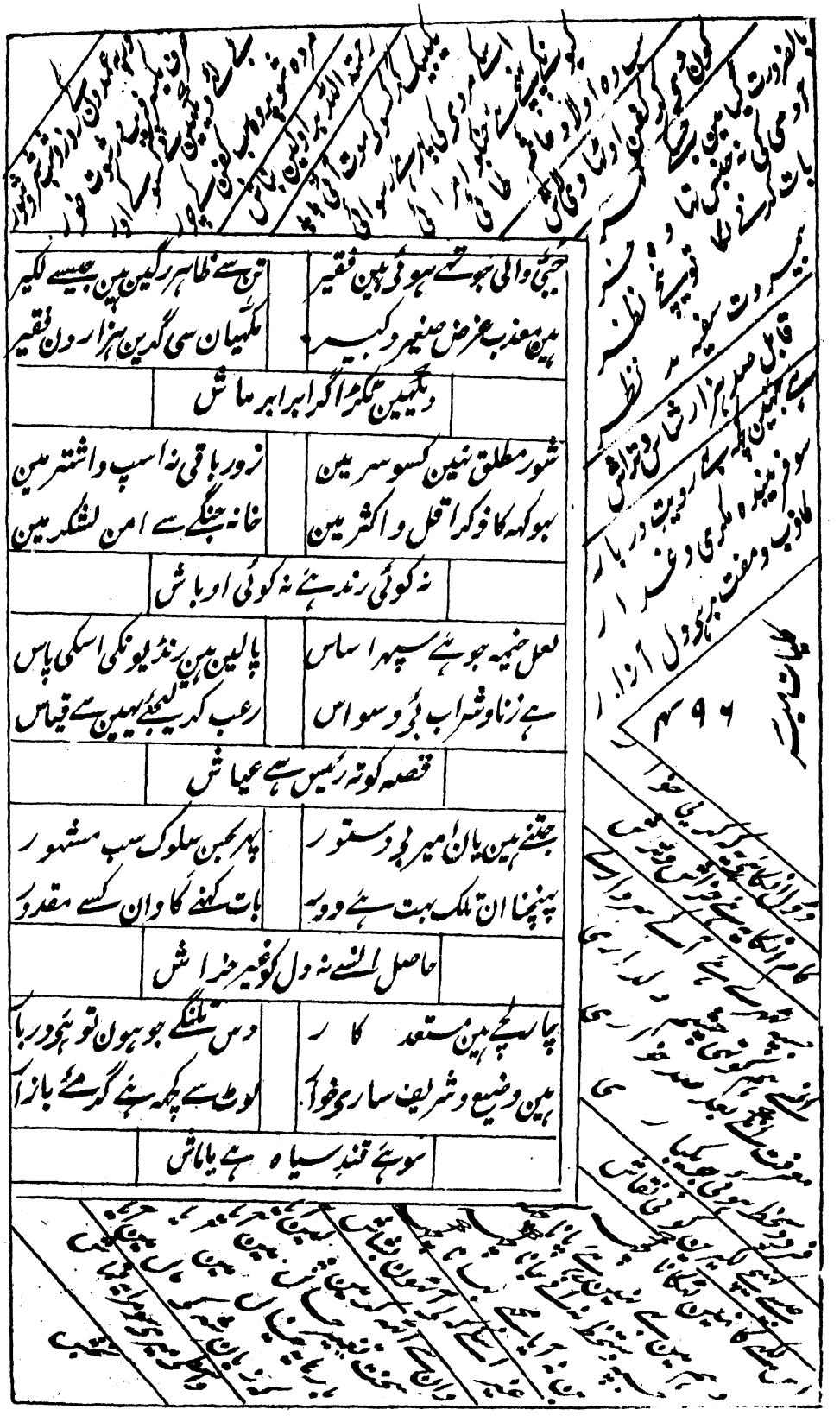
بر سو نکار از مجھ سے ہوا آخر آشکار

پرداخت میری ہو نسکی ایک امیر سے — عقدہ کہلا نہ دل کا دعا ہی فقیر سے
رخنی ہمیشہ آتی رہی سر پہ تیر سے — ہر چند التجا کی صغیر و کبیر سے

لیکن ہوا نہ نفع مری دل کا اضطرار

کنکی کی اپنے حال پہ تپفقت سے یک نگاہ — نکلے ہے کسکے طور پہ اپنے سخن کی آہ
بولا نہ کوئی ہنسے کہ تم کیوں ہو ئی تباہ — اسلوب اپنے جینے کا ہو کس طرح سے آہ

ہم ایک ناتوان و ضعیف اور غم ہزار



بخش دون جامہ تک جو ہو قدرت | آٹھوان فی مین خرچ یکساعت
دس روپے دون گدا کو بی منت | مقتضی ہوے کب مری ہمت

صاحبان کرم کی تئین شاباش

ہو جوان لوگونمین گدا کا گذر | سہم رہ جائین سب نہ دیکھین ادھر
دیر کے بعد یہ کہین ہل کہ | شاہ جی لے خدا سبھونکی خبر

سو بھی یہ بات ہے پس از کنگاش

یارونکے جود کا بیان کیا ہے | وہم مین انکے بھی جہان کیا ہے
آشکارا ہے سب نہان کیا ہے | دیکھتے ہین کہین کہ یان کیا ہے

ایسے صحبت مین ہم نہ ہوتے کاش

بس قلم اب بانکو اپنے سنبھال | خوشنما کب ہے ایسے قال و مقال
ہے کہ جب چنج روسیہ کی چال | مصلحت ہے کہ رہیے ہو کر لال

فائدہ کیا جو راز کہیے فاش

دستخطی فرد کا سنو احوال | بید ماغی سی مین تو دیتی تھی ڈال
ایک مشفق کو تھا ادھر کا خیال | مہربانی سے لائے کھوج نکال

شیخ جی گاڑ ہے سو عجائب مال

لیکے میری تسلے فرمائے | پھر لقمہ پاس اپنے رکھوائی
اور لگے کہنے رکھیے استقلال

فرد فواب کو دکھاؤن گا | حال صاحب کا سب جتاؤن گا
ہے مقدر تو کہ ہی لاؤن گا | لیکے دفتر مین آپ جاؤن گا
آگے میرے کسے سخن کا مجال

قدر والا ہمارے ہی معلوم | خلق خادم ہے اور تو مخدوم
اس سعادت سے جو رہے محروم | ہے یقینے کہ وہ الاغ ہے شوم
حشر کو ہوگا مرکب دجال

تم نبی فاطمہ ہو ہم ہین غلام | ہے غلامی تمہاری اپنا کام
تمکو مسجود جانتے ہین انام | تم سبھونکے ہو پیشوا و امام
تمسے سبکو نجات کا ہے سوال

بارے حضت کیا بصد اعزاز | اور کہا تم ہو خلق مین ممتاز
ہے تمنا کہ تمسے ہون دمساز | دل ہمارا ہو کاش محو نیاز
کریے تم پہ نثار جان و مال

شیخ ذکر سلوک حد سے زیادہ | قید اندوہ سے کیا آزاد

ایک مدت تھی آج کل پر بات | اتبو ہی صبح اب نہوی ہی رات
ہی بہت شیخ کی مغنیمت ذات | جمع آدم مین اتنی کب ہین صفات

مفتری دور دورے محتال

ایکدن مین کہا جو ہو مضطر | کہیے اس در سے جاؤن اب کیدھر
ہنس کے بولی بہت تلطف کر | سر منڈاتے ہو تم ہی اس گھر

آگے اوسنکے جتنے ہونگے بال

راتونکی تینون مصیبتین گذرین | اور دنونکو قیامتین گذرین
کچھہ نہ پوچھو جو حالتین گذرین | باتون باتون مدتین گذرین

وعدہ دو چار دن نہ ماہ و سال

پھر جو اوس فرد کا ہوا مذکور | کہنے لاگے کہ نائب دستور
جانتا ہے تمین کہ ہو مشہور | پر کہے ہے رکھو مجھے معذور

جاری کرنا ہے اسکا امر محال

آئہ آفی ہین شاہ پر بہاری | اوسکے لوگون نے کی ہی خواری
آپ ہے تو یہ ہی گرفتاری | فتح ہی کی تو قحط کی ماری

کیون یہ جسجا رہی ہین وان تہا کال

یان مین شہ کی گہر مین وہ آتا ہے | کبھو ہوتا ہے پینا کبھو نا بھی
ورنہ بھوکے رہے ہین بیٹھے ندھال

حال یہہ ہے جو اسپہ ہو منظور | پھر بھی نواب سے کہون مذکور
گاہ باشد کہ ہوا نہین مقدور | پر سماجت ہے اب خرد سے دور
لطف کیا مین کہون وہ دیوین مآل

مین کہا بس بہت خراب ہوا | پردی مین رانسے بھی جواب ہوا
دل ہوا داغ جی کباب ہوا | بارے ہونا جو تھا شتاب ہوا
کٹ رہیگا مرا بے یہہ جنجال

دل سے اپنے بھی اب بلا دیجے | فرد میری مجھے منگا دیجے
اس خیالات کو اڑا دیجے | بند چھڑیا کسے چھڑا دیجے
بس بچھایا بہت فریب کا جال

ہنسکے بولے کہ فرد ہے حاضر | اور سمجھیے نہ محبوب ہے قاصر
جان کا ہون تمہاری مین ناظر | جمع فرماؤ خاطر عاطر
اب نہین پھر یہہ کام لونگا سنبھال

تب سے اب تک وہ فرد لاتا ہون | گاہ بیگاہ انکے جاتا ہون

قصر و خانقہ کی ہر طرف ہے دھوم | دو تکیے جہان مین وان ہے ہجوم
لشکر اک ہے خزانہ مردم بوم | زندگی کرنی کی طرح معلوم
کہ رہے جون خدا ہی ہے آگاہ

قصہ کوتہ کہان نہ رو گذرا | کونسی مثل مین نہ ہو گذرا
آبرو رفتہ رفتہ کہو گذرا | یان گذرنا تہا ظلم جو گذرا
اسپہ جسکو ہو قصد بسم اللہ

پارسا ہین جو جوان پیر ہی کہتے ہین | جو ولایت رکہین شاہ ولا کہتے ہین
سالک مسلک دل راہنما کہتے ہین | ایک مولا کی ہین ایک خدا کہتے ہین
یا علی جو تجہی کہتے ہین بجا کہتے ہین

آفتاب فلک غرو علی تو ہی تہا | چہرہ آرای زمین اور سما تو ہی تہا
جانشین پیمبر کی سزا تو ہی تہا | قالب خاکی کے پردہ مین خدا تو ہی تہا
یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

ہے ترے قدر سے جو تم رسل کون آگاہ | حمد اشان تری صل علے تیری جا
زور سے تیری ہی قدرت کو ہے بسان پر کاہ | وہ ثبات اس قدر و قامت پہ قیربے واہ
یا علی جو تجہے کہتے ہین بجا کہتے ہین

عالم خاکی مین تنہا صلحتا جلوہ نما | عرش اعظم سے بھی تیرے در پہ مرجع ہی
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

اے ترا مرتبہ بالا ز فہم و ادراک | ایک شب کی تو نہین پہنچے ترے جلوہ کی خاک
ہین تیری شوخی مین سرگشتہ شب و روز ملک | پر کہان عالم خاک اور کہان عالم پاک
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

اے ترے اسرار کا تو آپ ہی اک پردہ ہے | ورنہ کون ایسا ہے جو تجھ چون چہ گوید پہچانتا ہے
ایک فرقہ نے تجھے روح قدس مانا ہے | ایک نے ذات مقدس تجھی کو جانا ہے
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

شان و شوکت تری کیا کر سکے عاجز تقریر | ہیچ مدح ترا کیونکہ ہو لکھن ہے میر
زیب دیتی ہے تجھے کوس شہی کل امیر | تین تقدیر نے تینون بخشی دی تاج و سریر
یا علی جو تجھے کہتے ہین بجا کہتے ہین

ای مرتفع نشین علی العرش استوا | در عرش ما سوی خدا حویش مصطفی
تو شہ کہ تو نی دوش نبی پر قدم رکھا | بت تو ر تو ڑ شرک کی صورت دئی مٹا
یا یا بزور عرصے مین یکتائے خدا

کہتے ہین تجھ پہ چشم کرم صاحب نظر | افضل ہوئی سب سے ترے خلقت بشر

زور آوری جہانمین تری داستان ہوئے | عرصی کے سپلوانون کی قدر تیمیان ہوئے
کتنونکی جان سامنے تیرے روان ہوئے | کتنونکی دور بیٹھے ہے خاطر نشان ہوئے

سیمیر ترے کمان کی نہ کوئی اٹھا سکا

فرضا ہوا غلام سے تیرے اگر بگاڑ | دشمن بھائی سامنے ہر ایک جون پہاڑ
مارا نہ ایک دو ہی کو میدان مین پچھاڑ | جسکی کمر مین ہاتھہ چلایا لیا اوکھاڑ

جسکی طرف کو آن جھکا سر جھکا دیا

آیا دھپٹکے گھوڑی کو جسوقت مہیر مہیر | خرگوش تھی بھیڑ کی گویا جوان و پیر
سرگرم رزم جب کہ ہوا کہہ کے گیر گیر | اوسکی کمانکی ساتھہ تھا پیغام مرگ تیر

تلوار اسکے ہاتھہ مین تھا نامۂ فنا

بھیڑ کی کوہ و دشت کو بھاگ گئے سب گئے | بھیڑ کی زخم تن پہ آتھا جان بلب گئے
تھی بھیڑ کی جوان ہوا ہٹ سو دب گئے | جو رُا ادہر سی تیر اودہر سی سہم سب گئے

چمکی ادہر سے تیغ اودہر سر جدا ہوا

ہے کون دادرس جو کہون دس کی مردمی | جور فلک سی جہانی مین سب پر گئی جمی
امید ہی کہ پہونچی ترے لطف کی نوید | کم بخت بھی پہر نہ ترے در سے نا امید

از بسکہ وقف کرتے ہین دن طلوع سا

مسدس در نعت سرور کائنات صلعم

جرم کی کہو شرمینی یارسولؐ — اور خاطر کی خرمینی یارسولؐ
کہنچون ہون نقصان دینی یارسولؐ — تیری رحمت ہے یقینی یارسولؐ

رحمۃ للعالمینی یارسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یارسولؐ

لطف تیرا عام ہے کرم حمت — ہے کرم سے تیری چشم کرمت
مجرم عاجز ہون کرتے تقویت — تو ہے صاحب تجھسے ہے یہ مسئلت

رحمۃ للعالمینی یارسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یارسولؐ

کیا سیہ کاری نے منہ کالا کیا — بات کرنے کا نہین کچھ منہ رہا
رحم کر خاک مذلت سے اوٹھا — میری عفو جرم کی تخصیص کیا

رحمۃ للعالمینی یارسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یارسولؐ

اب ٹھہرتا نہین پای ثبات — دستگیر یکر کہ پاؤنہین نجات
جرم کیا ہین میری کتنی مشکلات — ہے کفایت ایک تیری التفات

رحمۃ للعالمینی یارسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یارسولؐ

کچھ رہی جو ہین واقف راز دنیا
عام تجھہ انعام پر کر چشم باز
شعر یہ مشہور سب وی دل گداز
پڑھتے ہین جاہے دعا بعد از نماز

رحمۃ للعالمینی یارسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یارسولؐ

جب تلک تاثیر کا تھا کچھہ گمان
گہہ قرآن خوان میر تو گہہ سجہ خوان
وقت یکسان تو نہین ای دوستان
اب یہی ہے ہر زمان ورد زبان

رحمۃ للعالمینی یارسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یارسولؐ

مدس

ذلہ خوار و نمین شہ روم تری صبح و شام
رزیہ چینی تری باد شہ چین کا قیام
حبشی ہندی و صفاہانی عرب ای تمام
ہین سبھی تیرے دست نگر لیجیے کس کس کا نام

یا علی گیست کہ شرمندۂ احسان نہ گیست
بر سر خوان کرم گیست کہ مہمان نہ گیست

نام حاتم کا خنک جیسے لطیفہ مشہور
محض زاہد کا تری بزم مین زاہد مذکور
رنگ بے رنگ طعمہ مین بدل ہر ایسی درّ مرغوب
کیا خدا دیدی ہی اللہ خدائی مشکور

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

لطف ہی عام ترا سب تجھی سے پاتے ہین
تیری دولت ہی جو یہ شاہ و گدا کھاتے ہین
شکر نعمت یہ نہین تیرا بجا لاتے ہین
اس جہان سے بھی یہی کہتے ہوئے جاتے ہین

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

ارض مین اور سمٰوٰۃ مین سب تیرا مال
جسکا گھر چاہے تو کردے اوسے مالا مال
روز بہبود کا تجھسے سر گرد و نہین خیال
اپنی خوبی کو زمین رات کرے تجھسے سوال

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست
بر سر خوان کرم کیست کہ مہمان تو نیست

فی الحقیقت تری مہمان خلایق ہی سب
تیری دروازے سے محروم کوئی آوے ہی کب
تجھسے ہی کی ہی گون تیری مروت کا ادب
جاؤن ناکام اگر مین تو نہایت ہی عجب

یا علی کیست کہ شرمندۂ احسان تو نیست

اسقدر تجھسے نہ لگ چلتے نہ آتی اس راہ
تو پری ہوتا تو ملتی تیری اور نگاہ

یہ فریبندہ سخن گوش نہ کرتے ہرگز
خواہ مخواہ کنج دہن دل پہ نہ دھرتے ہرگز

پے شب وصل دن اسطور نہ بھرتے ہرگز
لعل جاں بخش پہ یوں تیری نہ مرتے ہرگز

اتفاقات سے ہو جاتی ملاقات تو خیر
دل تجرد پہ رکھا جب نہ کوئی یار نہ غیر

عشوہ و ناز و ادا سی کسو کو پر کیا کام
جی ہے بیچین ہاکرتا نہ دل بے آرام

ہو گیا یوں تو کبھو ہو گیا آبسین کلام
بر رخ و زلف رکن کا ہیکو ہر صبح و شام

جنس اچھی تری پر گرمی بازار کہان
سر گران تو تو بہت ہو پہ خریدار کہان

تجھسے ہمرو و وفا دل لگانا تھا غلط
آپ کو حرف غلط رنگ مٹانا تھا غلط

خط دے قاصد کو تری اور جلانا تھا غلط
آتش غم سے مری جی کا جلانا تھا غلط

اپنی نادانی سمجھئے کہ تو کیا نسخہ ہے
آدمی بھی کسو دانا کا لکھا نسخہ ہے

غم منین تجھکو ری یاری وفاداری کا
نہ خیال آوے ہے بندیکی گرفتاری کا

اسکی محبوبی و خوبی کا مذکور ہے اب
دیکھنا کچھ ہو اوسی کا تجھے منظور ہے اب
صرف اس پر کرو نگا جو معتور ہے اب
اس کی فرقت سے تڑپتا شب و روز ہے اب
گھر سے بیدم اٹھو نکلا سو بیخود نکلا
وہ بھی سن کر مرے رونے کو رونا نکلا

مخلط لطف و عنایت سے ہوا جاتا ہے
کوئی دن راتو تلوچھ پاس رہا جاتا ہے

کام دل لون ہوا جاتا ہے
باوگلاخ ہے پتھر بتاؤں تو کیا
خط تری بیخطی کا غماز ہے
قصد کیا ہوں کہ اسی شوخ کو میں جی نہ چاہوں
یاد ماہ کنعاں و زلیخا نہ رہوں
تو جہان اور ترا حسن و سراپا نہ رہوں
کس زباں سے کہوں کیا کیا نہ رہوں
ایسی معلوم ہوئی روز ازل اوا معلوم

پھر تو جیکو مین کرونگا اسی مہر پر قربان
راہ و منزل مین پھر ونگا اسکے دست افشان

بس بگولا سا ہوا تیرے لئے سرگردان
اسقدر مجھکو ملا ہے کہان دل ہے کہان

کہ رہون بیخبر و بیخواب شبون کو روتا
کاش مشتاق ترے منہ کا نہ اتنا ہوتا

اب تو جو کچھ ہو دل اوس سا تھہ لگا بیٹھونگا
اوسکے دروازے پہ درویش ہو جا بیٹھونگا

ہاتھہ وا سوختہ ہو تجسے لگا بیٹھونگا
آؤن گا بھی تو تری پاس نہ آ بیٹھونگا

دو در سے ایک نظر کر کے چلا جاؤن گا
سو بھی کتنے دنون پھر کا ہیکو مین آؤنگا

لاگ ہر جسکی اوس سے کرون قیل و قال
دل نشین اوسکی کرون خوب طرح کہنہ مقال

ساری مجلس کی تئین اوسکی کرون واقف حال
بعد ازان ترک کرون کہا کی قسم تیرا خیال

پھر کبھو ہم مین بھی گذری نہ ملنا تیرا
جب تب در پہ اوسکی رہی ماتھا میرا

لگ چلون اوس سے صبا کی سی طرح شام و سحر
اوسکے پاؤن تلے کی خاک کرون کحل بصر

رو سے گلرنگ سے اوسکے نہ اوٹھی میری نظر
چپکے اوسکے لب شیرین سے رہین دیدۂ تر

در بھی حال کی اس گیسوئے پیچ در پیچ کی

چھوٹے مجھکو بھی غیر وں کی ملاقات کی ہی
چھوڑی ہی یہ تو تو پھر آزردگی کس بات کی ہی

کی دشمنی نے کام مرا پھر ذہ مری چھاتی جلی
دل نہ سینے مین مری شام و سحر کوئی ملی

شکوہ ناکی ہی زبان سنہ مین دن ہار ملی
آئی چلنی کہین سی پھوٹ الگ میرے گلی

زور سی بازو پہ اپنے تری سر کو رکھا
دست گستاخ پہ لے تیری کمر کو رکھا

بس ہوس کیشون سے مل مل کی تو بدنام ہوا
جسکہ راتون کو رہا شہرہ ایام ہوا

کاسر لیسو تیگی گہی مرتکب جام ہوا
شوخ و شنتاقی دبیرو فصح ہی اشام ہوا

طور پر میری معیشت کوئی دن اچھی ہی
ایسے بدکار سے صحبت کوئی دن اچھی ہی

آیا گر غیر کہ ملنے کی قسم کہاتا ہے
میرہی حرف درشتانہ سی شرماتا ہے

ذوق دسیاہی ہی لو سکا تو او سی بہاتا ہے
دیکھو دا سوز سی منہ پر یہ سخن لاتا ہے

ورنہ مشتاق ہی سو جی سے جگر خستہ ترا
کشتہ و مردہ ترا رفتہ و دل بستہ ترا

مسدس

جی نہ نکلا اگر اسمین تو کرا ہا کر ہے گا
مرثیہ اپنا کہین بیٹھے کہا کر ہے گا

مسدس

جاتی ہی شب تاری گشتی دنکو پہرا ہون خراب
کبتلک اس خاکدانمین چون بگولا پیچ و تاب
دل تڑپتا ہی جدا جی کو جدا ہی اضطراب
ہر گھڑی تازہ قلب ہر دم نیا ہی اک عذاب
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوترابؑ
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

اب گرا جاتا ہون چشم خلق ہی اٹک سنبھال
دیکھہ مت اس ہی زیادہ خوار زار خستہ حال
مرحمت کر مرحمت کر رنج ہی مجکو نکال
کبتلک محزون رہون نمین تا کجا کہینچون ملال
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوترابؑ
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا لکہے اعجاز تیری خامۂ جادو شعار
تو وہی ہی ایک لیکن نام تیرے ہین ہزار
وقت جب ہوتا ہی تنگ ی قدرت پروردگار
نام لی لی کر تری کہتا ہی ہر اک یون پکار
یا علیؑ یا ایلیا یا بوالحسن یا بوترابؑ
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

تنگ پوشی ہی نہ محفوظ تمہین پاتی ہی
تنگ جامی جو سی جاتی تو گہبراتی تھے

مسکی چولی کی کبھو در پہ نہ تم آتی تھے
پٹے دامن کی الٹ گہری مین مہر جاتی تھے

یا تو اب کہنی مہتی مونڈہی چسپ رہتی ہین
باہر اندر ہو کہین بند کسے رہتے ہین

شوق نزدیکت سی تکرار بڑہا نہ رعنائی کی
دل آتنا تہا لگا خوبی و مرزائی سے

اتہو سو بار کمر بندہتی ہی اکلائی سے
دیکہتے رہتے ہو ترکیب ہی خود رائی سے

رد سیہ آئینہ سے تجکو فراغت ہی نہین
سرمہ تیرہ درون سے کہین فرصت ہی نہین

شانہ اب باعث مین ہی زلف بنا کرتی ہے
مسی دانتون مین کی بار لگا کرتی ہے

پاس سر ہو کے سلا ہی رہا کرتی ہے
آنکہہ رعنائی پہ اپنی ہی بڑا کرتی ہے

جان آنکہون مین کسیکے ہو نظر تجکو نہین
غش کہہ کے کوئی ستمدیدہ خبر تجکو نہین

کب گلی کوچہ مین پہرے تہے تمہارے تلوار
پر تلا کا ہیکو رہتا تہا گلا کا یون ہار

ساتہہ خونخوار نہ پہرے تہے تمہارے خونخوار
دم مین لاحق کسی یون جان نہ کہتے تہے ہار

پائہ فتنہ و پرخاش ہوئی ہو اب تو

چھیڑی گالی دی اشارت کری چشمک ماری
عشوہ و غمزہ و انداز بھلا دے ساری

دشنہ کافی ہو تجھ پاس تو اوسکے دشوار
کوئی دن تو بھی پھیر جان سے اپنی بیزار

سینکڑوں ہیں ہر آن میں اونسے تجھے سو سو آزار
ملنے و تعریف دکھائی رہی اک بوچھار

جا کے ٹک سامنے اسکے تو بہت تر آوے
عرق شرم میں ڈوبا ہوا سب گھر آوے

دل ہوا سوختہ کو اپنے لیے جاتے ہیں
غصے سے خون جگر اپنا پیے جاتے ہیں

اپنی جاگیر انکو ناچار دیے جاتے ہیں
ابکی یوں جاتی نہیں عہد کیے جاتے ہیں

آوے گا تو بھی منا لیں گے کو نہ آوینگے ہم
جان سے جاوینگے پیمان سے نہ جاوینگے ہم

بازگشت اپنی کسو طرح نہیں ہے منظور
گو کہ در پیش ہیں آوے ہے دوراز دور

جانا ٹھہرا تو پھر آئی کا میاں کیا نزدیک
جی سے اپنے ہی بھی گذر جائی پر تا مقدور

سنا دہر کریے نہ جس جا سے پھر اٹھ جانا
قدر کیا دیوے ہے ہر بار کا آنا جانا

میر اعراض سبھی لوگوں کی کیا ہے آگے
دلکی داسوز سے ہو ہو بھی پیا ہے آگے

خوبی رعنائی سے کم تجکو بہت فرصت ہے
نئی ترکیب بنانی سے کہان ملت ہے

چہرہ آرائی شب و روز یہ صورت ہے
شانہ و زلف گتھی رہتی ہین یہ صورت ہے

سورے سے آئینہ و شانہ و عطر و گلاب
آرسی چھوڑی تجھے تک تو ادھر تو دیکھے

محو کس روز عجب پاقتے رعنائی کا
ذوق رہتا تہا تجھے کاہیکو خودرائی کا

کب کہ آپ اپنی طرف تہا ہمہ تن کلفائی کا
اتنا دل بستہ تہا جامہ زیبائی کا

سرخ سنجاف نہ لگتی تھی نہ ہوتی تھی چاک
خون ہے عشق کی مارو تجھی سے دامن تہا پاک

ایسے ہاتھونکی تقلید مین کب تک مارو
تنگ چولی کی نہ رہتا تہا کبھو اتنا گرد

پاٹ دامن کی نہوتی تھی تری ساتھ کی سو
اتبو ہی قہر تو ڈھیلی ہو کمر اک بھی جو

درزی کا نپاہی کرے ٹیک نہ جب تک سی دے
کارگر ہو نا کہین سوئی کی کرے ٹانکے ڈھیلے

خط بھی آیا پہ تری صفائی نہ ہوئی
کس گھڑی آنکہ بیٹھے کہ لڑائی نہ ہوئی

اپنی سج دیکھنے سے تجکو رہائی نہ ہوئی
اک بلا جی کی ہوئی تنگ قبائی نہ ہوئی

رک گئی دیکھتے دس جا سے تری موندھی چوٹی

۵۱۳

جی نہ نکلا اگر اسمین تو کرلا کر رہے گا
مرثیہ اپنا کہین بیٹھے کہا کر رہے گا

مسدس

جاتی ہی شب تاریکی دنکو پہر تا ہون خراب
کبتلک اس خاکدانمین چون بگولا پیچ و تاب
دل تڑپتا ہی جدا جی کو جدا ہی اضطراب
ہر گھڑی تازہ تعب ہر دم نیا ہی اک عذاب

یا علیؑ یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوترابؑ
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

اب گرا جاتا ہون چشم خلق سی اٹک سنبھال
دیکھہ مت اس سی زیادہ خوار زار خستہ حال
مرحمت کر کرامت کر رنج سی مجکو نکال
کبتلک محزون رہونگا تین تا کبکہینچون ملال

یا علیؑ یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوترابؑ
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا لکھے اعجاز تیری خامۂ جادو شعار
تو وہی ہی ایک لیکن نام تیری ہین ہزار
وقت جب ہوتا ہی تنگ ی قدرت پروردگار
نام لی لی کر تجھی کہتا ہی ہر اک یون پکار

یا علیؑ یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوترابؑ
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یا علی یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

غالباً سیہ مجھ پہ بہ اب میر کو بھی ہے گھٹا سا
آبلہ یک بن گیا ہے جملہ تن ہو کر گداز
شام کہتا ہے یہی رکھہ خاک پہ روی آسمان
صبح پڑھتا ہے یہی جائی دعا بعد از نماز

یا علی یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

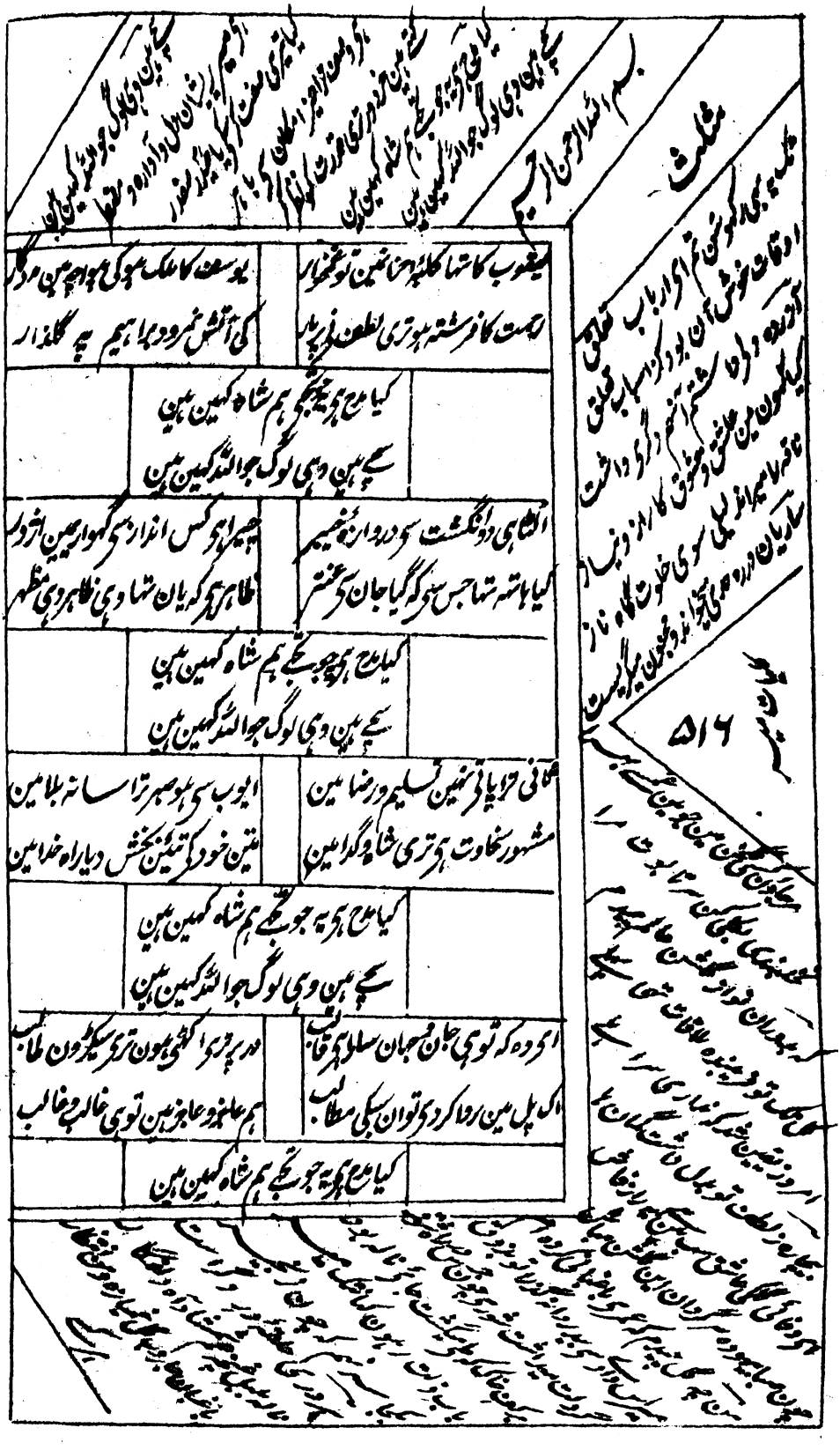
مسدس در منقبت

درویش جو ہین مقصد و مخدا کہین ہین
سالک جو ہین وہی راہبر راہ کہین ہین
اک واقف اسرار دل آگاہ کہین ہین
اک فرخ حقیقت کا تجھی ماہ کہین ہین

کیا مدح ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین

مذکور کہین نام ترا کام روا ہے
مشہور لقب یک جگہہ راہنما ہے
ہر ایک نے کچھہ حسب خرد اپنی کہا ہے
سمجھا نہ کوئی یہ کہ حقیقت مین تو کیا ہے

کیا مدح ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کہین ہین
سچے ہین وہی لوگ جو اللہ کہین ہین



هر کسے چیزے بیادت در گلستان میکشد

آئی تمی ملاقات کی راہ اسکی دل اسود | تا چشم کنم باز شب وصل سحر بود

عمر گذران بر سر انصاف نیامد

جان سے آئی کہ جاناں ہے عجب محبوب مجھسے سن | یک بگبور غریبان شہر سیری کن

بہ بین کہ نقش بلا باچہ باطل افتادہ است

اگرچہ اب دم آخر سے لیکن اے غم خوار | بحسرت ندہ ام آئینہ پیش من مگذار

جہاں یار بجز دربدر و شدن ستم است

سے بھی جو کوئی یاں سو نہیں کرتے ہیں وہاں نیک و بد عالم ہمہ عنقا صفتانند

یعنی خبر از ہر کہ گرفتم خبری بود

تمام شد مثلث میر



السلام اے رازدار و اور جان آفرین
السلام اے لامکان کے حاکم مسند نشین

ذات تیری جون خدا کی ذات ہے والا صفات
بے شریک و بے عدیل و بے نظیر و بے قرین

یہ شرافت یہ سیادت یہ تقدس یہ کمال
یہ تنزہ یہ تعلی یہ تفوق ہے کہین

تو ولی ہے تو وصی ہے تو علی ہے تو وہی
جس سے بالاتر تصور کیجیے تو کچھ نہین

کیا تعقل کیا تحمل کیا بختر کیا وقار
طفل مکتب درس گاہ تیری عقل و الین

سید برحق شریف النفس فخر روزگار
باعث عز مسیہر و موجب فخر زمین

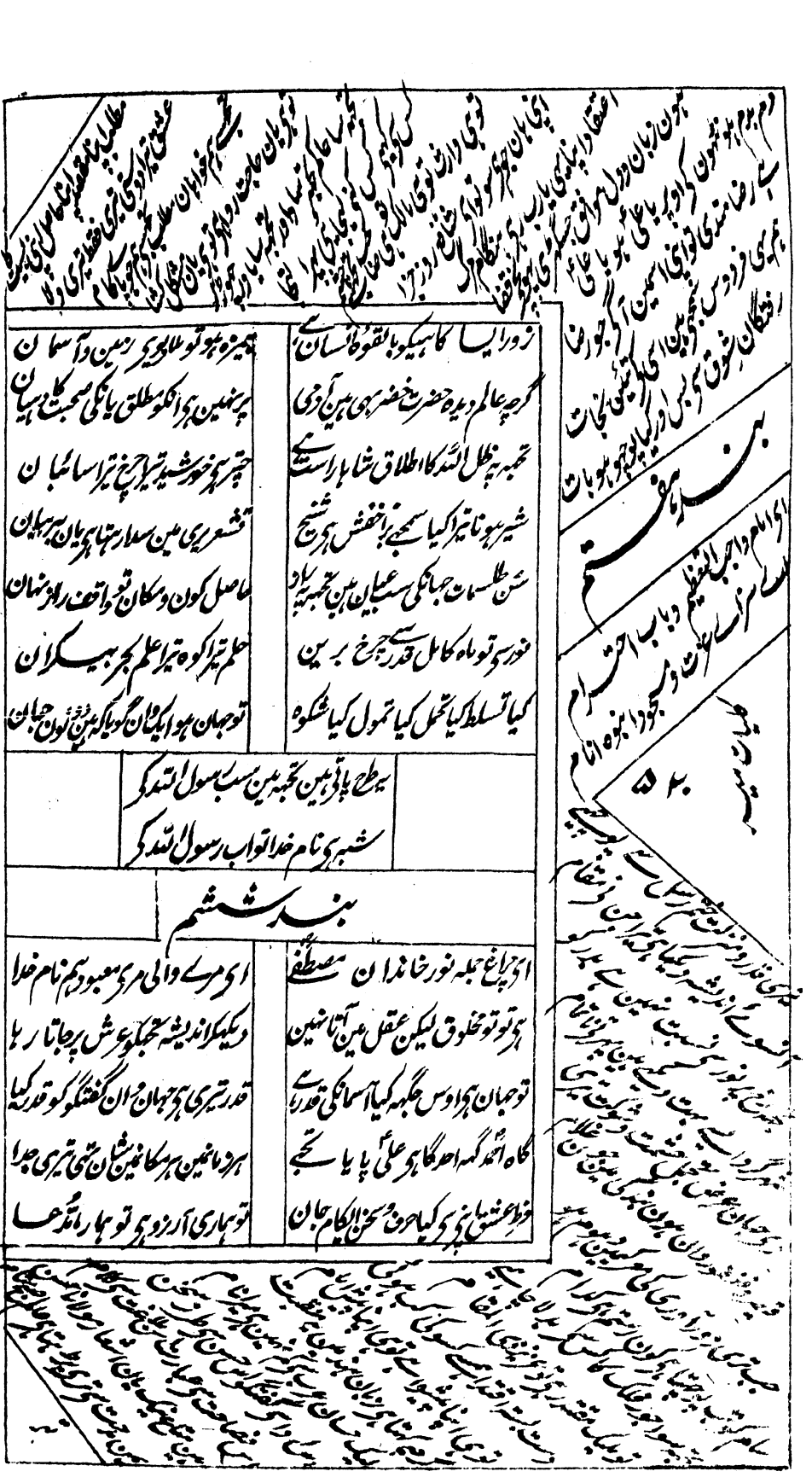
بار تیرا بہر کو گران ہو اور مین ہون ناتوان
بو نسیم فیض تیری اس چمن مین ہین کہان

بند سوم

ای شہ خوبی نسب والا حسب عالی تبار	جملہ تن عزت سراپا و قد و یکسر اعتبار
اللہ اللہ بازو و قدرت و دیدنی	ترکمنی کی جای حشمت سیر قابل اقتدار
قدس کی ہاشندگان کا ناز تیری ذات پر	نوع انسان کا تمامی تیری ہی پر افتخار
قلع خیبر مرگ اژدر کشیخا خورشید کا	ہین فسانے زور کی تیری جہانمین یادگار
جبکہ گوئی گردن کشونکی سرجہان مینے کہا	لافتا الا علی لاسیف الا ذوالفقار
تو کہو جارو ب تہی میدان لیکن کی تیری تیغ	جسکے نکلے فی خس و خاشاک نی گرد و غبار
تو نی چہیرا ہی اگر مرکب کو اپنے کیلے ہان	تو ہوا ہی اوس رو ش وس باد پیما گا گذار
جون کوئی بجلی چمک جاتی ہی گاہی پیش چشم	پہر کہلے پر آنکہمکی رہ جاتی ہین حیران کار
گوشہ محراب مین راتونکی تینین رونی سی کام	روز میدان سایہ شمشیر مین ہنسا شعار
کیا چہپے ہی کچہہ یہ شخصیت چیز مین نلہر کرون	ہر تری اوصاف سی ہین قریہ و شہر و دیار
ہی کف نخشی سی تیری ابر نیسان یکطرف	ہی کف ہمت کی آگی تیر ہو در یا یک کنار
مہربان ہو یک نظر اس حشم غم کی درد کہیہ	دیکہہ ہمت میر لطف اپنے کرم کی اور دیکہہ

بند چہارم

ای لسان کہ ہمہ گا ملوک مین لذ و ما یان
تا کم نہ ہو ما ن ہو ش ما ہی فیض کا در و ز بان
نظم و نثر ہم ر شک ہی تری ہر بان ایک دو جہ کہان
کب ہم ر شک ہی تری آ ب کی چین ر ستان
ہی بلاغت کی قدر کی اقلیم کا شان ایک
تجکو ہم تو ہین از دہ ہی کہان



تو خریداری کر ی تک بھی تو قیمت ہو د ہے جنسے یعنی ہو چیز جس کا بس قبول خاص و عام

سو خدا نا کردہ مجھسے نہین کرتا حقیر
آرزو ہوتی نہین ہے غیب کی ایمان میر

قصیدہ در مدح نواب آصف الدولہ بہادر

ہوا کی ہین نے بس شکوہ فلک تحریر سیہ ہے کاغذ شقی کی رنگ لوح ضمیر
کرون نہ شکر جفا ہای آسمان کیونکر سر ی خرابی مین ان کی کبھو نہ کی تقصیر
دیا ہزارون کو دست ان نے خانہ ساز دیکا دل شکستہ کو میری کیا نہ ایک تعمیر
جو مین نے چاہا کہ جلد اپنا کام کر لے تمام تو روسیاہ نے اوس کام مین بھی کی تاخیر
سبا تھا چشم طمع کو مین اک سحر اسپر سو جام خون دیا ان نے جای کاسہ شیر
دماغ رفتہ شگفتن سے آشنا نہوا کہ اس چمن مین رکھا ان نے غنچہ سان دلگیر
در قبول سے نا امید پہونچی میری دعا پھرا یا عرش سے نالیکو میری نے تاثیر
ندیکھا صفحہ عالم کو مین نے کہا ہمیشہ اپنا ہے حیران کار جون تصویر
برای یک لب نان حجبہ ضعیف کو ان نے ہلال وار کیا سارے شہر مین تشہیر
فلک کی شکوہ مین تنہا مین کیون ہنشین بولا کہ ای جوان ستم کشتہ سپہر پیر
غزل نہ لطف کی اک تو نے میر صاحب کے سنی نہ ہمنے کوئی آشنا نہ سوز صفیر

فلک شکوہ ستارہ حشم خدیو جہان — تری جلال کو کن لفظون مین کرون تعبیر
زہے بہ حشمت و جاہ و جلال قدرت تو — کہ تیری حکم کی آگہی ہی سہل امر خطیر
تری محرر دفتر کا ہی سدا محتاج — جہا نہین شہرہ عطارد جو ہی فلک کا دبیر
نہ ہی علو مراتب کہ در پہ باز بنا ہے — ہزار بار اگر چرخ مارے چرخ اثیر
شریک مشورہ کارخانۂ عالم — کیا ہی تجکو قضا و قدر مین تیری مشیر
رعان ہو مہ کا گر مرکب صفر پیکر — تو تا بشام کری روم و شام تک تسخیر
کف سخا کی تری ریزش کرم کی حضور — کیا ہی قطرہ زنان شرم گین ہو ابر مطیر
ہم کو تیری بیان کیا کرون کہ ای ممدوح — ہوئی ہین خلق تری بخشی کو تلے دسر پہ
کرون مین عرض سو کیا ہفت گنج خسرو کو — کہ تیری بخش دیکی نہین ہین عشر عشیر
لکھون سو کیا تری خدام کی سخاوت کو — نیاوری وقعت و ہش رتبۂ خلیل و کثیر
ثبات حرف کو تیری قلم کی کیا لکھیے — کہی تو خامۂ فولاد سے کیا تحریر
برات روزی کسو کی شرف کو خط کی — ہو نچتی ہی تو نہین مثل جون خط تقدیر
نہین ہی شہر مین نام و نشان منہیات — رہی ہی کوئی جنگل مین سو برای حصیر
مزاج رفع پہ بدعت کی ہو تو نہ اوٹھی — صدای دف کا تو کیا ذکر ہی قلم کی صریر
نسق کو کام تو فرماوی ایک آن اگر — تو پہر زمانہ قیامت تلک نیاوی تغیر

قطعہ

قطعہ در تعریف اسپ وزیر زمان

آصف دوران نواب آصف الدولہ بہادر

وزیر زمان نے لیا ایک اسپ — کہ ہے رشک گلگون باد بہار
نظر پوست سے اوسکی آتا ہی خون — کیا جلد پر اوسکے گل کو نثار
آڑھا کر اوسے بار ہا سیر کے — نہ نکلا کبھو ابلق روزگار
کروں اوسکی کیا تیز گامی کی شرح — ہرن اسپ شمشیر سے ہو شکار
تگ اک کسمسا وی جو راکب تو پھر — نہین اوسکو رانو نہین ہرگز قرار
جہان باگ اُچک جا ہی محبوب کی — عنان دل اوسکی ہی پھر اختیار
کرے عزم ابد کا ازل سے اگر — وہ جان باز جو اسپ پہ ہو وی سوار
کہے اسکو گر چھیڑ لیکر کہان — تو یہ باد بہان کرے یون گذار
کہ لیکے قدم گرد جو اوٹھہ چلے — نہ پہرے تگ اسکے وہ تیغے غبار

غرض اسپ ہی یا چھلاوا ہے میر
رہین میرران اوسکی ایسے ہزار

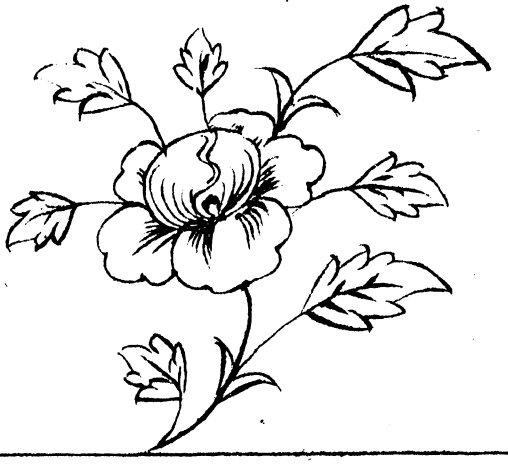
قطعہ در تہنیت صحت

قطعہ

ختم ہوے بیان یہ مضامین جسپہ ست — میر کی تصنیف ہے نادر کلام
دیکھے ہین استادون کے دیوان بہت — پر یہ ہے مقبول خاص و عوام
سب سے نرالی ہے یہ شیرین بیان — کرتے ہے بس قند و شکر کا یہ کام
نسخہ ہے یہ جانسے زیادہ عزیز — پیش نظر رکھتے ہین سب صبح و شام

حق سے دعا ہے یہی اسکے لیے
ہووے یہ مقبول خواطر مدام

تمام شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز مثنوی مسمی بشعلۂ شوق

محبت ہی ظلمت سے کرتی ہے نور
نہوتی محبت نہوتا ظہور

محبت مسبب محبت سبب
محبت سے آتی ہین کار عجب

محبت بن اس جا نہ آیا کوئی
محبت سے خالی نپایا کوئی

محبت ہی اس کارخانے مین ہے
محبت سے سب کچھ زمانے مین ہے

محبت سے کسکو ہوا ہی فراغ
محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ

محبت اگر کارپرداز ہو
دلون کی تمامین سوز سے ساز ہو

ستم اس بلا کی ہی سہتے گئے
سب اس عشق کو عشق کہتے گئے

اس آتش سے گرمی ہے خورشید مین
یہی ذرے کی جان نومید مین

اسی سے دل ماہ ہے داغدار
کتان کا جگر ہے سراسر فگار

نئے اسکے چرچے حکایت نئی
گئے شکر گا ہے شکایت بنی

اسی سے قیامت ہے ہر چار سو
اسی فتنہ گر کا ہے عالم مین شور

کوئی شہر ایسا نہ دیکھا کہ وان
نہو اس سے آشوب محشر عیان

کب اس عشق نے تازہ کاری نکی
کہان خون سے غازہ کاری نکی

زمانی مین ایسا نہین تازہ کار
غرض ہے یہ اعجوبۂ روزگار

آغاز قصہ

محب کام سینے مین اس سے ہوا
تعجب اہل عالم کو جس سے ہوا

کہ وان اک جوان تھا پرسرام نام
خوش اندام و خوش قامت و خوش خرام

جوانی کی گلشن کا وہ آب و رنگ
گلستان پہ کام اوسکی خوبی سے تنگ

جدہر نکلے رنگین ادائی کے ساتھ
چلے جائین چہ خوش نمائی کے ساتھ

کھلے بال چلتا تھا وہ سرو ناز
قدم بوس کو آتے عمر دراز

جدہر کو وہ تنگ گرم رفتار ہو
قیامت اُدہر سے نمودار ہو

کوئی دل ستم کشتہ اک نگاہ — کوئی جان ہونٹھون پہ موقوف آہ
کسو پر فسون گردش چشم کا — کسو پر غضب غمزہ و خشم کا
کوئی مست بر دل کوئی بیقرار — کوئی بیخبر کوئی بے اختیار
انہون مین سے اک عاشق زار تہا — اوس آفت کو اوس سے سروکار تہا
محبت مین تہا جذب کامل اوسے — مراد دل اپنی تہی حاصل اوسے
شب و روز ہم بستر کام دل — ہمیشہ ہم آغوش آرام دل
دم اسکے مین یہان تک تہا تاثیر تہی — کہ صحبت اس آتش سے در گیر تہی
بہم ربط چسپان بہم اختلاط — نہ کم ہوتی گرمی نہ کم اختلاط
مرے کوئی غمسے کوئی ہو ہلاک — وہ شعلہ اوسی خس سے رکہتا تپاک
کہان حسن مین تہا وفا کا یہ پاس — یہ سنیے کہ ہیگا خلاف قیاس
بہت سی بہت اسکا مالوف تہا — اوسیکی تسلی سے مصروف تہا
کہ ناگہہ وہ دلبر ہوا کد خدا — رہا اپنے عاشق سے چندے جدا
زن و شو مین اخلاص باہم ہوا — اوس آشفتہ سے رابطہ کم ہوا
نگاہین بہم دلمین کاوش کرین — سخن سے وفائین تراوش کرین
ہوا ربط چسپان بہم اسقدر — کہ دشوار اتنے ہیدگر یک نظر

یہ سنکر کہا اوس دل افگار نے
ستم کشتۂ دوری یار نے

کہ مجھکو نہین تیری باتین قبول
یہ مکر زنان ہے تو ان پر نہ بھول

وفا کنے ان ناقصونمین سے کی
ہوا شوے کسکا کہ وہ پھر نہ جی

یہ ظاہر مین ہر چند ہون رشک ماہ
ولیکن ہین باطن مین مار سیاہ

خدا مکر سے انکے دی ہے خبر
نہین اُن سی کوئی فریبندہ تر

جہان مین فریب انکا مشہور ہے
زبانون پہ مکر انکا مذکور ہے

پے امتحان عاقبت یک نفر
مقرر ہوا تاکہ جاوے سکے گھر

کہے غرق دریا ہوا پر سرام
ہوئی زندگانی کی صبح اوسکی شام

گیا تہا نہانے کو وقت سحر
سو ڈوبا وہ خورشید روشن گہر

کیا موج دریا نے سر سے گذار
اُٹھا طبع نازک سے اسکے غبار

وہ گیسو جو بکہرے تہے بالای آب
سو اب موج دریا کو ہی پیچ و تاب

پہرین تہین جو وے انکہڑیان آب مین
سو وے گرد شین اب ہین گرداب مین

تمنا مین تہی جسکے سب دل فگار
سو دریا کو اب ہی وہ بوس و کنار

نہ سمجہا وہ نافہم اسرار عشق
نہ سوچا وہ ناتجربہ کار عشق

کہا غرق دریا ہوا پر سرام
ہوا کام اوس رشک مہ کا تمام

اٹھا بچھو دو بی خرد بے حواس
گرا سکے اس پیکر مردہ پاس

لگا کہنے اے مایۂ زندگی
مجھے منہ سی تیرے ہے شرمندگی

کیا جلد رخت سفر تو نے بار
نہ میرا کیا آہ تک انتظار

نہ میری سنی کچھ نہ اپنی کہی
مرے تیرے دونون کی جی مین رہے

زمین پر سے آخر اٹھایا اوسے
لب آب جا کر جلایا اوسے

جب آگ اوسکے پیکر پہ سب جا گئی
محبت عجب داغ دکھلا گئی

یہ گرم فریاد و زاری ہوا
لہو اوسکی آنکھون سے جاری ہوا

جگر غم مین یک لخت خون ہو گیا
رکا دل کہ آخر جنون ہو گیا

گئے ہوش و صبر اوسکے یکبارگی
طبیعت مین آئی کہ آوارگی

سراسیمگی سے گھبرا ہوا
پھرے اسطرح جیسے بولا ہوا

نہ جیکو کو تسلی نہ دلکو قرار
کف غم مین سر رشتۂ اختیار

کبھو یاد کرا وسکو نالان رہے
کبھو تک جو سہولے تو حیران رہے

کبھو یان کبھو وان بحال خراب
وہی بیقراری وہی اضطراب

رہے گھر تو آشوب گہ وہ گلے
چمن مین جو لیجائین تو بیکلے

کبھو متصل ہو منہ پر آہ سرد
کبھو دست بر دل کہ دلمین ہے درد

[illegible]
[illegible]
[illegible]

گیا وہ یہ کہکر سوے آسمان — رہے ہے مجھ رات دن خوف جان
سنا حال شعلہ کا صیاد سے — وہیوان ایک اٹھا جان ناشاد سے
ہوا شعلۂ شوق دل سے بلند — رہا لوٹتا آگ مین جون سپند
گئی رات جون توں ہوئی صبح جب — زیادہ ہوئی عشق کی تاب و تب
محبت نے کی اشتعالک کہ وہ — سراسیمہ آیا چلا اس جگہ پر
جہان سے اٹھی تھی یہ آتش سلگ — پھرا وسکے جگر کو لگی گھر کو لگ
تبسم کنان وان یہ ان نے کہا — کہ کلفت مین غم کی بہت مین رہا
چلو سیر کشتی کو ہنگام شب — لب آب خالی کرین دل کا سب
ہوا سو ہوا یو نہین تقدیر تھی — جہان سوز الفت کی تاثیر تھی
نہوتے جو دلگیریان متصل — نہوتی یہ آتش کبھو مشتعل
کیان عقل کی اون نے باتین جو وان — وہ عاشق جو تھا در پے امتحان
لگا کہنے یہ آرزو تھی مجھے — کہ اک روز ہشیار دیکھون تجھے
سو یہ دن خدا نے دکھایا مجھے — سخن تیرے منہ کا سنایا مجھے
ندامت سے ہو تنگ شاہد ہین سب — گرفتار ہون مین بحال عجب
نہ طاقت سے رو ہے جو کچھ مین کہون — نہ قدرت اجل پر کہ مر بھی رہون

کہ ہو کر فروغ اک سوے آسمان
تڑپنے لگا جیسے آتش بجان

کوئی دم مین دریا پہ آیا فرود
ہوا نیزہ بالا سبھون کا نمود

لب آب وہ شعلۂ جان گداز
تڑپ کر بہت باز بان دراز

پکارا کہان ہے پرسرام تو
محبت کا ٹک دیکھ انجام تو

کہ مین جملہ تن آتش تیز ہون
دل گرم سے شعلہ انگیز ہون

بھڑکتی ہے جب آگ دل کی مری
لب آب اترون ہون غم مین تری

جگر سوزش دل ہو کم آب سے
بجھے جی مرا اس تپ و تاب سے

سو یہ آب رکھتا ہے روغن کا کام
کیا عشق فی آہ دشمن کا کام

یہ بیتاب سنکر ہوا بیقرار
سفینے سے اترا بصد اضطرار

ہوا ہمدم اس آتش انگیز سے
کہا اوس بلاے دل آویز سے

کہ مین ہون پرسرام خانہ خراب
مرا دل بھی اس آگ سے ہے کباب

مرے بھی جگر مین یہی سوز ہے
یہی مجکو جلنا شب و روز ہے

محبت تری برق خرمن ہوئی
تری دشمنی جی کی دشمن ہوئی

سخن مختصر کچھ وہ شعلہ چلا
کچھ اک اپنی جا گہہ ہے یہ دل جلا

بہم گرم جوشی سے یک جا ہوئے
کہ گذری تھی مدت بھی تنہا ہوئے

خصوصاً وہ عاشق ہوا پر خجل | ندامت ہوئی یہ جسے متصل
نتیجا اگلی خجلت ہی سے رو بحرف | ہوا دوسرا ماجرائے شگرف
تفکر کے دریا مین ڈوبا ہوا | کنارے پہ بیٹھا تہا روتا ہوا
کہ پوچھین گے جو اوسکے ماندگان | تو یہ واقعہ کیا کرون گا بیان
کہون کیونکی یکبارگی جل گیا | کفِ خاک ہو خاک مین مل گیا
کہنچے جرم کو بیگنا ہی مری | ہوئی شہر مین روسیاہی مری
وہ شعلہ جلاتا مجہے کاشکے | لیے ساتہہ جاتا مجہے کاشکے

مقولہ شاعر

اگر ہے یہ قصہ بہی حیرت فزا | ولے میر یہ عشق ہے بد بلا
بہت جی جلائے ہین اس عشق نے | بہت گہر لٹائے ہین اس عشق نے
فسانون سے اسکے لبالب ہر دہر | جلائے ہین اس تند آتش نے شہر

محبت نہو کاش مخلوق کو
نچہوڑی یہ عاشق نہ معشوق کو

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دریاے عشق

عشق سے تازہ کار تازہ خیال — ہر جگہہ اوسکی اک نئی ہے چال
دل مین جاکر کہین تو درد ہوا — کہین سینے مین آہ سرد ہوا
کہین آنکہوسے خون ہوکے بہا — کہین سر مین جنون ہوکے رہا
کہین رونا ہوا ندامت کا — کہین ہنسنا ہوا جہالت کا
کہہ نمک اسکو داغ کا پایا — کہہ تپنگا چراغ کا پایا
وان طپیدن ہوا جگر کے بیچ — یان تبسم ہے زخم ترکے بیچ

آرزو تھا امیدواروں کی
درد مندی جگر فگاروں کی

نمک زخم سینہ ریشاں ہے
نغمہ یا سس مہر کیشاں ہے

حسرت آلودہ آہ تھا یہ کہیں
شوق کی یک نگاہ تھا یہ کہیں

کشش اسکی ہے ایک عجوبا
ڈوبا عاشق تو یار بھی ڈوبا

کون محروم وصل یاں سے گیا
کہ نہ یارا اسکا پھر جہاں سے گیا

کام میں اسکے عشق یکا ہے
ہاں یہ نیرنگ ساز پکا ہے

جسکو ہوا اسکی التفات نصیب
ہے وہ مہمان چند روزہ غریب

ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہے
کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے

آغاز قصۂ جانگداز

ایک جا اک جوان رعنا تھا
لالہ رخسار و سرو بالا تھا

عشق رکھتا تھا اسکی چھاتی گرم
دل وہ رکھتا تھا موم کی جی نرم

شوق تھا اوسکو صورت خوش سے
اُنس رکھتا تھا وضع دلکش سے

تھا طرحدار آپ بھی لیکن
رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن

کوئی ترکیب اگر نظر آتی
صورت حال اور ہو جاتی

دیکھتا گر وہ کوئی خوش پرکار
رہتا خمیازہ کش ہے لیل و نہار

وہ تو رکھتی نہ تھی خیال اوسکا | بیطرح ہووے گو کہ حال اوسکا
جھاڑ دامن کے تئین وہ مہ پارہ | اوٹھ گئے سامنے سے یکبارہ
وہ گئے اوسکے سر بلا آئی | خاک مین مل گئی وہ رعنائی
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز | رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک | چاک کے پہلے پانو داماں تک
طبع نے اک جنون کیا پیدا | اشک نے رنگ خون کیا پیدا
سوزش دل نے جی مین جا گہہ کی | داغ نے آ جگر کو آتش دی
بستر خاک پر گرا وہ زار | درد کا گھر ہوا دل بیمار
خاطر انگار خار خار ہوئی | جان تمنا کش نگار ہوئی
اوسکے منہ پر پڑی جو اوسکی نگاہ | نا امیدی کے ساتھ سرکی آہ
غم ہوئی نالۂ حزین کے ساتھ | رابطہ آہ آتشین کے ساتھ
ہوٹھہ سوکھے تو خون ناب ملا | خواب و خور دونون کو جواب ملا
خلق اوسکی ہوئی تماشائی | پر نہ وہ دیکھنے کبھو آئی
کچھہ کہا گر کسون نے شفقت سے | رو دیا اون نے ایک حسرت سے
جا کے اوسکے قریب بیٹھا | قصد مرنے کا اپنے کر بیٹھا

ایکدم آہ سرد بھر اوٹھنا — نالۂ گرم گاہ کر اوٹھنا

جی مین کہتا کہ آہ مشکل ہے — اسطرف یک نگاہ مشکل ہے

دوست کو میرے نام سے ہو ننگ — دشمنون سے ہے جی پہ عرصہ تنگ

چشم تر سے لہو بہا کرتا — صبح کو بادسے کہا کرتا

کاے نسیم سحر یہ اوس سے کہہ — مت تغافل کر او رعاقل رہ

اون بلاؤن مین کوئی کیونکی جیے — جان پر آنی ہے تیرے لیے

جان دون تیرے واسطے سو تو — آنکہہ اٹھا کر او ہر ندیکھے کبھو

رفتہ رفتہ ہوا ہون سو دائی — دور پہونچی ہے میری رسوائی

نام کو بھی ترے نجانا آہ — تجھسے کیونکر سخن کی نکلے راہ

ناامیدانہ گر کرون ہون نگاہ — دیکھتا ہون ہزار روز سیاہ

سخت مشکل ہے سخت ہے بیداد — ایک مین خون گرفتہ سو جلاد

کوئی مشفق نہین کہ ہو وے شفیق — بیکسی بن نہین ہے کوئی رفیق

نالہ ہوتا ہے گہہ گہے دل جو — گریہ آنسو سے پونچہتا ہے کبھو

آہ جو ہمدمی سے کرتی ہے — ابتو وہ بھی کمی سی کرتی ہے

چشم رکہتا ہے وصل کی یہ دل — جی ہے اس سے اسیر آب و گل

شب مہتابی مین او سکو کر کے سوار
ساتھہ وی ایک دایۂ غدار

پار دریا کے جلد رخصت کی
اس طرح فکر رفع تہمت کی

گہر تہا ایک آستانا کا مرنگاہ
وان ہو رو پوش تا یہ غیرت ماہ

ہووے جب اس بلا سے خاطر جمع
نور افزاے خانہ ہو جون شمع

گہر سے باہر مخافہ جب نکلا
اس جوان پاس ہو کے تب نکلا

طپش دل سے ہو کے یا آگاہ
ہو لیا ساتھہ او سکے بہر کر آہ

وان کے رہنے سے او سکو کام نتہا
وہ گلے او سکا کچہہ مقام نتہا

جس سے جی کو کمال ہو الفت
جس سے دلکی درست ہو نسبت

جنبش او سکی پلک کو گر وان ہو
دلمین یان کا وش نمایان ہو

وان اگر ہو شکست کا سو باب
یان رگ جان کو ہووے پیچ و تاب

وان اگر پاؤن مین لگے ہے خار
دل سے یان سر نکالی ہے یکبار

یار کو درد چشم گر ہووے
چشم عاشق لہو مین تر ہووے

چاک دامن ہین وان پڑ نیت
یان گریبان ہے چاک گل کی صفت

وان دہن تنگ یان سے ہے دلتنگی
حسن اور عشق مین ہے یکرنگی

دست افشان و پاے کوبان یہ
تہا محافہ کے ساتہہ گرم رہ

چلا کس کس بلا سے کر کے گذر وان
نہ منزل وصل دور مین کم گذر وان

بہلکوا اس کی آستے مین ہم
سیا دزدیدہ دل سے مین نے استقبا

لیک بہلکہ تل سوزنے ۲ و طمانچہ
نازنے یک نفس فرو رخصت دی

آئینہ نے سے بہلکے نور دوراز
تو تو وان زلف کو بنا یا کی

جان یان پیچ و تاب کیا یا کی
بہلکو تی پا خیال نے پا ئمال

دل مرا مبتلاے دام بلا
بہلکو خط نے اپنی جال

بہلکو خواب پہ بہلکے آرام
بہلکو تی کلام

یان سے وان پر لعل تو فروان
یان فشردہ جا و وان سے

بہلکو خمیازہ

نازو خوبی نے دل دیا نہ تجھے
رحم سے آشنا کیا نہ مجھے

اب تغافل نکر تلطف کر
حال پر میرے ٹک تاسف کر

گوش زد وایہ کی ہوئی ہے سخن
تہی وہ استاد کار حیلہ و فن

پاس اوسکو بلا تسلی کی
وعدۂ وصل سے تشفی دی

کاے ستم دیدۂ غم دوری
ہو چکا اب زمانہ مجبوری

زار نالے نکر شکیبا ہو
عشق کا راز تا نہ رسوا ہو

دل قوی رکھہ نہ جی کو کاہش دے
حیل کوئی دم کو داد خواہش دے

سخت دل تنگ تہی بغیرت ماہ
قطع تجھہ بن نہو سکے تہی راہ

گرچہ یہ حسن اتفاق سی ہے
اوسکی بہی جذب اشتیاق سی ہے

تری آنے سی دل کشادہ ہوا
نشۂ دوستی زیادہ ہوا

بزم عشرت کر سنگے باہم ساز
ہو جیو اب اپنے دوست کا دمساز

دیکہا اسکو فریب سا تہہ لیا
دل عاشق کو اپنے ہاتہہ لیا

لیک در پردہ اون نے یہ ٹہانی
کیجیے اس سے خصمی جانی

یہ تو دل تفتۂ محبت تہا
سخت وارفتۂ محبت تہا

وقت نزدیک تہا جو آپہونچا
تا سر آب پا بلا پہونچا

بے خبر کار عشق کی تہ سے — جست کی اون نے اپنی جا گہ سے
تہا سفینے مین یا کہ دریا مین — موج زنجیر ہو گئی پا مین
کھنچ گیا قعر گو یہ گوہر ناب — تہی کشش عشق کی مگر تر آب
کہتے ہین ڈوبتے اچھلتے ہین — ڈوبی ایسے کوئے نکلتے ہین
ڈوبے جو یان کہین وہ جا نکلے — غرق دریاے عشق کیا نکلے
عشق نے آہ کھو دیا اوسکو — آخر آخر ڈبو دیا اوسکو
جب کہ دریا مین ڈوب کر وہ جوان — کھو گیا گوہر گرامی جان
دایۂ حیلہ گر ہوئی دل شاد — وان سے کشتی چلی برنگ باد
خار خار دلی سے فارغ ہو — لیگئی پارا وس گل نو کو
یہ نہ سمجھے کہ عشق آفت ہے — فتنہ سازی ہین اک قیامت ہے
خاک ہو کیون نہ عاشق بیدل — کام سے اپنے یہ نہین غافل
وصل جیتے نہو میسر اگر — لاسے معشوق کو یہ تربت پر
یان سے عاشق اگر گئے ناشاد — خاک خوبان بہی ان نے دی برباد
قصہ کوتاہ بعد ایک ہفتہ — آئی وہ رشک مہ زخود رفتہ
کہنے لاگی کہ اب تو اے دایہ — ہو گیا غرق وہ فرومایہ

جس کسوسے یہ پیار رکھتا ہے
عاقبت اسکو یار رکھتا ہے

جذب سے اپکے جب کرے ذکر کلام
عاشق مردہ سے بھی لے کے کام

صبح گاہان وہ غیرت خورشید
اس جگہہ سے روان ہوئی نومید

پہونچے نصف النہار دریا پر
روئے بے اختیار دریا پر

حد سے افزون جی بیقرار ہوئے
وا یہ کشتی مین لے سوار ہوئے

حرف زن یون ہوئے کہ اے دایہ
یان گرا تھا کہان وہ کم مایہ

موج سے تھا کدہر کو ہم آغوش
تھا تلاطم سے کسطرف ہمدوش

تجھکو آیا نظر کہان آکر
پھر جو ڈوبا تو کس جگہہ جاکر

مجکو دیجو نشان اوس جا کا
مین بھی دیکھون خروش دریا کا

ہون مین ناآشنای سیر آب
ناشناسای موجہ و گرداب

لجہہ کیا لطمہ کسکو کہتے ہین
گہر مین ہم نام سنتے رہتے ہین

ہین یہ کہان یہ سیر عبور
اتفاقی ہین اس طرح کے امور

مکہہ مین گرچہ دایہ تھی کامل
لیک تہ سے سخن کی تھی غافل

یہ نسمجھی کہ ہے فریب عشق
ہے یہ مہ پارہ ناشکیب عشق

بیچ دریا کے جا کہا یہ حرف
یان ہوا تھا وہ ماجرای شگرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واماندون سے سب نے کام لیا | آخر انکو اسیر دام کیا
نکلے باہر ولے موئے نکلے | دونون دست و بغل ہوئے نکلے
ربط چسپان بہم ہوید اتھا | مر گئے پر ہے شوق پید اتھا
ایک کا ہاتھ ایک کے بالین | ایک کے لب سے ایک کو تسکین
جو نظر ان کو آن کرتے تھے | ایک قالب گمان کرتے تھے
کیا لکھون مل رہے تھے وصلی وار | ہمدگر سے جدا ہوئے دشوار
کیون نہ دشوار ہووے انکا فصل | جان دے دے ہوا ہے جنکا وصل
حیرت کا عشق سے مردم | شکل تصویر آپ مین ہے گم

مقولہ شاعر

میر اب شاعری کو کر موقوف | عشق ہے ایک فتنۂ معروف
قدرت اپنے جہان دکھاتا ہے | اسے جو تو کہے سو آتا ہے
کتنی وسعت تری بیانین ہے | کتنی طاقت تری زبانین ہے

لب پہ اب مہر خامشی بہتر
یان سخن کے فقر امشی بہتر

تمام شد

اگر تک بھی آنکا تو مارا گیا — پرے سیکڑون پہاند چارا گیا
وگر سرکشی سے کی استادگی — تو پیشین آئی اک طرف افتادگی
پچھاڑا ایک ہاتھی مقابل ہوا — بزور آمد و شد کا حایل ہوا
جبے دونون وے دیو میدان مین — اٹھا شور محشر بیابان مین
جہان دونون فیلون کے تو سر ٹنے — شتر مرغ سے وان نہو پر زنی
جو اس مار کھانی پہ اکڑا رہا — گئے روز رسون سے جکڑا رہا
رہے کسطرح پٹ گیا تھا جگر — سوا دو پہر مین لہو موت کر
وگر سرکشی سے نہ اپنے ہٹا — نہ میدان مین تک دبا تک گھٹا
اشارہ ہوا اوسکے چونگ کا — سبھون کو ارادہ ہوا جنگ کا
برسنے لگا مینہ تیر و لکا زی — ہوا فیل باران کا جنگل مین شو
للے پڑنے بجلے سے تیغ سیاہ — پریشان ہو جیسے ابر سیاہ
سناہٹ وہ ہاتھی ہوا لخت لخت — گرا یون کہ جون پارہ کوہ سخت
رکھا لاکے لشکر مین اشنای اُ — سر اسکا کٹا لاکے برج سیاہ
رہے تکتے اس دن عجب سب ہے یہ — سر فیل ہے یا سر شب ہے یہ
اگر دیو ہین سرگرانی کے ساتھ — نہ اس تیزگی و چلانی کے ساتھ

ہوا حائل راہ بحرِ عمیق
کہ ہو دم بہم ساحل پہ جسکے غریق

قریب آکے اُترے پہ خائف تھی فوج
کہ بیڑوں کی انتہا تھی ہر ایک موج

مصیبت ورا لودہ خاک آب
بعینہ پہنی آنکھ تھا ہر حباب

غضب کا بھنور بے بلا جوش پر
تلاطم قیامت لیئے دوش پر

چلے بس تو کچھ کوئی چارا کرے
مگر دیکھ ہی کر کنارا کرے

تزلزل مین ہر اک کہ ہون کیونکہ پار
کنارے پہ سر گشتہ گرداب وار

رواں آب ایسی روانی کے ساتھ
کہ جون تشنگی ہو جوانی کے ساتھ

لگے پاؤن چلنے جہان شور تھا
کہ کم آب مین بھی بڑا زور تھا

تامل سے اقبال نواب دیکھہ
توقف کیا پہلے تو اب دیکھہ

پھر اُس پار جا کر اشارہ کیا
کہ لشکر نے دو ہین گذارا کیا

شبا شب اُترنے لگے لشکری
نہ خوش آب کا وہ نہ ویسی تری

وہ سوتا جگاتا تھا جس کا خطر
اٹھا شور سے فوج کے چونک کر

نشہ اسکے سر سے اتر سا گیا
چڑھائی سی لشکر کے ڈر سا گیا

کچھہ اک ناؤ مین لے کچھہ شجر کاٹ کر
شتابی سے دریا کنین پاٹ کر

اترنے لگا لشکرِ بیکران
گران ناکران تھا یہ محشر عیان

بازقدم رنجہ فرمودن آصف الدولہ بہادر بروز دیگر برائے شکار

چلا پھر بہ نواب گردون شکار	اسد یاور کے گھوڑے پہ ہو سوار
روانہ ہوئی فوج دریا مثال	نہنگون کی اب کہنچ جا دی گی کہال
گیا شور تا آسمان بہرین	ہوئی گرد افواج گردون قرین
زمین ہو گئی جا ہی خوف و خطر	فلک کو لگے دیکہنے شیر تر
چڑہا تا بسکہ دریائے فوج گران	اتر ہاتہیون کی گئین مستیان
دبے چپ لگا چلنے بہیڑون کے پال	پریشان ہے گرگ بغل زنون کا حال
پلنگون نے کسا رسے راہ لے	نہنگون نے دریا کے جا تا ہ لے
بجیرے جو تہے دام سے چہا گئے	کشف نیچے دبا لونگے گہبرا گئے
پرندے پرندے چرندے چرند	گزندونکے منہ گرد نیچے دہپے
تلف جانور ہین جہانکے تہا ن	گوزن اور گورا ور آہو کہان
رہے گور یک شاخ و یکسو غزال	تزلزل مین ہین کیا شجر کیا نہال
شغال اور روباہ و خرگوش سے	نہین بچ کہ یے ہین بیہوش سے

محیط آبگیرون کے تھے مرد کار
ہوئے مالک الحزن چندین ہزار

بہت دام پانی کو جانب چلے
کہ ڈرے رہ گئے رو دیکیا کرے

تہ شک سونس گھڑیال رہ رہ گئے
مگر مچھ نجانا کدہر بہ گئے

نہ فشقل نہ سلی نہ سرخاب ہے
تمام انکے لوہو سے سرخ آب ہے

عجب رونق تاز ملتے تھے یار
کہ تازون کو لیتے ہوا مین سے مار

منگاتی تھے بطخ کے چپر بظریف
سو وہ چپر باب پہینک دین ہین حریف

ہوئی کتنے اقسام ماہی شکار
نہ آوے قسم کہا و مو بن اعتبار

مگر مرک ماہی تھے جالونکے بیچ
کہ یون مچھلیان سب نکالین اُلیچ

نہ ارنب ہے جنگل مین نے سوسمار
کوئی بدوی کیا کہائے پرور وگا

کلنگونکی الٹی گئی صف کی صف
ہوئی بیچ مین قمقری بھی تلف

نہ جیسے گئے سیرہ کہا کہا چیت
بڑی دیسے ہے آئے کہ تیتین کیت

بٹیر اور تیتر کا ہے کیا شمار
کہ باز آگئے جرے کرتے شکار

ہوا زرد سبزک بہت دلمین دور
بند مو ہوا گردے شانہ سر

خطرناک تہا دشت کیا کہئے مور
وہا یون پرے جیسے دتبا ہو چور

نہ پارہا نہ نیلہ چیتیل کوئی
ننون مین چو دہ تھے گیا جل کوئی

نہ پرسش نہ پروا نہ بازو نہ پا — کسنوں نے کبھی پوچھا نہ یوں تماشا کیا
نہ زردی کو دیکھا نہ پایا کبود — نکالا ہے لوگوں نے پانی سے دود
سپہ کے بلا ترک تازی ہے — نہ سارس کی وہ سرفرازی ہے
کماندار مردم سے چارا گیا — کسو کہنت پر ہفت مارا گیا
نہ جو فیل و شتی کی مستی گئی — وہیں مت گیا اسکی ہستی گئی
سناؤنکی نوکون پہ پہرٹ گیا — وہ کوہ گران سنگ سب چٹ گیا
بہت جانور چھوڑ آکھر گئے — لگے دون بہت جل گئے مر گئے
اگر بن ہے گویا بنا ہے اسے — کرے قصد و انکا تو کیونکر بسے
مگر زور سے کچھ نکلتا ہے کام — بہت رنج کھینچے سے چلتا ہے گام
خزیدار و ستار سر خار بن — زمین پر رکھو پاؤ کانٹونکو چن
کئے گام یوں راہ چلنا پڑے — پھر اس دامگہ سے نکلنا پڑے
تو آگے بیابان پر خار ہے — کہیں جھاڑ بوٹا کہیں خار ہے
اگر اسمیں پانی نظر پڑ گیا — کنارے پہ اوسکی یہ چڑہ کر گیا
ہوا حال اپنا پریشان بہت — پھرے مضطرب و حیران بہت
ترائی جو وانسے گذرنا ہوا — کہاروں کے سر چڑہ اترنا ہوا

قناتیں اور طنبوں پر سب سے گئے | کڑے سے جو کندے اترب گئے
بھرا پانی لشکر مین پھیلا ہوا | اگر فرش و بستر تھا تھیلا ہوا
ہوا سرد ایسی ہوئے ایکبار | کلیجونکے ہوگئے برچھے پار
پھرے باد سے لوگ منہ ڈھانپتے | جگہ چھپا تیون مین رہے کانپتے
رہا ایسی سردی مین کید ہرشکا | ہوئے لوگ جنیونکے اندر شکا
بہت پیر جب جی کو تجنے لگے | جوانونکے بھی دانت بجنے لگے
تہ میغ خورشید پنہاں ہوا | ندیکھا مگر روے جاناں ہوا
بہت اسپ اشتر موئی پانو پیٹ | نکالا انہین خیمہ گہ سے گسیٹ
غزل میہمان کوئی موزون کرو | تامل کرو دل جگر خون کرو

غزل

وہ دل شکار آن جو نکلا شکار کو | انداز یک نگاہ سے مارا ہزار کو
چلنا پڑے ہے رکھکے قدم تیغ تیز پر | کس کی سہب سے کائیں اس سبزہ زار کو
اولٹی لگے ہے باد مین تو جان گزا ہی ہے | خجلت ہو اسکے زلف مین ہے تیرمار کو
سو بار منہ چڑا تی ہو کچھ بولتی نہین | یہ بات کیا چڑو ہو کہے اپنی بار کو
آتا نہین نظر کہ حصول امید ہو | کیا تھام تھام رکھیے دل بیقرار کو

شکاری شکون نے کئی نوش جان
شکار

شغال اور خرگوش وہم رویان

ہوا پر جو تھے مرغ پرواز مین
گرے سیکڑون ایک آواز مین

بہت جانور کھا گئے کر کباب
ہوئے آشیانے ہزارون خراب

ہوا صل تھا کیا جو کہون تا کہین
کہ تعداد کشتونکی پاتے نہین

بہت مضطرب جھکتیون مین پھرے
سلامت نہ آخر گئے بر سرے

انہون ہی مین سیمرغ بھی تھا مگر
کہ پر مارتا ہے نہین کوہ پر

نہین فیل مرغ اور شتر مرغ اب
کہ بازونکے طعمون کے کام آئے سب

کسو بن مین تھے نیستان اور کماس
چلے راہ وان لے سکتے تھے سانس

برس مہینہ دو دن مین کھل ہی گیا
ولیکن ہے کہر المطیفہ سنا

کہ اندھیر تھا جیسے ظاہر ہو دود
ہوے ہونٹھ سردی سے سبکے کبود

بلا دھوم سے کوئی گھبرا پڑے
جنہین دیکھو وہی کانپتے ہین کھڑے

ہوا سرد ہو کر گئے جان مار
اٹھایا بڑا لطف سیر و شکار

دل اس دود تیرہ سے گھبرا گیا
کہین آگ دیکھے تو جی آگیا

یہی چال تھی ایک دو چار کوس
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی پڑی سیر دس

کسو کوہ کے پاس نکلے جو راہ
گئے کوہ کی تیغ تک کم نگاہ

نکلنا ہوا کینچ کر یہ عذاب — ملا پیشتر ایک تہ وار آب
روان تہا کسو کی طرف تند و تیز — ہوا اسکے چلنے کی تہے بیش خیز
حباب اسکا چشمک زنان موج پر — کہ یون گرم جاتی ہین اہل نظر
طلبگار کرتے نہین ساوگے — تموجون گہرا ایسے استاوگے
کنارے پر اسکے اتر نا ہوا — وبالا ہوئے تہند مرنا ہوا
سر کہتے تہے جون رند مفلس لباس — نہ ان سے ہوا انہو جامی کا پاس
غزل کہنے کی یہ بہی جا خوب ہے — جو اچہی ہو موزون تو کیا خوب ہے

غزل

حیف اس شکار پیشہ کو ہمسے خبر نہین — ہم ہین شکار خستہ ہمارے حکر نہین
ہم خاک منہ سے ملکے پہر جیسے آسے — افسوس ہے کہ ہو دل یار اور نہر نہین
آنکہین نکال اسکی قدم کے تلے رکہین — تو بہی ہمارحال پر اوسکو نظر نہین
کیا کیجئے جو نہ کیجئے انداز دام کا — گلزار کے تو قابل پرواز پر نہین
نکلی پڑی ہے میانسے کاہیکو ہر گہڑی — لاگ اسکی تیغ تیز کو ہمسے اگر نہین
سر رکہکے اسکے تیغ تلے مر چکو شتاب — یا پانون پیٹ پیٹ کے مرنا ہنر نہین
آنکہین بہین اسکی راہ پہ جو نقش پا نہزار — پر میر اسکو کچہہ سر سیر و سفر نہین

قریب یک میل پہاڑی تھی وان
لگاتے کم کم تھا آب روان

پہاڑی کہ تو دا کہون خاک کا
کہ انبار تھا خار و خاشاک کا

محاذی تھا اس کوہ کی ایک دشت
کہ دشوار تھا اسمین آدم کا گشت

ہوا بدبت اور پانی لگے
قدم راہ چلتے ہوئے ڈگمگے

چلے باؤں تو اک موحش ہے شعور
رکے پاؤن دامن کو کھینچے بزور

فقط خار بن کیا کپڑ پہاڑ تھا
کہ بوٹا بھی وان جہاڑ جھنکاڑ تھا

چلو ہے چلو ہے پہ چلتے نہین
کہ اشجار آگے سے ٹلتے نہین

نہ تو ٹہنین نہ سر کین نہ کانٹے کٹین
مگر پچھلے پاؤن ہے رہرو ہٹین

کہین ہاتھی آیا ہے بڑ کا ہوا ونت
کہڑے لوگ پیچھے ہین لوہو کی گھونٹ

کہین ہنگے انگار سر گرم جنگ
کرے تو پہ تل کا عرصہ ہے تنگ

قیامت نمودار ہر ہر قدم
چلے کوئی کیا رکھکے سر پر قدم

کہین بچ کے نکلے کہین جھک چلے
کہین مضطرب تھے کہین رک چلے

اسی طور منزل کو کر قطع راہ
پہنچتے رہی ہم بحال تباہ

شجر جمع تھے کچھ تر کوہ سے
فرود آیا اسجا پہ انبوہ سے

زمین اونچی نیچے خشونت بہت
اسی تھے وان کم سکونت بہت

کہین بید کے برگ خنجر گذار
کہین پانو رکھئے وین سر تیز خار

تنک دو درختون کے او دہر ہوئے
نیستان پہر دن ہی پہر تم موئے

اگر بید آئے تو بن بید یاف
نہ آئی نظر دور تک راہ صاف

اگر بالس تھے وان تو تھے دشت دشت
کہ دشوار تہا دو قدم کا بھی گشت

ہمین چار نالے اترنے پڑے
کنارے پہ دو دو گہڑی تھہرے

رہا ہر قدم گرنے ہی کا خطر
چلے دو قدم راہ پائے اگر

بہت لوگ دشتِ قلم کو گئے
بہت اسپ و اشتر عدم کو گئے

لگے ہاتھہ فیلان مشتی کی راہ
ولے ڈر نہو فیل کوئی سیاہ

نہ ہاتھی ملا کوئی بارے نہ شیر
ہوئی خیر گوئے ہوئے راہ دیر

شجر سر کشیدہ بہت گیا کہون
جو دیکھون تو بگڑے ہی بنہالی رہون

چنار اون درختون کے تھے پائمال
سفیدار رکھتے تھے حکم نہال

اگر کوئی دریا پہ آتا ہے بیچ
تو لوگون کے رونگٹے سے ہوتے کھڑے

تل کوہ رفعت نمودار ہو
گیا آمد و شد مین ہموار ہو

کوئی کل زمین ایسے آئے نظر
کہ عالم نے اودہر لگائے نظر

کہین سبزۂ تر سے جی جا لگے
کہین سرسون پھولے دلون کو ٹھگے

غزل

ہوا خیمہ استاد الہی جگہہ +
کہ آنی لگے دیر دانسے نگہہ

روان دو طرف اسکے ایک آب کم
کہ دل کا لیے جائی سب رنگ غم

جہانتک نظر کیجے مد نظر
ہوا موج زن کوہ کے تا کمر

نظر والونکے جی بہی ڈہلنے لگے
گرفتہ دل اس جاے کہلنے لگے

وہ پانی چلا وانسے دریا ہوا
روان گرم تر سوے صحرا ہوا

سبا دامن کوہ مین سنگ پر
کیا سنگریزون کو بے رنگ پر

کہ لوگ اونکو ناتہونین کہنے لگے
جواہر کے رنگون پر کہنے لگے

کرارون کا کیا عظم کیجے بیان
برابر کہڑے تہے وہ کوہ گران

انہین مین سے تہی راہ اس آب کی
وہین بہیڑ رہتے تہے اس باب کے

ہوئے دامن کوہ مین کچہہ مقام
سفر کے بے مدت ہو شاید تمام

کوئے روز گہاگے کی بہی سیر ہے
سہون کے ہے معلوم پر خیر ہے

جو اسمین کسو سیر کا دین نشان
نظر آوی یا کوئے پیل دمان

تو اور ایک دو دن کے ہوتی ہے دیر
وہ ہاتہی بند ہے کہے گا یا وہ شیر

شکار ایسا دیکہا ہے اس یار کا
کہ جہاڑا ہوا دشت کہسار کا

کوئی دیکہے کب تک پہاڑ اور جگہ
ٹلے چاتی پر سے کہین یہ پہاڑ

ہین کیا وہ جادو گر نہو لے — کہو دشمن نے اوسکا منہ کیا بند
نہین تھمتا ہے اب پلکون سے رونا — بہت خاشاک سے دریا رہا بند
ہین منظور ہر صورتمین ہے دید — کھلی ہو چشم جون آئینہ پا بند
نہین کام آتی اتنی تیز گامی — سمند عمر ہوتا کاش جا بند
زبردستون کی کشتے ہو گئی پاک — نکالا عشق زور آور نے کیا بند

یہی انداز باندہے ہین یہ ناز +
قیامت میر صاحب ہین ادا بند

شکارنامہ

مگر رہے نواب کو قصد صید — بیابان پہنا دراب ہونگے قید
روان بحر لشکر ہوا موج موج — گئی چشم خورشید تک گرد فوج
بکار و صحاری پہ ہے عرصہ تنگ — مگر یان سراسیمہ ہین وان پلنگ
پہن بیٹھے ہین شیر ببری لباس — کہ ہین لوگ شاید فقیری کا پاس
چکاری ہرن و تو آمد شیہ مند — دلو نمین ہراس کمان و کمند +
کہین گرگ و آدمی کو فکر گریز — نظر اید ہر او دہر کرے شیر تیز
بنون مین ہے آشوب کو ہو نمین در — بیابان وطن سارے گرم سفر

شتر مرغ سیمرغ از بس ہراس	نہین آتی کوہ شمالی کے پاس

غزل کہ کہے میر لطف ہوا
بیابان خوش آیندہ و خوش فضا

سبزہ ہرا جو ہے فصل بہار بھی ہے	سرگرم جلوہ دیکھو پہلو مین یار بھی ہے
یہ تو نہین کہ ہم پر ہر دم ہو بیدماغے	اک نکتہ دان کہا ہے تو چپ نہین کہ یار بھی ہے
گل ہمکنار ہوگا ہنس کر کہین چمن مین	پر کم بغل ہے بلبل دسکو قرار بھی ہے
ہون وعدہ گاہ مین تو پر مین ہی جانتا ہون	کچھ اضطراب بھی ہے کچھ انتظار بھی ہے
حیران ہوج ہم عقل ہون نا یاب اس گہر سے	دریا کی سیر بھی ہے بوسہ و کنار بھی ہے
ہم جبر یون سے کیا ہو بیدست و پا دعا گو	کہنے کو کہتے ہین تو کچھ اختیار بھی ہے
کون اس بھوکے سانپ کو ٹک تئین دے	شمع و چراغ و شعلہ برق و شرار بھی ہے
جانا مسلم آیا اس خاکدان سے گو پھر	مشکل گذر ہے رستا گرد و غبار بھی ہے

دل تنگ میر کیون ہے ہمرہ وزیر کی تو
دریا فضا ہوا ہے سیر و شکار بھی ہے

اشنا فوج مین ہے یہ گرد و غبار	کہ منہ پر تہا خورشید آئینہ دار
فلک کہڑی سے تہا دیکھا انسانمون	سمان شب کا رکہتا تہا ملک تہمون

بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر
بہت آئے لشکر مین ہو کر اسیر

لدے ہاتھیون پر جو ہو کر شکار
ہوئین لوجہہ سے پشت فیلان نگار

گئے گم جو گیندی مرے اپنے حواس
کھڑا ہو رہا آکے بہنیسونکے پاس

کہ بہنیس اسکو بھی جان کر لشکری
چلے جائین صرصر نمط سرسری

نہ چھوڑا ہے طیر ایک عصفور تک
نہ وحشے گئے اور لنگور تک

نکلی جا کے شاہین دستوریون
پرے بکریون مین کہین گرگ جون

کلنگ ایسے بازون سے آئے ستوہ
کہ کابل سے آگے گئے صد کروہ

نہین قوچ سر زن نہ ایل و رنگ
ہوئے قید یا صید کیا بید رنگ

غضب کر گئے جرّے عقاب کے
اڑا لے گئے جیل سر خاب کے

نہ لگ لگ نہ تیتر رہا دشت مین
نہ غمخوار کر آیا نظر کشت مین

سبھون مین جو تھے تازہ سر سبز سن
ہوئے صید یون جن پر آیا پرین

حواصل کو ہوتا اگر حوصلہ
تو گرتا نہ کہتیون مین ہو وہ لہ

کہین سارے طاؤس مرتے گئے
ادھر لوگ افسوس کرتے رہے

کہین جی اوٹے تھے زمین بعد مرگ
نہال اسکے خوش تھے بسیار برگ

نہ بستی سے صحرا تلک سبز تھے
نظر جائے جہان تلک سبز تھے

چلے ہر طرف اب جو آکر تفنگ — نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ
لگی آگ جنگل مین چار اگیا — بن آئے نہ کچھ مفت مارا گیا
ہوا چہرہ کوئی تو جون شیر سنگ — نہ شیری و لیری نہ چہری پہ رنگ
لگی گولی پڑنے نہ پہر چل سکا — نہ جا گہہ سے اکسا نہ تک ہل سکا
چلے ہم جو بہراج سے پیشتر — ہوئے صید دریا کے وان مشتہر
بہرے فرط ہی سے تو دیبات شہر — کہے تو کہ سوتے گئے رود و نہر
کسے گولیونسے مگر بیشمار — رہے سولس گہڑیال خندین ہزار
جو کچھ زخم پانی مین لیکر گئے — وہین ہوکے ناسور مر گئے
لگا کہنے باخاسر اپنا جہکا — کہ پانی تو جا لون سے سارا رکا
اگر جائے تہ کو دہس جائے — وگرگا رہتے سر تو سپس جائے
عجب منصفہ ہے بچے کیونکے جان — یہی موت ہے سو جبتی ہے ندان
جواب اسکا گہڑیال نے یون دیا — گہڑی ایک دو کا ہے قصہ رہا
پڑی سر پہ کبتی ہے فرصت نہین — پہر اسکو کہتے ہین اب کیا کہین
تحمل ہو کچھ بہی تو تدبیر ہو — کرین کیا اگر یونہین تقدیر ہو
کوئی دشت یکدست فی زار تہا — رکہے وان قدم پانون افگار تہا

لطف سخن بھی پر ہی مین رہتا نہین ہے میر
اب شعر ہم پڑھی ہین تو وہ شد و مد نہین

کسو ایسے بن سے نکلنا ہوا
کہ کوسون تلک اوسمین چلنا ہوا

کشیدہ قد اس بن کا سارے درخت
چمن کی سی نو باوگان سبز بخت

برابر برابر کھڑے سر بسر
پھری دیر اودھر کو جا کر نظر

پری چل کہ آیا ترا کم بہت
حراس اوسمین جا کر ہوئے گم بہت

کہین راہ نکلی تو چلتے پڑے
رہے پا پیادہ پر تپل بہت وان کھڑی

کہ شاخون نے جھک جھک بلائی تمہین سر
بہت آگی جا جا کے آئی تہے پھر

وہی راہ درپیش و کثرت ہوئی
قیامت کی اوپر قیامت ہوئی

سرون پر اودھر توپ آئی چلی
پڑی تھی اودھر لوگو نمین کھل بلی

کہین اسپ و اشتر کہین فیل مست
زمین ہر سر گام بالا و پست

گذر جسطرح اس طرح سے کیا
روندون نے خون جگر ہی پیا

وہین بیچ آیا میانا مرا
کوئی دیکھتا رنج اٹھانا مرا

سواری سی مجھکو ندامت ہوئی
کہ چارون طرف سے ملامت ہوئی

لگے کہنے آیا فرنگی کہان
کہ چوپانی کی رسم چھوڑی ہے یان

۵۵۷

کیا ایک نالی ہی بنے گذر — ہوئی قایم اس پہ حاجی شہر دگر
گری گاڑی چھکڑی پیادہ سوار — کہ مقصد تھا سب کا عبور یکبار
گذارا جو فیلون کا پہلا ہوا — ملا خاک مین آب چہلا ہوا
کہ ٹک لگی پہنسنے دلدل کے بیچ — کہ نالے کا پانی تھا یکدست کیچ
پہنسے گاؤ اشتر گرے بار خر — ہوئی اسپ و اشتر بھی زیر و زبر
اگرچند بانبر ہی تھی وہ جسنام — ہوئی ایک ریلا مین دونون تمام
نہ یکبی تھی آگے کبھو یہ سمین — ولیکن خدا نے اوتارا ہمین
سلامت رہا اپنا اسباب سب — رہے لوگ لشکر کے کرتے عجب
چلے وان سے آگے بنڈیلا ملا — کیا ان نے ایک ایک کو دہ دلا
عجب راہ پر خوف مشکل گذار — نہوتی تہو معلوم ہاتھی سوار
خطر شیر کا شور نبگاہ کا — عجب وان کی جا نی کا غم راہ کا
نہ جاؤ زمین کچھ ہو میدانہ نہی — کہین اسمین پک ڈنڈی پیدا نہ تہی

غزل

ایک دن جو مونہ پہ زلفون کو ہاتھ سے ہٹا لیا
جانا ہمارا صبح کو جب سیر باغ کا
آنکھون مین اشک بھر کے جو دامن کو لیا بھگو
بیڑا ہمارا بیچ بھنور مین جو آ گیا
کہ صبر یا بان کیجے کہ ہم کو بھی ہے یہ غم
اوراق سب کو دیکھا جب آخر کتاب کا
کہ صبر کرنا ہے ہمین ایک دن ضرور
ہم نے بھی صبر کی ہے بہت اضطراب مین
کہ صبر یا بان کیجے کہ ہم کو بھی ہے یہ غم
اوراق سب کو دیکھا جب آخر کتاب کا
کہ صبر کرنا ہے ہمین ایک دن ضرور
ہم نے بھی صبر کی ہے بہت اضطراب مین

غزل

ایک دن جو مونہ پہ زلفون کو ہاتھ سے ہٹا لیا
جانا ہمارا صبح کو جب سیر باغ کا
آنکھون مین اشک بھر کے جو دامن کو لیا بھگو
بیڑا ہمارا بیچ بھنور مین جو آ گیا

غزل

روتا ہون میں کہ ہجر میں تیرے یہ کیا ہوا
جہان پر سے کل یہ تہم عشق جا گیا

جو نقش روزگار کی صفحے سے محو ہو
مصور اس پہ پھر نہین ہوتا مٹا گیا

ہستی مری کہ ہیچ تھی مین منفعل رہا
اس شرم سے مذاب زمین مین سما گیا

داغ دل خراب شبونکو جلے ہے میر
عشق اس خرابے مین بھی چراغ اک جلا گیا

چلے صبح کو دامن کوہ کو
تماشا کنان فوج و انبوہ کو

درختون مین چلنا تو دشوار تہا
ولے راستہ بھی قدم وار تہا

گذارا ہوا یونہین اک آدہ کوس
ٹیلے پہ ہنگامہ آراستی اوس

نیستانین چھپتا تہا گھوڑے کا سوار
اگر ہو تو وان شیر کا ہو شکار

نہ ہستی تہی سو شیر شرزہ بھی وان
نہ ہاتھی کے پاؤن کا پایا نشان

ٹیلے سے کیلے کا جنگل ملا
پہر آکر وہین یہ جو دنگل ملا

عجب کشمکش درمیان آگئی
بہیر اک بلا تھی جہان آگئی

نہ بلنے کو جا گہہ نہ چلنے کو راہ
سرون پہ کہڑے اسپ و فیل سیاہ

خطر فیل و شیر کا ہر ہر قدم
گئے شیر کے ہر قدم پر قدم

کنار آب کی لوگ اتری تمام
ہوئی دامن کوہ مین کچہہ مقام

کنار ہی کنار اسی کرتے راہ — چلی جاتی ہین گو نہو دی پناہ
جہانتک ہی آب و خواب جا بجا — سین دیکھین گی جو نظر آئینگے
جبل سے ہوئی ظاہر آثار آب — برسنے لگا قطرہ قطرہ سحاب
ہمین پر نہین کچھ ہوا کا ستم — کہین گرگ وادی کو بھی ہی غم
کہین ایسی سنگڑی ہین جیون دشت — کہ ٹکڑی کرو تو نہون گرم گشت
نہ نکلے ہی ہاتھی تو بولی ہے شیر — کوئی یون پکڑی ہی سو بعد دیر
اسد یکطرف یوز یکسو رہے — عجب یہ ہی باندہی گئے اژدہے
نہو چیونٹی کنجا دور کار شکار — نہ اب دشت و در مین تمر ہی نہ مار
شکارا فگنان راہ کرتی تہی طے — لے جاتی تہی خاک مین دشت نے
نہ بیرون کو جنگل مین طاقت رہی — نہ نگرون کو پانی مین فرصت رہی
اسد مار ہی جاتی تہی سگ کی شال — بند ہی آتی تہی یوز و گرگ زوال
ملا ایک چقماگر یا گرہا — تو کثرت سی نو نیزہ پانی چڑہا
بہت مشکلون سی کیا ہی عبور — کہ یک گام راہ اور سو سو فتور
غزل بحر کامل مین تہ دار کہہ — کہ اور طرحہا ی میرا اس کی تہ

غزل

غزل

مدد گار تھی حضرت زندہ پیل — پکڑ لاتی تھی لوگ تب زندہ فیل
بحیرہ نہ دریا کی اعظم سی کم — اٹھا کرتی تھی جسے لطمی بہم
ہر اک موج اسکی سمندر کی لہر — کنارے پہ گرداب غرقاب قہر
یہی جنگل اوس جہیل کی آس پاس — درختوں کا انبوہ نی کا اکاس
اسی بن مین شیر اور ریوز و پلنگ — اسی بن مین گور و گوزن اور رنگ
اسی بن مین ہاتھی وہین کرگدن — وہین فوج سرزن او یہین ہرن
اسی بن مین لنگور بندر بہی تھے — وہین ایک دو ہم قلندر بہی تھے
اسی بن مین باڑہا وہین نیل گاؤ — اسی بن مین یہ صید بندی کا چاؤ
اسی بن مین تھی حضرت بو حمید — اسی بن مین نسناس کی انکی مرید
اسی بن مین تھی خوک جا موش رنگ — کیا اس سو ہین نی لوگو نکو تنگ
اسی بن مین رہنا اسی بن مین راہ — وہین شام کا حسن لطف نگاہ
اسی بن مین وہ جہیل گہری بہت — ہوی صید بری و بحری بہت
وہین مچھلی بکتی تھی دمڑی کی سیر — ولیکن نہ کہاتا تھا ہو کوئی سیر
کہ اس آب کا ہضم دشوار تھا — کہ جون آب شمشیر دم دار تھا
شغال اور خرگوش جیسے گئے — شکاری سگ انکو اچک لے گئے

نوٹ

لطف و غضب ہر بان کس پہ تو کیا چاہیے
کام اب انہا سے بان کس پہ تو کیا چاہیے
سیکڑون دل خون کرون کس پہ تو کیا چاہیے
کیا کرون دل زبان کس پہ تو کیا چاہیے

ہوز سی نماز دلی طرف کرنے
وقت کیا پھر کہان پھر تو کیا چاہیے
چاہون کسو کی دلداری کرون اب وہ
نفع ہو کیا زیان پھر تو کیا چاہیے
عمر گئی تو سب وقت بہت کم ہے اب
چھپ نکلیا ہے سیان پھر تو کیا چاہیے
پاس دل دوستی ہے جو تو نہین دوستان پھر تو کیا چاہیے
نوٹ

نام خدا ہو جون ازل سے نشان کا
کنارے پہ تھی ایک گل زمین
میم نہین پیم تم کا مل ہو تو لیکر
ہری ہی خاطر انشان پھر تو کیا چاہیے

نواڑو تکی سیر او سمین ہر شاگہہ — وہی سیرگاہ و وہی دام گہہ
وہین صید ہون مرغ و ماہی تمام — مقام ایسے ہو وین تو کر ے مقام
ہو خیمہ آکر جو نواب کا — فلک سای تہا فرق اس آب کا
ہوا ہو تا وان کا ش رواب زر — ہوئی جیسے شایستہ شیریز
عجب ہب سی کی روشنی صد عجب — کہ وین چہوٹر ناوین وہی ہر کسب
جدا ہو وین تو غنچہ غنچہ چراغ — دل جیسے عاشق کی جہاتی کی داغ
دری روشنی شعلہ انگیز ناز — پڑی سطح پانی کا آئینہ وار
ہوئین کشتیان کچہہ وری سی پری — چراغون سی ہو جو نکی کوچے بہری
حبابون مین تہی جو چراغون کی تاب — حبابی تہا آئینہ سب سطح آب
نمود ار جو نہ پا انجم تہی شب — دلون سی وہ پہیلاؤ پانی کا سب
غرض روشنی کی عجب کچہہ تہی لاگ — لگا وی ہر گویا کہ پانی مین آگ
غزل میر کوئی کہا جا ہئے — کسو تو زمین پر رہا جا ہئے

غزل

کب آوی گا کیا جانی وہ سرو قامت — ہمارے تو سر پر ابہی ہے قیامت
نماز سفر ہی اشارت اسی سے — کہ تہوڑا بہت یان ہی وقت اقامت

قضائے غزل اک رباعی کہو | سخن آگے موقوف چپکے رہو
بہت کچھ کہا ہے کرو میر بس | کہ الحد لبس اور باقی ہوس
جواہر تو کیا کیا دکھایا گیا | خریدار لیکن نہ پایا گیا
متاع ہنر پیشہ لے کر چلو | بہت لکھنؤ میں رہے گھر چلو

غزل

کرو تامل کہ حال ہم میں رہا نہیں ہے تمہارے | جو کچھ ہے بر و سا جنوں پہ تو اب شکیب و تواں سب ہمارے
ہوئی ہیں غارت قیامت اب تو گئی ہے جاں تک گئی ہیں دل تک | جو تک سبھی دیکھو وہ غمزے تو جراحت سکو کہاں ہے تمہارے
ہماری آنکھیں تمہیں میں تھیں اتنی کہ اب ہے دریا محیط حالم | کہیں کہیں جو رہیں ہیں مردم سو ہیں وے تم کو کہاں ہے تمہارے
کریں تحمل سو کاہے پر ہم ہوا ہے جیو ہمیشہ غش سے | گئی ہے طاقت دلونسی شاید نہیں ہے آیا جگر ہمارے
کہو سو دن ہے تیغ نالہ کہ بہو سنان فغان جگر پر | کسو سے کہنے کا کچھ سبھی حاصل گئے ہیں جو تن کے ڈھب ہمارے
سہی ہے تم نے آتش کہاں کی یار بدل جگر میں کہ نصف شب کو | لگا جو رونے تو جا کے آسو ہری مزرہ سی گری شرارے
قبول عشق و محبت اتنا ہوا ہے اے میر سے قابل | مدام جاتی دکھائی دوں ہے ہن بہو نا کہ کہا ہمارے

رباعی

چلنے کو ہو تو بائی سی ہم جو کرے | مل چلنے کے اتفاق بہتیرے پڑے
مجنوں نے کہا تھا میں سبھی تا ہوں میر | آیا نہ رہی راہ میں ہم دیر کرے

تمام شد مثنوی مسمی صید نامہ



مثنوی در بیان کہ خدائی نواب آصف الدولہ بہادر

ہے جہان کہن تماشا گاہ	آصف الدولہ کا جہاں ہے بیاہ
آؤ ساقی کہ کد خدائی ہے	طبع نواب ادھر کو آئی ہے
دل خوش احباب و شاد ہر ہمدم	بستہ آئین و راستہ ہے شہر
نئے سر سے جوان ہوا ہے جہان	عیش و عشرت کی مخمور و کلان
ہر طرف شہر میں ہے آرایش	رہروان کی نہیں ہے گنجایش
شیشہ باز فلک ہے آتش باز	لکھنؤ ان سے ہوا ہوائے ساز

وجہ مین ناتوانی پرستون کو — یاد دی تک سرود مستون کو
آو ساقی کہ روشنی ہی خوب — محو آرایش آج ہین محبوب
کاخلدین بانج کیا تماشا ہے — پھول کترا کہ گل تراشا ہے
بگی سے مشعلون کا ہون ہوا — نور کا ماہ نے کیا چندرا
شیشہ شیشہ شراب ہو درکار — صحبت عیش کو چمکا یکبار
لالہ رنگ رخ نکویان کو — مایہ ناز خوب رویان کو
اوس پری کو نکال شیشی سے — رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے
ہولی سرمست ہو تماشائی — حکم کش ہو سپہر مینائی
چھوڑ آئین بردباری کا — سیر کرنے ترک سواری کا
چل گلابی کو ہاتھ مین لے لے — ایک دم جام متصل دے لے
ہی سواری کی فیل کی وہ ہو — جیسے ابر بہار آوے جھوم
آئی دولت سراسی ہو کی سوار — لعل ناب و گہر ہین صرف نثار
اک مہابت کی ساتھ فیل نشان — آگی مانند کوہ زر کے روان
اور ہاتھی ہین جھومتے جاتے — جیسے آوین جوان مدماتے
جل زر لبت کی ہی ساری شب — رو کش انجم فلک ہین سب

ایل دودم بجاے جاوے نہین
دلکش آواز گاے جاوے نہین
پہنچے ہین جو درشت رستہ گل
رہگزین ہین رستہ رستہ گل
وہ جو دیوے تو کیا لیا جاوے
خورش خوردہ کم دیا جاوے
ساقیا وے وہ مے جو باقی ہے
شادی ایسی ہی اتفاقی ہے

ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
اوس کو دوون بجام عیش فزا
اوس کو نوشا ہین کی جو ہو سبا
ہو مبارک یہ جشن خوش انجام

کب تک آئینے کا یہ حسن قبول — منہ ترا اسطرف کبھو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل گاہے — رچھبین ہم تب جب ایسی بو بھی ہو
ہے غرض عشق صرف ہے لیکن — شرط یہ ہو کہ جستجو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہیں آتی — ناز کرنے کو ویسا رو بھی ہو
کسکو بلبل ہو دم کشی کا مانع — ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

دل تمنا کدہ تو ہے پر میر
ہو تو اسکی بھی آرزو بھی ہو

تمام شد

مثنوی در بیان مرغبازان

دلی سے ہم جو لکھنؤ آئے — گرم پرخاش مرغیان پائے
پر دیدہ زادرست و یکسان ہے — مرغ تصویر کا بھی حیران ہے
مرغ ہے ایک ایک جیسے کلنگ — قاز و سارس سے جنگ جسکا ننگ
حوصلہ کس قدر ہو اصل کا — ذکر کیا کرگس شتر دل کا
لات کی گھات کر جو مر جاوے — نر طائر کا رنگ اوڑ جاوے

مرغ کا مرغ ہووے مرغ انداز | مرغ ایسا ہو تو بجا ہے ناز
یعنے اپنا حریف جب پاوے | پر بلا نے ندیوے کہا جاوے
سینہ کیا سینہ بال کیا پر و بال | جیسے چشم خروس آنکھین لال
بازی بد بد کے جب لڑاتے ہین | کانٹے لوہے کے باندہ لاتے ہین
آیا حلقوم کے کہ حلق کے پار | پھوٹنا چاہتی ہین ایک لگ کی دو سہار
ہاتھہ جس مرغ باز کے تہا وہ | پانی کرنے لگا ترا کر وہ
کچھہ جو ٹھہرا تو دم دیا ان نے | تھپیہ کر کے رکھہ لیا ان نے
اور جو سست ہو ہوا تہیلا | دونون بازو کے پر دئے پھیلا
دم سے کیا ہو یہ بیدم و مجروح | قصد پرواز مین تہا مرغ روح
ہو چکا ہو چکا ہوا یہ شور | ڈہلکی گردن گیا وہ سارا زور
پہیلا پالی مین وہ غم جانسوز | دل زدہ ہو رہین مرغ دست آموز
جانور رنگ باختہ سب ہین | یعنی حیران فاختہ سب ہین
مرغ قبلہ نما کو وحشت ہے | بال کہولے ہین پر نہ طاقت ہے
ورنہ اوڑ کر کہین چلا جاتا | دیر اپنے مقام پہ آتا
جیسے منگل کو پالی کی ہر دہوم | گلیون مین روز حشر کا ہے ہجوم

یکجا ہی کیا کوس رحلت مدام
کنھوں نے نہ جانا شایان مقام

یہ بیٹیے جو ہین سامنے ہین کہان
عیان جلد ہے ایک بزم روان

جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
یہ منزل نہین جاے بود اور باش

گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار
تہ خاک سب کا ہے دار القرار

نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی
وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی

ملے خاک مین جبڑ کے گلہاے تر
پریشان ہوے مرغ گلشن کے پر

تپنگون نے گر خاک مسکن کیا
چراغون نے بھی خانہ روشن کیا

گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ

رہی راکھ ہو کر اگر آگ تھی
رکن ہے جہان باد کی لاگ تھی

نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
گلستان کو پاوینگے ہو کا مکان

زمین کا رہے گا یہی کیا سبھاؤ
لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ

سکون یان کا دیکھا سراسر شتاب
چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب

جہان ایک ماتم سرا ہے عجب
نہین جاے باش اور جا ہے عجب

بھلا جی کے جانیکا کیا ہے بیان
عیان ہے کہ کتنے ہین جانکو روان

جوانی گئی موسم شیب ہے
شہو دا ایک دو روز کو غیب ہے

کھڑے ہوون تو تھہرای ران و ساق
جبین بیٹھے کیونکر کہ جنیا ہے شاق

جو یون پانون چلتے بچلتے رہے
تو دیکھو گے ہم یا نسی چلتے رہے

اگر ضعف سے چپ ہی رہتے ہین ہم
یہ سوچو تو کیا کیا نہ کہتے ہین ہم

کہے ہین نہین اپنے مُنہ تک پاؤ دست
کیا خاک مین مجھکو پیری نے پست

جو بازو ہین اپنے سو بازو نہین
اگر منہ کو دیکھو تو وہ رو نہین

بدن کی ہوئی سیری صورت ہی اور
وہ آنکھین نہین وہ نہ مُنہ کے طور

حسد ناتوان جای جہان تنگ
سخن منہ پر آوے دواعی کے رنگ

لبون پر نہایت ضعیف ایک آہ
در و بام پر حسرتون سے نگاہ

شکن جلد مین دل کو پژمردگی
عزیزی حرارت مین افسردگی

بر و دست بہت جسم مین آ گئی
مزاجی تھی گرمی سو ٹھہرا گئی

چھڑکتا رہون منہ پہ مین آب کاش
کہ ہوتا رہے روح کا انتعاش

وگرنہ دیا سا بجھا جای ہے
پہر اوٹھہ بیٹھون تو جی جا جای ہے

سیہ روز شیب اک ستم کر گیا
لکھون کیا کہ مین جیتے جی مر گیا

قلم رکھدی کر میر ختم کلام
تمام اپنی صحبت ہوئی والسلام

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی در بیان ہولی

ہولی کھیلا آصف الدولہ وزیر
رنگ صحبت سے عجب ہین خرد و پیر

جشن نوروزی اہل ہند سب
ہے یہی تب محو عشرت ہینگے اب

شیشہ شیشہ رنگ صرف دوستان
صحن دولت خانہ رشک بوستان

اوس چمن سی باغ پر گل سرخ و زرد
نکہت گل جہاڑ ہینگے وان آکر گرد

پھول گل آدین نظر دیکھو جدہر
لالہ و صد برگ سب باغ نظر

دستہ دستہ رنگ مین ہینگے جوان
جیسے گلدستہ تہی جوڈن پر روان

اون دیون کی عکس سے دریا کا آب — آئینے کی سطح کی رکھتا تھا تاب
کشتیون مین جو دیے بھر کر چلے — پانی مین شعلون کی ریلے ہی چلے
منعکس تھے جو چراغان تہ تلک — آب کی وسعت تھی یا نجم فلک
کیا ہوائی جھوٹنے کا ہے بیان — روز زینب جیسے ستارے ہون عیان
جا بجا جو ہی چھوڑتا ہے یا دبود — روشنیان روز زینب تھی نمود
گنج چھوٹا ایک سے روشن تھے جہاڑ — وہ طرف جسطرح سے جھڑتی ہو پھاڑ
اس روش سے تھے ستارے چھوٹتے — ناگہان جون ہی دیے تارے ٹوٹتے
دیکھیے جاتے تھے چراغان آب مین — شعلے تھے لہرون کے پیچ و تاب مین
ہر دو جانب چین سے گئے تھے ہار — گلفشانی سے اونہونکی تھی بہار
ماہتابی اک طرف سے جو دغی — چاند سا نکلا ہوئے حیران سبھی
آفرین صناع لوگون آفرین — کیا لگایا باغ آکر کاغذ مین
گل کتر کر پھول گل ہی کر دیے — رنگ تازے کاغذون مین بھر دیے
متصل تو بین ستارونکی دغین — لوگون کی آنکھین فلک سے جا لگین
دیکھیان کیا کیا نہ شعلہ خیزیان — تھین ہوا مین سے ستارہ ریزیان
نذر کو نواب کی اہل فرنگ — لیکے آتش بازی آئی رنگ رنگ

بیجا ہی کیا کوس رحلت مدام
گنبدون نے دیجیا شایان مقام

یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کمان
عیان جملہ ہے ایک بزم روان

جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
یہ منزل نہین جاے بود و باش

گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار
تہ خاک سب کا ہے دار القرار

نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی
وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی

ملے خاک مین جبڑ کے گلہاے تر
پریشان ہوے مرغ گلشن کے پر

تہ سنگون نے گر خاک مسکن کیا
چراغون نے بھی خانہ روشن کیا

گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ

رہی راکھ ہو کر اگر آگ تھی
رکن ہے جہان باد کی لاگ تھی

نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
گلستان کو پاوسینگے ہو کا مکان

زمین کار ہے گا یہی کیا سبھاؤ
لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ

سکون یان کا دیکھا سر اسر شتاب
چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب

جہان ایک ماتم سرا ہے عجب
نہین جاے باش اور جا ہے عجب

بھلا جی کے جانیکا کیا ہے بیان
عیان ہے کہ کتنے ہین جانکور روان

جوانی گئی موسم شیب ہے
شہو دایک دو روز کو غیب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی دیگر

چمن سے عنایت کے بادام دار	الٰہی زبان دے مجھے مغز وار
صفت عشق کی تا کروں مین بیان	ہیون عشق کہنے سے مین تر زبان
عجب عشق ہے مرد کار آمدہ	جہان دو نون اسکے ہین ہمزدہ
جہان جنگ صف کی یہ ظالم لڑا	صف اولٹی جہان ایک مارا پڑا
اگر لوگ مارے گئے سر بسر	ہوئی فتح اوسکی ہر یہ طرف تر
کوئی کشتنی جو طرف ہو گیا	تر تیغ اوسکی تلف ہو گیا
جہان جس کسو سے اسے چاہ ہے	وہین اوسکے تا قتل ہمراہ ہے

محبت ہے نیرنگ ساز عجیب
فسانے ہین اوسکے عجیب و غریب

کوئی عشق کرنا وہ ہرا تھا ورے
گئے میکدے سے بھی صوفی پرے

نہ وان مکر و فن شید و طامات ہے
خرابات جانا کرامات ہے

کہین عشق نے آزر و کش کیے
گئے خوش جو عاشق سونا خوش کیے

کہین سہل تر یار مرنے لگے
کہین لوگ دشوار مرنے لگے

کہین کام ان کے کیے ہین عجب
فسانہ ہوئی بزم عیش و طرب

کہین بادشہ اس سے درویش ہین
کہین اس سے درویش دلریش ہین

لیا کاہ کا کوہ سے کین کہین
ملائی کہین آسمان و زمین نے

کہین پڑ گئے اس سے فتنے فساد
رہی زیر شمشیر حد سے زیاد

یہ عالم کا آشوب ہے دہر سے
مراد خطر گہہ ہے اس شہر سے

ہوئے عشق مین ہد کیشان خراب
رہو دل شکستہ پریشان خراب

اٹھا عشق کا شور عزلت گزین
گئے دشت گردی کو کر ترک دین

ہوا عشق سے مجلس حال دہر
تواجد لگے کرنے شیخان شہر

کیا عشق مین ترک صوم و صلوات
گئے اہل مسجد سوے سومنات

مسلمان ہوئے عشق مین برہمن
گئے کعبے کو چھوڑ دین کہن

تناسب بہت اسکے اعضا مین خوب
سراپا مین دیکھو تو ہر جا ہی خوب

زبان نرم طالع وری و صلاح
نہ ملنہ و گزا یہ نہ رمز و مزاح

خوش اندام و خوش رو و پاکیزہ خو
کسو وقت رہتا نہ تہا بے وضو

جوانی کا ہنگام طاعت کا صرف
لب ہمرخ پر دلبرون کا نہ حرف

حیا کو سیا ہی سے پلکون کی راہ
نکلتی تہی باہر نہ گاہے نگاہ

بہت پاک دامن معیشت ہوئی
نظافت زاہت مین مدت ہوئی

کہ ناگاہ اس راہ یک زن گئی
جیون پر خدا جانے کیا بن گئی

جوان کی نظر شرمگین جا لڑی
وہ شرمائی آنکھہ اوسے اور پڑی

یہ دل مستقل ناشکیبا ہوا
دل طرف ثانی بہی بیجا ہوا

حیادار تہی زن گئی اپنے گہر
وفا دار تہا یہہ رہا دیکہہ ادہر

کیا چند شرم و وفا ہی کا پاس
لگے رہنے دونون گہر و نمین رواس

کئی دن مین ہندو زن آنے لگی
لیے پانی اس راہ جانے لگی

نگاہین ہوئین ہمدگر آشنا
محبت کا دونون نے پانی بہرا

یہی مدتون دیکہنا دیکہی رہے
دلون کی کسو سی نہ ہرگز کہے

جیون مین شب و روز مرتے رہین
ولے پاس ظاہر کا کرتے رہین

شب و روز دونون تہے صورت مثال
ہم آغوشی و حرف خیال

تہی جاگتین آنکھین بہری بہر ضبط
کہ جانا نہ جاوے یہ آپس کا ربط

کہوا ٹوٹی تو دم سرد ہو
دلونمین جو ہوتی چاہ خون ہو

اگر قسمت سے ہوجاوے دونون کا شہر مین کام
بیابان کی جانب سے کیجے دل بہت

کوئی طور ملنے کا ایجاد کر — نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر
پیام ایک کا یہ کہ اے باد نرم — کہہ اسکو محبت سے کچھ بھی ہے شرم
تن زار بیجان کیوں کر جیے — جگر مین نہو خون تو کیا خون پیے
ملاقات کا رکھئے کیون کر خیال — رہے کیونکہ جان نا امید وصال
اگر ویکین آنکھین ہین دو اسطرف — وگر منہ ہمارا ہے سو اور طرف
اسے دیکھنا ہی ہے ارمان بھی — ادہر ہی چلی جاے ہے جان بھی
کہہ اس سے کہ مرتے ہین تیرے لیے — کیا عشق یا جرم ہمنے کیے
نہین صبر آتا ترے بن ملے — لبون سے جگر تک بہرین ہین گلے
کسو سے کسو کو نہو جاے لاگ — کہے تو لگائی ہے سینے مین آگ
کسو کا کسو سے نہ لگ جاے دل — کہ کہنا پڑے ہاے دل واے دل
کسو کی نہ اچھی لگے کوئی آن — کہ جان الم ناک دیکھے ندان
کسو کی مجعد نہ کھل جائین بال — کہ ہو دل کے عقدون کی وا شد مجال
کسو لالہ رخ کا نہ اوٹے نقاب — کہ ہون داغ دونون مہ و آفتاب
قد آرا نہو خستہ ور سر کوئی — کہ سر پر قیامت رکے ہر کوئی
کسو کی نہ چاہ ذقن مین گرین — مبادا کہ وان سے نہ جیتے پھرین

ہوا ناگہان شوہر زن مریض
نہایت ہوئی تب طویل و عریض

تششت ہوا تب کا دل کی تئین
کہنیچے رفتہ رفتہ دق و سل کی تئین

نزاری سے دل ہو گیا زار تر
ہوا خشک ہو کر وہ بیمار تر

بدن کا وسارنگ کاہی ہوا
بہت حال اسکا تباہی ہوا

دموں پر بھی وہ رقتی کم رہا
ٹھہر کر گئے دم ہوا ہو گیا

فنا یعنی طاری ہوئی ہو چکا
اسے دارو دستہ بہت رو چکا

چلانے کی طیاری کرنے چلے
چلی زن بھی تا ساتھہ اسکے چلے

کہلی دعوی سوختن مین زبان
کیا پاس ظاہر سے نوحہ ان جان

لگی جلنے چھوڑا نہ اصرار کو
خبر ہو نچی اس نوگرفتار کو

اوٹھا وان سے بیتاب آیا چلا
اسے دیکھہ جلتے بہت جی جلا

جھکا آگ کی اور کرا ضطرا
کہ جی مین نہ طاقت تہی مطلق نہ تاب

کہا ہکو کیا کہتی ہو اسگھڑی
نظر اوسکی جلتے جو اوسپر پڑی

کہا آئے ہو تو چلے آؤ تم
شتابی کرو جو بمین پاؤ تم

یہ بیتاب تہا آگ پر پہر پڑا
پتنگا سا اس آگ پر گر پڑا

لگے آنے تسے کتنے افغار سا تہہ
وہین کھینچ اوئی اسے ہاتہون ہاتہہ

گئے اسطرف لے جدہر تھی چلی
نظر کرتے تھے واقعی یہ سہی

ولے مانعیت کا کسکو جگر
کہ حیران سب رہ گئے دیکھکر

ہوئی جاتے جاتے نظر سے نہان
گیا عشق کیا جانین لیکر کہان

بہت سے ہوئے لوگ گرم سراغ
کنہون نے نہ پایا نشان غیر داغ

نکر میرا اب عشق کی گفتگو
قلم اور کاغذ کو رکھدی بہی تو

فسانے ہین اوسکے ہزارون ہزار
یہی کشت وخون کا ہی یہ گرم کار

بہت خاک جل جل کی یان ہوگئے
رہ عشق مین جی بہت کھو گئے

غرض ایک ہی عشق بی خوف وباک
کیے دونون معشوق وعاشق ہلاک

تمام شد



آؤ ساقی شراب نوش کرین | شور سا ہے جہانمین نوش کرین
آؤ ساقی بہار پھر آئی | ہولی مین کتنی شادیان لائی
شادیان بے شگون سر اسر ہین | کوچے سو شہر کے برابر ہین
دست دستور ہے جو زر افشان | پھر جہان کہن ہوا ہے جوان
دو نو رستے عمارت خوش ہے | تازہ کاری شہر دلکش ہے
اور بازاری رنگ لائے ہین | ساری رنگین ستون لگائے ہین

کہین دو جام مے کی ہون مست — جا بچھینگے تہوڑی دور دست بدست
مچلے بن جائینگے کسو کو دیکھہ — پہر رہینگی کسو کی رو کو دیکھہ
اب گلابی لیں گے پہر پہر ہم — باقی ساقی پیئں گے مہر کر ہم
کہین آرایش آگے دیکھین گے — کاغذین باغ جا کے دیکھین گے
کسو موچھ سے ہوونگے گلبانز — کہینچینگے ایک زور دم کی اسکے نانز
آو ساقی مے دو آتشہ دے — اسی مے کا بغل مین شیشہ لے
گرم ہو جو دماغ انسان کا — لطف آوے نظر چراغان کا
جسطرف دیکھیے چراغان ہے — شیشہ و شمع ہی نمایان ہے
باغ سے روشنی ہوئی ہے زیاد — ہے یہ ہنگامہ تا جلال آباد
شمع و فانوس کا بہت ہے ہجوم — شیشے رنگون نے کر رکہی ہے دھوم
لوٹیے ان گلون کی اب تو بہار — گو کسو کے گلے کا ہو جیے ہار
اتہوا دم ہی مچ گیا ہے ہو — دار و پی کر پہرین چلین ہم تو
تارے سے ہین چراغ چار طرف — آسمان پر زمین رکہے ہے شرف
غنچہ غنچہ دیون کو دیکھین جہان — کسو نو گل سے رکہین صحبت دان
کہین نوبت کو چلکے سنیے گا — نے کے بجنے پہ سر کو دھنیے گا

جشن نوروز ہند ہولی ہے
راگ رنگ اور بولی ٹھولی ہے

عشق ہے اے گروہ آتش زن
دو نورے تے چراغ ہین روشن

ٹھاٹھہ کیا روشنی کے باندہ دیے
شہر ہین نام روشن اپنے کیے

دور دورے تے خیال وسواگ آئے
گھوڑے دامن سوار کیا لائے

روشنی وار سی ہے پار تلک
گل گل کا غذ ہے فرق خار تلک

در و دولت سے لیکے تا سر آب
ہے چراغ اور شمع ہیگی تاب

پھر سر پل سے تا عمارت نو
جلتے ہین مجتمع وئے سو سو

ہاتھی رنگے گئے پڑی ہے دھوم
جیسے ابر سیاہ آئے جھوم

خیمہ استادہ کر چکے شب بان
پیلیوان نے ہر کیا خرام ناز

بان کی صحبت کا تھا نمونہ سب
شاہ و دستور حکم و کار ادب

آئے شکلین بنا کے صورت باز
ڈوم ڈہاڑی بنے بجا کر ساز

نقل معقول کی سو حاجی بنے
سج کے عمامے سر پہ کتنے جنے

کوئی جوگی کوئی فقیر بنا
کوئی ڈاڑہی لگا کے پیر بنا

کوئی بنیا بنا کوئی اوباش
نقل کرتی تھی ان سبھو نکی معاش

کوئی شاعر بنا نہ جسکی نظیر
یعنی مستغرق خیال تھا میر

دو طرف سیم بندی کردی ہے — سونے روپے سے راہ بہروی ہے
شمعین لاکھون کنول عین ہین روشن — زور پھولا ہے کاغذین گلشن
واہ آتش زنان آتش دست — دار و پی کر پھرو ہو کیسے مست
تو ہین کیا ڈالین ہین ستارونکی — کھوئے رونق فلک کی تارونکی
تارے موقوف کچھ سما پہ نہین — تو ہین چھوٹین مگر ہوا پہ نہین
ماہ بھی چشم روشنی کے لئے — ہے چراغان ستارگان سے کئے
گنج چھوٹے ہین یا کہ بارجہ ہے — یا ہوائی ہے جگنوؤنکی چھڑے
گل غنچان ہین پڑین جو پھلجھڑیان — کھلتیان ہین دلونکی گلچھڑیان
چھوٹتے ہین انار مہتابی — رگ ہین دلبرونکے مہتابی
باؤسے دودوئے ہوئے گرمانے — دغین مہتابیان کہ نکلے چاند
آؤ اے مطربان سریلے چنگ — ساتھ اپنے لیے رباب و چنگ
ہو غزل خوان بزم عیش و طرب — پر نکریون خیال ترک ادب
منقد مجلس شہانہ ہے — ادب آموز زمانہ ہے
آؤ ساقی مجھے قرابہ دے — مرو بغل شیشہ ساتھ اپنے لے
بحر بخشش کی لہر ہین اب آئین — رند و گوہر کی کشتیان لائین

بے گل رہے نہ یکدم بلبل کہ آہ و زاری
محبوب سے کسو کو یارب نہو جدائی

گل ٹک ہنسا نہ تجھسے بلبل نہ بولی سرسے
کس کس کی بید ماغی دیکھی ہے یار مینؤ ہائی

ہم بھی رہے ہو وہ جبتک جوان جاہل
کی عمر قضی نے بارے نہ بیوفائی

اخوان زمانہ کی تو کیا جانیں دل لگی کو
لگتی ہے جسکے دلکو وہ جانتا ہے بھائی

ہے دامگاہ دنیا ہر جا فریب آئین
دیتی نہیں دکھائی اپنی مجھے رہائی

گذری جو کچھ سو گذری یار مین دلبرو تمکی
میرا اب کسوسے تم تو کریو نہ آشنائی

تمام شد ساقی نامہ

مثنوی دیگر

ای جبوٹھ تو شہر مین ترا ہی دور ہے
شیوہ یہی سبھو نکا یہی سب کا طور ہے

ای جبوٹھ تو شعار ہوا ساری خلق کا
کیا شہر کا کیا وزیر کا کیا اہل دلق کا

ای جبوٹھ تجھسے ایک خرابی مین شہر ہے
ای جبوٹھ تو غضب ہے قیامت ہے قہر ہے

ای جبوٹھ رفتہ رفتہ ترا ہو گیا رواج
تیری متاع باب ہے ہر چار سو مین آج

ای جبوٹھ کیا کہون کہ بلا زیر سر ہے تو
ای جبوٹھ سچ یہ ہے کہ عجب فتنہ گر ہے تو

مشکل حصول کام ہی یان حاصل کلام
یا تو ہون ہی باتون کام ہوا خلق کا تمام

ای جبوٹھہ دل مرا بہی بہت دردناک ہی
ان کاذبون سے جمع ہمط جیب چاک ہی

یک فرد تخطی تہی میری ایک شخص پاس
وہ کیا جو خوب اوسکو تو مطلق نہین ہی پاس

تہا مین فقیر پر نہ گیا شاہ کے حضور
اتنے لیے کہ رتبہ عزت مرا ہے دور

آداب سلطنت سی نہین مجکو رابطہ
حرکت نہوتی مجہسے کوئی غیر ضابطہ

مرزائی مجہسے کہتے نہین ہر عزیز کی
پہر شعر و شاعری بہی نہین ہے تمیز کی

صحبت خدا ہی جانی پڑے کیسے اتفاق
کیا بات آوی بیچ مین جب بیرنگی ہی شاق

مین مضطرب گہر اوسکے گیا اوٹہکی پانچ بار
کہنے لگا زبان سی یہ ہوتی ہی دو وچار

تقصیر میری اسمین نکوئی گا کچہہ خیال
صاحب کہین خموشی کرو نہین یہ کیا مجال

لیکن یہ حرف اس بہی سیہ روکار کیجیے یاد
انداز سے یہ لوگ سخن کرتے ہین زیاد

بہتیری ایسی فرد مین یہ رکہتے ہین جیب مین
رکہتے ہین یونہین لوگونکو برسون فریب مین

دکہلاونگا چلا ہون سوال آپ کا لیئے
مین نے کہا خیر کہو کس طرح جیے

بولا نہوگا سہی مین ایدہر سی کچہہ قصور
پہر دیکہیے کہ پردیسی ہوتا ہی کیا ظہور

ایک آدہ ایسی بات بنا کر کسک گیا
دل اس خبر کی سننے سی میرا دہڑک گیا

یہ عرضیان حضور کو پہونچین ہین صبح شام
دستخط جو ہو کی آئی کوئی سو اسی کے نام

یا جو وہ لطیفہ غیبی اب اسکے آگے
مین مضطرب ہوا آپ گیا ہے اوسے آگے
بارے یہ اتفاق ہوا یہ کہ ہو ملاپ
کہو یا تہا اضطرار سے عزو و وقار آپ
گہر آکے ایک بہائی کو بہیجا پیام دے
آوے اسکے پاس جو پہر چلیم جو اوسے
حضرت سے کہیو پہر بہابت بنی کی مری
پہر کیہو اب اتری ہے شرمندگی مری
دو چار دن مین بہیجتا ہون کاغذ اوسے
کہیو کہ آپ کی ہی آپ کے

نام نامی

مثنوی در بیان

بہی ہوئی ہی ہی ہ

بیچ مین ہوتی کچھ اگر اسباب
منہ اوٹھانے کی جی مین ہوتی تاب

سو تو کشتی نہ ٹہونہ لوئی
سایہ گستر نہ ابر بن کوئی

ابر ہی بیکسی پہ روتا تھا
ابر ہی سر کا سایہ ہوتا تھا

کیچ پانی مین کپڑے خوار ہوئے
وہ بین گاڑی مین جا سوار ہوئے

رہروی کا کیا جو ہم نے میل
بہنیس جھیلی کی تہی بہل کی بیل

آسمان آب سب زمین سب کیچ
خاک ہے ایسی زندگی کے بیچ

شب کے دریا پہ ہو کے راہ پڑی
پانی کے سطح پر نگاہ پڑی

بحر ظلمی کا کیا کہون مین اوج
باتین کرتی ہے آسمان کی موج

دامن ابر پاٹ دریا کا
دی گرہ تو کہے کہ باندہا تھا

ہوش جاتا تہا دیکہہ جوش آب
گوش کرتا تہا کر خروش آب

آب تہ دار اور تیرہ بہت
لہر اوٹھتی جو تہی سو خیرہ بہت

پانی پانی تہا شور سے طوفان
دیکہہ دریا کو سوکہتے تہی جان

ہمرہ موج سیکڑون گرداب
ساتہہ تہے صد تری کی چشم حباب

ناؤ مین پاؤن ہمنے بارے رکہا
خوف کو جان کے کنارے رکہا

خضر رہبر سب حواس کہوتا تہا
خضر کا رنگ سبز ہوتا تہا

ہنگ دو دو ہر طرف لگے کرنے
تسبہ پڑتی تھی مینہہ کے بہرتے

کوئی میدان مین کوئی چھپر مین
کوئی در مین کوئی کسو گھر مین

گھر ملا صاحبون کو ایسا تنگ
جس سے بہت الخلا کو آوے ننگ

بیٹھنے دین نہ جب کہ صاحب کو
کون پوچھے نفر مصاحب کو

ڈھونڈتے ڈھونڈتے سرا پائی
ویسے گھر چھوٹے ویسی جا پائی

رہنا بہ مہیاری کے غنیمت جان
جو کہا اون نے ہم گئے سب مان

کچھ پکانے کا جب سوال کیا
مین نے اظہار اپنا حال کیا

بان جو لائے ہین مجھکو اپنے ساتھ
زندگانی مری ہے اونکے ہاتھ

پہونچے ہے اونکے روز و سطعام
صبح کا صبح مجھکو شام کا شام

اور پکوائے تو زاید ہو
خامے سے اپنے اور عاید ہو

جو کچھ آیا سو کھا لیا مین نے
کچھ رہا سو اوٹھا دیا مین نے

سنکے اک دلسے کھینچی ان نے آہ
اور بولے کہ واہ صاحب واہ

ہم تو جانا تھا آدمی ہو بڑے
چار پانچ آدمی ہین پاس کھڑے

کچھ یہ کھاوینگے کچھ کھلاوینگے
ہم کچھ انکے سبب سے پاوینگے

سو تو نکلے ہو کورے بالم تم
ہو گدا جیسے شاہ عالم تم

جنسے مالوف تھے وہین رہتے — اوسسے کچھہ کچھہ نگاہ ہو نہین سکتے
کیا نفاست مزاج کی کہیے — ستھرے اتنے کہ دیکھہ ہی رہیے
خال جون پھول گل کترتے ہین — یا کہ نقشون مین رنگ بھر تے ہین
چوہے چڑیا یہ ان فریب کی نظر — حج کا کارخانہ فرض تھا اسپر
لمو ہی بھی تو تھی بہن اسکی — نسبت اسکی تھی وہ بہت گمسکی
پاوے جو کچھہ سو مار کھاوے ہے — ایک کیا چار چار کھاوے ہے
جانور مارنا تو ہے یک سو — تیسرے نچہ کیا نہ ان نے کہو
یہ نزاکت اسی کو بن آوے — موش و شتے کو دیکھہ ڈر جاوے
ان فریبی ہین ایسی کتنی ڈھونس — گھونس دیکھی تو ہو وی کوئی گھونس
یہ چھچھوندر کے بولتے بھاگی — وہ پڑی سوتی بھی ہو تو جاگی
چھپکلی سے یہ پھر منہ کو لے — وہ جفاکار جیفہ پہ جی دے
یہ پری سی تھی جو غرام کرے — وہ جو او چلے تو دھوم دھام کرے
کبک اسکی خرام کے عاشق — جانور اسکے نام کے عاشق
غرض افسوس کی جگہہ بلی — اب کہان گو کہ چھانیے دلی
ایسی بیگم مزاج سب لے کہو — بیگم آباد ہم گئے یارو

کارپردازون کو تقیید ہے	شور ہے گالی ہے تشدد ہے
وے بچارے بہانے کرتے ہین	راتدن لوگ چوکی پہرتے ہین
کہتے ان سے تو یہ ملے ہے جواب	کسکے گھر سے بناوین لاکے شتاب
ہمکو کھانے ہی کا تردد ہے	صبح بقال کا تشدد ہے
بینیا منہ کو چھپائے جاتا ہے	روٹی کا فکر کھائے جاتا ہے
حال کب پوچھنے کے ہی قابل	ہم فقیرون کے رنگ ہین سایل
سوچین ہین جب تو جھول جاتے ہین	بات کہتے ہین بھول جاتے ہین
تمکو دیوانا کہے ہینگے یاد	ہمکو کرنا نہین خدا آزاد
کسکو موسین کہان سے کھپہ لاوین	دال آٹا جو تمکو پہونچاوین
تم کہو دال ماش کی ہے زبون	یان ہم پہونچی ہے جگر ہو خون
تم کہو آٹا کسکسا کھایا	یان کلیجا پسا تو ہاتھہ آیا
اور دو چار روز یہ بھی ہے	ایک غم سینہ سوز یہ بھی ہے
فصل ہونے ابھی نہین پائی	پیشگی سب سے قرض لے کھائی
جس سے جھوٹی ہوئی ہین ہم دن بھر	چوٹا وہ کہے ہے ساہوکار
ماش کی دال کا نکریے گلا	گوشت یان ہی کہو کسو کو ملا

کوئی گھورا کرے کوئی ہونکے — خفتہ خفتہ بہے شور سے چونکے
سانجھ ہوتے قیامت آئی ایک — شور عف عف سے آفت آئی ایک
گلہ گلہ گھر و نمین بھرنے لگے — روٹی ٹکڑے کی بو پہ گرنی لگے
ایک نے آکے دیگچا چاٹا — ایک آیا سو کھا گیا آٹا
ایک نے دور کر دیا پھوڑا — پھر پیا آکے تیل اگر چھوڑا
گھور نے ایک لگا اندھیرا کر — ایک نے اور ایک پھیرا کر
گھر مین چینکے اگر تے توڑ دیے — ہانڈی باسن گرا آکے پھوڑ دیے
لوگ سوتے ہین کتے پھرتے ہین — لڑتے ہین دوڑتے ہین گرتے ہین
جب کہ ہڈی یہ چار چار لڑین — گوشت پر بھیڑیے سے دوڑ پڑین
ایک کے پیچھے ایک رو رو شب — لیندے وان نہ بندہ رہتے ہو کب
کتے ہی وان دو چار رہتے ہین — دو گئے بھے تو چار رہتے ہین
جاگتے ہو تو دو بدو کتے + — سو کدا و ٹھو تو رو برو کتے
سر پہ دربان کے بلا ہی رہے — کتا ایک آوہ گھر مین جا ہی رہے
منہ مین کف دور دور کرنے سے — حال بیحال شور کرنے سے
تو کہے سنکے وہ گلا پھاڑا — بادلے کتے نے اسے کاٹا

چار دانون کے واسطے جی دین
جان کہا جائین کچھ نہ جب تک ہین

اس سے آگے بڑھے تو ہینو رہتے
اوجڑے پجڑے انمونکی کچھ گھر تھے

اور آگے گئے تو تھا بازار
اسمین بنیونکی تین دکانین چار

ایک کے پاس دال کچھ آٹا
لسکو بھے مکھیون نے تھا چاٹا

ایا کچھ سانوان اور توڑی چنے
جھبڑون مین خاک دھول ایا کنے

چوتھا باقی رہا سو تھا لنگال
نام کو کہتے تھے اسے اجال

اسکا عامل کے پان اوٹھا یا
لئے جیسا کیا تھا سو پایا

ایک کنجڑے چار گئے پیاز
سیر اسکو سزا رخسر و ناز

کیا کہون صرح تھے نہ اور کہ تھے
اس بچھندر مین کچھ بھے بسر کے

ایک دو کان تھے پسار ہے
لئے ہم لوگون سے بھے یار سی کے

اس سے جاکر جو مانگے ملہدی
زر و مٹی کو بانر دے جلدی

دیکھہ کر کچھ کہو وہ یہ کہے
بس تم اس بستی مین بیا نہ رہے

یان جو کچھ ہے چلن سو دیتا ہون
مین بھی پیسے اگالے لیتا ہون

مانگو اس سے جو مرچ یا دھنیا
دیوے بچا دہی نمادھنیا

انیسی دو دانے اور سب کنکر
دیوے کاغذ مین باندھ لینا کر

دونون کا اک جوا ہی طلب ہے — یہہ کہے روزہ رکھے شب بے
آسہ پاس اس گڑہی کی آئی جیل — گم تھے برسات مین طریق و سبیل
ایدہر اودہر ہر اوتے کے پانی جاوے — قدرے پہر ہو تک بہی ہووے چڑہاؤ
اس سے وانکی ہوا بہت مرطوب — ہووے نزلہ زکام بے اسلوب
کتنے روزون مین ہوتی ہی کہانسی — ایسہ جیسے گلے مین دین پہانسی
پہروہ درجہ ہے جس مین ہووے دق — یہہ کوئی ایک نکلے ثالث شق
بڑی آفت خطر تہا سکہون کا — کیون کہ وہ ملک گہر تہا سکہون کا
اسمین آجائے تو قیامت تہی — مال وجان غرض سب کے رخصت تہی
نہ کوئی دادرس نہ وقت رسی — مفت ہی ہم گئے تہے سب بربات
کیا کدہب چرخ کج نے پیدا کیا تہا — پر خدا کچہہ ہمارا سیدہا تہا
تجہکو قدرت نمائی کی اپنی — اوس بلا سے رہائی کی اپنی
بس قلم ہے مریہ تیزے تند — شور سے تو پڑا جہان مین وند
بدزبانے کا مجہکو کب ہے دماغ — ایسی باتونسے مین کیا ہے فراغ
ہو چکی صاحبو بسی فرمایش — چپ رہو اب ہے زمان آسایش

مثنوے دیگر

جب وہ چھوٹے شور و ہنگامہ مچاتے ہین — اتبو چھوٹا اتبو چھوٹا سب کہین
چھوٹتا ہے گر پڑے کوئی بھوگ — بندروں سے ناچتے پھرتے ہین لوگ
ہوتی ہین اس جنس مین بے ذی خرد — آدم و حیوان مین یہ برزخ ہین بد
طرفہ ہے یہ بات اگرچہ ہے کہی — جو کرے انسان تو بوزنیہ بھی
لیکن اس جا گہ تو صادق ہے یہ قول — سارے اسکے آدمی کے سو مین دو دل
ہے تماشا آئینہ کے روبرو — عکس سے اپنے اسے ہے گفتگو
دیکھنا جھک جھک کے اسکا ہونٹ ضبط — آرسی بندر کا مشہور ربط
گاہ بوسہ گاہ غمزہ بولنا — گاہ آنکھین موندنا گہ کھولنا
آگے تھا اک بوزنہ شطرنج باز — چال سے اسکے نکلتا امتیاز
کمنہ قمرادون سے ہمکو یاد ہے — یہ اسے فتان کا داماد ہے
جان دین بندر اگر دیکھین بھنے — رہتے ہین چانول پڑے اسکی کنے
آنکھہ کب دوڑی ہے اسکی ہر طرف — ہے یہ اپنے نوع کا فخر و شرف
الغرض منوا عبارت جانسے ہے — نام اس دلکش کا منوا یا نسے ہے
خوش ہے منوا تو خوش احوال میر — ورنہ آدم ہے جوانی مین ہے پیر
دہر مین یارب یہ محزون ہے — جسکا منوا ہے اوسے ہیمون ہے

متصل ایسا ہوا جو اتفاق — مرگ ان بچون کی گذری سب شیاق
خط اسکے کو کہہ کا لازم ہوا — جا ئرے پہونچے کا ہرگ عازم ہوا
نذرین مانین نقش لائی دیہ ندہ کر — نیل کے ڈورے نین باندہ ہمچو بت کر
چھپڑون پر بعضون نے افسون لکہے — بعضون نے تعویذ لیکر خون لکہے
بے بلائی سے بہت کی التجا — گربۂ محراب سے چاہی دعا
گوشت کے چیلون کو پیتکی بوٹیان — ماش کی موتی پکائین روٹیان
لڈکیان بہلائیان کہائون تلے — اوس طرح جون و بلی بلی کہلے
دیتے تکڑا منہ کو ہر اک کہولتے — اور بولا بلیونکی بولتے
صدقے اتر پے چھپر سے جو دہر ہی — گربۂ لاوہنے کہائے ہو کی سیر
کین منا جا نین دل شب لا تقد — گربۂ زاہد سے بہی چاہی مدد
لو ہریرہ کے تئین مانا بہت — بلیون کو بہی دیا کہانا بہت
مدح جس بلی کی کرتا تہا عبید — تہی دعا گوئی مین وہ بہ مکرو شید
خواجہ عصمت کرتے طاعت جہان — ایک بلی بیٹہی تہی آکر وہان
صبحدم ہوتی وے سر گرم سجود — گہہ قیام اسکے تئین تہا گہہ قعود
چاہے بہت اتنی اٹہہ کے ہر سحر — کچہہ تو باطن نے کیا اسکے اثر

سب سے آگے آن پہنچے در تلک
دیکھیے میرے پانو سے کہ تا تلک

آنکھ سے معلوم ہو مشتاق ہے
بلی یا اعجوبۂ آفاق ہے

بلیاں ہوتی ہیں اچھی ہر کہیں
یہ تماشا سا ہے بلے تم نہیں

گرد رو باندھ ہو آہستہ ہو کر کا
چاندنی میں ہو تو بلکا نور کا

گرم شوخی ہو اگر یہ مثل برق
بجلی میں اس میں نکہ کر سکیے فرق

یا پری اس پردے میں ہے جلوہ گر
اونگتی اودھر سے نہیں ہرگز نظر

کیسی ہے بلے ولایت کی ہے زور
خوب دیکھو تو ہے اسکے صدقے حور

ربط ہے اپنے بھی جن کو اسکے ساتھ
بیٹھے ہی تو بیٹھ پر میرا ہے ہاتھ

اکدن جا کر کہیں ٹک سو گئی
مانی مانی سارے گھر میں ہو گئی

بلی کا سونا نہیں اسلوب یہ
ہے کبودی چشم یک محبوب یہ

دیکھے جسدم یک ذرا کوئی اسکو گھور
چشم شور آفتاب اسدم ہو کور

حسن کیا کیا مانی کے کریے بیان
ہو جہان حیتک یہ ہووے ریمان

خوبی ھی کی نہ کوئی کہہ سکے
دیکھیے اسکو تو نہ اس بن رہ سکے

داغ گلزاری سے اسکی تازہ باغ
اس زمان تیرہ کی چشم و چراغ

کیا دماغ اعلے طبیعت کیا نفیس
کیا مصاحب بے بدل کیسے جلیس

چار دیواری سو جگہ سے نم ۔۔۔ تر تنک ہو تو سو کتے ہین سہم

ٹوٹی دلگ لگ کے جھڑتی ہے ٹاٹی ۔۔۔ آہ کیا عمر بے مزہ کاٹی

کیا تھے مینہہ سقف چھلنے تمام ۔۔۔ چھت سے آنکھین لگی ہے مینہ مدام

اس چکش کا علاج کیا کریے ۔۔۔ راکھہ سے کب تلک گڑھی بھریے

جا نہین بیٹھنے کو مینہہ کے بیچ ۔۔۔ ہے چکش سے تمام ایوان کیچ

آنکھین بھر لاکے یہ کہین ہین سب ۔۔۔ کیونکے پردا رہے گا یارب اب

جھاڑ باندھا ہے مینہ نے دنراج ۔۔۔ گھر کی دیوارین ہین گے جیسے پاج

بادین کانپتے ہین جو تھر تھر ۔۔۔ آپہ رڈار کے کوئی کیون کر

کیچ لے لے کے مارے چوپایے ۔۔۔ چھوپنا کاہے کا ہے تھوپا ہے

لیٹکو پر پر چتے ہی ہین ۔۔۔ تو تا اک بوریا سا ڈالو کہین

ڈھانکو دیوار یا اوٹا رکھو ۔۔۔ یا ہمارے لئے بچھا رکھو

ایک حجرہ جو گھر مین ہے واثق ۔۔۔ سو شکستہ ترا ز دل عاشق

کہین سوراخ ہے کہین ہے چاک ۔۔۔ کہین جھڑ جھڑ کو ڈھیر سے ہے خاک

کہین گھوسون نے کھودا لانے ۔۔۔ کہین چوہے نے سر نکالا ہے

کہین گھر ہے کسو چھوندر کا ۔۔۔ شور ہر کونے مین ہے مچھر کا

کشتنی دیوار کی پٹے بیال — پھیرے کا بوجہ بھی سکے دھنبھال

توتنا مینا تو ایک بابت ہے — پودنا پہد کی تو قیامت ہے

کیونکے ساون گئے گا ابکی بار — تہرتہراوے بھنبیری سے دیوار

ہوگیا ہے جو اتفاق ایسا — شاق گذری ہے کیا کہون کیسا

ہوکے مضطر لگے ہین کہنے سب — اور بھنبھیری کہ سانون آیا اب

تیسری یان جو کوئی آتی ہے — جان محزون نکل ہی جاتی ہے

نہین دیوار کا یہ اچھا ڈھنگ — کہین کیسکے تو ہے قیامت جنگ

ایک دن ایک کوا آ بیٹھا — بیگمان جیسے بوا آ بیٹھا

چیل سے لوگ دورے کرتے شور — کہ نہ حایط مین کچھ رہا تھا زور

ہو نہ ایسا کہ اپنی چال چلے — دورے اور چیلے کو ہال ہال چلے

نہین وہ زاغ چار پانو پھرا — ایک کالا پہاڑ آن گرا +

تھی اسکے کہین کہین ہسکی — جے دیا اور پھاتے بے دھسکی

سان کہ خاک لگ گئے دو چار — بارے جلدی درست کی دیوار

اچھے ہونگے کنبۂ رہی اس گھر سے — برسے ہے یک عذابی گھر سے

اکہڑے پکہڑے کوا اڑ ٹوٹی و نید — زلفے زنجیر ایک کہنہ جدید

عین تو حیران کار تھا اپنا
کوئی اسدم نہ یار تھا اپنا

اینٹ پتھر تے مٹی تھی یکسر
خاک مین مل گیا تھا گھر کا گھر

چرخ کی کجروی نے پیسا تھا
پر خدا میرا مجھسے سیدھا تھا

کتنے اک لوگ اسطرف دہائے
یا ملک آسمان سے آئے

مٹی لے لے گئے دو یا تھو نمین
کام نے شکل پکڑی یا تو نمین

صورت اوس لڑکے کی نظر آئی
ہم جو مردے تھی جان سی پائی

آنکھ کھولے ادہر اودہر دیکھا
اس خرابے کو بہر نظر دیکھا

قدرت حق دکھائی دی آکر
یعنی نکلا درست وہ گوہر

داشت کی کوٹھری مین لا رکھا
گھر کا غم طاق پر اوٹھا رکھا

مومیائی کھلائی کچھ ہلدی
فرصت اسکو خدا نے دی جلدی

غم ہوا سنکے دوستدارون کو
بہر بند ہا یہ خیال یارون کو

کہ مری بود باش یان نر ہے
گو تصرف مین یہ مکان نر ہے

شہر مین جا بہم نہ پہونچے کہین
چار نا چار پھر رہا مین وہین

اب وہی گھر ہے بے سر و سایہ
اور مین ہون وہی فرومایہ

دن کو ہے دھوپ رات کو ہے اوس
خواب راحت ہے یان سو سو کوس

عشق بن تم کو کہین سکھ نہ ملا
عشق سے عشق سے نہین ہے پہلا

عشق تنہا جو رسول ہو آیا
ان نے پیغام عشق پہونچایا

عشق حق ہے کہین نبی ہے کہین
ہے ولی کہین علی ہے کہین

عشق عالی جناب ہے کہین پہ
جبرئیل و کتاب رکھتا ہے

عشق حاضر ہے عشق غائب ہے

عشق کیا کیا کرشمہ سازی ہے
عشق کیا کیا کرشمہ سازی ہے

عشق سے ہو گئے ہین سب عاشق
عشق سے ہو گئے ہین سب عاشق

قیس کیا یہ کھینچ کھینچ ہوا — سر پہ فرہاد کے سنا جو ہوا
عشق نے جا بجا جتا ئین ہین — اگین کس کس جگہہ لگائین ہین
عشق مین ایک جی کو کھو بیٹھے — ایک آنکھو نکو رو کے رو بیٹھے
ایکون کا جیب تا بدا من چاک — ایک ڈالے ہے سر کے اوپر خاک
شان ارفع ہے جنکی خوار ہین یان — عقل والے جنون شعار ہین یان

خستۂ عشق کچھہ نہ میر ہوئے
بادشاہ عشق مین فقیر ہوئے

کوئی دل تنگ ہو کوئی مین گرا — کوئی ڈوبا کوئی گیا نہ پہرا
جب تپنگا ہوا تہا اس کے داغ — تب دیا جیکو ان نے بیش چراغ
عشق کی فاختہ تکمش ہے — عشق سے عندلیب دلکش ہے
عشق باعث ہوا وطن چہوٹے — مرغ پکڑے گئے چمن چہوٹے
مایۂ درد و رنج سب ہے عشق — متصل رونے کا سبب ہے عشق
پڑ گئے دل جگر مین آخر چہید — کچھہ نیا یا کنہون نے عشق کا بہید
انچا تیغ ستم جوا نیچے عشق — جا مے بہتون کے خون مین کھینچے عشق
عشق سے قمری ہے حریف سرو — مد سے آنکھین لڑا رہا ہے تدرو

قصہ میرا بھی ساتھ ہی عجب | کس پہ گذرا ہی یہ ستم یہ غضب

معاملۂ اول

ایک صاحب سے جی لگا میرا | اونکے عشوون نے دل ٹھگا میرا
ابتدا مین تو یہ رہی صحبت | نام سے انکے تھی مجھے الفت
خوبی انکی جو سب کہا کرتے | گوش میرے ادہر رہا کرتے
بخت برگشتہ پھر جو یار ہوئے | اک طرح مجھسے وے دوچار ہوئے
کیا کہون طرز دیکھنے کے آہ | دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
چپکے منہ اون کا دیکھہ رہتا مین | جی مین کیا کیا یہ کچھہ نہ کہتا مین
وے تو ہر چند اپنے طور کرتے | پر تصرف مین ایک اور کے تھے
کرتے ظاہر مین احتیاط بہت | مجھسے بھی رکھتے اختلاط بہت
بات کی طرز میری ہی بھاتی | میری آزردگی نہ خوش آتی
پیار چپکون سے پھر نکلنے لگا | دیکھنا دلکو میرے ملنے لگا
کہین دیکھون تو بات دیر کہین | بیدماغ اور بیگمان رہین
کچھہ کچھہ آزار مجھکو دینے لگے | قسم اقسام مجھسے لینے لگے
کہین جو کہا تا قسم تو ہو برہم | کہنے لگتے کہ کیا گدا کی قسم

معاملہ دوم

ایک مدت ملک یہ صحبت تھی | کیہو الفت کیہو نہ الفت تھی
رفت رفتہ سلوک یہ آیا | ہاتھہ پاؤن کو اپنے کھو بیٹھا
گاہ بیگاہ پاؤن پہیلا رہے | میری آنکھون سے تو سلوا رہے
چلکا آتے تھے جب کبھو ایدھر | پاؤن اٹھا رکھتے تھے میری آنکھون پر

اوسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
رہے سنبل کے پیچ پانچ دھرے

اوس جبین سے ہو دلکی کب جاذب
صبح صادق کی دعوی ہی کاذب

ویسی بھوئین کشیدہ بھی ہین کہین
یہ کمائین کسوسے کھنچے نہین

پھری پلکون کی اور سب کی نگاہ
چشم پر میری تیری چشم سیاہ

کہون چتون کی دیکھنے کا طور
اس قیامت پہ وہ قیامت اور

سطح رخسار آئینے سے صاف
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھئے معاف

لطف بینی کا فہم ہے دشوار
ایک باریک بینی ہے درکار

کیا جھکتا ہے ہاے رنگ قبول
جیسے مکھڑا گلاب کا سا پھول

ہے دہن تنگی سے سخن کوتاہ
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ

اوس سے گل کیا چنے کوئی ہمدم
غنچۂ نا شگفتہ سے بھی کم

برگ گل سے زبان ہی نازک تر
پھول جھڑتے ہین بات بات اوپر

کیا کہون کم ہین ایسے شیرین گو
وہ زبان کاش میرے منہ مین ہو

دمبدم سوے گوش ہے اشارۂ صبح
گوہر گوش یا ستارۂ صبح

جب بنا گوش ان نے دکھلایا
صبح کا سا سمان نظر آیا

ان لبون کا مزہ لیا سو بہانت
تسکے اوپر ہمارا بھی ہے دانت

ہائے اوس سے خدا جدا نکرے — دور اس سے جیون خدا نکرے
یون نہین سرخ اسکی ہر انگشت — ڈوبے ہین میرے خون مین یکمشت
وہ کف دست راحت جان ہے — کاش سینے پہ رکھدی غم یان ہے
کیا بیان خوبی شکم کو کرے — دیکھنے سے کہو نہ پیٹ بھرے
صدر کے ناحیے سے تا ناحیہ — چپکی جا گہہ ہے کیونکہ کہیے صاف
اس سے پہر آگے غنچۂ گل ہے — یان سخن بابت تامل ہے
پردے مین بھی جو کچھہ کہا جاوے — آپ سے تو نہ ٹک رہا جاوے
گئی نظرون سے وہ کمر باریک — ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
اور کیا دل زدیکو بات آوے — کہین یارب شتاب بات آوے
نازکی اس میان کی کیا کہیے — سنے تو ہاتھون مین لیے رہیے
ٹک اگر لچکے تو قیامت ہے — پہر قیامت تلک ندامت ہے
کیون پڑی ران پر نظر تا ساق — اوس بن اب زندگی ہوئی ہے شاق
پاے جانان سے گفتگو ہے اب — خاک مین ملنے کا یہی ہے ڈھب
وہ قدم کاش فرق پر پہرے — ساق سیمین مرے کمر پر ہو
وہ کف پا قریب ہو میرے — ٹھوکر اوسکی نصیب ہو میرے

ایک دن فرش پر تھا میرا ہاتھ | باتین کرتے تھے وہی میرے ساتھ
پانون سے ایک انگلی مل ڈالی | لطف سے در دو وہ نہ تھا خالی
درد سے کی جو مین نے بیتابی | دست نازک سے دیر تک دابی
یاد آتے ہین ایسے لطف جواب | گذرے ہے جان غم زدہ پہ غضب
تن بدن دیکھہ جی نہ رہتا تھا | مین جو گستاخ ہو کے کہتا تھا
کہہ یہ جا گہہ تم اس فقیر کو دو | متبسم ہو کے کہتے وے یہ لو
یہ بھی کیا کیا خیال رکھتے ہین | آرزوے محال رکھتے ہین
پھر گھڑی بھر مین کہتے ہو نہ ہول | مار کھانے کی باتین سب ہین فضول
جب سلوک ان کا یاد آتا ہے | کیا کہون جی سے بھول جاتا ہے

معاملہ چہارم

ایک دن پان وے چباتے تھے | سرخ لب اونکے مجھکو بھاتے تھے
کہہ اوٹھائین کہ یہ اوگال مجھے | منہ سے دو تو کرون نہال مجھے
بولے یون نہین ہے مین کہان سچ | جھوٹا کہاتے ہین میٹھے کی لالچ
ہنسکے او سوقت مجھکو مال دیا | پھر اسی رنگ سے اوگال دیا
ایسی صد رنگ مہربانی تھے | تب سیہ رو کی زندگانی تھی

صورت اونکی خیال مین ہر دم
خواب مین جو ہون وہ مزہ باہم

مین تو بستر پہ دل شکستہ اور اس
چاند سا منہ انہون کا تکیے پاس

مین بچھونے پہ بیخود و بیخواب
ایک پیکر پری کا سا ہمخواب

فرش پر پانو نیچے غبار آلود
انہین دے دونون پانگار آلود

مین تو افتادہ محو عجز و نیاز
بازو میر کسو کی بالش ناز

جلتی آنکھون کے گل رخسار
جسپہ کچھہ بکھرے موے عنبر بار

پاس منہ کے وہ لال ترنازک
دست گستاخ پر کمر نازک

فرش اس گلبدن سے سب بویا
پھول مین نے بچھائے تھے گویا

شب کے صورت خیالی سے
دن کو ہون مین شکستہ حالی سے

گرچہ روزانہ بھی تصور تھا
لیکن اندوہ سے مکدر تھا

کہین تصویر سے نظر آئی
کہین منہ پھیر جیسے شرمائی

کبھی دل ان کے رو برو مون رہے
کبھی ملنے کی آرزو مین رہے

صورت حال اور کچھہ ہر دم
گاہ لب خشک گاہ مژگان نم

مین بھی مقدور تک وفا کی ہے
جان غمناک پر جفا کی ہے

برسون تک مین پھرا ہون سرگردان
روز و شب دونو مجھہ پہ یکسان

جو پڑھے گا سنگ نامہ یان ہو گی ساری حقیقت اسپہ عیان
یان نہ تفصیل کرنے کا تھا مقام کر محبت سے یان ہے حرف کلام

معاملہ ہفتم

بارے کچھ بڑھ گیا ہمارا ربط ہو سکا پھر نہ دو طرف سے ضبط
تب ہوا بیچ سے یہ رفع حجاب جب بدن مین رہی نہ مطلق تاب
ایک دن ہم وے متصل بیٹھے اپنے دل خواہ دونون مل بیٹھے
شوق کا سب کہا قبول ہوا یعنی مقصود دل حصول ہوا
واسطے جسکے تھا مین آوارہ ہاتھ آئی مرے وہ مہپارہ
گہہ گلے دست وے ہم آغوشی همسری همکناری همدوشی
چند روز اسطرح رہی صحبت بیار اخلاص رہا بطہ الفت
کچھ کمون جو انہون کی ہو تقصیر نارسائی تھی طالعون کی میر
ہو گئے بخت اسنے برگشتہ پھر کیا آسمان نے سر گشتہ
بات ایسی ہے اتفاق پڑے لگی کہنے کہ مصلحت ہے یہہ
یون بھی آتا ہے عشق سے درپیش کہ نشان بلا ہون الفت کیش

لطف مسیحا حال پر ہر آن	تازہ ہر دم مروت و احسان
لب سے جان بخش حرف سحر دمجو	لطف سے پوچھتا کہ خوش ہے تو
یاد کر روون اونکی کونسی بات	کسطرح کاٹون ہجر کی اوقات
ملنا اون سے بھی ہو گئے غم ہی	آئے جیتون مین جانیے ہم بھی
مدت ہجر اگر تمام ہوئی	ورنہ اپنی تو صبح شام ہوئی

تمام شد مسمی بہ معاملات
مثنویات از در نامہ

یہ سوزی کہان تا جگر دار فن	نہی ناگنین جنکی ٹیکون پہ پہن
نہین جانتی ہو نمین مار سیاہ	زمانہ ہے آتش کا میری نگاہ
نفس ہے مرا اژدہی پیچدار	گیا جس سے حضم قوی من کو مار
جدہر بہر نظر دیکھون لگجاہی آگ	دم بدم کشی لب پہ کہیا مین ہون ناگ
جہان مین ہون وہ جاہی پر شور و شور	عصا سے چلے راہ وان مار مور
مری آنکھ سے زہر ٹپکا کیا	جلا آگے میرے کبھو کب دیا
سن اس ماجریکو سبھون نے کہا	کہان کینچوے یہ کہان اژدہا
نہ حضمی مری اژدہون سی ہوئی	طرف مجھسے ہو جونک کیا او ہوئی

پہونچتا تہا گردون تلک شور و شر
ہوا صاف ہوتے نہ دو دو پہر

رہا کرتی کوسون تلک اوسکی دہوم
نہ اوس راہ آتا کوئی جز سموم

ہوئے ساکنان بیابان تہنگ
اوسے کوہ و وادی سے شیر و پلنگ

گئے جان لے وحوش و طیور
کوئی رہ گیا سو وہ سینڈہک سا دور

گئی لوٹری ایک سو کہی ہوئی
کسو اور جنگل مین بہو کہو ہوئے

گلی نین جو یا تکی کہلے اوسکے لب
ہوئی وان کی اعیان گرم غضب

خزاطین و خرموش و موش و شغال
اوس اژدر کو کر جنس اپنی خیال

روان ساتہہ اوسکے شبانہ ہوئے
کئی گرگٹ آگے روانہ ہوئے

رعونت سے مینڈک اوچلتے چلے
بلون مین سے چوہے نکلتے چلے

قریب اوس بیابان کے جب دم گئی
اونہون مین سے آگے بہت کم گئے

قضا را وہ آفت تہی سرگرم سیر
چلے آتے تہے بہاگتے وحش و طیر

اوس آشوب سے دست و پا گم کیے
فراموش سب نے سر و دم کیے

لڑا اژدر کے خرموش سا پہلوان
ہوا مضطرب کہچوے سا جوان

وہ گرگٹ کہ جسکو تہی گردن کشی
ہوئی خوف سے اوسپہ طاری غشی

قدم عوک سی گرد کا جل گیا
سر و ساتہا گیدڑ پہ سوکہل گیا

مثنوی مسمّی تنبیہ الجہال

صحبتین جب تہین تو یہ فن شریف
کسب کرتی جنکی طبعین تہین لطیف

تہے ممیز درمیان انصاف تہا
خار و خس سے کیا یہ عرصہ صاف تہا

دخل اس فن مین نتہا اجلاف کو
کیا بتاتی تہے یہی سو اشراف کو

تہے جو اس ایام مین استاد فن
ناکسون سے دور رہکر تہے سخن

پھر حصول اس سے نہ دنیا ہی نہ دین
کوئی حاجت اوس سے وابستہ نہین

گر چہ اوس کارخانے مین نہو
ٹوٹے جوتے کو کہان لیکر پھرو

پار نا پا ہو اوس کے جانا پڑے
کوڑیان دے جوتی گٹھوانا پڑے

حاجت اس فرقہ سے یان مطلق نہین
جو نہو شاعر تو کچھ نقصان نہین

یہ تو دنیا مین ہے اس فن کا کمال
دین کا اس فرقہ کے پوچھو نہ حال

کذب ہو جس جا ہے رونق بخش شمع
وانکی دیوانی رکھو اور دل کو جمع

جھوٹ آوے اسقدر جب درمیان
کو یقین ایمان کیسا دین کہان

ہم تلک تہی یہی رسم قدیم
یعنی جنکی ہوتے تہے ذہن سلیم

اونکی ہوتی رہبر راہ سخن
پیار کرتے تہے اونہین استاد فن

جو کہ خود سر رکھتے استادون سے عار
انکے تئین ہرگز نہوتا اعتبار

زندگی بلکہ انہون پہ شاق تھی
ہاتھہ گر لگ جاتی نہی شلاق تھی

حکایت

شایق فن تہا وزیر اصفہان
ایک دن آیا بلا لی اوسکے یان

حاجبان در سے ہوا گاہ کار
کی اشارت تا اسی دین گرمین بار

عزت و تعظیم کی حد سے زیاد
پاس لے مسند پہ بیٹہا شاد شاد

اُن نے کینچی اسکی مزائی بہت
بیٹہے بیٹہے رات جب آئی بہت

شعر کی تقریب لا کر درمیان
کرنے لاگا شاعری کا امتحان

شعر خوانی کی پڑہا سو تہا غلط
سنتے ہی بہڑکا وہ شعلہ کی نمط

غصے ہو بولا کہ ہان فراش دو چوب
کینچ لا میدان مین کی شلاق خوب

اسقدر مارا کہ بیدم ہوگیا
سوج دست و پا ہر اک تہم ہوگیا

کینچ کر ڈلوا دیا دربار مین
یہ خبر پہونچی جو ہر بازار مین

وارث اوسکی لیگئے آرات کو
جب بخود آیا تو پایا بات کو

یعنی دستور زمان دشمن نہ تہا
یا وہ کچہہ نا آشنائی فن نہ تہا

غالباً پایا غلط اشعار کو
خوش نہ آیا اوس کرم کردار کو

جو سنے سو خود سری سے باز آئے
ورنہ کرتا پوچ گوئی ہر دو ننگ
تب جو مین شلاق کی یہ خام تھا
قصہ کوتہ تھی ممیز درمیان
بے تمیزی سے ہے یاچ ابتری
نے بیان کا ہے سلیقہ نے زبان
بس قلم و قحت زبان بازی نہین
کون حرف خوب کو کرتا ہے گوش
بے تمیزون سے بھرا ہے سب جہان

تربیت ہو نیکو اوستادونکی جاسے
رفتہ رفتہ شاعری ہوجاتی ننگ
اب جو آیا لایق انعام تھا
ننگ ہے کرم مزابل پہ بھی یان
جسکو دیکھو خود نمائی خودسری
اسپہ ہے ہر ایک سحبان بیان
چپ کہ دوران سخن سازی نہین
بات کی فہمید کا ہے کسکو ہوش
ہے دماغ حرف ہمکو بھی کہان

تمام شد

مثنوی در ہجو ناہل مسمی بزبان دعالم

سنیو ای اہل سخن بعد از سلام
پر نہین مرغی کا گرم طیر ہے
کام مجکو کچھہ نہین ہے اور سے
چہیڑتا ہے مجھکو ایک تخم حرام
وہم مین شہباز کا ہم سیر ہے
بلکہ اس بھی طرز سے اسطور سے

سب جو کرتے تھے یہ فن شریف — اونمین سے کوئی نہ تھا میرا حریف
کتنے اک نوشتے تھے گرم سخن — سو بچارے آپہی ناآگاہ فن
مدعی میرا ہوا یہ بے ہنر — مردۂ صد سال سا بے نور تر
کاسہ لیس مایۂ خبث و حسود — قلیۂ دہ روز سے بھی بدنمود
آتے اچھا ہی جو اوسکو روک دو — ورنہ منہ دیکھو تو وہین اوک دو
باپ اوسکا سخت نادان نادرست — کوڑی کرسی گندی بلی فاق دست
ایک جا آیا شتر قہقر گیا — وان شتر غمزہ سا مجھسے کر گیا
رہ گیا مین پی کے لوہو کا سا گھونٹ — یعنی دیکھون بیٹھے ہر کس کمل یہ اونٹ
اس تمثل پر نکی مطلق نظر — خار پہلو کا ہوا ہر جا بچر
جب لگا ہے ناچنے مستی سے خوب — تب لیا مین نے قلم کی زیر چوب
مستی اسکی ساری اب جھڑ جائیگی — دھوم ساری گلیو نمین پڑ جائیگی
جب پڑون سے مارنا ہموار کہائین — کج خرامی سے تب اپنی باز آئین
راہ سیدہا ہو کی چلنا ہے بھلے — اونٹ جب آیا پہاڑون کے تلے
اونٹ کی خلقت پہ ہے قدرت کو ناز — اسکی خلقت کم ہے کیا اک بے نیاز
ہیئت اسکی معحکہ ہے سوانگ ہے — جید اوچ بن عنق کی ٹانگ ہے

چپل قلم اب ہے ارادہ جنگ کا
پاس کبتک کیجے نام و ننگ کا

یان زبردستون کو دعوی کہا گیا
یہ چہار ستم کہان سے آ گیا

تا قیامت فہم کو دعوے بڑا
ہوکے تنکا سا پہاڑون سے اڑا

ہاتھی کی ٹکر کو ہاتھی ہی اوٹھاے
چیونٹی کا کیا جگر جو منہ پہ آے

جنگ ہاتھی کی ہو گو اوسکو ہوس
پر اوسی ہی موت کا رپٹا ہی بس

ایک دھکے مین کہان وہ کا منی
پودنی کی سی ہے اوسکی ضمانی

مین نے پاس اوسکا کیا حد سے زیاد
یہ کمی کرتا ہے یہ ابن زیاد

قبلہ کہتے کہتے حاجی ہو گیا
پاس ظاہر چھوڑ پاجی ہو گیا

رشک شہرت سے مری مرنے لگا
میری عزت کا حسد کرنے لگا

لگ گئی چپ اوسکو میری شور سے
یہ نہ سمجھا ہے خدا کی اور سے

یہ قبول خاطر لطف سخن
دی ہے کب سبکو خدائی ذوالمنن

ایک دو ہی ہو تو ہین خوش طرز و طور
اب چنانچہ میر و مرزا کا ہے زور

خصمی وہ کریے کہ ہو معقول خلق
نے انہون سی جو کہ ہو مقبول خلق

دشمنی تھی اوسکو مجھسے کیا ضرور
حیف ایسی عقل لعنت یہ شعور

ہون جو مین پر تو فگن تو ہی یہ کیا
مور کے آگے ذرہ کب ٹھہرا رہا

جڑ گیا ہو وہ دماغ اوس کا تمام
پڑھتے پڑھتے شور سی ہر صبح و شام

وہ حرف جو روسے جایک جا ہوا
ایسا الو ناخدا پیدا ہوا

دیکھکر انکی خرامی بانے سرو
ایک کوے نے کی تقلید تدرو

کود کر چلنے لگا آخر کو راہ
اپنی بھی رفتار بھولا رو سیاہ

کاشکے ہووین معذور شیخ و شاب
چھوٹی سامنہ جو پکاری کاہی باب

بدنمائی اسکی ہے بے ساختہ
کیا ہے بان میش بچہ انداختہ

دیکھہ اسے یاد آوے قدرت کاملہ
کیا بلا ہے ماوہ خوک حاملہ

گرگ گردن خوک جسہ غوک سر
غول صحرائی کا بچہ ہے مگر

چار سکیان کہکے شاعر ہوگیا
اس فن مشکل کا ماہر ہوگیا

باپ کو ان نے نبار کہا ہے اوت
بین کہان ایسے سعادت مند پوت

کم ہوا ہے گا جو اسکا زور پا
جانتا ہے اسکو پیری کا عصا

کچھہ نہین معلوم اسکو سرکار
تنب تو ٹھہرایا ہے اسکو راز دار

اس زنازادی نے جو لب وا کیا
پہلے ماکا راز ہی رسوا کیا

ایک دن شب کو نہین جلوا دیے
یار ما سب کے باپ کو دکھلا دیے

سہر حقیقی باپ سے جا کر ملا
اس مجازی کا کیا اس سے گلا

ان کمینون کا گلہ کیا کیجیے
ایسے دس پیدا ہون گر تہ کیجیے

کہتے ہین سر گرم بیبا کی ہے یہ
ہون تو ہون ناپاک کیا پاکی ہے یہ

لکھیے اس فرقہ کے اب تا چند ذم
خط بناوین ایسا کر دے کف قلم

گرچہ انکو کہتے ہین آئینہ دار
لیک انکا منہ ندیکھین کاش یار

صاف چھپتی پر انھین چہرہ ہوا ہے
گر ندموا اسمین سہر ہو جایئے

چاہیے ہو اس قوم کی کیا شرح حال
آگے ہی آوینگے جتنے ہونگے بال

ایک سفید انکو نہین جچنے کی تک
ہو قرہین دشمن یہ کالے بال تک

کیا کہون کیسے ہین اور ہی یہ لچر
کیجیے اصلاح عاید ہووے شر

کوچہین ایسا سر کہ کر دین پایمال
سید میان جب سنلین تب لین ولی بال

معتبر انکے جو حجامی ہین اب
ہند مین وہ تیرہ روشامی ہین اب

کوئی کہدے جو حاجت غسل کی
چلو چلو پانی پر دیتے ہین جی

نقشین کر تی ہی گذری اسکو وان
غسل مین فرصت تشہد کی کہان

سنتے جامی خانے مین کیا غسل کر
حبیب شاگردون نے وان رکہی کتر

لیک پہر اجرت سے اور جنگ ہر
لات ہی گالی ہی پہر سر جنگ ہے

اوس سقاوہ مین گیا تہا اک حریف
اسکی فی الحلبہ طبیعت تہی ظریف

ہجو عاقل نام ناکسی کہ بسگان اوسی تمام دانست

اک جو بچہ کو رزق کی وسعت سی ہوگئی
تنگی کی حوصلے نے تو رحمت سی ہوگئی

کتون کی ساتھہ کہانی لگا کتون سے معاشر
چھچھڑے کی طرح شام و سحر کتون کی تلاش

پاکیزگی طبع و لطافت وہ برطرف
کتا بغل مین مارے لگا پھرنے ہر طرف

دتکار و کتے کو تو لہوا پنا وہ پیئے
ہے اسکی استخوان شکنی کتون کے لیے

یا جھوٹے ہاتھہ کتے کو مارا تھا کبھی
یا کتون سے بچایا ہے اب اپنی منہ کو بھی

کتے ہین پاس کیمہ ہین جیب و کنار مین
کتے ہین آستینو مین کتے ازار مین

آیا جو ایک روز وہ بے تہ چلا ہوا
کتا ازار اسکی سے نکلا بندہا ہوا

یک سگ گزیدہ کی طرح جو ہونے لگا
پھر کہول دیکہ کتہ تئین چونے لگا

ایسی بھی بنے دیکھی نہین کتون کی ہو سر
گردن مین اپنی ڈالے پھرے روز و شب سر بسر

عکڑا ہو جسکے ہاتھہ مین یہ اوسکا یار ہے
جیسے سگ سرائے سگ ہر سوار ہے

کتون کی جستجو مین ہوا در بدر بہت
دھوبی کا کتا ہے کہ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

تہکتا ہے پھر جو کرتی ہوئی دور اور دیر
لیتا ہے ہر بیدماغ ہو لوگون کی کیڑے پہاڑ

جو بڑبڑون پہ لڑتا رہا ہو بسان سگ
ہوا دمیت اسکو بہلا کس مقام لگ

جسکو خدا خراب کرے پھر وہ کیا کرے
کیونکر زبان نکالے نہ جون سگ پھر اگر کرے

آواز دی دے کتون کو تو ڈرے اپنی جان
مرجائے گا یہ بھونکتے ہی بھونکتے نڈان

ہے بسکہ سگ پرست مرنگا جو یہ دنی
تو شے مین اسکی ہوگا نہ کچھ غیر سگ کنی

کتون کی پیچھے پھرتا ہے گلیون مین دڑ دڑ ہو
یہ سب ہے اس لیے کہ ہر اک جا پہ شور ہو

اس وضع ساختہ کی ہون احمق فرفتہ
بہرہ ہے جنکو عقل سے وہ کیون ہو شفتہ

ہے اسطرح کی معرکہ گیرون سے جہان
بہتیرے ایسے کتے نچاتی پھرے ہین بان

مثنوی در ہجو خانہ خود کہ سبب شدت باران خراب شدہ بود

جسم خاکی مین جسطرح جان ہے
اسطرح خانہ ہم پہ زندان ہے

ظلمتین اسکی سب پہ روشن ہین
زندہ در گور ہم کئے تن ہین

ہے جو سر کوب اک بڑی دیوار
وان سے جہان کو تو ہے اندھیرا غار

بخت بد دیکھہ ساری پہ نالے
اسکے معمار نے ادھر ڈالے

اب جو آیا ہے موسم برسات
دلکو ہے اپنی بان اندھیری رات

صحن مین آب نیزہ بالا ہے
کوچہ موج ہی کہ نالا ہے

مینھہ مین گھر کے پانچ چھ پیپر
ہم غریبون کے ہوتی ہین سر پہ

موج تختی ستون میں سے پیٹھے — جان غمناک خون میں بیٹھے
لے گیا پیچ و تاب پانی کا — کوٹھری تھی حباب پانی کا
یون دہا گھر کہ بار خاطر تھا — آہ کسکا غبار خاطر تھا
اگہڑے دہلیز سب ہنڈیر گری — لہر پانی کی جھاڑ دیتی پھرے
ساری بنیاد پانی نے کائی — اینٹ کے گھر کو کر دیا مائی
جھک گئے سب ستون در بیٹھا — وہی چھپر کھڑا ہے گھر بیٹھا
جب اجاری پاکی چھوت ٹھہری — ہم سہونین یہ مصلحت ٹھہری
آؤ اب چھوڑ کر یہ گھر نکلین — کسوٹنی پہ بیٹھہ کر نکلین +
دیکھے مرنے سے ڈوب مرنا خوب — ہے کنارا یہان سے مرنا خوب
سنکے ہر یک کے جی مین در آیا — خاطرون مین یہ حرف ٹھہرایا
گٹھری کپڑون کی مین اٹھائی تھی — سر پہ بھائی کے چارپائی تھی
بوجھہ کپڑون کا جنے باندھا تھا — اُسکا سارا افگار کاندھا تھا
ساتھہ کوئی چراغ لے نکلا — کوئی سر پر اجاغ لے نکلا
چھاج کی کر کے کوئی اوٹ چلا — مینہہ کے مارے کوئی لوٹ چلا
منہ پہ جھلنے کو ایک نے روپا — ایک نے سر کے کا کیا گھوپا

گوشش بہ نغمہ ہی میں مصروف تھی ہو
موش دشتی پہ کیا گذرتی ہو

کوئی نہ پوچھو ان سے جو بستی ہیں یاں سے
سو وہ ہیں ہو ہیں کی مرثیہ خوان ہمیں

ایک دن گھر میں ایک گونس آئی
اپنے پاؤں اجل اسے لائی

گونس کیسی بتاؤں خوبصورت تھی
طاق ہے جسکے آگے طاقت سونس

یا کوئی مادہ خوک آہستن
یا کسی چوہے کے برادر زن

پھرتی پھرتی جو صحن سے خوشحال
پای دیوار بیٹھے سر کو نکال

کہیں اودھر یہہ شیر جاتا تھا
پہنچا تا کہ پہنچے آتا تھا

پڑ گئی اسکی اس پہ چشم کہیں
نیلا پیلا ہوتا دکھاون دود

پنجہ جھنجھلا کے ان نے گذرانا
مارے کچھ گونس نے اسے جانا

پر اسے خوف جان نہ آیا کچھ
غالب آیا نہ اسکا سایا کچھ

ٹکٹکایا پھر انی جاتا لو
کیونکے تا یہہ تو شیر کا خالو

پھر تو بگڑی ہے دونو میں اکہ
چوٹ ہوتی ہے داؤ پا پا کر

غصہ خرموش کو بھی آن چڑھا
اتفاق اس جگہہ تھا ایک گڑھا

دونون لڑتے ہوئے گرے اسمین
کیچ کو گاہنے پرے اس مین

ناخن اس شیر کا کچھ ایک گڑا
شور محشر گڑہی کے بیچ پڑا

وہی ہرن کو بھی جلدی میں ہتیا ۔ ہیگا یان سگ لوند کیا کتا ۔
اڑتی چڑیا انہین نے ماری ہے ۔ استخوان سگ شکاری ہے
یہہ جو غصے مین آوے تو غضب ۔ اسکے ماری ہوی ہین ساری سب
منہ مین دیتے ہین اسکے جب مشعل ۔ طرفہ دم لابہ کرتی ہے اچھل
منہ مین اپنے لیے فتیلی سے ۔ سگ لیلیٰ کی ہے قبیلی سے
باہم اس بلی سگے کا یہہ ربط ۔ کوئی دیکھے نہو دے اسکو ضبط
کبھو جاتا جو ہے یہہ کوسگ پر ۔ لگی رہتی ہے اسکی چشم نظر
اور سی دشمنی جانے ہے ۔ اسکی یہہ بادلی دوانی ہے
دونون شوخی سے مارتے ہین ۔ سگ و گربہ کی چال ہنستے ہین

مثنوی در مذمت برشگال کہ باران دران سال بسیار شدہ بود

کیا کہون ابکی کیسی ہے برسات ۔ جوش باران سے بہ گئی ہے بات
بوند نعمتی نہین ہے ابکی سال ۔ چشمہ گویا ہے آب زغبال
وہی یکسان اندھیر برسے ہے ۔ آسمان چشم دا کو ترسے ہے

بڑی بوندون کی چوٹ سے مُوریے
سنگباران جہان ہو واں مریے

پڑ رہتے ہین یا رو رس حیرانی
آرسی کے بھی گھر مین ہے پانی

آدمی ہین سو کب نکلتے ہین
مردم آبی پھرتے چلتے ہین

کتّے ڈوبے گئے کہان ہین اب
سگ آبی ہی ہین جہان مین اب

وسعت آب پوچھ مت مجھ یار
کوچے موجون کے ہو گئے بازار

معبد اب سارے گر تی آتی ہین
زاہد خشک ڈوبے جاتے ہین

تا ٹھہرنا برابر ان کے شاق
مسجدون نے کیا ہے استغراق

مینہ تو یان اب لگے ہی رہنے ہین
سارے عالم کے کام بہتے ہین

غرق ہے چڑیا یا گلہری ہے
خشکی کا جانور بھی بحری ہے

مینہ ازبسکہ بہتا ہے گا
یک جہان کو ڈبو رہا ہے گا

شعر کی بحر مین بھی ہے پانی
بہتی پھرتی ہے اب غزل خوانی

لائی بارندگی کی چالاکی
آب خشکِ گھر پہ نما کی

ہے زراعت جو پانی نے ماری
ہو گئی آنجست تر کاری

آب ہے گا جہان کے سر تا سر
خون سے سو کہتا ہے میوۂ تر

مست ہو ہو گئے ہین مست شراب
غوطے کھاتے پھرین مین عالم آب

کینچے باورچیونکے کیا کیا ناز — کتری گئی اوسکی چوترونپہ پیاز
کہانا نکلے پر آوے ہو کیسے — چیل ٹوٹی ہے گوشت پر جیسے
وقت کہانے کے ہاتھہ سے اسکا — قاب پر نان چنبہ کش گویا
کیا وہ دوپیازہ کہا کی ہو تازہ — اک نوالا ہے تلا دوپیازہ
گوشت ماندی بھرا ہے خنگ مین — ہڈیان گویا تہین اسکی خشک مین
خام طمعی سے اک کرے ہے آہ — دیکہہ کر شبکو نان ہالۂ ماہ
نہ تلے دیکہہ کر وہ قاب پلاؤ — منہ ہے منہ بیشہا گرچہ کہاؤ کہاؤ
کہانے پر جب وہ بی چلاتا ہے — لاٹہی پانہی بہی کہای جاتا ہے
نہین پہونچی جو کہانا کہانے لگ — ہڈیون پر لڑے ہے جیسے سگ
بہوکہہ کا باولا جو آتا ہے — لوگون کو کاٹ کاٹ کہاتا ہے
دہون مین دشمنون سے بہی وہ لئیم — جای گہل مل اگر سنے ہے حلیم
آتش غیرا پہ مار بہی کہا وے — اسمین گو بوتراب نکل جاوے
کسی مفلس کے گہر جو جاتا ہے — کچہہ نہین خفتین ہی کہاتا ہے
ہوکہہ سے جب کہ غصے مین آوے — بزکوہی کی طرح جہنجہلاوے
ہڈیون کو نکہہ سے کہا جاوے — چبے لوہے کے بہی چبا جاوے

بلکہ پیٹ اسکو مار سا کتا ہے
پیٹ اپنا بڑا چپاتا ہے
وہ تک کا بی تیز کہاتا ہے
وہ قضا را م ا ہو اسمان
کہا گئی اسکی تیز بانی جان
مین چ ہے
کہانا اسکے
گشت کہاتا ہان
سو مہمان کرون
بلکہ تی روز کا سے ان
ہڈیون کا قیمہ
دیا
کہانا
دیکہ
کہا
کہا
کہا

تھی ابھی روئیون کی جیب کی سیت	ہین رہا کہتا کہا گیا وہ میت
کہانا کوئی اور کیا کہی اسکا	سارے منہ دیکھتے رہے اسکا
جب مرلیگا وہ ہو کہ کا رہوگے	روح توشی کی روئی مین ہوگے
کہانی کی بو ہو ناک مین پہنچے	مرگیا ہووے تو بھی اٹھ بیٹھے
عقل باور اگرچہ کرتے نہین	وہ مرے ہو کہ اسکی مرتی نہین
ہو کہی اسکا جو جی نکل جاوے	گور مین ہی کفن نگل جاوے

مرثیہ خروس کہ در خانہ فقیر بود

کئی برس سے ہمارے کتنی تھا ایک خروس	خروس عرش کی اولاد سے تھا مانوس
پھرا جو اُس سے لگا یک زمانہ کج باز	قضا نے اسکو کیا ایکبار مرغ انداز
دیا کہ یہ وہ اذان روز ہین تسبیح شام	بجا ہے مرغ مصلی رہے پر اسکا نام
نہین ہے مرغ چمن مین جہانگیر سا	بزنگ کا تاج خروس سر پہ تاج سا
جو بیٹھے جا پہ مین پر دار پر ہو مرغ سیال	کہڑا ہو دھوپ مین تو رہے کلغی غائب
کہو جو صحن مین گھر کے وہ اشرف الطیار	پھرا ہے کیس کو ڈالی تو مرغ آتش خوار
بہ تختہ مین شاگرد مین اسکے مدام	بزرگداشت کرین مرغ سبز وار تمام

در تعریف آغا رشید کہ خطاط بود و بفرمائش میان اعز الدین کہ فقیر و خوشنویس بود

میر خطاط یک قلم دیدیم — لیکن آقا سے لوگ کم دیدیم
یعنے عبد الرشید تھا اوستاد — خوشنویسی کی جنے دی ہے داد
خط کی خوبی کا اسکی اتنک ہے رنگ — صفحہ روز گار پر ہے رنگ
وہ تصرف کہیں جو کرتا ہے — شکل نقاش رنگ بھرتا ہے
حیرت افزا ہے حسن ہر تحریر — مشقی اسکے ہے قطعۂ تصویر
خط شبیہ جو اوسکا پاتی ہیں — ہم حلاوت بہت اٹھاتے ہیں
لگ گئی ہے قلم تو جادو ہے — مدحیان ہے کسو کی ابرو ہے
سطر لکھتا نہیں خفی کے وہ — خط ہے خوبان کی پشت لب کا ڈھب
ایسا لکھنا کسو کی طاقت ہے — ہے جلے ہے تو ایک بابت ہے
خط میں کیسا ہے کوئی کامل ہو — اسکا کب نقطہ مقابل ہو
حرف کس کس ادا سے لکھتا ہے — کون ایسے صفا سے لکھتا ہے
سنے الف قامت نکو رویاں — لام ہے زلف سلسلہ مویاں

غزل

خوگر ہے ناز پیشکے سے ہے
وہ ہے کہ جسے ہیشکے ہے

جو عکس پڑ رہے جام مے مین
آتی ہے صدا سیشکی نی مین

ہے جلوہ گری مین یان صبوحی
وہ مست گذارہ سر انداز

سو رنگ مین اسکی یاد رکھہ تو
ہر جلوی سے دلکو شاد رکھہ تو

لم مین جو کچھہ نمود مین ہے
ہر لحظہ اسی سجود مین ہے

کریا سی کو اور مے کے پے
جیتا رہے کوئی دن تو خوش جے

اب روے سخن چمن کو کریے
مینا سے دل اور مے سے بھریے

آئی ہے بہار مے گساران
پھولی ہین چمن مین گل ہزاران

آئی ہے بہار و ہر خیابان
ہے لطف ہوا سے گل بداماں

آئی ہے بہار رند کیشان
ہے توبہ باد دل پریشان

آئی ہے بہار مرغ گلزار
کرتا ہے نوا سے سینہ افگار

لایا ہے ہزور اسکا نالہ
مجھکو بھی برلے سیر لالہ

ساقی جو کدون مین بی ادائی
معذور رکھہ اب بہار آئی

گل با دصبا سے تا کمر ہے
دامان بلند ابر تر ہے

غنچے کی گلا بیان بھری ہین
تکلیف کے منتظر وہی ہین

شیخ آئی کو تو میکدے مین آیا
پر ہو کے بہت خراب نکلا

یک جرعہ شراب ہی مین واعظ
ہر مسخرگی کا باب نکلا

تہا غیرت بادہ عکس گل سے
جس جوے چمن سے آب نکلا

ہو صرف شراب کاش ساقی
یہ شیشہ عمر ہے جو باقی

بے ساغر مے خنک ہے جینا
رکہتا ہے تنگون شراب پینا

لا بادۂ کہنہ سال تو ہے
سجدہ بہی بابت گرو ہے

دروازۂ میکدہ کہلا ہے
ہر پیر و جوان تو الصلا ہے

ایندہی ہے ہر ایک مست جون تاک
لیتے نہین نام دامن پاک

ہر غنچہ زیر سر ہے
ہر گوشے مین عالم دگر ہے

مستی نگاہ عقل دشمن
خوبی خرام مرد افگن

کہتے گئے صاحب کرامات
ہم بہی نہین قابل خرابات

جو لوگ کہ اس جگہہ سے اوٹہے
کب حلقہ و خانقہ سے اوٹہے

یان پیتے ہین جام بیخودی کا
ہے دور تمام بیخودی کا

مستی سے ہر ایک صبح صد بار
خورشید کا سر ہے اور دیوار

وہ کام دل سبو بدوشان — یعنی کہ وہ ہے شراب جوشان
وہ موجب دل خوشی کہان ہے — وہ دارو بہیشی کہان ہے
وہ جسکی طرف کوہے تہ دل — یعنی وہ ہے شیشہ ماہ منزل
وہ آتش تیز آب آمیز — وہ عربدہ جو وہ فتنہ انگیز
وہ مقصد جان نا امیدان — وہ روسیئے روسفیدان
وہ رونق کارگاہ شیشہ — وہ شوکت بارگاہ شیشہ
وہ جس سے ہو توبہ مو پریشان — وہ جس سے ہو گفتگو پریشان
وہ دامن خشک جس سے جل جاے — ثابت قدمون کا پانو چل جاے
وہ سرخی چشم خوبرویان — اسباب خرابی نکویان
وہ دلبر خود سر و شلاین — وہ رہزن راہ دین و آئین
وہ جس سے غبار دل سے دھوؤن — مینا کے گلے سے لگ کے روؤن
مستی کی مجھے بہی خواہشین ہین — اس عقل سے دلکو کاہشین ہین
لا اسکو جو آستین جہاڑون — پہر ہاتھہ چلے تو جیب پہاڑون
بیہوش شراب ناب رہیے — یون تا کبکبا کباب رہیے
ہے مستی بیخودی ضروری — کہل جاے مقام بے شعوری

جب کاکل صبح ہو پریشان — تعلیم شراب دیجیو ان
جب بچہ کنان ہون صبح خیزان — بیدار کیجیو ان
جب کاکل صبح ہو پریشان — تعلیم شراب دیجیو ان
جب بچہ کنان ہون صبح خیزان — بیدار کیجیو ان

کرتی ہے اشارہ صبح یک رہ — ہے ذوق شراب صبح گاہی
بہلے لطف نہین سے روسیاہی — جب نشہ کی ترنگ آوے
مستی سے بچے باتین نہ ناوے — شیشہ مرے منہ کو تو لگاوے
کر ایسی نگاہ جو چڑھاوے — جب پیخودی نشہ میں آوے

مقطوعہ شاعر

مثنوی مسمی بجوش عشق

ضبط کرون مین کب تک آہ اب — چل اے خامے بسم اللہ اب
کر ملک دل کا راز نہانی — ثبت جریدہ میری زبانی
یعنی میرا ایک خستہ غم تہا — سر تا پا اندوہ و الم تہا
آنکہہ لڑی اوسکی اک جا گہہ — بیخود و بہو گئی جان آگہہ
صبر نے چاہی دل سے رخصت — تاب نے ڈہونڈی ایکدم رخصت
تاب و توان شکیب و تحمل — رخصت اوسے ہو گئی بالکل
سینہ فگاری سامنے آئی — بیتابی نے طاقت پائی
گہر تے آئے داغ سیاہی — کام جگر کا کرنی تباہی
خون جگر ہو بہنے لاگا — پلکون ہی پر رہنے لاگا
خواب و خورش کا نام نہ آیا — ایک گہڑی آرام نہ آیا
چاک جگر سے محبت ٹپکی — آنسو کی جا گہہ حسرت ٹپکی
سوز سے چہاتی تا باگویا — اور پلک خونفشاں ہو گویا
آہ سے اوسکی مشکل جینا — درد فقط تہا سارا سینا

جدول جاری چاک گریبان ہو
گوشہ دامن وقف مژگان

دیدۂ تر کے دریا قابل
ساحل خشک لبی کے سائل

ہر دم ہو ہر سمت کو جاری
خون باری سے سیل بہاری

تشنہ لبی اک منہ پہ پیدا
لب جس جسکا ہووے نہ دریا

خاک بسر آشفتہ سری سے
شور قیامت نوحہ گری سے

سر تا پا آشفتہ دماغی
داغ جنون دے جسکو چراغی

غم سے گرچہ دم بھی کہین تھا
جامے مین اک تار نہین تھا

وادے پر جب اپنے آوے
صحرا صحرا خاک اڑاوے

کلفت دل جب خاک فشان ہو
اشک کی جاگہ ریگ روان ہو

گل اون نے از بسکہ کھائے
پھولونکی چھڑیان ہاتھ نہ آئے

دل کے غبار نے راہ جو پائی
شہر مین گویا آندھی آئی

سر پہ اوسکے سنگ ہمیشہ
جی پر عرصہ تنگ ہمیشہ

آہ سرد کرے وہ حریان
بید سا کانپے موی پریشان

گرد کے نہ اوسکا پیراہن
دامن صحرا جس کا دامن

یار دامن تار گریبان
دامن قرب جوار گریبان

نے کہیے نے دیکھے قابل
مذہب اوسکا سیر کے قابل

کیا کہیے کیسا کچھ تھا
القصہ وہ ایسا کچھ تھا

در صفت دلبری کہ با و علاقہ دل بود

وہ کیا تھا جسپر عاشق
جی سے تھا یہ عاشق صادق

دیدۂ گل مین جا گھر اوسکی
نکہت گل گرد رہ اوسکی

چشم برہ سا راہمین اوسکا
نقش قدم تھا یاسمن اسکا

آگے اوسکے کبھو نہ خوش آیا
یہ رو گل نے کہان سے پایا

گل آشفتہ اوسکے رو کا
سنبل اک زنجیری مو کا

جب وہ چہرہ تابندہ ہو
ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو

زلف اوس چہرے پر تابندہ
کاکل صبح سے خوش آیندہ

دیکھا اوس رخ کی نورافشانی
شمع مجلس پانی پانی

ہو ہر چند یہہ بدر کامل
اس چہرے کی ہو مقابل

حوصلہ کتنا اس پے تہ کا
منہ دیکھو آئینہ مہ کا

رکھتی تھی دعوے چشمی پر
لیکن اوسکے چشم نظر کر

چشم کرشمہ جان تغافل — ثنایان اوسکی شان تغافل
کیا جانے وہ حال کسو کا — پتھر دل اوس آئینہ رو کا
پاتے ہی ابرو کا اشارا — غمزے نے اک خنجر مارا
جب وہ خرام ناز کرے ہے — جیکو جو رعنا ز کرے ہے
رخصت دی گر عشوہ گری کو — ایک ہی جلوہ بس ہر پری کو
ہنسنے مین وہ صفائی دندان — برق خرمن عالم امکان
رشک سحر کو صافی تن پر — خون صحرا جی اوس گردن پر
آہ صفائی اوس سینے کی — غیرت افزا آئینے کی
شکل مین مین یہ ناز کہان ہے — صورت ہے انداز کہان ہے
ایسا خوب جہان مین کہین ہے — رحم ہے اسپر اب جو نہین ہے
جب وہ شکل نظر آتی تھی — کلفت دل کی نکل جاتی تھی
رنگین اوسکی اوس کف پا سے — حنا مین نکویان اپنی جاوے
چشم کرو انصاف کے گر دا — یوسف و شیرین لیلی عذرا
کون ہوا اس محبوبی سے — خوبی تو تھی پر اس خوبی سے
بار نزاکت کیونکی اوٹھاوے — شاخ گل سا لہکا جاوے

رخصت کو اس پاس بھی آیا
جلتے کے تئین اور جلایا

وقت وداع قیامت گذرا
سر سے آب حسرت گزرا

ایک دم بیخود ہوکے رہا وہ
اوس سے آگے آپ گیا وہ

آنکھین الٹین ناسو رہوے بہنے
دیکھکر اوسکو لگا یہ کہنے

ظلم ہے لوہو پیتے رہیے
جان گئے پر جیتے رہیے

عمر عزیز چلی یون جاوے
اور فلک آنکھون سے دکھاوے

آخر کرکے خدا کے حوالا
آنسیے پر پانی ڈالا

تا کے وہ منہ دکھلاوے شتابی
راہ دور سے آوے شتابی

یار گئے پر میر جواب ہے
جان سے خالی اک قالب ہے

راقم غم ہے وہ دل تفتہ
نام براو سکا رنگ رفتہ

تجھسے فرصت اوسکو کہان ہے
قاصد اشک ہمیشہ روان ہے

خط لکھتا ہے اس مضمون سے
تر ہو بال کبوتر خون سے

خط سے اگی آتش پر جو ڈالے
جس سے کباب کبوتر ہووے

جب درد دل اون نے لکھا ہے
شعلہ خط مین لپیٹ دیا ہے

مثنوی باعجاز عشق

ثنائے جہان آفرین ہے محال
زبان آسمین جنبش کرے کیا مجال

کمالات اوسکے ہین سب پر عیان
کرے کوئی حمد اوسکی سو کیا بیان

کہون کیا مین اوسکی صفات کمال
کرے ہے عقل کل یان پریشان خیال

خرد کنہ مین اوسکی حیران ہے
کہان یان پریشان پشیمان ہے

زمین وفلک سب ہین اوسکی حضور
ہہ وخور ہین اوس سے ہی لبریز نور

یہ صنعت گری اوس ہی صانع سے ہے
کف خاک کو آدمی کرد کہاے

نہ آوے کسیکی جو ادراک مین
سو رکھہ جاے وہ اوس کف خاکمین

کرے ہیگا تمثیل وتشبیہ سے
منزہ ہے وہ بلکہ تنزیہ سے

وہی حاصل مزرع آسمان
کئے اونے دانی زمین خرمن نہان

سفید وسیہ کو نہین اوسکی بار
دری ہے زمانی کی لیل ونہار

در توحید انشاطراز جزئی کہ فقرہ یکتاے او بعالم دویدہ

کرون اسکی قربت کا کیا مین بیان
کہ تہا قاب قوسین او ادنا مکان

مرا زیر پا اسکے فرق نیاز
کیا جسکی خلقت پہ صانع نے ناز

بصورت اگر عبد مشہود ہے
حقیقت کو پہونچو تو معبود ہے

نہین پاشکستون کا اب دستگیر
محمدؐ بن اوراں بن اوسکے میر

گنہگار ہون چشم یک اس سے ہے
توقع شفاعت کی ایک اس سے ہے

درود آل پر اسکے ہر صبح و شام
وہ ہی شافع حشر خیر الانام

پلا ساقیا بادۂ لعل گون
کہ ہو جا ئین سرخ آنکھین ہا نند خون

ہے اب حرف مستانہ کا دل مین جوش
کر آویزۂ گوش گر کچہ ہے ہوش

مناجات بطور عاشقان زار و
در بلاے جدائی گرفتار

مرا زخم یارب نمایان رہے
پس از مرگ صد سال خندان رہے

رہی دشمنی جیب سے چاک کو
صبا دوست رکہے مری خاک کو

مژہ اشک خونین سے سازش کرے
غم دل بہی مجہپر نوازش کرے

۶۳۳

نگہ وار تھی سر خیے چشم کی
طرفدار تھی اپنے ہی خشم کی

شہید اسکی چشمک کی دختگان
نشانے نگاہونکے دل بیگمان

مژہ موجب قتل جمع کثیر
غرض سب تے یہ ایک ترکش کا تیر

چھپین اسکے غمزے مین کتنی سنان
نمایان ہوئی سب پہ مرگ جہان

جبین کھول دی اس پریزاد نے
کہ چین مانی خوبان نوشاد نے

روان اس شب افروز سے اشک شمع
نہین ہے ہی روشن کہ تھی رشک شمع

وہ مردون کو زندہ دوبارا کرے
مسیحا جہان سے کنارا کرے

پری منفعل رنگ رخسار سے
خجل کبک انداز رفتار سے

خضر تشنہ اسکے ہے دیدار کا
مسیحا شہید اسکے بیمار کا

سوا اسکی باتون کی سب باتین ہین
جسے سنکے مردی بھی جی جاتی ہین

غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین
مسیحا کی لب یونہین کہنے کو ہین

لب سرخ اسکے وہ گلبرگ تر
چھپین جس مین دندان کی سلک گہر

تبسم مین اسنے وہ برق بہار
دم حرف ہوتے گئے آبدار

دہن غنچہ نا شگفتہ سے کم
سخن رہرو راہ تنگ عدم

تبسم تنک گر وہ دلکش کرے
تو گلشن مین گل صد چمن غش کرے

اسکے سے مقدور تک سب کہین
رہین

وہ اک رو و مان کا تہا روشن چراغ
جلاتے تے مارے اسپر پروانے

وے اسکے دلمین اک آتش نہان
کہ دیکہے جلا اس سے سارا جہان

سب آرام چاہین اسے اضطرار
سراپا تلک ایک دل بیقرار

نہ کچہہ ہوش کہ جانے کا اسکو تہا
تشفی نہ مرجانے کا اسکو تہا

نہ طاقت تہی تن مین نہ کچہہ جی مین تاب
نہ دل پاس نے صبر نے آرام و خواب

سر راہ دل قیمہ قیمہ کیے
یہ کہتا تہا مرجائے بس جیسے

سن اس نوگل عشق کی بیکلی
رہا کر قرہاتم سرا وہ گلی

دل و صبر و ہوش و توان و حواس
رہین اسکی وحشت سے سارے اداس

نہ ناموس کا ننگ نے نام کا
مراد دوست و دشمن تہا آرام کا

شب و روز فریاد کرنا اسے
کئی بار کا مرنا مرنا اسے

تماشے کا دیوانہ پیدا ہوا
زمانے کو چسکے تماشا ہوا

جو دم لے طپش توشتابی کرے
تسلی دل کی خرابی کرے

کری طرح داغون سے وہ باغ کو
روانی اسی سے زر داغ کو

دل غمزدہ سے محبت اسے
قیامت خوشی سے عداوت اسے

زن رمز کی ہون زبانسے بہ تنگ
ہوا ہون مین ساری قبیلے سے تنگ

سدا خون دلمین طپیدہ ہون مین
کہ آہ بلب نارسیدہ ہون مین

تری دور مین پہونچی ہے ای حبیب
وداع دم واپسین بھی قریب

جگر تو ہو پانی سہا غم کے بیچ
یہ دم بھی ہوا ہی کوئی دم کے بیچ

سمجھنا یہ بھی ای مرے سر پہ خاک
کس امید پر مین ہوا ہون ہلاک

تو جب سے در اوپر نظر آگئی
رہین آفتین میری سر پہ نئی

نہ نامہ نہ پیغام نے رسم و راہ
یونہین ہوتی جاتی ہی حالت تباہ

دل و دیدہ سب مدعی ہو گئے
تماشائی مجھ پر بہت رو گئے

گئی بار جان لب پر آ پھر گئی
کہان ہی تو ای گل ہوا پھر گئی

یہ حیران ہون صبر آتا نہین
تصور ترا جی سے جاتا نہین

خراش جگر سے ہے چھاتی مین درد
کہ جیسے ہوا جای ہے رنگ زرد

رہا کرتی ہے داد بیداد یان
دل شب سے گذری ہی فریاد یان

سر رہ تک آ دیکھہ یہ خستہ حال
کہ ہے نقش پا کی طرح پایمال

ترے دور غم مین تو جون کیمیا
سنا ہی کیا نام مہر و وفا

نہ آیا نظر سے ادا ہے ولیک
نہ اتنا کہ جاتا رہا جی سے ایک

ترا درد پنہان ہے کو آشکار
یہ مجھسے بیان کر کہ ہون راز دار

کہین دل لگا ہو تو یہ مجھسے کہہ
کہون اس سے جا کر غمین تو نرہ

جہان کو تو بھیجے وہان جاؤن مین
کہے کام جو تو بجا لاؤن مین

جو حور بہشتی بھی ہو تیری یار
کرون مین ملک کی طرح وان گذار

خدا جانے کیا جی مین بات آگئی
کہ میری ہی دلجوئی ہی بھا گئی

یہ سنکر جوان زخود رفتہ نے
جگر سوختہ اور دل تفتہ نے

کیا سوز دل کو لبون پر نمود
زبان تاب کہانے لگی جیسے دود

سخن ہونے لاگے نمودار کچھ
لگا کرنے پیچیدہ گفتار کچھ

کہ جس سے یہ معنی ہوئے مستفاد
کہ اے غمگسار دل نامراد

جو دلجوئی میری ہے مد نظر
تو یان ایک محلہ ہے ٹک قصد کر

نہین اوسکو درکار کچھ جستجو
سرا ایک ترسا کی ہے قبلہ رو

زبانی مری ور پہ یہ جا کے کہہ
کہ احوال سے میرے غافل نرہ

ترے واسطے خوب رسوا ہوا
مرے سر پہ ہنگامہ برپا ہوا

تسلی شکیبائی مطلق نہین
یہ اب تاب تنہائی مطلق نہین

رہی جب تلک تن مین تاب و توان
اٹھایا تحمل کا بار گران

نگہ وار تھی سر خیے چشم کی — طرفدار تھی اپنے ہی خشم کی
شہید اسکی چشمک کی دلخستگان — نشانے نگاہونکے دل بستگان
مژہ موجب قتل جمع کثیر — غرض سب تھے یہ ایک ترکش کا تیر
چھپین اسکے غمزے مین کتنی سنان — نمایان ہوئی سب پہ مرگ جہان
جبین کھول دی اس پریزاد نے — کہ چین مانی خوبان نوشاد نے
روان اس شب افروز سے اشک شمع — نہین ہے ہر روشن کہ تھی رشک شمع
وہ مردون کو زندہ دوبارا کرے — مسیحا جہان سے کنارا کرے
پری منفعل رنگ رخسار سے — خجل کبک انداز رفتار سے
خضر تشنہ اسکے ہے دیدار کا — مسیحا شہید اسکے بیمار کا
سوا اسکی باتون کی سب باتین ہین — جسے سنکے مردی بھی جی جا کر ہین
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین — مسیحا کی لب یونہین کہنے کو ہین
لب سرخ اسکے وہ گلبرگ تر — چھپین جن مین دندان کی سلک گہر
تبسم مین اسنے وہ برق بہار — دم حرف ہوتے گئے آبدار
دہن غنچہ ناشگفتہ سے کم — سخن رہرو راہ تنگ عدم
تبسم تنک گر وہ دلکش کرے — تو گلشن مین گل صد چمن غش کرے

صبا گر اور طرف سے تنگ وانکی خاک — تو نکلی زمین سے دل چاک چاک
کئی نعرہ کش وان کئی نعرہ زن — کئی خون گرفتہ کئے بے کفن
کئی ہو وطن وان سفر کر گئے — سسکتے مین کتنے کئی مر گئے
ہر اک جان ہر شخص ناکام کی — ہوا دار اسکے لب بام کی
پھرون گرد ساقی نشے مین ترے — گلابی ہی منہ کو لگا دی مرے
مجھے مست اس سیہ دیکھ کر — چلون جون قلم پھر بھی مطلب پر
سنا وہ جگر سوز پیغام جب — کئی آشنا حرف سے لعل لب
پڑھی اک ربائی نہ کر اعتبار — کہ مضمون جسکا یہ موزون ہر یار
کہ ہجر انمین جو بیقراری کرے — سر راہ فریاد زاری کرے
نہ سوئے دے نالون سے ہمسایہ کو — بھلی مرگ ایسی فرومایہ کو
محبت کی رہ مین یہ پہلا گام — کہ سر سے گذر جائیے شاد کام
اگر پیش آوے دم واپسین — وہ ہے عزم مین وا ماندہ قافلہ
ہے اوسکا وصال

حقیقت بیان کی سب کہی گئی
جو ان فرقہ ہستی جلائی گئی
گرا خاک پر اس طرح جو کہ پھر
دیا ساتھ اسکے آتش نے جان
جو ان بات کی بات مین خون مین
دیا سا وہ جلتا جو تنکا ہوا
مرون مین یہ کھل تازہ رکھیو اسے
مرے سوز کے بیان طرز نئی سے
سلامت کرون اسکو مین اسکی جان
حقیقت گئی اسکی عریان عریان
خوشی کا رقیبون کا تعریف کیا
ابھی کل ہی کہتے تھے ہم اسمین یار
ابھی کل کہا مین خوبی پہ بھلکو نظر
کف خاک اسکی سے ذلت کا باب
ترقی آسمان بن پہ پہنچی تراب
یہ نظم ۱۱ دہم مین اردو اشاعیہ

کوئی نالہ بلبل سے ہے یادگار — خزان اس چمن مین ہی گل کی بہار
کہین ساقی دی آب گلرنگ کو — کشادہ بھی کر اس دل تنگ کو
گلے لگ کے مینا کے تک روئیے — فسانہ بھی آخر ہے اب سوئیے

مثنوی مسمّی بخواب و خیال

خوشا حال اوسکا جو معدوم ہے — کہ احوال اپنا تو معلوم ہے
رہین جان غمناک کو کاہشین — گئین دل سے نومید سو خواہشین
زمانے نے رکھا مجھے متصل — پراگندہ روزی پراگندہ دل
کبھی کب پریشانی روزگار — رہا مین تو ہم طالع زلف یار
وطن مین نہ اک صبح مین شام کے — نہ پہونچے خبر مجکو آرام کی
اوٹھاتے ہی سر یہ پڑا اتفاق — کہ دشمن ہوئی ساری اہل وفاق
جلاتے تھے مجھ پر جو اپنا دماغ — دکھانے لگے داغ بالای داغ
نہ آوارہ چاہا مجھے — مری بیکسی نے نباہا مجھے
رہا
غریبی نے اک عمر کی ہمسری
نہ سے بسر لے گیا

پڑی فکر جان میرے احباب کو
اوڑا دیوین سب گھر کے اسباب کو

ہوئی پاس کوئی تفاوت سی ہو
سراسیمہ کوئی محبت سے ہو

کوئی فرط اندوہ سے گریہ ناک
گریبان کسوکا مرے غم سے چاک

جو دیکھون تو آنکھون سے لوہو بہے
نہ دیکھون تو جی پر قیامت رہے

کہے چشم بندی کو بجا رغیر
ولے منزل دلمین اس مہ کی سیر

وہی جلوہ ہر آن کے ساتھہ تھا
تصور مرے جان کے ساتھہ تھا

اگر ہوش مین ہون وگر بیخبر
وہ صورت رہی میری پیش نظر

اسے دیکھون جیدہر کر دمین نگہہ
وہی ایک صورت ہزارون جگہہ

نگہہ گردش چشم سے فتنہ ساز
مزہ آفت روزگار دراز

عجب رنگ پر سطح رخسار کا
نگر تھا وہ آئینہ گلزار کا

جو آنکھہ اوسکی بیہی سے جا کر لڑی
دم تیغ پر راہ چلنے پڑی

مکان کنج لب خواہش جان کا
دہن دیکھکر کچھہ نہ کہئے کہ آ

سزاے جگر

کہ جو ما کرون بید مجنون کی طرز
رہے یاد اوس سرو موزون کی طرز

رہون زرد مین گاہ بیمار سا
پریشان سخن گہر پر یدار سا

پری خوا انکو لا کوئی افسون پڑہا
کسو سے کوئی جا کے تعویذ لا ئے

طبیبون کو آخر دکہایا مجہے
نہ پینا جو کچہ تہا پلایا مجہے

دوا جو لکہی سو خلاف مزاج
کہچا اس خرابے کو کار علاج

کہ سر رشتہ تدبیر کا گم ہوا
دل اوپر ہجوم توہم ہوا

درون خود بخود بیخود اسی رہے
پریشان دلی اور اداسی رہی

کرون بیکلی جاؤن تا ہر کہین
نہ گہر مین لگے جی نہ باہر کہین

قیامت جنون کار سے سر مین شور
کہچا جاے دل کوہ و صحرا کی اور

رہے شوق سر در گریبان دل
ہوا کہینچے صحرا کو دامان دل

سر آشفتہ زلف گرہ گیر کا
قدم حلقہ در گوش زنجیر کا

جنون آہ در پے ہوا جان کے
مجوز ہوئے یار زندان کے

بندا اک کوٹھری مین مجہے
کہ آتش جنون کی نگہوان بجہے

لب نان اک یار دینے لگے
دم آب دشوار دینے لگے

کہان علم کسب فرصت نہ آہ
ہوا کا بہی وان گشت روزن کی راہ

ذہی وسعت فضا دین نیشتر
ذہی رنگ صحبت کا پیش نظر

ذہی لوہو پینے کا پیتا مہ پہر
ذہی تر لوہو مین مرا جامہ پہر

لگا نشتر اے کے لگا نے نہین
ہوا خون سے دامن و جیب رنگین

گل جان تلک زخم پہونچی ہے تیغ
تن ضعف سے لخت و شوار تہا

کہی ایک مدت تلک پس رہا
تن بیہوش کی طرح لرزان رہا

چلا جاب سر پا قدم زخم کا
کہ مرہم ہی ایک یار تہا

جفا ضعف سے تجکو کیا کیا نہ تھی
قیامت گئی یون کہ گویا نہ تھی

پس از چند آنکھین تھہرنے لگین
نگاہین بھی کچھہ کام کرنے لگین

بندہا ناتوانی کا رخت سفر
کیا طاقت رفتہ نے منہ ادہر

کسے تھا مری زندگانی کا دھیان
ولیکن نہایت تھا مین سخت جان

لگی جان سی آنے اعضا کے بیچ
کوئی روز رہنا تھا دنیا کے بیچ

پھر اما تواں مین بہت درد سے
کہ نزدیک تھا عالم گور سے

غلط کاریٔ وہم کچھہ کم ہوئی
وہ صحبت جو رہتی تھی برہم ہوئی

وہ صورت کا تھا وہم دیوانگی
لگی کرنے در پردہ بیگانگی

پس از دیر آنکھو نمین آنے لگے
نہ دو دو پہر منہ لگانے لگے

نہ دیکھے مری اور اس پیار سے
غریبانہ سر مارے دیوار سے

کہین ٹک تسلی کہین بیقرار
کہین شوق سے میری بے اختیار

کہین واسطے میری روتی ہی خون
کہین دست زیر زنخ ہی ستون

کہین دلکو اپنے دکھاوی مجھے
مری بیوفائی جتاوی مجھے

کہین دست بر دل وہ رشک قمر
کہین حسرت آلودہ مجھ پر نظر

کہین بید ماسا نہ سرگرم ناز
کہین آتش شوق سے جانگداز